رسائل

مجاہد اسلام جناب ابوعبیدہ نظام الدین بی اے

احتسابِ قادیانیت

رد قادیانیت
رسائل
مبلغ اسلام جناب ابو عبیدہ نظام الدین بی اے
احتساب قادیانیت
چہاردہم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان ۔ فون: 4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم ،احسان وتوفیق وعنایت سے ''احتساب قادیانیت'' کی چودھویں جلد پیش خدمت ہے۔ یہ جلد حضرت علامہ ابوعبیدہ نظام الدینؒ بی اے سائنس ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ کے مجموعہ کتب پر مشتمل ہے۔

حضرت موصوف فاضل اجل عالم دین اور دنیاوی تعلیم کے ماہر تھے۔ فن مناظرہ پر آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ ردقادیانیت میں عظیم ماہرفن کے طور پر اپنے زمانہ میں جانے پہچانے جاتے تھے۔ قدرت نے آپ سے خدمت ختم نبوت کا عظیم کام لیا۔ ان کے یہ رسائل ۱۹۳۴ء کے لگ بھگ کے ہیں۔ اس زمانہ میں وہ تمام مناظرین اسلام جو ردقادیانیت کے لئے گرانقدر خدمات انجام دے رہے تھے ان سے آپ کے مشفقانہ وبرادرانہ تعلقات تھے۔ حضرت امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بانی مجلس تحفظ ختم نبوت پر دل وجان سے فدا تھے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ ایسے مناظرین کے گروہ کے سرخیل تھے۔ آپ کا امتیازی وصف اور خوبی یہ ہے کہ آپ قادیانیوں کو قادیانیوں کی کتابوں سے جواب دیتے ہیں۔ قادیانیوں کے ہر اعتراض کے سامنے قادیانی کتابوں کے حوالہ جات کی سدسکندری کھڑی کردیتے ہیں۔ یاجوج ماجوج کی طرح قادیانی ان حوالہ جات کی دیوار کو چاٹ چاٹ کر نیم جان ہوکر اول فول بکنے لگ جاتے ہیں۔ موصوف کی یہ امتیازی شان ان کی کتابوں میں واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ تقریباً سو سال گزرنے کے باوجود ان کی کتابوں کی ضرورت اور آب وتاب جوں کی توں باقی ہے۔ کوئی مناظر ان کی کتب سے بے نیازی نہیں برت سکتا۔ آج بھی قادیانیوں کے خلاف مناظرہ کا ہر صاحب ذوق مناظر ان کی کتب کا زیردست ومنون نظر آتا ہے۔ ان کی عظیم خدمات کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

ان کی چار کتب ہمیں میسر آئی ہیں۔ نمبر۱ ... توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام۔

نمبر۲ . مکتوبات مرزا، نمبر۳ .... برق آسمانی بر خرمن قادیانی، نمبر۴ .. بشکوۂ آسمانی، جو اس جلد کی زینت بنی ہیں، مزید ان کے رشحات قلم شائع نہ ہوسکے۔ ان کی کتب و مسودہ جات بیس سال کا عرصہ ہوا ان کے ایک عزیز جو فوجی آفیسر تھے اور لاہور میں مقیم تھے۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری کو وقف کئے تھے۔ ان کی نوٹ بکوں کو آج کوئی اللہ کا بندہ ترتیب دے۔ حوالہ جات پر محنت کرے تو رد قادیانیت کا خوبصورت انسائیکلوپیڈیا تیار ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کام کے لئے صلاحیت، توفیق اور فرصت درکار ہے۔ کسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتے ہیں یہ ایک سوالیہ ہے؟ بہر حال! راقم الحروف سے جو ہوسکا وہ حاصل کی ہے اور آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔ اپنی ڈائریوں میں وہ اپنے صاحبزادہ جناب عبدالقیوم کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ عزیز کہاں ہیں؟ نہیں معلوم ہوسکا۔ خدا کرے وہ زندہ ہوں۔ ان تک اپنے والد مرحوم کی کتب کا یہ مجموعہ پہنچ پائے۔ وہ رابطہ کریں تو مرحوم کے حالات جمع ہوسکتے ہیں۔ قارئین! قدرت کے کرم کو دیکھیں کس طرح ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کار امت کو نصیب کئے۔ جنہوں نے قادیانیت کے خلاف اپنی صلاحیتوں کو وقف کئے رکھا۔ آج ان حضرات کی محنت کو حق تعالیٰ کس طرح اجاگر فرمارہے ہیں۔ یہ ان کے مخلصانہ کام اور جدوجہد کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے۔ ہم ان کے صحیح وارث ہیں؟۔ یہ ہمارے پر منحصر ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرسکتے ہیں یا نہیں۔ بہر حال قارئین، مبلغین اور رفقاء سے میری درخواست ہے۔ حق تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ عالم آخرت میں ان مرحوم مصنفین سے ملاقات یقیناً تمام تھکاوٹوں کو دور کردے گی۔ اے مولائے کریم! تو ایسے ہی فرما۔ ان کے علوم کا صحیح وارث بنادے اور قیامت کے دن تمام رسوائیوں سے محفوظ فرما کر ان حضرات کی معیتوں کے مزے لوٹنے کی توفیق عنایت کردے۔ ہماری مشکلات کو آسان اور پریشانیوں کو دور فرما اور زیادہ سے زیادہ جگر سوزی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ آمین! ثم آمین! بحرمة النبی الکریم وخاتم النبیین!

والسلام!

(مولانا) اللہ وسایا

یکے از خدام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

۱۷؍شوال المکرم ۱۴۲۵ھ

۳۰؍نومبر ۲۰۰۴ء

توضیح الکلام

فی اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام

مبلغ اسلام ابوعبیدہ نظام الدینؒ۔ بی۔ اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کتب مشمولہ جلد ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست مضامین

توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام

باب سوم!

باب چہارم

اقوال صحابہ کرامؓ

باب پنجم!

باب ششم!

توضیح الکلام

فی اثبات

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کرتے وقت علماء اسلام کے لیے صدق و کذب مرزا کی بحث سے زیادہ عام فہم اور فیصلہ کن اور کوئی بحث نہیں۔ باوجود اس کے ہم نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں کیوں قلم اٹھایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ کلام اللہ میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی سینکڑوں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ہزارہا صحابہ کرامؓ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔ بے شمار اولیاءؒ وصلحاء بالخصوص مجددین امتؒ اسی عقیدہ پر قائم رہے۔ پس اگر اب اس کی صداقت سے انکار کیا جائے تو اس سے ایک فساد عظیم برپا ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کے بعد ماننا پڑے گا کہ قرآن شریف کا مطلب ساڑھے تیرہ سو سال تک نہ تو رسول کریم ﷺ کو سمجھ میں آیا۔ نہ صحابہ کرامؓ نے ہی سمجھا اور نہ کسی مجدد امت یا مفسر قرآن کو اس کی حقیقت معلوم ہوئی اور یہ امر محال عقلی ہے۔

۲۔ قادیانیوں نے جس قدر تاویلات رکیکہ کر کے حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو غلط ٹھہرایا ہے۔ اس کے تسلیم کر لینے سے ہر ایک ملحد اور محرف کو کلام اللہ کا مطلب بگاڑنے کا موقع مل جاتا ہے۔ مثلاً گندم بمعنی گڑ، پانی بمعنی دودھ و بالعکس کرنے والا ایسا ہی سچا ہو سکتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی۔

۳۔ جب قرآن شریف کی تفسیر رسول ﷺ، تفسیر صحابہؓ، تفسیر مجددین قابل اعتبار نہ سمجھی جائے تو اسلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جس مذہب میں بقول مرزا ایک مشرکانہ عقیدہ

سینکڑوں سال تک اجماعی صورت میں قائم چلا آیا ہے۔ اس سے اور کون سی امید صداقت کی ہو سکتی ہے؟

۳ اگر کوئی شخص کسی نبی مثلاً یونس علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرے۔ یا جنگ بدر یا جنگ احد کی واقعیت سے انکار کرے۔ یا حضرت نوح علیہ السلام کی طوالت عمری کا انکار کرے یا مثلاً یوں کہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی نہ تھے۔ یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نہ تھے۔ یا مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ان کے بھائیوں نے کوئی بدسلوکی نہیں کی تھی تو بظاہر یہ سارے اقوال ایسے ہیں کہ ایک ظاہر بین انسان ان کی تردید کرنے کو ایک لایعنی فعل اور فضول کام قرار دے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان اقوال کی رو سے تکذیب کلام اللہ لازم آتی ہے۔ مثلاً کلام اللہ میں حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت کا اقرار ہے اور قائل اس سے انکار کرتا ہے۔ پس اس سے تکذیب باری تعالیٰ لازم آتی ہے۔ اسی طرح حیات مسیح علیہ السلام کے انکار سے تکذیب باری تعالیٰ، تکذیب رسول ﷺ، تکذیب صحابہؓ، تکذیب مجددین امت بلکہ تکذیب جمیع اولیاء امت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس کے قبول کر لینے کے بعد اسلام میں پھر کوئی عقیدہ کوئی بات بھی قابل اعتبار نہیں رہتی۔ اس واسطے میں نے عوام الناس بالخصوص سائنس زدہ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے سامنے مسئلہ کی حقیقت بالم نشرح کرنی ضروری سمجھی۔

العارض بندہ ابو عبیدہ۔ بی۔ اے

پہلے مجھے پڑھیے

محترم ناظرین! قادیانی جماعت کی ہر دو صنف اہل السنت والجماعت کے علماء کرام سے مناظرہ کی شرائط طے کرتے ہوئے بحث حیات و ممات مسیح علیہ السلام کو بحث قرار دینے پر سب سے زیادہ زور دیا کرتے ہیں اور دلیل یہ دیا کرتے ہیں کہ مرزائی جماعت اور مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک فیصلہ کن بحث ہو سکتی ہے کیونکہ اگر ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسمہ عنصری آسمان پر موجود ہیں تو مرزائیت کی عمارت خود بخود دھڑام سے گر جائے گی۔ ہمارے علماء قصداً اس موضوع (بحث) پر زیادہ پسند نہیں کرتے اس کی یہ وجہ نہیں کہ علماء اسلام کے پاس حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں نصوص اور دلائل نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ

۱ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کی بحث میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کے پرکھنے کا موقع نہیں ملتا۔

۲ عام طور پر مناظروں میں عوام الناس کا مجمع ہوتا ہے۔ وہ علوم عربیہ سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس بحث میں قادیانی مناظر آیات قرآنی اور احادیث نبوی پڑھ کر ان کے غلط معنی کرتے ہیں۔ علماء اسلام ان کو دقیق علمی گرفت میں گھیر لیتے ہیں۔ عوام الناس اس علمی بحث کو سمجھتے نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجلس سے اٹھتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ "بھائی قرآن اور حدیث تو قادیانی بھی خوب پڑھتے ہیں۔" حالانکہ وہ بالکل بے محل پڑھتے ہیں اور محض تحریف اور تلبیس سے حق کو چھپاتے ہیں۔ غرضیکہ علماء اسلام اس مسئلہ کو صرف انہی دو وجوں سے بحث بنانا نہیں چاہتے۔ ورنہ حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ اس قدر صاف ہے کہ اس سے زیادہ صاف شاید ہی کوئی اور مسئلہ ہو۔ میں اس مختصر رسالہ میں اسلامی دلائل کو مختصر طور پر بیان کروں گا لیکن انشاء اللہ ایسے عام فہم طریق سے کہ اردو دان طبقہ بھی سمجھنے میں دقت محسوس نہیں کرے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

اعلان انعام: اگر کوئی قادیانی میرے دلائل حیات عیسیٰ علیہ السلام کو غلط ثابت کر دے تو

بشرائط ذیل ایک ہزار روپیہ نقد لینے کا مستحق ہوگا اور قانونی طور پر مجھ سے اس رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اگر میں انکار کروں تو میری یہ تحریر بطور وثیقہ کے عدالت میں پیش کر کے ایک ہزار روپیہ مجھ سے وصول کر سکتا ہے۔

شرائط.....۱ قادیانی میرے اس رسالہ کا جواب لکھ کر ایک کاپی مجھے دے دیں۔

۲..... پھر میں جواب الجواب لکھوں گا۔

۳..... تینوں مضامین تین مسلمہ غیر جانب دار ثالثوں کو دے دیئے جائیں گے۔

۴..... تینوں ثالثوں کا متفقہ فیصلہ فریقین کو قبول ہوگا۔

۵..... اگر ثالثوں کا فیصلہ میرے خلاف ہو تو میں فوراً ایک ہزار روپیہ بطور انعام قادیانی مناظر کو ادا کر دوں گا۔ بشرطیکہ

۶..... اگر ثالثوں کا فیصلہ میرے دلائل کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دے تو اول تو ساری جماعت قادیانی ورنہ کم از کم ایک ہزار قادیانی یا صرف مرزا بشیر الدین محمود احمد آف قادیان یا صرف محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور مرزائیت سے توبہ کر کے جمہور اہل اسلام کے ہم عقیدہ ہونے کا اعلان کرنے کو تیار ہوں۔

ناظرین! خوب جانتے ہیں کہ ان میں کوئی شرط غیر مناسب نہیں۔ اب کوئی وجہ نہیں آتی جس کی بنا پر قادیانیت کے علمبردار اپنے مایہ ناز مبحث پر میرے گراں قدر انعام کو لینے کی سعی نہ کریں۔ صرف ایک ہی ممکن وجہ ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنے دلائل کی بودہ پن اور بے بسی کو خوب سمجھتے ہیں۔

پیش گوئی میں توکلاً علی اللہ اپنے فولادی دلائل قرآنی و حدیثی کے بل بوتے پر اعلان کرتا ہوں کہ قادیانی اور لاہوری دونوں ستونوں میں سے کوئی بھی میرے اس چیلنج کو قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ ان کا جواب ان کے پاس سوائے دجل و فریب کے اور تو کچھ ہے ہی نہیں اور ثالثوں کے سامنے دجل و فریب کی حقیقت اظہر من الشمس کر دی جائے گی۔

ہمارے دلائل کی فولادی طاقت کا راز

میں اس رسالے میں بحمد اللہ دلائل وہی دوں گا جو علماء اسلام کا معمول رہا ہے۔ کیونکہ میں فخر یہ عرض کرتا ہوں کہ میں انہیں علمبرداران اسلام کا ریزہ چین ہوں مگر میرے دلائل کا لباس اور طرز رنگ اور کشش بالکل مختلف ہوگا۔ یعنی تمام کے تمام دلائل قادیانیوں کے مسلمہ عقائد و اصولوں پر مبنی ہوں گے۔

قادیانی اصول و عقائد

۱۔ ''قرآن شریف کے وہ معانی و مطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے۔ جن کی تائید قرآن شریف ہی میں دوسری آیات سے ہوتی ہو۔ یعنی شواہد قرآنی۔''

(برکات الدعا ص ۱۸ خزائن ج ۶ ص ۱۸)

۲۔ جہاں کلام اللہ کے معانی و مطالب میں اختلاف ہو جائے وہاں رسول کریم ﷺ کی تفسیر قابل قبول ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء ۶۵) یعنی اے محمد ﷺ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے۔ (یہ لوگ) مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے اختلافات اور جھگڑوں میں آپ ﷺ کو اپنا ثالث نہ بنائیں۔ پھر آپ ﷺ کے فیصلے کے بعد وہ اپنے دلوں میں کوئی بوجھ یا کدورت محسوس نہ کریں اور آپ ﷺ کے سامنے سر تسلیم خوشی کے ساتھ خم کر دیں۔''

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''دوسرا معیار تفسیر رسول کریم ﷺ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہے۔''

(برکات الدعا ص ۱۸ خزائن ج ۶ ص ایضاً)

۳۔ اگر قرآن اور حدیث کے سمجھنے میں اختلاف ہو جائے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع ہونا چاہیے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ ''تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے نوروں کے حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔''

(برکات الدعا ص ۱۸ خزائن ج ۶ ص ایضاً)

۴۔ پھر اگر کسی وقت کلام اللہ، حدیث رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے کلام سمجھنے میں اختلاف رونما ہو جائے اور خلقت گمراہ ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایسے علماء ربانیین پیدا کرتا رہتا ہے۔ جو اختلافی مسائل کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے منشا اور فشاء کے مطابق حل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ان اللہ یبعث

لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا.

(ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۲ باب ما یذکر فی قدر المائۃ)

''یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایسے علماء مفسرین پیدا کرتا رہے گا۔ جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔'' اس کی تائید مرزا قادیانی اس طرح کرتے ہیں۔ ''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے۔ جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔'' (فتح اسلام ص ۹ خزائن ج ۳ ص ۷) پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ ''مجدد کا علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۵۴ خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) تیسری جگہ لکھتے ہیں۔ ''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (شہادۃ القرآن ص ۴۸ خزائن ج ۶ ص ۳۴۴) چوتھی جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ''مجددوں کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔'' (ایام الصلح ص ۵۵ خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸) پانچویں جگہ ارشاد ملاحظہ کریں۔ ''مجدد مجملات کی تفصیل کرتا اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۵۷ خزائن ج ۷ ص ۲۹۰) چھٹی جگہ لکھا ہے۔ ''مجدد خدا کی تجلیات کا مظہر ہوتے ہیں۔'' (سراج الدین عیسائی ص ۱۵ خزائن ج ۱۲ ص ۳۴۱) اس سارے مضمون کا نتیجہ یہ ہے کہ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کا جو مفہوم مجددین امت بیان کریں وہی قابل قبول ہے۔ اس کی مخالفت کرنے والا فاسق ہوتا ہے۔

۵۔ ا۔ ''نصوص کو ظاہر پر حمل کرنے پر اجماع ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۳۹ خزائن ج ۳ ص ۳۱۲ و ص ۵۳۹ خزائن ج ۳ ص ۳۹۰)

ب۔ حدیث بالقسم میں تاویل اور استثناء ناجائز ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ''وَالْقَسَمُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْخَبَرَ مَحْمُوْلٌ عَلَی الظَّاهِرِ لَا تَاْوِیْلَ فِیْهِ وَلَا اِسْتِثْنَاءَ وَاِلَّا اَیُّ فَائِدَةٍ فِی الْقَسَمِ.'' (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ خزائن ج ۷ ص ۱۹۲ حاشیہ) ''کسی حدیث میں قسم کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل قبول ہوں۔ اس میں تاویل کرنا یا استثناء جائز نہیں ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔''

۶۔ ''جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا۔ اس کے فرشتوں اور تمام

لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول ایمانی میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(انجام آتھم ص ۱۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۷۔۔۔ حدیث نبوی در بارہ تفسیر بالرائے (۱) مَنْ تکلّم فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ (رواہ النسائی اتقان ج ۲ ص ۳۰۵ فی شروط المفسر و آداب) (۲) مَنْ قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوّأ مقعدہ من النار (ترمذی ج ۲ ص ۱۲۳ باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیه۔ اتقان ج ۲ ص ۳۰۵ فی شروط المفسر و آداب) اس کی تائید میں مرزا قادیانی کا قول پیش کرتا ہوں۔ ''مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۲۸ خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

۸۔ عسل مصفیٰ مصنفہ مرزا خدا بخش قادیانی، قادیانی مذہب کی مسلمہ کتاب ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں اس کا ایک حصہ ملاحظہ کیا تھا اور مصنف کی داد دی تھی۔ قادیانی اور لاہوریوں کے سرکردہ ممبروں نے اس پر زبردست تقریظات لکھی ہوئی ہیں۔ بالخصوص محمد علی لاہوری اور مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیانی نے۔ اس کے جلد اول ص ۱۶۲_۱۶۵ پر گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست درج ہے۔ ہم یہاں مشہور مجددین مفسرین و محدثین کے اسمائے گرامی ذیل میں آئندہ حوالوں کے لئے درج کرتے ہیں۔

۱۔ امام شافعی مجدد صدی دوم
۲۔ امام احمد بن محمد بن حنبل مجدد صدی دوم
۳۔ ابو جعفر طحاوی مجدد صدی سوم
۴۔ ابو عبدالرحمان نسائی مجدد صدی سوم
۵۔ حافظ ابو نعیم مجدد صدی چہارم
۶۔ امام حاکم نیشاپوری مجدد صدی چہارم
۷۔۔۔ امام بیہقی " " " " "
۸۔۔۔ امام غزالی " " " " پنجم
۹۔۔۔ امام فخر الدین رازی صاحب مجدد " ششم
۱۰۔۔۔ امام مفسر ابن کثیر " " " " " ششم
۱۱۔ حضرت شہاب الدین سہروردی " " "
۱۲۔ امام ابن جوزی " " " " "
۱۳۔۔۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی " " " "
۱۴۔ امام ابن تیمیہ حنبلی " " " " " ہفتم
۱۵۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی " ہفتم
۱۶۔ حافظ ابن قیم جوزی " " " " "
۱۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی " " " " ہشتم
۱۸۔۔۔ امام جلال الدین سیوطی " " " " نہم
۱۹۔ ملا علی قاری " " " " " دہم
۲۰۔ محمد طاہر گجراتی " " " " " دہم
۲۱۔ عالمگیر اورنگ زیب " " " " یازدہم
۲۲۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی " یازدہم

۲۳..... مرزا مظہر جان جاناں دہلوی " " " ۲۴ .. حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی " " " " " دوازدہم

۲۵..... امام شوکانی " " " " " ۲۶ .. سید احمد بریلوی مجدد صدی سیزدہم

۲۷ .. شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی " " ۲۸ مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید "

۲۹ .. شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ۳۰. شاہ عبدالقادر صاحب مجدد صدی سیزدہم

یہاں تک ہم نے تیرہ صدیوں کے مشہور مشہور مجددین کے اسمائے گرامی درج کر دیے ہیں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں۔ اس کے بالمقابل جمہور علماء اسلام کے نزدیک چودھویں صدی کے مجددین میں سے بزرگان ذیل خاص طور پر مشہور ہیں۔

۱ ... شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ۔

۲..... حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکیؒ۔

۳..... شیخ العرب والعجم المحدث الفقیہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ۔

۴ .. قاسم العلوم حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحبؒ بانی دارالعلوم دیوبند۔

۵ .. حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مونگیریؒ۔

۶..... حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم۔

جنھوں نے کم و بیش ۱۰۰۰ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں موجودہ صدی کے پیدا کردہ الحاد کی تردید کر کے دین محمدی کو دوبارہ اصلی شکل میں دکھایا ہے آپ کی تفسیر اور ترجمہ قرآن روئے زمین کے مسلمانوں میں مقبول ہو چکے ہیں۔ اپنی کتابوں سے مرزا قادیانی کی طرح کوئی دعویٰ نفع نہیں اٹھایا۔ ۱۰۰۰ کتابوں میں کسی جگہ بھی اپنی تعریف میں کچھ نہیں لکھا۔

۹..... انجیل کو بطور دلیل کے پیش کرنا قادیانیوں کے لیے حجت ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" "یعنی اگر تمھیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱۶ خزائن ج ۳ ص ۴۳۳)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ "زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ ساری کتابیں (انجیل اور توریت) محرف و مبدل ہیں۔ بلاشبہ ان مقامات (رفع جسمانی اور پیشگوئیوں)

سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں ... بلکہ ہمارے امام المحدثین حضرت اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۷۷ خزائن ج ۳ ص ۲۲۸ ـ ۲۳۰)

"انجیل برنباس نہایت معتبر انجیل ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ ص ۲۸۷ تا ۲۸۲ حاشیہ ملخص خزائن ج ۲ ص ۲۳۹ تا ۲۴۱ ملخص)

۱۰۔۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء یا ۱۲۹۷ھ میں مجدد اور مامور من اللہ اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے ... اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۳، ۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳، ۲۴)

(دیکھو ازالہ اوہام خورد ص ۱۸۹، ۱۵۵ خزائن ج ۳ ص ۱۹۰، ۱۸۹)

اب ذرا ملہم کی شان بھی ملاحظہ کر لیں فرماتے ہیں۔ "جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۹۸ خزائن ج ۳ ص ۱۹۸)

باب اوّل

حیات عیسیٰ علیہ السلام

میں اپنے دلائل مندرجہ ذیل ۶ ابواب میں بیان کروں گا۔
باب ۱ دلائل از انجیل باب ۲ دلائل از قرآن شریف
باب ۳ دلائل از حدیث باب ۴ دلائل از اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم
باب ۵ دلائل از ائمہ اسلام بالخصوص مجددین امت جن کو قادیانی بھی مجدد اور ائمہ اسلام تسلیم کر چکے ہیں۔ باب ۶ دلائل از اقوال مرزا غلام احمد قادیانی

باب اوّل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی و رفع جسمانی کا ثبوت از انجیل

۱۔ انجیل متی باب ۲۴۔ "اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ تو اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آ کر بولے ہمیں بتا کہ یہ سب باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔" (آیت ۳ تا ۳۰ تک میں ۲۵)

۲۔ انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۳ تا ۲۶ میں بھی یہی مضمون دیکھیں۔

۳۔ انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۳۶ تا ۵۲ تک میں ہے "وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اس نے (یسوع نے) ان سے کہا کہ

تم کیوں گھبراتے ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا۔ پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی۔ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔"

۴۔ مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹ ص ۵۳ "غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا۔"

۵۔۔۔۔ رسولوں کے اعمال باب اوّل آیت ۹ تا ۱۱ ص ۱۱۶ "یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح پھر آئے گا۔ جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔"

۶۔ انجیل برنباس فصل ۲۱۴ آیت ۱ تا ۳ ص ۳۰۶ "اور یسوع گھر سے نکل کر باغ کی طرف گیا تاکہ نماز ادا کرے۔ اور چونکہ یہودا اس جگہ کو جانتا تھا جس میں یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تھا۔ لہٰذا وہ کاہنوں کے سردار کے پاس گیا اور کہا اگر تو مجھے وہ دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میں آج کی رات یسوع کو تیرے سپرد کر دوں گا۔ جس کو تم لوگ ڈھونڈ رہے ہو۔ اس لیے کہ وہ گیارہ رفیقوں کے ساتھ اکیلا ہے۔" فصل نمبر ۲۱۵ آیت ۱ تا ۶ ص ایضاً "اور جبکہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس میں یسوع تھا۔ یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا سنا۔ تب اسی لیے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا اور گیارہوں شاگرد سو رہے تھے۔ پس جبکہ اللہ نے اپنے بندے کو خطرے میں دیکھا۔ اپنے سفیروں جبرائیل، میکائیل، رفائیل اور اوریل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔ تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔ پس وہ اس کو اٹھا لے گئے اور اسے تیسرے آسمان

میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو کہ ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔" فصل
نمبر ۲۱۲ آیت ۱۵ تا ۲۰ ص ۳۵۸ "اور یہوداز ور کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا جس
میں سے یسوع اٹھا لیا گیا تھا اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے۔ تب عجیب اللہ نے
ایک عجیب کام کیا۔ پس یہودا بولی اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا۔ یہاں
تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا وہی یسوع ہے۔ لیکن اس نے ہم کو جگانے کے بعد تلاش
کرنا شروع کیا تھا تاکہ دیکھے کہ معلم (یسوع) کہاں ہے۔ اس لیے ہم نے تعجب کیا اور
جواب میں کہا۔ اے سید تو ہی تو ہمارا معلم ہے۔ پس تو اب ہم کو بھول گیا مگر اس نے
مسکراتے ہوئے کہا کیا تم احمق ہو کہ یہودا اسکریوطی کو نہیں پہچانتے اور اسی اثناء میں کہ وہ
یہ بات کہہ رہا تھا۔ سپاہی داخل ہوئے اور انھوں نے اپنے ہاتھ یہودا پر ڈال دیئے۔ اس
لیے کہ وہ ہر ایک وجہ سے یسوع کے مشابہ تھا لیکن ہم لوگوں نے جب یہودا کی بات کی
اور سپاہیوں کا گروہ دیکھا تب ہم دیوانوں کی طرح بھاگ نکلے" (شاگردوں کا یسوع کو
اکیلا چھوڑ کر بھاگ جانا دیکھو مرقس باب ۱۴ آیت ۵۰) فصل نمبر ۲۱۶ آیت ۱ تا ۸ ص
۳۶۳ تا ۳۶۵ "پھر سپاہیوں نے یہودا کو پکڑا اور اس کو اسے مذاق کرتے ہوئے باندھ
لیا۔ اس لیے کہ یہودا نے ان سے اپنے یسوع ہونے کا انکار کیا حالانکہ وہ سچا تھا
یہودا نے جواب میں کہا شاید تم دیوانے ہو گئے ہو۔ تم تو ہتھیاروں اور چراغوں کو لے کر
یسوع ناصری کو پکڑنے آئے ہو۔ گویا کہ وہ چور ہے تو کیا تم مجھ کو باندھو گے جس نے
کہ تمہیں راہ دکھائی ہے تاکہ مجھے بادشاہ بناؤ"۔ "یہودا نے بہت سی دیوانگی کی باتیں
کیں۔ یہاں تک کہ ہر ایک آدمی نے تمسخر میں انوکھا پن پیدا کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے
کہ وہ (یہودا) درحقیقت یسوع ہی ہے اور یہ کہ وہ موت کے ڈر سے بناوٹی جنون کا
اظہار کر رہا ہے۔ اور میں یہ کیوں کہوں کہ کاہنوں کے سرداروں ہی نے یہ جانا کہ یہودا
یسوع ہے بلکہ تمام شاگردوں نے بھی معہ اس لکھنے والے (حواری برنباس) کے یہی
اعتقاد کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یسوع کی بیچاری ماں کنواری نے معہ اس کے
قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے بھی اعتقاد کیا یہاں تک کہ ہر ایک کا رنج تصدیق
سے بالاتر تھا۔ قسم ہے اللہ کی جان کی کہ یہ لکھنے والا (یعنی برنباس حواری) اس سب کو
بھول گیا جو کہ یسوع نے اس سے (مجھ سے) کہا تھا۔ اندریں قبیل کہ وہ دنیا سے اٹھا لیا
جائے گا اور یہ کہ ایک دوسرا شخص اس کے نام سے عذاب دیا جائے گا اور یہ کہ وہ دنیا
کے ختم ہونے کے قریب تک نہ مرے گا۔ اسی لیے یہ لکھنے والا یسوع کی ماں اور یوحنا

کے ساتھ صلیب کے پاس گیا۔ تب کاہنوں کے سردار نے حکم دیا کہ یسوع کو مشکیں بندھا ہوا اس کے روبرو لایا جائے اور اس سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی نسبت سوال کیا۔ پس یہودا نے اس بارہ میں کچھ جواب بھی نہ دیا۔ گویا کہ وہ دیوانہ ہو گیا۔ اس وقت کاہنوں کے سردار نے اس کو اسرائیل کے جیتے جاگتے خدا کے نام کا حلف دیا کہ وہ اسے سچ کہے۔ یہودا نے جواب دیا۔ میں تم سے کہہ چکا کہ میں وہی یہودا اسخریوطی ہوں جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یسوع ناصری کو تمہارے ہاتھوں میں سپرد کر دے گا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ تم کس تدبیر سے پاگل ہو گئے ہو۔ اس لیے کہ تم ہر ایک وسیلہ سے یہی چاہتے ہو کہ میں ہی یسوع ہو جاؤں۔۔۔ کاہنوں کے سردار نے جواب میں کہا (یہودا کو یسوع سمجھتے ہوئے)۔۔۔ کیا اب تم کو یہ خیال سوجھتا ہے کہ اس سزا سے جس کا تو مستحق ہے اور تو اسی لائق ہے پاگل بن کر نجات پا جائے گا۔ قسم ہے اللہ کی جان کی کہ تو ہرگز اس سے نجات نہ پائے گا۔۔۔ یہودا نے (حاکم سے) جواب میں کہا اے آقا! تو مجھے سچا مان کر اگر تو میرے قتل کا حکم دے گا۔ تو بہت بڑے ظلم کا مرتکب ہو گا۔ اس لیے کہ تو ایک بے گناہ کو قتل کرے گا کیونکہ میں خود یہودا اسخریوطی ہوں نہ کہ وہ یسوع جو کہ جادوگر ہے۔ پس اس نے اس طرح اپنے جادو سے مجھ کو بدل دیا ہے۔ مگر اللہ نے جس نے انجاموں کی تقدیر کی ہے۔ یہودا کو صلیب کے واسطے باقی رکھا تاکہ وہ اس ذرا دنی موت کی تکلیف کو بھگتے جس کے لیے اس نے دوسرے کو سپرد کیا تھا۔ انھوں نے اس کے ساتھ ہی دو چوروں پر صلیب دیے جانے کا حکم لگایا۔ یہودا کو ننگا کر کے صلیب پر لٹکایا اور یہودا نے کچھ نہیں کیا۔ سوا اس چیخ کے کہ اے اللہ! تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا اس لیے کہ مجرم تو بچ گیا اور میں ظلم سے مر رہا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہودا کی آواز اور اس کا چہرہ اور اس کی صورت یسوع سے مشابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ یسوع کے سب ہی شاگردوں اور اس پر ایمان لانے والوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا" فصل نمبر ۲۱۷ آیت ۱ تا ۶۴ ص ۳۴۹ "یسوع کے چلے جانے کے بعد شاگرد اسرائیل اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پراگندہ ہو گئے۔ رہ گیا حق جو شیطان کو پسند نہ آیا۔ اس کو باطل نے دبا لیا جیسا کہ یہ ہمیشہ کا حال ہے پس تحقیق شریروں کے ایک فرقہ نے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ یسوع کے شاگرد ہیں یہ بشارت دی کہ یسوع مر گیا اور وہ جی نہیں اٹھا اور دوسروں نے یہ تعلیم پھیلائی کہ وہ درحقیقت مر گیا۔ پھر جی اٹھا اور اوروں نے منادی کی اور برابر منادی کر رہے ہیں کہ یسوع ہی اللہ کا بیٹا ہے اور انھیں لوگوں کے

شمار میں لوبھن نے بھی دھوکا کھایا۔ اب رہے ہم تو ہم محض اس کی منادی کرتے ہیں جو کہ میں نے ان لوگوں کے لیے لکھا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں تا کہ اخیر دن میں جو اللہ کی عدالت کا دن ہوگا چھٹکارا پائیں۔ آمین۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

(انجیل برنباس فصل نمبر ۲۱۲ آیت ۱۴ ص ۳۵۲)

"اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔"

التماس مؤلف

ناظرین میں نے طوالت کے خوف سے انجیل برنباس کی ساری عبارت نقل نہیں کی۔ تاہم جتنی عبارت آپ کے سامنے ہے اس سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱..... یہودیوں اور یہودا حواری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گرفتار اور قتل کرنے کا منصوبہ کیا۔

۲ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔

۳..... یہودا حواری کو اپنی خباثت اور منافقت کی سزا کے طور پر وہی سزا خدا نے دلوائی جو وہ حضرت مسیح کے لیے چاہتا تھا۔

۴..... یہودا شکل وصورت اور آواز سب چیزوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہو گیا۔

۵..... یہودا منافق حواری نے ہر چیز کہا کہ وہ یہودا اسکریوطی ہے مگر یہودیوں نے اس کو بالکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی سمجھ کر اس کی ایک نہ سنی اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا۔

۶ یہودا اسکریوطی جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ مبارک ڈال دی گئی تھی کو بہت ذلت، تضحیک اور بے عزتی کے ساتھ پھانسی دی گئی۔

۷..... حواری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم سب کے سب یہودا کی لاش کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش سمجھتے رہے۔ تا آنکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ نازل ہو کر برنباس حواری کو اطلاع دی۔ (دیکھو انجیل برنباس فصل ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱)

۸ یہودی سب کے سب یہودا کے قتل کو قتل مسیح علیہ السلام سمجھتے رہے۔ ایسا ہی عیسائی بھی۔ صرف تھوڑے سے آدمی حقیقت حال سے واقف ہوئے مگر باطل نے حق کو دبا لیا اور عیسائیوں میں سے بعض نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل ہو گئے اور باقی کہنے لگے کہ

قتل کے تیسرے دن بعد زندہ ہو کر آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۹ یہودا کی گرفتاری اور حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کے وقت سب حواری بھاگ گئے تھے۔ اس واسطے وہ اصل حقیقت سے بے خبر تھے۔ لہذا وہ بھی یہودیوں سے متفق ہو گئے۔

۱۰ حضرت مسیح علیہ السلام نے امت محمدی میں شامل ہونے کی دعا کی تھی۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

نوٹ اگر اس بیان کو کوئی قادیانی غلط کہنے کی جرأت کرے تو رسالہ ہذا میں قادیانی اصول و عقاید نمبر ۲ پڑھ کر سنا دیں۔ اگر شرافت اور انصاف کا نام بھی ہوگا تو تسلیم کر لے گا ورنہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کا مظاہرہ تو ضرور ہی ہوگا۔

باب دوم

قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیات و رفع جسمانی کا ثبوت

آیت ۱ ...... فَلَمَّا اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ .. وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۝ (آل عمران ۵۲ تا ۵۴)

اس کی تفسیر میں ہم خود کچھ بیان کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہم قادیانیوں کے مسلمہ مجددین امت کی تفسیر بیان کرتے ہیں تاکہ ان کو ہماری دلیل کے رد کرنے کی جرأت نہ ہو سکے کیونکہ اپنے تسلیم کیے ہوئے مجددین کی تفسیر کے انکار سے حسب قول مرزا انہیں فاسق بننا پڑے گا۔ (دیکھو اصول مرزا نمبر ۳)

تفسیر نمبر ۱: امام فخر الدین رازی قادیانیوں کے مجدد صدی ششم اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا مَکْرُهُمْ بِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَهُوَ اَنَّهُمْ هَمُّوْا بِقَتْلِهٖ وَاَمَّا مَکْرُ اللّٰهِ بِهِمْ فَفِیْهِ وُجُوْهٌ ... مَکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی بِهِمْ اَنَّهٗ رَفَعَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی السَّمَاءِ وَذٰلِکَ اَنَّ یَهُوْدَا مَلِکَ الْیَهُوْدِ اَرَادَ قَتْلَ عِیْسٰی وَکَانَ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یُفَارِقُهٗ سَاعَةً وَهُوَ مَعْنٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ فَلَمَّا اَرَادُوْا ذٰلِکَ اَمَرَهٗ جِبْرَائِیْلُ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتًا فِیْهِ رَوْزَنَةٌ فَلَمَّا دَخَلُوا الْبَیْتَ اَخْرَجَهٗ جِبْرَائِیْلُ مِنْ تِلْکَ الرَّوْزَنَةِ وَکَانَ قَدْ اَلْقٰی شِبْهَهٗ عَلٰی غَیْرِهٖ فَاُخِذَ وَصُلِبَ ... وَفِی الْجُمْلَةِ فَالْمُرَادُ مِنْ مَکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی بِهِمْ اَنْ رَفَعَهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَمَا مَکَّنَهُمْ مِنْ اِیْصَالِ الشَّرِّ اِلَیْهِ. (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۹-۲۰) ''اور یہود کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ تھا کہ انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا مکر یہود سے۔ سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں۔

ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کے ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل علیہ السلام ایک گھڑی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا نہ ہوتا تھا اور یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَاَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (بقرہ ۸۷) یعنی ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل سے

مدد دی۔ پس جب یہود نے قتل کا ارادہ کیا تو جبرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں داخل ہو جانے کے لیے فرمایا۔ اس مکان میں کھڑکی تھی۔ پس جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ایک اور آدمی کے اوپر ڈال دی۔ پس وہی پکڑا گیا اور پھانسی پر لٹکایا گیا۔ غرضیکہ یہود کے ساتھ اللہ کے مکر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہود کو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ شرارت کرنے سے روک لیا۔"

تفسیر ۲: اب ہم امام جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ امام موصوف قادیانی عقیدہ کے مطابق نویں صدی ہجری میں مجدد مبعوث ہو کر آئے تھے اور ان کا مرتبہ ایسا بلند تھا کہ جب انہیں ضرورت پڑتی تھی۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی بالمشافہ زیارت کر کے دریافت کر لیا کرتے تھے۔

(دیکھو ازالہ اوہام ص ۱۵۱۔۱۵۲ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

فَلَمَّا أَحَسَّ (عَلِمَ) عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ (وَأَرَادُوا قَتْلَهُ) وَمَكَرُوا (أَيْ كُفَّارُ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِعِيسَى إِذْ وَكَّلُوا بِهِ مَنْ يَقْتُلُهُ غِيلَةً) وَمَكَرَ اللَّهُ (بِهِمْ بِأَنْ أَلْقَى شَبَهَ عِيسَى عَلَى مَنْ قَصَدَ قَتْلَهُ فَقَتَلُوهُ وَرَفَعَ عِيسَى) وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (أَعْلَمُهُمْ بِهِ) (تفسیر جلالین ص ۵۲)

"پس جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کا کفر معلوم کر لیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر لیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا۔ جب انہوں نے مقرر کیا ایک آدمی کو کہ وہ قتل کرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکا سے اور اللہ تعالیٰ نے یہود کے ساتھ مکر کیا اس طرح کہ ڈال دی شبیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس شخص پر جس نے ارادہ کیا تھا ان کے قتل کا۔ پس یہود نے قتل کیا اس شبیہ کو اور اٹھا لیے گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں میں سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔"

تفسیر ۳: اب ہم اس بزرگ کی تفسیر بیان کرتے ہیں جن کو قادیانی بارہویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب کامل ولی اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔ وہ اپنے زمانہ کے مجدد تھے اور عالم ربانی تھے۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۷۹ خزائن ج ۷ ص ۲۹۱) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب تاویل الاحادیث میں فرماتے ہیں۔

كَانَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَأَنَّهُ مَلَكٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَاتَّهَمَهُ

الْیَھُوْدُ بِالزَّنْدَقَةِ وَاَجْمَعُوْا عَلٰی قَتْلِهٖ فَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ فَجَعَلَ لَهٗ صُوْرَةً مِثَالِیَّةً وَرَفَعَهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَاَلْقٰی شِبْهَهٗ عَلٰی رَجُلٍ مِنْ صَحَابَتِهٖ اَوْ عَدُوِّهٖ فَقُتِلَ عَلٰی اَنَّهٗ عِیْسٰی علیہ السلام ثُمَّ نَصَرَ اللّٰهُ صَحَابَتَهٗ عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاھِرِیْنَ. ’’اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا ایک فرشتے تھے کہ زمین پر چلتے تھے پھر یہودیوں نے ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہو گئے۔ پس انھوں نے تدبیر کی اور خدا نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اللہ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنا دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کے گروہ میں سے یا ان کے دشمن کے ایک آدمی کو ان کی صورت کا بنا دیا پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھتے تھے۔‘‘ الخ (حجۃ اللہ البالغہ، تاویل الاحادیث ص ۶۰)

تفسیر۔ ۳۔ امام وقت شیخ الاسلام حافظ ابن کثیر کی تفسیر (قادیانی اور لاہوری بہ یک زبان) چھٹی صدی کے سر پر تجدید دین کے لیے ان کا مبعوث ہونا مانتے ہیں۔ (دیکھو عسل مصفیٰ حصہ اول ص ۱۶۳، ۱۶۵)

فَلَمَّا اَحَاطُوْا بِمَنْزِلِهٖ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ ظَفِرُوْا بِهٖ نَجَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ بَیْنِهِمْ وَرَفَعَهٗ مِنْ رَوْزَنَةِ ذٰلِکَ الْبَیْتِ اِلَی السَّمَاءِ وَاَلْقٰی شِبْهَهٗ عَلٰی رَجُلٍ مِمَّنْ کَانَ عِنْدَهٗ فِی الْمَنْزِلِ فَلَمَّا دَخَلُوْا اُولٰٓئِکَ اِعْتَقَدُوْهُ فِیْ ظُلْمَةِ اللَّیْلِ عِیْسٰی فَاَخَذُوْهُ وَصَلَبُوْهُ وَوَضَعُوْا عَلٰی رَاْسِهِ الشَّوْکَ وَکَانَ ھٰذَا مِنْ مَکْرِ اللّٰهِ بِهِمْ فَاِنَّهٗ نَجّٰی نَبِیَّهٗ وَرَفَعَهٗ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِهِمْ وَتَرَکَهُمْ فِیْ ضَلَالِهِمْ یَعْمَهُوْنَ. (ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۶۵)

’’جب یہود نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہو گئے ہیں تو خدا تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھا لیا اور آپ کی شباہت اس پر ڈال دی جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو اس کو رات کے اندھیرے میں عیسیٰ علیہ السلام خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کانٹے رکھے اور ان کے ساتھ خدا کا یہی مکر تھا کہ اپنے نبی کو بچا لیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھا لیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔‘‘

ناظرین: جس قدر مجددین امت محمدیہ میں گزرے ہیں۔ سب آیت کی اسی تفسیر پر فوت ہوئے ہیں۔ انجیل برنباس کا بیان بھی اسی تفسیر کا مؤید ہے۔ پس مجددین کی تفسیر ہی قابل قبول ہے اور ان کا منکر فاسق ہے۔ (دیکھو عقیدہ نمبر ۳) اب ناظرین کی تفریح طبع کے لیے ہم مرزا قادیانی کی پرلطف اور پرمذاق تفسیر درج کرتے ہیں۔

یہود کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ

ا۔ "یہود کے علماء نے ان کے (عیسیٰ علیہ السلام کے) لیے ایک کفر کا فتویٰ تیار کیا اور ملک کے تمام علماء کرام و صوفیائے عظام نے اس فتویٰ پر اتفاق کر لیا اور مہریں لگا دیں مگر پھر بھی بعض عوام الناس میں سے تھوڑے سے آدمی تھے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ رہ گئے۔ ان میں سے بھی یہودیوں نے ایک کو رشوت دے کر اپنی طرف پھیر لیا اور دن رات یہ مشورے ہونے لگے کہ توریت کی نصوص صریحہ سے اس شخص کو کافر ٹھہرانا چاہیے۔ تا عوام بھی یک دفعہ بیزار ہو جائیں اور اس کے بعض نشانوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔ چنانچہ یہ بات قرار پائی کہ کسی طرح اس کو صلیب دی جائے پھر کام بن جائے گا کیونکہ توریت میں لکھا ہے جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ سو یہودی لوگ اس تدبیر میں لگے رہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰، ۱۰۱)

ب۔ "یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لیے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا کہ اس سے یہ دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ ابن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے۔ جن کا رفع الی اللہ ہوتا ہے مگر خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کے مکر سے گھبرانا اور دعا مانگنا

ا۔ "چونکہ مسیح علیہ السلام ایک انسان تھا اس نے دیکھا کہ تمام سامان میرے مرنے کے موجود ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس نے برعایت اسباب گمان کیا کہ شاید آج میں مر جاؤں گا سو بباعث بشریت تجلی جلالی حالت موجودہ کو دیکھ کر ضعف بشریت اس پر غالب ہو گیا تھا۔ تب ہی اس نے دل برداشتہ ہو کر کہا۔ "ایلی ایلی لما سبقتنی" یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور کیوں اس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو تو نے پہلے سے کر رکھا تھا کہ تو مرنے کا نہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۹۴ خزائن ج ۳ ص ۳۰۳، ۳۰۴)

ب۔ "حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام رات رو رو کر اپنے بچنے کے لیے دعا مانگی تھی اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ ایسے مقبول درگاہ الٰہی کی تمام رات رو رو کر دعا مانگے اور وہ دعا قبول نہ ہو۔" (ایام الصلح ص ۱۱۳ خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۱)

ج۔ "یہ قاعدہ مسلمہ الثبوت ہے کہ سچے نبیوں کی سخت اضطرار کی ضرور دعا قبول ہو جاتی ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۳۸ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۰ حاشیہ)

حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا مظاہرہ

یعنی یہود کے مکر پہ عیسیٰ علیہ السلام اور خدا کے مکر پہ یہود کا عجیب و غریب نقشہ

ا "پھر بعد اس کے مسیح علیہ السلام ان کے (یہود کے) حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا اس نے دیکھا۔ آخر صلیب دیے جانے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اسی وقت ایک آندھی آ گئی۔ جس سے سخت اندھیرا ہو گیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اگر اندھیری میں ہی شام ہو گئی تو ہم اسی جرم کے مرتکب ہو جائیں گے۔ جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ سو انہوں نے اسی فکر کی وجہ سے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار دیا۔ جب (سپاہی) چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں اس کی ہڈیاں توڑی جائیں پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۸۰ تا ص ۳۸۲ خزائن ج ۳ ص ۲۹۵-۲۹۶)

ب "مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھونکی گئیں۔ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت کچھ موت سے کم نہیں تھی۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۹۱ خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

ج "مسیح نے تو سولی پر چڑھ کر یہی کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۹۸ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱ حاشیہ)

د "حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے۔ پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے آخر کشمیر میں گئے آخر سری نگر میں ۱۲۵ برس کی عمر میں وفات پائی اور خانیار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۸ ص ۶۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲۹

نیز دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۲ خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۰ حاشیہ)

ہ "توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص صلیب دیا جائے۔ اس کو رفع روحانی نہیں ہوتا"

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یہودیوں کے اس اعتراض کو دور کرے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع روحانی پر گواہی دے۔ سو اسی گواہی کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا یعنی اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا اور وفات کے بعد تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے ان الزاموں سے پاک کروں گا۔ جو تیرے پر ان لوگوں نے لگائے۔ (ایام الصلح ص ۱۱۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۳)

نتیجہ ..... ۱ ''یہود بوجہ صلیب مسیح کے ملعون ہونے کے قائل ہو گئے اور نصاریٰ نے بھی لعنت کو مان لیا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۱ خزائن ج ۱۷ ص ۳۰۰)

سوال از روح مرزا

۱..... مرزا! آپ کی ساری تحریر کا مطلب تو یہ ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دے کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے تھے اور یہی ان کا مکر تھا۔ اس کے مقابلہ پر خدا نے پھانسی پر جان نہ نکلنے دی اور کسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بچ جانے کا سوائے آپ کے پتہ بھی نہ لگ سکا اس بناء پر تو یہودی اپنی تدبیر میں خوب کامیاب ہو گئے۔ یعنی نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملعون ہی ثابت کر دیا بلکہ کروڑہا نصاریٰ سے عیسیٰ علیہ السلام کے ملعون ہونے کے عقیدہ کا اقرار بھی لے لیا۔ پس بتائیے! کون اپنی تدبیر میں غالب رہا۔ یہود یا خدا احکم الحاکمین؟ آپ کے بیان کے مطابق تو یہود کا مکر ہی غالب رہا۔

سبحان اللہ! یہ بھی کوئی کمال ہے کہ یہودیوں نے جو کچھ چاہا حضرت مسیح علیہ السلام سے کر لیا خدا منع نہ کر سکا۔ اگر کیا تو یہ کہ عزرائیل کو حکم دے دیا کہ دیکھ اس کی روح مت نکالنا پھر ساتھ ہی دعویٰ کرتا ہے کہ میں تمام تدبیریں کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہوں۔

۲..... مرزا قادیانی! آپ نے لکھا ہے کہ توریت میں لکھا ہے۔ جو کاٹھ پر لٹکایا جائے۔ وہ لعنتی ہوتا ہے۔ ایمان سے کہیے! کیا وہاں یہ لکھا ہے کہ ہر مصلوب لعنتی ہوتا ہے۔ کیوں توریت پر افتراء باندھتے ہو؟ بلکہ واجب القتل مصلوب لعنتی ہوتا ہے۔ دیکھو توریت باب ۲۱۔

۳..... پھر آپ کے خیال میں خدا کے ہاں بھی یہی قانون مروج ہے کہ ہر مصلوب اگرچہ وہ بے گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ لعنتی ہوتا ہے کیونکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق خدا نے اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح صلیب پر نہ نکلنے دی۔ یہ آپ کا محض افتراء ہے۔ کیا بے گناہ مقتول شہید نہیں ہوتا کیا جس قدر انبیاء علیہم السلام قتل کیے گئے۔ وہ سب کے

سب نعوذ باللہ ملعون تھے۔ اللہ تعالیٰ یہود کا حال بیان فرماتے ہیں۔ ویقتلون الانبیاء بغیر حق (سورۃ آل عمران ۱۱۲) ویقتلون النبیین (سورۃ بقرہ ۶۱، آل عمران ۲۱)

مومن کے قتل کرنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا (سورۃ نساء ۹۳) یعنی جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ اس کے لیے دائمی جہنم ہے یعنی خود قاتل ملعون ہو جاتا ہے۔ مومن مقتول کے متعلق ارشاد ہے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون الخ (سورۃ آل عمران ۱۶۹) "اے مخاطب تو نہ سمجھ مردہ ان لوگوں کو جو خدا کے راستے میں قتل کیے گئے بلکہ وہ اپنے خدا کے ہاں زندہ ہیں۔ رزق دیے جاتے ہیں۔" بتلائیے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیے جاتے اور قتل ہو جاتے تو وہ خدا کے ہاں ملعون کس طرح ہو جاتے؟ بلکہ وہ بھی دیگر مقتول انبیاء کی طرح شہید ہو گئے ہوتے۔"

تورات "صلیب پر مرا ہوا بھی مقتول ہی ہوتا ہے۔"

(دیکھو ازالہ اوہام طبع ص ۱۰۲-۱۰۳ خزائن ج ۳ ص ۳۵۰-۳۵۱)

قرآنی دلیل ... ۲

۱۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ الخ (آل عمران ۵۵)

ہم اس آیت کریمہ کا ترجمہ اس مفسر اعظم کی زبان سے بیان کرتے ہیں جن کو قادیانی اور لاہوری، مرزائی قسم کا مجدد اعظم قرار دے چکے ہیں اور دنیائے اسلام میں وہ امام فخر الدین رازی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ تفسیر کبیر میں بذیل آیت کریمہ فرماتے ہیں اور قریباً سات سو (۷۰۰) سال پیشتر قادیانیوں کے الحاد و تحریف کا جواب دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں و وجہ ہذا المکر اذ قال اللہ ہذا القول (انی متوفیک) ومعنی قولہ تعالیٰ انی متوفیک ای متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکہم حتی یقتلوک بل انا رافعک الی سمائی ومقرب ملائکتی واصونک عن ان یتمکنوا من قتلک وہذا تاویل حسن ... ان التوفی اخذ الشیء وافیا ولما علم اللہ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ ہو روحہ لا جسدہ ذکر ہذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وبجسدہ ... وکان اخراجہ من الارض واصعادہ الی السماء قربۃ لہ فان قیل فعلی ہذا الوجہ کان

التوفی عین الرفع الیه فیصیر قوله ورافعک الی تکرارا قلنا قوله انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعده ورافعک الی کان هذا تعیینا للنوع ولم یکن تکرارا. ومطهرک من الذین کفروا والمعنی مخرجک من بینهم ومفرق بینک وبینهم (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۱-۷۲)

امام رازی مجدد صدی ششم فرماتے ہیں "اور یہ تکرار بھی اس وقت پایا گیا جبکہ کہا خدا نے انی متوفیک اور انی متوفیک کے معنی ہیں (اے عیسیٰ) میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ پس میں ان یہود کو تیرے قتل کے لیے نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں تجھے اپنے آسمان اور ملائکہ کے مقر کی طرف اٹھالوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچالوں گا اور یہ تفسیر نہایت ہی اچھی ہے۔ تحقیق توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو ہر لحاظ سے اپنے قابو میں کر لینا اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض آدمی (سرسید علی گڑھی اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہم) خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم نہیں بلکہ روح اٹھائی گئی تھی اس واسطے انی متوفیک کا فقرہ استعمال کیا تاکہ یہ کلام دلالت کرے اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم بمعہ روح آسمان کی طرف اٹھائے گئے ان کی توفی کے معنی زمین سے نکال کر آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہے اور اگر کہا جائے کہ اس صورت میں تو توفی اور رفع میں کوئی فرق نہ ہوا بلکہ دونوں ہم معنی ہوئے اور اگر ہم معنی ہوئے تو پھر رافعک الی کا فقرہ بلا ضرورت تکرار کلام میں ثابت ہوا (جس سے کلام اللہ پاک ہے) جواب اس کا ہم یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول انی متوفیک سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کا اعلان کرتا ہے اور توفی ایک عام لفظ ہے جس کے ماتحت بہت قسمیں ہیں ان میں سے ایک توفی موت کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک توفی آسمان کی طرف بمعہ جسم اٹھا لینا ہے۔ پس جب انی متوفیک کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا رافعک الی تو اس فقرہ سے توفی کی ایک قسم مقرر و معین ہو گئی (یعنی رفع جسمانی) پس کلام میں تکرار نہ رہا اور مطہرک من الذین کفروا کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ان یہود کی صحبت سے جدا کرنے والا ہوں اور تیرے اور ان کے درمیان علیحدگی کرنے والا ہوں۔" ختم ہوا ترجمہ تفسیر کبیر کا۔

۲۔ تفسیر از امام جلال الدین سیوطیؒ جن کو قادیانی اور لاہوری دونوں مجدد صدی نہم مانتے کے علاوہ اس مرتبہ کا آدمی سمجھتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ مسائل متنازعہ فیہ

پوچھ لیا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۶)

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ (قَابِضُکَ) وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (مِنَ الدُّنْیَا مِنْ غَیْرِ مَوْتٍ) وَمُطَهِّرُکَ (مُبْعِدُکَ) مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ (صَدَّقُوْا نُبُوَّتَکَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالنَّصَارٰی) فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِکَ وَهُمُ الْیَهُوْدُ یَعْلُوْنَهُمْ بِالْحُجَّةِ وَالسَّیْفِ (تفسیر جلالین ص ۵۲)

"جب کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تجھ کو اپنے قبضہ میں کرنے والا ہوں اور دنیا سے بغیر موت کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے الگ کرنے والا ہوں کافروں کی صحبت سے اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک دلائل اور تلوار سے غالب رکھنے والا ہوں۔"

دیگر مجددین امت نے بھی اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو ثابت کیا ہے۔ ایک مجدد یا محدث بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جس نے اس آیت میں رفع کے معنی رفع روحانی کیے ہوں۔ ہاں بعض بزرگوں نے اس آیت میں توفی کے مجازی معنی یعنی موت دینا اختیار کرنے کی اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی تقدیم و تاخیر کی شرط لگا کر پھر بھی رفع جسمانی کے قائل رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ لیجئے! ان کے متعلق بھی ہم صرف تین مجددین کے اقوال پیش کرتے ہیں جن کا انکار کرنے والا مرزا قادیانی کے فتویٰ کی رو سے فاسق ہو جائے گا۔

۱۔ امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

وقوله رافعك الی یقتضی انه رفعه حیا والواو لا تقتضی الترتیب فلم یبق الا ان یقول فیها تقدیم و تاخیر و المعنی انی رافعك الی و مطهرك من الذین کفروا و متوفیك بعد انزالی ایاك فی الدنیا و مثله من التقدیم والتاخیر کثیر فی القرآن. (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲) "قول الٰہی رافعک الی تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھا لیا اور واؤ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی۔ پس سوائے اس کے کچھ نہ رہا کہ کہا جائے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور معنی یہ ہیں کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے بالکل پاک و صاف رکھنے والا ہوں اور تجھے دنیا میں نازل کرنے کے بعد فوت کرنے والا ہوں۔ اور اس قسم کی تقدیم و تاخیر قرآن شریف میں بکثرت ہے۔"

اس سے ذرا پہلے فرماتے ہیں۔ ان الواو فی قوله متوفیك و رافعك الی

وَلَا تُفِيْدُ التَّرْتِيْبَ فَالْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى اَنَّهُ تَعَالٰى يَفْعَلُ بِهٖ هٰذِهِ الْاَفْعَالَ فَاَمَّا كَيْفَ يَفْعَلُ وَمَتٰى يَفْعَلُ فَالْاَمْرُ فِيْهِ مَوْقُوْفٌ عَلَى الدَّلِيْلِ وَقَدْ ثَبَتَ الدَّلِيْلُ اَنَّهُ حَيٌّ وَوَرَدَ الْخَبَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَيَنْزِلُ وَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ ثُمَّ اِنَّهُ تَعَالٰى يَتَوَفَّاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۱-۷۲)

"واؤ عاطفہ جو اس آیت میں ہے وہ مفید ترتیب نہیں۔ یعنی وہ ترتیب کے لیے نہیں پس یہ آیت صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سب معاملات کرے گا لیکن کس طرح کرے گا اور کب کرے گا۔ پس یہ سب کچھ کسی اور دلیل پر موقوف ہے اور اس کی دلیل ثابت ہو چکی ہے کہ آپ زندہ ہیں اور نبی ﷺ سے حدیث وارد ہے کہ آپ ضرور اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بعد فوت کرے گا۔"

۲ امام سیوطیؒ مجدد صدی نہم فرماتے ہیں۔ عن الضحاکؒ عن ابن عباسؓ فی قولہ انی متوفیک و رافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان (در منثور ج ۲ ص ۳۶) "حضرت ضحاکؒ تابعی حضرت ابن عباسؓ سے قول الٰہی انی متوفیک ورافعک الی کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مراد اس جگہ یہ ہے کہ تجھے اٹھا لوں گا۔ پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا۔"

۳ تفسیر از علامہ محمد طاہر گجراتی مصنف مجمع البحار جن کو قادیانی مجدد صدی دہم تسلیم کرتے ہیں۔ "انی متوفیک و رافعک الی علی التقدیم و التاخیر و یجیء آخر الزمان لتواتر خبر النزول" "انی متوفیک و رافعک الی میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی معنی یہ ہیں کہ میں تجھے اوپر اٹھانے والا ہوں اور پھر فوت کرنے والا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آ جائیں گے کیونکہ احادیث نزول کے بارہ میں تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں"۔ غرضیکہ تمام علماء اسلام سلف و خلف کا یہی مذہب ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا اعلان کر رہی ہے۔ اگر قادیانی امت ۱۳ صدیوں کے تمام مجددین میں سے ایک مجدد بھی ایسا پیش کر سکے۔ جس نے اس آیت میں رفع سے مراد رفع روحانی لیا ہو۔ تو ہم انعام مقررہ کے علاوہ اعلان کرتے ہیں کہ ایک سال تک تردید مرزائیت کا کام چھوڑ دیں گے۔ جب یہ طے ہو گیا کہ تیرہ صدیوں کے مجددین امت (جن کی فہرست قادیانیوں کی مایہ ناز کتاب "عسل مصفیٰ ج اول ص ۱۶۲-۱۶۵" پر لکھی ہے) میں سے کوئی بھی اس آیت کے معنی رفع روحانی نہیں کرتا بلکہ تمام

کے تمام اس کے معنی رفع جسمانی پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو جو آدمی ان کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرے گا وہ قادیانی فتویٰ کی رو سے فاسق ہو جائے گا۔
(دیکھو قادیانی اصول نمبر ۴)

توفی کی پر لطف بحث

میرے محترم ناظرین! توفی کی تفسیر میں نے اپنے مفسرین کی زبان سے بیان کر دی ہے کہ جس آدمی میں ذرا بھی انصاف اور حق پرستی کا مادہ ہو۔ وہ قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ یہ سارے حضرات قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے مسلمہ مجددین گزرے ہیں اور مجدد علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ علوم قرآنیہ کی صحیح تعلیم کے لیے مبعوث ہوتے ہیں۔ وہ دین میں نہ کمی کرتے ہیں نہ زیادتی۔ (دیکھو قادیانی اصول ۳) مگر تاہم چونکہ قادیانی مناظر ہر جگہ توفی کے متعلق بڑی تحدی اور زور سے چیلنج دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا مناسب سمجھتا ہوں کہ بقدر ضرورت میں بھی اس پر روشنی ڈال کر اپنے ناظرین کو حقیقت حال سے مطلع کر دوں۔ پہلے میں مرزا قادیانی کے خیالات کو ان کی کتابوں کے حوالہ سے "توفی کی بحث" آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس کے بعد خود اپنا ناقص تفسیر عرض کر دوں گا۔

سوال ۱ توفی کے حقیقی معنی کیا ہیں؟

جواب ... ۱ از مرزا "توفی کے حقیقی معنی وفات دینے اور روح قبض کرنے کے ہیں۔
۲ ... "توفی کے معنی حقیقت میں وفات دینے کے ہیں۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۰۱ خزائن ج ۳ ص ۳۲۵)

سوال ... ۲ توفی کے مجازی معنی کیا ہیں؟

جواب "(قرآن شریف میں) دونوں مقامات میں نیند پر توفی کے لفظ کا اطلاق کرنا ایک استعارہ ہے جو بہ نصب قرینہ نوم استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی صاف لفظوں میں نیند کا ذکر کیا گیا ہے تا ہر ایک شخص سمجھ لے کہ اس جگہ توفی سے مراد حقیقی موت نہیں؟ بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۳۳ خزائن ج ۳ ص ۲۶۹)

سوال...... ۳ قرآن کریم میں یہ لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے؟

جواب...... ۱ از مرزا قادیانی "قرآن شریف میں اول سے آخر تک جس جس جگہ

توفی کا لفظ آیا ہے ان تمام مقامات میں توفی کے معنی موت ہی لیے گئے ہیں۔"
(حاشیہ ازالہ اوہام ص ۳۳۹ خزائن ج ۳ ص ۲۲۳ حاشیہ)

۲۔ "توفی کے سیدھے اور صاف معنی جو موت ہیں وہی اس جگہ (قرآن کریم میں) چسپاں ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۳۹ خزائن ج ۳ ص ۲۲۳)

۳۔ "ہم ابھی ظاہر کر چکے ہیں کہ قرآن کریم اول سے آخر تک صرف یہی معنی ہر ایک جگہ مراد لیتا ہے کہ روح کو قبض کر لینا اور جسم سے کچھ تعلق نہ رکھنا بلکہ اس کو بیکار چھوڑ دینا۔"
(ازالہ ص ۵۲۳ خزائن ج ۳ ص ۳۹۱)

سوال۔۔۔ ۴ از ابو عبیدہ "مرزا قادیانی! یہ کیسے معلوم ہو کہ کوئی لفظ کس جگہ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوا اور کس جگہ مجازی معنوں میں؟"

جواب از مرزا قادیانی "اس بات کے دریافت کے لیے کہ متکلم نے ایک لفظ بطور حقیقت مسلمہ استعمال کیا ہے یا بطور مجاز اور استعارہ نادرہ کے یہی کھلی کھلی علامت ہوتی ہے کہ وہ حقیقت مسلمہ کو ایک متبادر اور شائع و متعارف لفظ سمجھ کر بغیر احتیاج قرائن کے یونہی مختصر بیان کر دیتا ہے مگر مجاز یا استعارہ نادرہ کے وقت ایسا اختصار پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا فرض ہوتا ہے کہ کسی ایسی علامت سے جس کو ایک دانشمند سمجھ سکے اپنے اس مدعا کو ظاہر کر جائے کہ یہ لفظ اپنے اصلی معنوں پر مستعمل نہیں ہوا۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۳۳ خزائن ج ۳ ص ۲۱۹)

سوال۔۔۔۔ ۵ از ابو عبیدہ "مرزا قادیانی! سچ سچ فرمایئے کہ موت یا حیات دینے کا اختیار خدا کے سوا کسی اور ہستی کو بھی ہو سکتا ہے؟"

جواب از مرزا قادیانی "خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۱۳ خزائن ج ۳ ص ۲۵۹ حاشیہ)

سوال۔۔ ۶ از ابو عبیدہ: "قرآن شریف میں توفی کا لفظ کتنی جگہ آیا ہے ذرا مکمل فقرات کی صورت میں پیش کیجئے؟"

جواب از مرزا جی

۱۔ والذین یتوفون منکم. (بقرہ پ ۲)

۲۔ والذین یتوفون منکم. (بقرہ پ ۲)

۳۔ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ (نساء پ ۴)

۴۔ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْ اَنْفُسِھِمْ۔ (نساء پ ۵)

۵۔ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا۔ (انعام پ ۷)

۶۔ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ۔ (اعراف پ ۸)

۷۔ اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ۔ (انفال پ ۱۰)

۸۔ فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ۔ (محمد پ ۲۶)

۹۔ اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْ اَنْفُسِھِمْ۔ (نحل پ ۱۴)

۱۰۔ اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ۔ (نحل پ ۱۴)

۱۱۔ قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (الم سجدہ پ ۲۱)

۱۲۔ وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ (اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ) (یونس پ ۱۱)

۱۳۔ " " " " " (سورۃ رعد پ ۱۳)

۱۴۔ " " " " " (سورۃ مومن پ ۲۴)

۱۵۔ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ۔ (نحل پ ۱۴)

۱۶۔ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی۔ (سورۃ حج پ ۱۷)

۱۷۔ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی۔ (سورۃ مومن پ ۲۴)

۱۸۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران پ ۴)

۱۹۔ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ۔ (اعراف پ ۹)

۲۰۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ (یوسف پ ۱۳)

۲۱۔ ھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰی اَجَلٌ مُّسَمًّی (انعام پ ۷)

۲۲۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔ (زمر پ ۲۴)

(ازالہ اوہام ص ۳۳۰،۳۳۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۸)

سوال ... ازابو عبیدہ: "مرزا قادیانی! آپ نے آیات نقل کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا۔ صرف آخری دو آیتیں کا حوالہ نقل کی ہیں۔ میں ہر ایک آیت کے متعلق اپنی مفصل عرض کروں گا۔ مگر اتنا تو آپ کے اصول سے سمجھ میں؟ کیا کہ اگر میں ثابت کر

دیں کہ توفی کے حقیقی معنی موت دینا نہیں بلکہ جس طرح آپ توفی کے مجازی معنی نیند دینا مانتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح ہم توفی کے مجازی معنی موت دینا بھی مانتے ہیں۔ دلائل ذیل میں ملاحظہ کیجئے اور پھر ایمان سے فرمایئے کہ آپ کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک ہے؟

توفی کے حقیقی معنی کسی چیز کو اپنے تمام لوازمات کے ساتھ قبضہ میں کر لینا ہے

وجہ ملاحظہ کریں۔

... توفی کا لفظ وفیٰ سے نکلا ہوا ہے اور باب تفعل کا صیغہ ہے۔ اسی طرح ایفاء توفیہ اور استیفاء بھی اسی مادہ وفاء سے بالترتیب باب افعال، تفعیل اور استفعال کے صیغے ہیں۔ اب یہ بات تو ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ کسی صیغہ کے حقیقی معنوں میں مادے (اصلی روٹ) کے معنی ضرور موجود رہتے ہیں۔ یعنی ان سب صیغوں میں وفا کے معنی پائے جانے ضروری ہیں۔ وفاء کے معنی ہیں پورا کرنا۔ معمولی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ باب تفعل اور استفعال میں اخذ یعنی لینے کے معنی زائد ہو جاتے ہیں۔ پس توفی اور استیفاء کے معنی ہوئے اخذ الشیء وافیاً یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ یعنی تمام جزئیات سمیت قابو کر لینا۔ چنانچہ ہم اپنی تصدیق و تائید میں ماہرین زبان عرب کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

ا... "اساس البلاغہ" میں لکھا ہے۔ "استوفاہ و توفاہ استکملہ. یعنی استیفاء اور توفی دونوں کے معنی پورا پورا لے لینا ہے۔"

ب... "لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹" میں بھی یہی لکھا ہے۔

ج... تفسیر کبیر میں علامہ فخرالدین رازی جلد ششم نے بھی دونوں کو ہم معنی قرار دیا ہے۔

۲... مرزا قادیانی! آیات نمبر ۳، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ میں توفی کرنے والے فرشتے قرار دیے گئے ہیں اور آپ کے جواب نمبر۵ میں آپ نے فرمایا ہے کہ موت و حیات بغیر خدا کے کوئی دے نہیں سکتا۔ پس ماننا پڑے گا کہ اگر توفی کے حقیقی معنی موت دینے کے ہیں تو پھر فرشتے آپ کے نزدیک خدا ٹھہریں گے اور اگر فرشتے خدا نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر توفی کے حقیقی معنی موت دینا نہیں ہو سکتے اور یقیناً نہیں ہو سکتے؟

۳ آیات نمبر۱ و نمبر۲ میں یُتَوَفَّوْن و یَتَوَفَّوْن دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔

پہلی صورت میں فعل مجہول ہے اور دوسری صورت میں معروف ہے۔ دوسری صورت میں توفی بمعنی موت کرنے: ناممکن ہیں کیونکہ والذین اس کا فاعل ضمیر ہے مرزا

قادیانی! آپ کے معنی قبول کر لیں تو یوں معنی کرنے پڑیں گے۔ ''وہ لوگ جو اپنے آپ کو موت دیتے ہیں۔'' یہ بالکل بے معنی ہوا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ توفی کے معنی موت دینا نہیں۔

۴۔ آیت نمبر ۳ میں یتوفی کا فاعل الموت ہے۔ اگر توفی بمعنی موت دینا ہو تو آیت کے معنی یوں کریں گے۔ یہاں تک کہ موت ان کو موت دے دے۔

مرزا قادیانی! کچھ تو انصاف کیجئے کیا موت ہم کو موت دیا کرتی ہے۔ یا خدا؟ موت تو خدا دیتا ہے۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ توفی کے حقیقی معنی موت دینا نہیں۔

۵۔ قرآن شریف میں توفی کے معنی بطور مجاز جہاں موت دینا کئے گئے ہیں۔ وہاں اسی فعل کا فاعل یا تو خدا ہے یا فرشتے۔ نہ موت یا خود آدمی۔ حالانکہ اس کے برعکس اماتت جس کے حقیقی معنی موت دینا ہے اس کا فاعل قرآن کریم۔ یا حدیث نبوی۔ یا اقوال صحابہؓ یا اقوال اہل لسان میں کسی جگہ بھی سوائے خدا کے اور کسی کو قرار نہیں دیا۔ اگر توفی کے حقیقی معنی موت ہیں تو قرآن کریم میں اس کا فاعل بھی سوائے خدا کے اور کوئی نہ ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا دونوں فعلوں کے فاعل مقرر کرنے میں اس قدر اہتمام کرنا ثابت کرتا ہے کہ اگر اماتت کے حقیقی معنی موت دینا ہے تو یقیناً توفی کے حقیقی معنی موت دینا نہیں ہو سکتے۔ ورنہ وجہ بتائی جائے کہ کیوں سارے قرآن کریم میں احیاء اور اماتت کے استعمال میں نسبت فاعلی خدا نے اپنی طرف کی ہے اور توفی میں سب طرح جائز رکھا ہے؟

۶۔ آپ نے جس قدر آیات نقل کی ہیں۔ اگر مکمل پڑھی جائیں تو ہر ایک میں قرینہ موت موجود ہے مثلاً

نمبر۱ میں آپ نے صرف اتنا نقل کیا ہے۔ والذین یتوفون منکم اور اس کے آگے و یذرون ازواجاً وصیۃ لا زواجہم متاعاً الی الحول غیر اخراج الخ (ترجمہ) تم میں سے جو لوگ اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں۔ (یعنی فوت ہو جاتے ہیں) اور چھوڑ جاتے ہیں اپنی عورتیں۔ وہ وصیت کر جایا کریں اپنی بیبیوں کے واسطے۔''

آیت نمبر۲ میں بھی و یذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشھر و عشرا الخ یہاں بھی بیبیوں کا پیچھے چھوڑ جانا اور ان کی عدت کا حکم صاف صاف قرینہ صارفہ موجود ہے۔ یعنی یتوفون کے معنی ہوں گے اپنی عمر پوری کر لینا۔

اسی طرح آیات نمبر۳ سے ۱۱ تک موت کے فرشتوں کا فاعل ہونا قرینہ ہے۔ بعض میں حیات کا ذکر کرنے کے بعد توفی کا استعمال ہوا ہے۔ جو قرینہ کا کام دیتا ہے۔

بعض آیات میں خاتمہ بالخیر کی دعا قرینہ موت موجود ہے۔ آیت نمبر ۲۱ میں باللیل وغیرہ قرینہ نیند کا موجود ہے۔ اس واسطے یہاں توفی کے معنی نیند دینا ہے۔ ورنہ اگر توفی کے حقیقی معنی موت کے ہوں تو مرزا قادیانی کو ماننا پڑے گا کہ تمام دنیا رات کو حقیقی موت مر جاتی ہے۔ صبح پھر دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے۔ (اور یہ بات مرزائیوں کے نزدیک بھی صحیح نہیں)

آیت نمبر ۲۲ تو توفی کے معنوں کا فیصلہ ہی کر دیتی ہے۔ توفی کا مفعول نفس ہے یعنی روح۔ اگر آپ کے معنی قبول کر لیے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ روح کو موت دے دیتا ہے۔ حالانکہ یہ امر بالکل غلط ہے۔ ہاں۔ پھر وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا (اور اللہ ان روحوں کی بھی توفی کرتا ہے جن پر موت وارد نہیں ہوتی) کا اعلان کر کے مرزا قادیانی! آپ کے سارے تانے بانے کو توڑ پھوڑ دیا ہے کیونکہ یہاں توفی کا حکم بھی جاری ہے اور لم تمت (نہیں مریں یعنی زندہ ہیں) کا اعلان بھی ہو رہا ہے۔ یعنی توفی کا عمل ہو جانے کے بعد بھی آدمی کا زندہ رہنا ممکن ہی نہیں بلکہ ہر روز کروڑہا انسانوں پر اس کا عمل ہو رہا ہے۔ غرضیکہ اس آیت میں ایک ہی لفظ توفی مستعمل ہوا ہے۔ اس کے معنی مجازی طور پر مارنے کے بھی ہیں اور مجازی طور سلانے کے بھی۔

<u>نتیجہ</u>۔ آپ نے سوال جواب نمبر ۳ میں فرمایا تھا کہ اگر کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہو تو اس کے ساتھ قرائن نہیں ہوتے اور جن کے ساتھ قرینہ موجود ہو۔ وہ ضرور مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے چونکہ ان تمام آیات میں موت اور نیند کے معنی کرنے کے لیے زبردست قرائن موجود ہیں۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ توفی کے حقیقی معنی صرف اخذ الشیء وافیاً یعنی کسی چیز کو پوری طرح اپنے قبضہ میں کر لینا ہے اور اس کے معنی کرتے وقت قرینہ کا ضرور خیال رکھنا ہوگا۔ بغیر قرینہ کے اس کو اپنے حقیقی معنوں سے پھیرنا جائز نہ ہوگا۔

۴۔ قرآن شریف میں حیوۃ اور اس کے مشتقات کے مقابلہ پر صرف موت اور اس کے مشتقات ہی مستعمل ہیں۔ تمام کلام اللہ میں کہیں بھی حیات کے مقابلہ پر توفی کا استعمال نہیں ہوا۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ بمعہ اپنی جماعت کے قرآن کریم ہزارہا احادیث رسول کریم ﷺ اقوال صحابہ اقوال بزرگان دین اور سینکڑوں کتب لسان عرب سے کہیں ایک ہی ایسا مقام دکھا دو۔ جہاں احیاء (زندہ کرنا) اور توفی (پوری پوری گرفت کرنا) بالمقابل استعمال ہوئے ہوں۔ انشاءاللہ تاقیامت نہ دکھا سکو گے۔

۸۔۔ امام ابن تیمیہ کو مرزا قادیانی نے آپ ساتویں صدی کا مجدد تسلیم کر چکے ہیں اور مجدد کے فیصلہ سے انحراف کرنے والا فاسق ہوتا ہے۔ دیکھئے وہ فرماتے ہیں۔

"لَفْظُ التَّوَفِّیْ فِیْ لُغَةِ الْعَرَبِ مَعْنَاهُ الْاِسْتِیْفَاءُ وَالْقَبْضُ وَذَالِکَ ثَلٰثَةُ اَنْوَاعٍ اَحَدُهَا تَوَفِّی النَّوْمِ وَالثَّانِیْ تَوَفِّی الْمَوْتِ وَالثَّالِثُ تَوَفِّی الرُّوْحِ وَالْبَدَنِ جَمِیْعًا فَاِنَّهٗ بِذَالِکَ خَرَجَ عَنْ حَالِ اَهْلِ الْاَرْضِ"

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ج ۲ ص ۲۸۰)

"لفظ توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اس کو اپنے قابو میں کر لینا اور اس کی پھر تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک نیند کی توفی ہے۔ دوسری موت کی توفی اور تیسری روح اور جسم دونوں کی توفی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اس تیسری توفی کے ساتھ اہل زمین سے جدا ہو گئے۔"

۹۔۔ توفی کے یہی معنی امام فخر الدین رازی آپ کے مجدد صدی ششم اور ۱۰۔۔۔ امام جلال الدین سیوطی آپ کے مجدد صدی نہم بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

دیکھئے تفسیر کبیر اور تفسیر جلالین وغیرہ۔ تلک عشرة کاملة

توفی عیسیٰ علیہ السلام کی بحث

ناظرین تمکین! جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ توفی کے حقیقی معنی اخذ الشئی وافیاً کے ہیں اور یہ کہ مارنا اور سلانا اس کے مجازی معنی ہیں۔ یہ بھی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ کلام اللہ میں جہاں کہیں توفی بمعنی موت استعمال ہوا ہے۔ وہاں موت کا قرینہ موجود ہے اور جہاں بمعنی سلانا مستعمل ہوا ہے وہاں نیند کا کوئی نہ کوئی قرینہ موجود ہے۔ پس جب یہ لفظ بغیر قرینہ موت اور نیند پایا جائے گا۔ تو کوئی شخص اس کے معنی موت دینا یا سلانا کرنے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔ کلام اللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے توفی دو جگہ آئی ہے۔ ایک تو آیت انی متوفیک و رافعک الیّ میں دوسرا فلما توفیتنی میں۔

اب میں دلائل سے ثابت کرتا ہوں کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کی توفی کے معنی کیا ہیں۔

حضرات! یہ کلام اللہ کا معجزہ ہے اور علام الغیوب کے علم غیب پر زبردست دلیل ہے کہ اس آیت کے الفاظ کی بندش اور لفظ توفی کا استعمال ہی اس طریقہ سے کیا گیا ہے کہ توفی کے سارے معنی حقیقی یا مجازی چسپاں کر کے دیکھیں سب ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اب دیکھئے جس کسی مفسر نے جو معنی اس کو مرغوب لگے وہی لگا دیئے۔ مگر یہ تفسیر

اجماع امت کا حکم رکھتی ہے کہ اس آیت کی رو سے تمام امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی قائل ہے۔

۱..... بعض نے فرمایا اس کے معنی سلانا یہاں خوب چسپاں ہوتے ہیں۔ یعنی ''اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو نیند دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' چونکہ جاگتے ہوئے ہزارہا بلکہ لاکھوں میل کا پرواز اوپر کی طرف کرنا طبعاً توحش کا باعث ہوتا ہے۔ اس واسطے خدا نے نیند کی حالت میں رفع کا وعدہ کیا۔

۲..... بعض علماء نے فرمایا کہ اس کے معنی عمر پوری کرنے کے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ ''اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تیری عمر پوری کرنے والا ہوں۔ (یہ یہود تم پر قبضہ کر کے تمہیں قتل نہیں کر سکتے) اور میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' اور اس کا مطلب انہیں علماء اسلام نے جن میں سے حبر الامت و ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ بھی ہیں یہی بیان کیا ہے کہ رفع جسمانی کا زمانہ عمر پوری کرنے کے وعدہ کا جز ہے یعنی رفع جسمانی پھر نزول جسمانی کے بعد آپ کی عمر پوری کی جائے گی اور پھر موت آئے گی۔

۳..... مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد و محدث وملہم من اللہ ہونے کے بعد اپنی الہامی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں اس کے معنی پورا پورا اجر دینے اور پوری نعمت دینے کے معنی کیے ہیں وہ بھی یہاں خوب چسپاں ہوتے ہیں۔ ''یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تم پر اپنی نعمت پوری کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔''

(براہین احمدیہ ص ۵۲۰ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

۴..... جمہور علماء اسلام نے توفی کے حقیقی معنی ہی یہاں مراد لیے ہیں۔ یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تیرے جسم و روح دونوں پر قبضہ کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' اور یہی معنی موزوں ہیں۔ جس کے دلائل ہم ابھی عرض کرتے ہیں مگر یقیناً یہ معجزہ کلام اللہ ہے کہ اس آیت کی بندش الفاظ توفی کو اپنے تمام معنوں میں چسپاں کرنے کے بعد بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں۔ خدا نے علام الغیوب نے مرزا قادیانی کی پیدائش سے تیرہ سو سال پہلے ہی ان کے دھوکا کا انتظام کر دیا تھا۔ فالحمدللہ رب العالمین۔

توفی عیسیٰ کے معنی ''مرنا'' کرنے کے خلاف
جسم و روح پر قبضہ کرنے کی تائید میں دلائل اسلامی

ناظرین! انجیل کے بیان اور ومکروا ومکراللہ کی بحث سے بھی قادیانی

مسلمات کی رو سے ثابت کر آیا ہوں کہ یہود نے مکر وفریب کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قبضہ کر کے انہیں قتل کرنے کا اہتمام کر لیا تھا اور مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ سے ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت سامنے نظر آنے لگ گئی اور یہ بھی ثابت کر آیا ہوں اور وہ بھی مرزا قادیانی کی زبانی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس مصیبت سے بچنے کی دعا تمام رات کی۔ وہ قبول بھی ہو گئی۔ قبولیت کی آواز بذریعہ وحی ان الفاظ قرآنی میں آئی "یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔" (آل عمران ۵۵)

حسب اصول مرزا قادیانی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں توفی بمعنی مجازی لینے کے لیے کوئی قرینہ یا علامت ضروری ہونی چاہیے تھی مگر کوئی قرینہ موت کا اس کے ساتھ موجود نہیں بلکہ باوجود توفی اپنے حقیقی معنوں میں یعنی روح بمعہ جسم کو قبضہ میں لینا یہاں مستعمل ہے۔ پھر بھی مرزا قادیانی جیسے محرفین کلام اللہ اور مدعیان مجددیت و مسیحیت کا ناطقہ بند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں بہت سے ایسے قرائن بیان فرما دیے ہیں جو قبض روح مع الجسم پر ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہے ہیں اور وہ قرائن یہ ہیں۔

قرینہ...۱ توفی کے بعد جب رفع کا لفظ استعمال ہوگا اور رفع کا صدور بھی توفی کے بعد ہو تو اس وقت توفی کے معنی یقیناً غیر موت ہوں گے۔ اگر کوئی قادیانی لغت عرب سے اس کے خلاف کوئی مثال دکھا سکے تو ہم یک صد روپیہ خاص انعام دینے کا اعلان کرتے ہیں۔

قرینہ...۲ آیت وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ کے بعد اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وارد ہوئی ہے اور یہ اللہ کے مکر کی گویا تفسیر ہے۔ یہود کے مکر اور اللہ تعالیٰ کے مکر میں تضاد اور مخالفت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہودیوں نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا اور اللہ سب مکر کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ اللہ کا مکر (تدبیر لطیف) سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہودیوں کی تدبیر معلوم کریں۔ سنئے! اور بالفاظ مرزا سنئے!

"چنانچہ یہ بات قرار پائی کہ کسی طرح اس کو صلیب دی جائے پھر کام بن جائے گا۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۹)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو ان کے ظلم و جور سے بچنے کے لیے دعا مانگی۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس کے متعلق لکھتا ہے۔ "حضرت مسیح نے خود اپنے

بچنے کے لیے تمام رات دعا مانگی تھی اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ ایسے مقبول الٰہی تمام رات رو رو کر دعا مانگے اور وہ دعا قبول نہ ہو۔" (ایام الصلح ص ۱۴۳ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۱)

اس دعا عیسوی کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" اگر توفی کے معنی موت دینا یہاں تسلیم کیے جائیں تو مطلب یوں ہوگا۔ اے عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں نے جو تمہارے قتل اور صلیب کی سازش کی ہے۔ ان کے مقابلہ پر میں نے یہ تدبیر لطیف کی ہے کہ میں ضرور تمہیں موت دوں گا۔ یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنا چاہتے تھے اور خدا تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہاں تم مرو گے اور ضرور مرو گے۔ سبحان اللہ! یہ یہودیوں کی تجویز اور تدبیر کی تائید ہے یا اس کا رد ہے۔ اگر کہو کہ اس سے مراد طبعی موت دینا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طبعی موت کی خبر کس طرح قبول کی جا سکتی ہے۔ اگر یہودی قتل کرنے اور صلیب دینے میں کامیاب ہو جاتے تو اس صورت میں موت دینے والے کیا یہودی ہوتے۔ کیا اس حالت کی توفی خدا کی طرف منسوب نہ ہوتی؟ پس اگر اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے معنی یہ کیے جائیں کہ میں تمہیں موت دینے والا ہوں۔ تو یہ یہودیوں کی تائید اور ان کے مکر کو کامیاب کرنے کا اعلان تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس میں کون سی تسلی تھی۔ اس واسطے توفی عیسیٰ کے معنی روح و جسم پر قبضہ کرنا ہی صحیح ہے۔

<u>قرینہ.....۳</u> مرزا قادیانی کو بھی خدائے مرزا نے الہام کیا تھا۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶ و ۵۱۹ خزائن ج ۱ ص ۶۶۴،۶۲۰) وہاں مرزا قادیانی اپنے لیے توفی بمعنی موت سے گھبراتے ہیں۔ وہاں یہ معنی کرتے ہیں۔ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یعنی میں تجھے پوری نعمت دوں گا یا پورا اجر دوں گا۔" پھر یہی مرزا کس قدر دیدہ دیری سے لکھتا ہے۔

"و ثبت ان التوفی ھو الاماتة والافناء لا الرفع والاستیفاء یعنی ثابت ہوگیا کہ توفی کے معنی موت دینا اور فنا کرنا ہے نہ کہ رفع اور پورا پورا لینا یا دینا۔" (انجام آتھم ص ۱۳۰ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) پس جیسے اپنے لیے موت کا وعدہ مرزا قادیانی کو مرغوب نہیں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے موت دینے کا وعدہ خداوندی کیونکر قبول کر سکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسب قول مرزا نظر آ ہی رہی تھی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''مسیح ایک انسان تھا اس نے دیکھا کہ تمام سامان میرے مرنے کے موجود ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۸۳ خزائن ج ۳ ص ۳۰۳) معزز ناظرین اس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اس کا ذکر بھی مرزا قادیانی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

''حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام رات اپنے بچنے کے لیے دعا مانگی تھی۔''

(ایام الصلح ص ۱۱۲ خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۱)

''یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ ایسا مقبول الٰہی تمام رات رو رو کر دعا مانگے اور وہ دعا قبول نہ ہو۔ (حوالہ بالا)

یہ قاعدہ مسلم الثبوت ہے کہ سچے نبیوں کی سخت اضطرار کی ضرور دعا قبول ہو جاتی ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۲۸ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۰۸)

ان حالات میں بقول مرزا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دیتے ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں واقعی تجھے موت دینے والا ہوں۔ خوب مرزا قادیانی کو تو اللہ تعالیٰ بغیر کسی خطرہ کی حالت کے وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کا دیں اور مرزا قادیانی بقول خود بمطابق لغت عرب اس کے معنی اپنے لیے موت تجویز نہیں کرتے بلکہ لغت کے خلاف اس کے معنی کرتے ہیں۔ ''میں تمہیں پورا پورا اجر دوں گا۔'' لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان ناگفتہ بہ حالات کے درمیان اللہ تعالیٰ بشارت دیتے ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور مرزا قادیانی اس کے معنی کرتے ہیں۔ ''میں تمہیں موت دینے والا ہوں۔''

تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی (سورۃ النجم) (یہ تو بہت ہی بے ڈھنگی تقسیم ہے)

قرینہ ...۳ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے معنی رسول پاک ﷺ سے لے کر آج تک جس قدر علماء مفسرین و مجددین مسلمہ قادیانی گزرے ہیں انہوں نے تو یہ کیے ہیں۔ ''اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو بمعہ جسم آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' قادیانی اس کے معنی یوں کرتے ہیں ''اے عیسیٰ علیہ السلام میں تمہارا رفع روحانی کروں گا۔'' تجھے صلیب پر مرنے نہیں دوں گا بیشک یہودی تمہیں ذلیل کریں گے۔ تمہارے منہ پر تھوکیں گے۔ تمہارے جسم میں کیل ٹھوکیں گے۔ تمہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ جائیں گے مگر تمہاری میں روح نہیں نکلنے دوں گا۔ روح تمہاری کسی اور موقع پر طبعی موت سے نکالوں گا کیونکہ اگر اس وقت نکال لوں تو تم لعنتی موت مرو گے۔'' (مفصل دیکھیں بحث وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ) سبحان اللہ یہ ہیں قادیانی کے نکات قرآنی۔ بھلے مانس کو یہ سمجھ نہیں کہ رفع روحانی کا تو ہر ایک

مومن کو خدا وعدہ دے چکا ہے۔ بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو پہلے سے پتہ تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱... یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (سورۃ مجادلہ ۱۱) "اللہ تعالیٰ مومنوں اور علم والوں کے درجات کو بلند کرتا ہے۔"

یعنی رفع روحانی ہے۔ (دیکھیے رفع کے ساتھ درجات کا لفظ مذکور ہے۔ اس واسطے یہاں اس کے معنی درجات کا بلند کرنا ہے)

۲... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود بچپن میں کہہ دیا تھا۔ ا... وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (سورۃ مریم ۳۳) "اور سلام ہے اللہ کا مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔" ۲... وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ (مریم ۳۱) "اور اللہ نے بنایا مجھ کو برکت والا جہاں کہیں رہوں۔"

۳... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا تھا۔ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (آل عمران ۴۵) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب عزت وجاہت ہیں اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔" ۴... کَلِمَۃُ اللّٰہِ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ (سورۃ نساء ۱۷۱) "وہ اللہ کے کلمہ تھے جو القا کیا گیا تھا۔ طرف مریم کے۔"

۵... خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "ہر مومن کا رفع روحانی خود بخود ہوتا ہے۔ تمام انبیاء کا رفع روحانی ہوا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۶۵ خزائن ج ۳ ص ۲۳۳ ملخصاً)

پس ہمارا سوال یہاں یہ ہے کہ یہ آیت چونکہ بطور بشارت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ رفع روحانی کا وعدہ آپ کے لیے کیا بشارت ہو سکتی تھی؟ کیا اس وعدہ سے پہلے ان کو علم نہ تھا کیا انہیں وجیہ۔ کلمۃ اللہ۔ روح اللہ نبی اولوالعزم ہونے کا یقین نہ تھا۔ کیا انہیں اپنی نجات کے متعلق کوئی شک پیدا ہو گیا تھا؟ جس کا دفعیہ یہاں کیا گیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ انہیں اپنی نجات، معصومیت، روح اللہ، کلمۃ اللہ اور نبی ہونے کا یقین تھا۔ ہاں سارے سامان قتل دار صلیب اور ذلت کے دیکھ کر بتقاضائے بشریت فکر پیدا ہوا تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے بطور بشارت ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اے عیسیٰ علیہ السلام میں خود تم پر قبضہ کرنے والا ہوں۔ (پس گھبراؤ نہیں یہودی تم پر قبضہ نہیں کر سکتے) پھر بتقاضائے بشریت خیال آیا کہ خداوند کریم کس طرح قبضہ کریں گے۔ اس کی صورت کیا ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اور قبضہ کر کے (تم کو اپنی طرف یعنی آسمان کی طرف) اٹھانے والا ہوں۔ پس ثابت ہوا۔ یہاں توفی اور رفع

دونوں کے معنی موت دینا اور رفع روحانی نہیں ہو سکتے بلکہ قبض جسمانی اور رفع جسمانی کے بغیر اور معنی سیاق و سباق اور قوانین لغت عرب کے مخالف ہیں۔

قرینہ......۵ اگر توفی بمعنی طبعی موت اور رفع الی اللہ سے مراد رفع روحانی ہوتا تو اللہ ان افعال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مخصوص نہ کرتے اور نہ ہی یہود کے مکر و فریب کے مقابلہ پر اس فعل کو تدبیر لطیف بیان کر کے سب مکر کرنے والوں پر اپنا غلبہ ظاہر کرتے کیونکہ یہ سلوک تو اللہ تعالیٰ ہر مومن مسلمان سے کرتے ہیں۔

قرینہ......۶ اگر توفی بمعنی موت طبعی دینا ہوتا اور رفع الی اللہ سے مراد رفع روحانی ہوتا تو دونوں کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ حسب قول مرزا طبعی موت دینے کا وعدہ صلیبی موت سے بچانا تھا۔ یعنی لعنتی موت سے بچا کر رفع روحانی کی غرض سے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کہا گیا۔ پھر رفع الی اللہ کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ تعالیٰ اپنے فصیح و بلیغ کلام میں مرزا قادیانی کی طرح اندھا دھند الفاظ کو موقعہ بے موقعہ استعمال نہیں فرمایا کرتے۔

قرینہ......۷ یہ آیت وفد نجران کی آمد پر نازل ہوئی تھی۔ یعنی عیسائیوں کا ایک گروہ رسول پاک ﷺ کے پاس آیا تھا۔ ان کے سوالات کے جوابات میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آل عمران اتاری تھیں۔ اب ہر ایک آدمی پڑھا لکھا جانتا ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے قائل ہیں۔ اگر فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی نہ ہوا ہوتا تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کی بھی تردید فرماتے جیسا کہ آپ کی الوہیت کی تردید فرمائی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا فقرہ بول کر ان کی تصدیق فرمائی۔ جس میں وفد نصاریٰ نے اپنی تصدیق سمجھی اور اس پر بحث ہی نہ کی۔ پھر اگر مان لیا جائے کہ کبھی کبھی رفع کے معنی رفع روحانی بھی ہوتے ہیں تو خدا نے کیوں نصاریٰ کے مقابلہ پر ایسے الفاظ استعمال کیے۔ جس سے ان کو بھی دھوکا لگا۔ وہ اپنی تصدیق سمجھ کر خاموش ہو گئے اور صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام مفسرین قرآن اور مجددین امت محمدیہ مسلمہ قادیانی بھی اسی دھوکا میں پڑے رہے۔ کسی نے رفع عیسوی کے معنی بغیر رفع جسمانی نہ لیے۔ لیجئے! ایسے مواقع کے لیے ہم مرزا قادیانی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"یہ بالکل غیر ممکن اور بعید از قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بلیغ اور فصیح کلام میں ایسے متنازع کی جگہ جو اس کے علم میں ایک معرکہ کی جگہ ہے۔ ایسے شاذ اور مجہول الفاظ استعمال کرے۔ جو اس کے تمام کلام میں ہرگز استعمال نہیں ہوتے۔ (اتمام کلام اللہ

میں کہیں بھی صرف رفع الی اللہ کے معنی رفع روحانی نہیں آئے۔ (مؤلف) اگر ایسا کرے تو گویا وہ خلق اللہ کو آپ ورطۂ شبہات میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہوگا۔" (ازالہ ص ۲۳۹ خزائن ج ۳ ص ۲۹۸)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ چونکہ صرف رفع الی اللہ سے مراد تمام قرآن میں کہیں بھی رفع روحانی نہیں لیا گیا۔ اس واسطے عیسیٰ علیہ السلام کی رفع الی اللہ سے رفع جسمانی مراد ہوگا۔

قرینہ........۸ آیت کریمہ وَاِنْ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ حتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے سے پہلے اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے چونکہ دنیا میں ابھی تک اہل کتاب کفار موجود ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ اس لیے ذالفعک الی سے پہلے اپنی مُتَوَفِّیْکَ کے معنی سوائے قبض جسمانی و روحانی اور نہیں ہو سکتے۔

نوٹ: اس آیت کی مفصل بحث تو آگے آئے گی۔ مگر مناظرین کے کام کی چند باتیں یہاں بھی نقل کرتا ہوں۔

۱..... اگر قَبْلَ مَوْتِہٖ میں ہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہوتی تو لَیُؤْمِنَنَّ بصیغہ مستقبل مؤکد بہ نون ثقیلہ وارد نہ ہوتا۔ اس کے معنی "ایمان لاتے ہیں" کرنا لغت عرب کے قوانین پر چھری پھیرنے کے مترادف ہے۔ اگر ضمیر کتابی کی طرف پھرتی تو ہر ایک کتابی ایمان لاتا ہوگا اس صورت میں لَیُؤْمِنُ چاہیے تھا نہ کہ لَیُؤْمِنَنَّ۔

۲..... اگر ضمیر موتہ کی کتابی کی طرف پھیری جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے "کہ اپنی موت سے پہلے تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ جس قدر یہ معنی بے معنی ہیں اور محالات عقلی و نقلی سے بھرے ہوئے ہیں ان کی تشریح محتاج بیان نہیں۔ واقعات ان معنوں کی تصدیق نہیں کرتے۔ یعنی ہم مشاہدے میں کسی اہل کتاب کو اس حالت میں مرتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اگر حالت نزع میں ایمان لانے کا جواب دیا جائے تو یہ بھی صحیح نہیں اس وقت کے اقرار کو ایمان نہیں کہتے۔ اگر وہ ایمان کہا سکتا ہے تو ایسا ایمان تو ہر ایک کافر کو میسر ہوتا ہوگا۔ پھر یہود کے ایمان کی تخصیص کیوں کی گئی؟

۳ موت سے پہلے تو ہر کتابی کا ایمان مشاہدے کے خلاف ہے۔ اگر اس سے مراد عین موت کے وقت کا ایمان لیا جائے تو وہ "قبل" کے خلاف ہوگا۔ اس صورت میں

''عقد موت'' موزوں تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک جس طرح کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی لغت عرب اور اس کے محاورات بلکہ واحد اور جمع، مذکر اور مونث کے فرق سے نابلد محض تھا۔ شاید خدا بھی (نعوذ باللہ) قتل اور عقد کے درمیان فرق نہیں جانتا تھا۔

قرینہ..... ۹ آیت کریمہ۔ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے معنی تمام امت نے متفقہ طور پر رفع جسمانی کے کیے ہیں۔ چونکہ رَّفَعَهُ اللّٰه کے معنوں میں تمام امت کا اجماع ہے۔ اس واسطے امت قادیانی کو اجماع امت ماننا پڑے گا۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ بالفاظ مرزا آنجہانی پیش کرتا ہوں۔

''جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میری مراد مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔'' (انجام آتھم ص ۱۴۴ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کیا کوئی قادیانی ایسا ہے جو قرآن، حدیث یا لغت عرب میں سے کسی میں یہ دکھائے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں قتل اور رفع جس ترکیب کے ماتحت استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی قتل کی نفی کر کے اس کے بعد رفع کا اعلان کیا گیا ہو تو وہاں رفع کے معنی قبض روح بھی ممکن ہے۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ کوئی قادیانی قیامت تک ایسے موقع پر رفع کا معنی قبض روح نہیں دکھا سکے گا۔

قرینہ..... ۱۰ یہ تمام امتوں کا مسلمہ اور متفقہ مسئلہ ہے کہ انبیاء کے لیے ہجرت کرنا مسنون ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

ہر ایک نبی کے لیے ہجرت مسنون ہے اور مسیح نے بھی اپنی ہجرت کی طرف انجیل میں اشارہ فرمایا ہے اور کہا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۶ حاشیہ)

''ہجرت انبیاء علیہم السلام میں سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ جب تک نکالے نہ جائیں ہرگز نہیں نکلتے اور بالاتفاق مانا گیا ہے کہ نکالنے یا قتل کرنے کا وقت صرف فتنہ صلیب کا وقت تھا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۸)

اس اصول سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دوسرے نبیوں کے طریقے پر ہجرت کرنا ضروری تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ فتنہ صلیب سے پہلے انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجرت سے مراد بے عزتی سے نکل کر عزت حاصل کرنا ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ہجرت صلیب پر چڑھنے، بے عزت ہونے اور وجود میں میخیں ٹھوکے جانے، منہ پر تھوکے جانے اور یہودیوں کی طرف سے طمانچے کھانے اور قبر میں تین دن تک مردوں کی طرح پڑا رہنے کے بعد اس طرح ہوئی کہ ان کے زخموں کا علاج کیا گیا۔ وہ اچھے ہوئے تو اریوں کو چھوڑ کر چھپے چھپے بھاگے بھاگے افغانستان کی راہ لی۔ درۂ خیبر میں سے ہوتے ہوئے پنجاب، یوپی، نیپال، بھوٹان کے راستہ کشمیر میں جا کر سانس لیا۔ وہاں ۸۷ سال زندہ رہ کر خاموشی میں مر گئے۔

سبحان اللہ! قادیانی نے اپنے اس بیان کے ثبوت میں کوئی ثبوت کلام اللہ سے، حدیث سے، انجیل سے یا تاریخ سے پیش نہیں کیا۔ لہٰذا یہ سارا واقعہ اعجاز مرزا سمجھ کر مردود قرار دیا جائے گا۔ ہم سے سنیے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت کا حال۔

وقت ہجرت تو وہی تھا جو قادیانی نے بیان کیا یعنی فتنہ صلیب کا وقت۔ ہجرت مسیح میں خدا تعالیٰ نے کئی باتوں کا خیال رکھا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام میں ملکوتیت کا غلب تھا۔ کلمۃ اللہ تھے۔ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ یہود ان کی پیدائش کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کی ہجرت کو بھی آسمان کی طرف رفع کو قرار دیا۔ وہاں وہ قرب الٰہی صحبت ملائکہ اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور قرب قیامت میں آ کر پھر اپنی گمراہ امت اور اپنے منکر یہودیوں کو دائرہ اسلام میں داخل کریں گے۔ یہ ہے ہجرت عیسوی کی حقیقت۔

کوئی قادیانی کبھی یہ نہیں دکھا سکتا کہ نبی بعد ہجرت کے مصائب و آلام برداشت کر کے گمنامی کی زندگی بسر کرنے کے بعد مر گیا ہو۔ بلکہ نبی بعد ہجرت کے ضرور کامیاب اور عزت حاصل کر کے رہتا ہے۔ قادیانی نے مرتبہ بے عزتی پر ہجرت کی تو یہ کون سی بات لائق ہجرت انبیاء ہے؟ چونکہ حسب قول مرزا حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب سے پہلے تو ہجرت نہیں کی تھی اور واقعہ صلیب کے بعد قرآن اور حدیث اور تاریخ سے ان کی ارضی زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ واقعہ صلیب کے زمانہ ہی میں وہ کہیں ہجرت کر گئے تھے اور وہ جگہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کی رو سے آسمان ہے پس ثابت ہوا کہ انی متوفیک کے معنی ”میں تجھ کو مارنے والا ہوں۔“ غلط ہیں۔

قرینہ ....۱۱ یہود نے بہت سے سچے رسولوں کو جھوٹا سمجھ کر قتل کرا دیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۂ بقرہ ۶۱ و سورۂ آل عمران ۲۱ میں وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ پھر سورۂ آل

عمران ۱۱۲ میں دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ یعنی یہود ناحق اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کر دیتے تھے اور یاد رہے کہ صلیب دینا بھی قتل ہے۔ جیسا کہ خود مرزا جی (تحفہ گولڑویہ ص ۲۲، ص ۲۰ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۸، ص ۱۰۶) پر تسلیم کرتے ہیں۔ نیز (ایام الصلح ص ۱۳۳، ۱۳۲ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱-۳۸۰) پر صلیبی موت کو قتل ہی تسلیم کیا ہے اور اپنے زعم باطل میں یہودی ان تمام نبیوں کو جھوٹے نبی سمجھ کر قتل کرتے تھے۔ لہٰذا ان سب کو وہ ملعون ہی قرار دیتے تھے۔ ایسا ہی انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سمجھا۔ (معاذ اللہ)

اب سوال یہ ہے کیا وجہ ہے کہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں رفع کا لفظ استعمال کیا ہے اور کسی نبی کے حق میں استعمال نہیں فرمایا؟ اگر اس کے معنی قبض روح یا رفع روحانی لیے جائیں تو کیوں دوسرے نبیوں کی خاطر یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ کیا ان کی طہارت بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی؟ معلوم ہوا کہ رَافِعُكَ کے معنی رفع جسمانی کے بغیر اس آیت میں ممکن ہی نہیں۔ پس جب یہ ثابت ہوا تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اِنِّي مُتَوَفِّيكَ کے معنی سوائے قبض جسمانی اور لینے ممکن ہی نہیں کیونکہ رفع جسمانی سے پہلے مارنے کی کیا ضرورت تھی؟ بلکہ موت سے بچانے کے لیے رفع جسمانی عمل میں آیا۔

قرینہ ۱۲..... توفی کے معنی قادیانی کے زعم باطل میں سوائے موت دینے کے اور ہوتے ہی نہیں اور مراد اس سے وہ طبعی موت لیتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں جہاں توفی سے مراد موت لی گئی ہے۔ وہاں ہر قسم کی موت ہے نہ کہ طبعی موت۔ کوئی ایک جگہ بھی تمام کلام اللہ سے پیش نہیں کی جا سکتی جہاں توفی کے معنی صرف طبعی موت ہی لیے گئے ہوں۔ پھر یہاں کیوں طبعی موت سے مارنا معنی لیے جائیں؟ اگر صرف موت کے معنی لیے جائیں تو اس میں یہود کے دعویٰ کی تائید ہے نہ کہ تردید اور اس میں بجائے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کی سازشوں کے خلاف تسلی دینے کے یہودیوں کی کامیابی کا یقین دلایا گیا ہے۔ صلیب بھی قتل کی ایک صورت ہے جیسا کہ میں قادیانی کے اپنے الفاظ سے ثابت کر چکا ہوں اور قتل موت کا ایک ذریعہ ہے۔ یعنی مقتول کے لیے بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ تُوُفِّيَ اللّٰه یا اماتہ اللّٰه جیسا کہ کلام اللہ میں توفی کا لفظ سب قسم کی موتوں کے لیے خود قادیانی تسلیم کرتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل کیا جانا ہر ایک کو معلوم ہے۔ یعنی وہ قتل کی موت مرے تھے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ

یُبْعَثُ (مریم ۱۵) یعنی سلام ہے ان پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ فوت ہوئے۔ ثابت ہوا کہ اس آیت میں توفی کے معنی طبعی موت کرنا تمام کلام اللہ کے خلاف ہے اور صرف مارنا کے معنی لینا اس میں یہود کی کامیابی کا اعلان ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی تسلی نہیں۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ میں توفی کے معنی یقیناً جسم و روح دونوں پر قبضہ کر کے یہود نامسعود کے ہاتھوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کو محفوظ کر لینے کا اعلان ہے۔

قرینہ.....۱۳ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اس آیت میں قتل اور رفع کے درمیان تضاد ظاہر کیا گیا ہے۔ قادیانی رَفَعَهُ اللّٰهُ کے معنی کرتے ہیں کہ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طبعی موت سے مار لیا۔ صلیبی موت سے بچا کر طبعی موت دینا لعنت کے خلاف ہے۔ ادھر یہ بھی کہتے ہیں کہ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ میں بھی یہی اعلان ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تو لعنتی موت یعنی صلیبی موت پر نہیں مرے گا۔" ہمارا سوال یہ ہے کہ پھر یہاں توفی کا لفظ کیوں استعمال نہیں کیا گیا۔ قتل اور رفع روحانی میں تو کوئی ضد اور منافقت نہیں۔ کیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل نہیں کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ایسا اعلان کہیں نہیں کیا حالانکہ یہود انہیں بھی نعوذ باللہ ایسا ہی ملعون سمجھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ علاوہ ازیں بل کا لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزعومہ قتل اور رفع کا وقت ایک ہی ہے۔ مثلاً جب یوں کہا جائے کہ زید نے روٹی نہیں کھائی بلکہ دودھ پیا ہے۔ اس فقرہ میں روٹی کھانے کا انکار اور دودھ پینے کا اقرار ایک ہی وقت سے متعلق ہیں۔ یہ نہیں کہ روٹی تو نہیں کھائی تھی ایک سال پہلے اور دودھ پیا تھا کل۔ بلکہ روٹی نہ کھانے اور دودھ پینے کے فعل ایک ہی وقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح نفی قتل یعنی قتل نہ کیا جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور ان کا رفع عمل میں آنا ایک ہی وقت میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔ مگر قادیانیوں کے نزدیک آپ کا رفع روحانی واقعہ صلیب کے ۸۷ سال بعد کشمیر میں ہوا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ پس توفی عیسیٰ علیہ السلام کے معنی موت کرنے ناممکن ہیں۔

قرینہ.....۱۴ یہود کے مکر کا نتیجہ تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت کا سامنے نظر آنا۔ اس کے بالمقابل خدا کے مکر کا ظہور حیات جسمانی کی صورت میں ہونا چاہیے۔ اس ظہور مکر کا وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ کے الفاظ سے پورا کیا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں توفی

موت کے مقابل پر استعمال کیا گیا ہے لہٰذا اس کے معنی موت دینا مستقلاً غیر ٹھہرتا ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اگر اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں ہم مرزا قادیانی کی خود ساختہ اور خلاف علوم عربیہ ترتیب توفی کے لیے قبول بھی کر لیں تو پھر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ اس صورت میں بھی یقیناً ان کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآنی دلیل ۔ ۳

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (نساء ۱۵۷-۱۵۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ بیانگ دہل اعلان فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے۔ ترجمہ ہم اس آیت مبارکہ کا اس ہستی کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ جس کے انکار پر قادیانی عقیدہ کے مطابق آدمی کافر و فاسق ہو جاتا ہے۔ یعنی مجدد صدی نہم جو امام جلال الدین سیوطی کے اسم گرامی سے دنیائے اسلام میں مشہور ہیں۔

''اور لعنت کی ہم نے یہود پر اس وجہ سے بھی کہ وہ فخر کے ساتھ کہتے تھے کہ یقیناً ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دعویٰ قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور نہ قتل کر سکے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ پھانسی پر ہی لٹکا سکے ان کو۔ بلکہ بات یوں ہوئی کہ یہود کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ بنا دی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا اور وہ یہود کا آدمی تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ۔ یعنی تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت و شبیہ یہود کے آدمی پر ڈال دی اور یہود نے اس شبیہ عیسیٰ علیہ السلام کو عین عیسیٰ علیہ السلام سمجھ لیا اور تحقیق جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں اختلاف کیا وہ ان کے قتل کے متعلق شک میں پڑا تھے کیونکہ ان میں سے بعض نے جب مقتول کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اس کا منہ تو بالکل عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور باقی جسم اس کا معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہنے لگے کہ نہیں بالکل وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارہ کوئی یقینی علم نہیں ہے بلکہ صرف اس ظن کی پیروی کرنے لگے۔ جو خود انہوں نے گھڑ لیا اور یقینی بات ہے

کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اور اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہی میں بڑا زبردست اور اپنے کاموں میں بڑا حکمت والا ہے۔"
(دیکھو تفسیر جلالین ص ۹۱ زیر آیت کریمہ)

ناظرین اس تفسیر کے بعد حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی قادیانی دم نہیں مار سکتا کیونکہ ہم نے ان کے اپنے مسلم امام اور مجدد کے الفاظ کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ اگر انکار کریں تو رسالہ ہٰذا کے ابتداء میں درج شدہ قادیانی عقائد و اصول سامنے رکھ دیں۔ اب ہم کچھ نکات اس آیت کریمہ کی فصاحت و بلاغت اور اس کے الفاظ کی بندش کے متعلق عرض کرتے ہیں۔

۱ اس آیت میں لعنت یہود کا سبب صرف ان کا دعویٰ قتل قرار دیا گیا ہے۔ یعنی یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ قابل لعنت ٹھہرائے جاتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صلیب پر چڑھایا اور نہ ان کے ہاتھوں میں میخیں لگائیں۔ نہ ان کے منہ پر تھوکا گیا۔ اگر فی الواقع ایسا ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور لعنت کا سبب ان کے فعل کو ٹھہراتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی تک یہود کو پہنچنے تک نہیں دیا۔

۲ اِنَّا قَتَلْنَا یعنی ہم نے یقیناً قتل کر دیا۔ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ یہود کا دعویٰ بیان فرماتے ہیں۔ یعنی یہود کو یقین تھا کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور قتل کر دیا تھا۔

۳ قَتَلْنَا یعنی "قتل کر دیا ہم نے" ان الفاظ میں قتل کا اعلان ہے اور قتل صلیبی موت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت ہی کے قائل تھے۔ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "یہود بوجہ صلیب مسیح کے ملعون ہونے کے قائل ہو گئے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۱)

پھر تحریر کرتے ہیں۔ "لاکن یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے صلیب پر چڑھا دیا تھا۔" یہودی صرف اسے صلیب دینا چاہتے تھے کسی اور طریق سے قتل کرنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ یہودیوں کے مذہب کی رو سے جس شخص کو صلیب کے ذریعہ سے قتل کیا جائے خدا کی لعنت اس پر پڑ جاتی ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۱۱ خزائن ج ۳ ص ۲۹۶، ۲۹۸)

پس ثابت ہوا کہ قتل عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ میں یہود کا مقصد قتل بالصلیب ہی تھا یعنی صلیبی موت کے لیے قتل کا لفظ خود یہود نے استعمال کیا۔

۴ . وما قتلوہ میں اللہ تعالیٰ یہود کے دعویٰ قتل عیسیٰ بالصلیب کی تردید کر رہے ہیں۔ یہود کا دعویٰ تھا جیسا کہ ہم اقوال مرزا سے ثابت کر آئے ہیں کہ ہم (یہود) نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کے ذریعہ قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قتل کی نفی کا اعلان کر دیا یعنی یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب کے ذریعہ بھی قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔

۵ . وما صلبوہ اس فقرہ میں اللہ تعالیٰ یہود کے دعویٰ قتل المسیح بالصلیب کی تردید کے بعد سولی پر چڑھا سکنے کی بھی نفی فرماتے ہیں۔ یعنی یہود تو حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی پر بھی نہیں چڑھا سکے۔ قربان جاؤں کلام اللہ کی فصاحت و بلاغت پر اگر ماقتلوہ کے بعد وماصلبوہ نہ ہوتا تو مرزا قادیانی بڑی آسانی سے تحریف قرآنی کر سکتا تھا کیونکہ وہ کہہ سکتا تھا جیسا کہ وہ اب کہتا ہے کہ قتل نہ کر سکے مگر سولی پر ضرور لٹکایا گیا تھا اور واقعی اس وقت مرزا قادیانی کو تحریف کے لیے کچھ گنجائش مل سکتی تھی۔ مگر اب تو باری تعالیٰ نے وماصلبوہ کا فقرہ بڑھا کر مرزا قادیانی کی تحریف کا مکمل سدباب کر دیا ہے لیکن مرزا قادیانی نے پھر ایک اور چال چلی۔ سب کے معنی قرآن، حدیث اور لسان عرب کے خلاف سولی پر مر جانا یا مارنا مشتہر کر دیے مگر قیامت تک علماء اسلام کا یہ جواب چیلنج قائم رہے گا کہ صلب کے معنی صرف سولی پر کھینچنا ہیں۔ موت صلب کے ساتھ ضروری نہیں۔ یعنی صلب کے معنی سولی پر مارنا نہیں۔ دلائل اصلاحی ملاحظہ کیجئے۔

ا . اگر صلب کے معنی پھانسی پر مارنا ہوتے تو یہود بجائے قتلنا کے صلبنا کہتے کیونکہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی پر چڑھانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ب . اگر ماصلبوہ کے معنی "یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی پر نہ مار سکے۔" صحیح ہوتے تو صرف ماقتلوہ یا ماصلبوہ ہی کافی تھا۔ دوبارہ صلبوہ لانے کی کیا ضرورت تھی۔

ج . کسی مجدد مسلمہ قادیانی نے تیرہ سو برس سال تک ماصلبوہ کے معنی "صلیب پر مارنے" کے نہیں کیے۔

د . حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قادیانی جماعت کے مسلم مجدد صدی دوازدہم "وماصلبوہ" کے معنی کرتے ہیں۔ "و بردار نکردند اورا" اور شاہ عبدالقادر صاحب مجدد صدی سیزدہم فرماتے ہیں "اور نہ سولی پر چڑھایا اس کو"

ھ . غیاث اللغات و صراح میں ہے۔ صلب۔ بردار کردن (سولی پر چڑھانا)

و . اگر صلب کے معنی "پھانسی پر مارنے" کے قبول کر لیے جائیں تو قادیانی ہمیں بتلائیں کہ صرف سولی پر چڑھانے کے لیے عربی زبان میں کون سا لفظ ہے۔ سوائے صلب

کے اور کوئی لفظ ہے ہی نہیں۔

ز۔ خود مرزا قادیانی کی زبان اور قلم سے باری تعالیٰ نے ہماری تائید کرا دی ہے۔
اقوال مرزا "خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ خزائن ج ۱۷ص ۴۳)

دیکھیے یہاں بقول مرزا قادیانی خدا "صلیب" سے بچانے کا وعدہ کر رہے ہیں۔ صرف "صلیبی موت" سے بچانے کا وعدہ نہیں۔

پھر لکھتے ہیں۔ "انھوں نے دس فکر کی وجہ سے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۸۱ خزائن ج ۳ ص ۲۹۶) دیکھئے یہ تینوں مصلوب اتار لیے جانے کے وقت زندہ تھے جیسا کہ مرزا قادیانی اسی صفحہ پر اقرار کرتے ہیں۔ جائے حیرت ہے کہ مرزا قادیانی کے قلم سے بخدا تعالیٰ نے صلب کا اسم مفعول "مصلوب" صرف "سولی پر چڑھائے گئے" کے معنوں میں استعمال کر کے ان جیسوں کی آتی گرفت کا سامان مہیا کر دیا کیونکہ اگر صلب کے معنی سولی پر مارنا صحیح ہوتے تو مصلوب کے معنی سولی پر مارا ہوا ہونا چاہیے لیکن مرزا قادیانی خود مصلوب کو "سولی دیا گیا" مانتے ہوئے اس کا زندہ ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں۔

ح۔ صلیب کی حقیقت بھی ہم بالفاظ مرزا قادیانی عرض کرتے ہیں۔ جس سے معزز ناظرین کو یقین ہو جائے گا کہ صلب یعنی صلیب پر چڑھانے کا نتیجہ لازمی طور پر موت نہیں ہوتا تھا۔ لکھتے ہیں۔ "بنا اتفاق مان لیا گیا ہے کہ وہ صلیب اس قسم کی نہ تھی جیسی کہ آج کل پھانسی ہوتی ہے۔ اور گلے میں رسہ ڈال کر ایک گھنٹہ میں کام تمام کیا جاتا ہے بلکہ اس قسم کا کوئی رسہ گلے میں نہیں ڈالا جاتا تھا۔ صرف بعض اعضاء میں کیلیں ٹھوکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن مصلوب بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے تھے۔ پھر بعد میں اس کے ہڈیاں توڑی جاتی تھیں اور پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب مر گیا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۸۱ خزائن ج ۳ ص ۲۹۶)

محترم ناظرین غور کیجئے! کہ اگر مصلوب جو صلب کا اسم مفعول ہے کے معنی "سولی پر مرا ہوا یا مارا ہوا" ٹھیک ہوں تو وہ مرا ہوا آدمی بھی کبھی بھوکا پیاسا ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ مرزا قادیانی مصلوب کا بھوکا پیاسا ہونا تسلیم کر رہے ہیں۔ نیز اگر مصلوب کے معنی پھانسی پر مارا ہوا صحیح ہوں تو پھر مرزا قادیانی کے فقرہ مصلوب مر گیا" کے معنی کیا ہوں گے یہی نہ کہ "پھانسی پر مارا ہوا مر گیا" جو بالکل واہیات ہے۔ "مصلوب مر گیا" کا

فخریہ جیسی بامعنی فقرہ قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ مصلوب کے معنی صرف سولی پر لٹکایا گیا یعنی صلب کے معنی صرف سولی پر لٹکانا بغیر موت کے لیے جائیں۔

۷... اگر وَمَا صَلَبُوْهُ کے معنی حسب قول مرزا قادیانی ہم قبول کر لیں یعنی یہ کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے میں کامیاب ہو گئے۔ انہیں تازیانے لگاتے رہے ان کے منہ پر تھوکتے رہے اور ان کے اعضاء میں کیلیں ٹھونکنے میں بدرجہ اتم کامیاب رہے لیکن خدا نے صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان نہ نکلنے دی تو یہ سارا مضمون وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ کے خلاف جاتا ہے کیونکہ قادیانی معنوں کی صورت میں یہود کا مکر خدا کے مکر پر غالب رہتا ہے حالانکہ خدا خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ہے۔ یعنی بہترین تدبیر کنندہ ہے۔ پس ان نو دلائل سے نتیجہ یہ نکلا کہ صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا ہی ہیں۔ موت اس کے ساتھ لازم نہیں اور اس آیت میں خدا تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلب پر چڑھائے جانے ہی کی نفی کر رہے ہیں۔

اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ کے جملہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہود قتل مسیح کا دعویٰ بڑے جزم کے ساتھ کرتے تھے۔ محض اس کہنے سے کہ ہم (یہود) نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ کوئی وجہ لعنت کی نظر نہیں آتی۔ اگر قتل وصلب فی الواقع کسی شخص پر بھی واقع نہ ہوئے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنی کلام بلاغت نظام میں بقولہم کی بجائے بکذبہم یعنی ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کے ملعون ہونے کا اعلان کرتے مگر چونکہ قتل و صلب کے افعال ضرور کسی نہ کسی شخص پر واقع ہوئے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ جواب نہیں دیا کہ وَمَا قَتَلُوْا اَحَدًا وَّلَا صَلَبُوْا یا وَمَا قُتِلَ اَحَدٌ وَّلَا صُلِبَ یعنی یہود نے تو نہ کسی کو قتل کیا اور نہ پھانسی دیا یا نہ کوئی قتل کیا گیا نہ پھانسی دیا گیا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ میں ضمیر "ہ" کو استعمال کرکے بتا دیا کہ قتل کا فعل اور پھانسی چڑھانے کا عمل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وارد نہیں ہوا۔ کسی اور پر وارد ہوا تھا۔ ملخص مضمون پالا۔

۱ یہود پر خدا نے لعنت کی اور اس لعنت کا سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل و صلب کے دعویٰ کو بطور فخر کے بیان کرنا قرار دیا۔

۲... اللہ تعالیٰ نے یہود کو قتل اور صلب شخص کے دعویٰ میں جھوٹا قرار نہیں دیا بلکہ قتل و صلب مسیح علیہ السلام کے دعویٰ کو جھوٹ قرار دیا۔ مطلب جس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو سچا فرما رہے ہیں کہ کوئی نہ کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر ضرور قتل کیا گیا اور صلیب دیا گیا اور یہ بات تواتر قوی سے ثابت ہے کہ ایک شخص ضرور پھانسی پر لٹکایا

گیا اور قتل کیا گیا تھا۔ چنانچہ دنیا کے کروڑہا یہودی اور عیسائی کسی ایک شخص کے قتل و صلیب دیے جانے کا عقیدہ رکھنا۔ اپنے ایمان کا جزو قرار دیتے ہیں۔ اس شخص کو یہودی و عیسائی دونوں نے مسیح علیہ السلام سمجھا۔ اللہ تعالیٰ اس مقتول و مصلوب کے متعلق اعلان فرماتے ہیں کہ وہ مقتول و مصلوب حضرت عیسیٰ ابن مریم نہ تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ شخص کون تھا جس کو یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام سمجھتے ہوئے پھانسی پر لٹکا دیا اور قتل کر دیا اور ان کے اتباع میں کروڑہا عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل بالصلیب کے قائل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس وہم کا ازالہ اپنی عجیب کلام میں عجیب فصیح و بلیغ طریقہ سے یوں فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ جس کی پوری ترکیب (علم نحو کے جاننے والے پر مخفی نہیں) اس طرح ہوگی۔ وَلٰكِنْ قَتَلُوْا وَصَلَبُوْا مَنْ شُبِّهَ لَهُمْ لیکن انھوں نے اس شخص کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا جو ان کے لیے مسیح علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا گیا تھا۔ مرزا قادیانی بیچارے علوم عربیہ سے محض کورے تھے ہاں جس طرح بعض آدمی کچھ شاہی انگریزی بول لکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی عربی کی ٹانگ توڑ سکتے تھے۔ ہم ان کی عربی کا نام "پنجابی عربی" تجویز کرتے ہیں۔

وَلٰكِنْ شُبِّهَ جیسی ترکیبیں قرآن، حدیث اور عربی علم ادب کے ماہرین پر مخفی نہیں۔ ہم یہاں علم نحو کے مسلم امام ابن ہشام کا قول کتاب مغنی سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ "اِنَّهُ لٰكِنْ غَيْرُ عَاطِفَةٍ وَّ الْوَاوُ عَاطِفَةٌ بِجُمْلَةٍ حُذِفَ بَعْضُهَا عَلٰى جُمْلَةٍ صُرِّحَ بِجَمِيْعِهَا قَالَ فَالتَّقْدِيْرُ فِيْ نَحْوِ مَاقَامَ زَيْدٌ وَّلٰكِنْ عَمْرٌو وَلٰكِنْ قَامَ عَمْرٌو" "ولٰکن میں لاکن عطف کے لیے نہیں ہے اور واؤ عطف کرنے والی ہے اس جملہ کو جو پوری طرح بیان کر دیا گیا ہو۔ مثلاً مَاقَامَ زَيْدٌ وَّلٰكِنْ عَمْرٌو والی مثال کو پورا پورا اس طرح لکھیں گے۔ مَاقَامَ زَيْدٌ وَّلٰكِنْ قَامَ عَمْرٌو" "نہیں کھڑا ہوا زید بلکہ کھڑا ہوا عمر۔" پس معلوم ہوا کہ ولاکن سے پہلے جس فعل کی نفی مذکور ہے۔ اسی کا اثبات ولاکن کے بعد والے فقرہ میں مطلوب ہے۔ صرف فعل کی نسبت فاعل یا مفعول میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ یعنی جس فعل کے وقوع کی نفی کی جا رہی ہے۔ صرف ایک خاص فاعل یا مفعول کے لحاظ سے کی جا رہی ہے۔ ورنہ فی الواقع فعل واقع ضرور ہوا ہے۔ مثلاً مثال مَاقَامَ زَيْدٌ وَّلٰكِنْ عَمْرٌو میں کھڑے ہونے کا نفس یا فعل واقع تو ضرور ہوا ہے۔ اس کی نفی اگر کی گئی ہے تو صرف زید کے لیے یعنی زید کھڑا نہیں ہوا۔ ولاکن کے بعد عمر مذکور ہے۔ پس اسی فعل کا وقوع عمر کے لیے ضروری ہو جاتا ہے۔ یعنی کوئی نہ کوئی کھڑا ضرور ہوا

تھا۔ بعینہ اسی طرح وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ میں ہے۔ یہاں باری تعالیٰ ولٰکن سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل و صلیب اور صلیب پر چڑھنے جانے کی نفی کا اعلان فرماتے ہیں پھر اس کے بعد ولٰکن کا استعمال فرما کر صاف صاف اعلان فرما رہے ہیں کہ قتل و صلب کے افعال ضرور وقوع پذیر ہوئے تھے لیکن کس پر ہوئے تھے۔ (جواب) اس پر جس پر ڈالی گئی شبیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ یہی تفسیر آئمہ مجددین مسلمہ قادیانی سے مروی ہے۔ اگر قادیانی اس کی تصدیق سے انکار کریں تو مرزا قادیانی کے فتویٰ کی رو سے کافر اور فاسق بننے کے لیے تیار ہو جائیں۔ (دیکھو قادیانی اصول نمبر۲)

آگے ارشاد باری ہے۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ "اور تحقیق وہ لوگ (عیسائی) جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا وہ تو بالکل شک میں ہیں۔ ان کو کوئی تحقیقی علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ہے ہی نہیں۔ صرف ظنی ڈھکوسلوں کا اتباع کرتے ہیں۔"

نوٹ: اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ کے الذین میں یہود شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے متعلق تو پہلے ہی اعلان ہو چکا ہے۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ یعنی ہم نے یقیناً مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ قتل مسیح علیہ السلام کے بارہ میں یہود میں نہ کبھی اختلاف ہوا اور نہ اب ہے۔ ہاں عیسائیوں نے اس بارہ میں بہت اختلاف کیا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے باب میں ذکر کر آئے ہیں۔ عیسائیوں میں بہت سے فرقے ہیں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ چنانچہ انجیلوں کے پڑھنے والے پر مخفی نہیں۔ ان کے اختلاف کے متعلق باری تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ یعنی ان کو تو واقعات کا علم ہی نہیں وہ تو صرف ظن کی پیروی کر رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عیسائی امت کے افراد موقعہ صلب و قتل کے وقت تو حاضر ہی نہ تھے۔ ان کو تحقیقی علم کہاں سے ملتا۔ چنانچہ حواریوں کا موقعہ سے بھاگ جانا خود مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے باب میں ذکر کر آئے ہیں۔

یہاں تک اللہ تعالیٰ نے یہود کے قرب دعویٰ قتل و صلب مسیح علیہ السلام کا رد کیا آگے ان کے قتل مسیح علیہ السلام کے پختہ عقیدہ کا رد کرتے ہیں۔ یہود نے کہا۔ ہم نے یقیناً قتل کیا مسیح علیہ السلام کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا "یقیناً یہود نے قتل نہیں کیا عیسیٰ علیہ السلام کو۔" ایک وہم تو پہلے پیدا ہوا تھا یعنی یہ کہ اگر یہود نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور صلیب پر نہیں چڑھایا تو پھر کس کو چڑھایا۔ اس کا جواب وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ سے دیا۔ "یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ جس پر ڈالی گئی تھی اس کو قتل کیا اور سولی چڑھایا۔" یہاں ایک

نیا وہم پیدا ہوتا ہے جو پہلے یہودیوں کو بھی لاحق ہوا اور قادیانی جماعت کو بھی آرام نہیں کرنے دیتا۔ وہ یہ کہ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کہاں گئے وہ کیا ہوئے۔ اس کا ازالہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ "بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان کی طرف۔" آگے اس رفع جسمانی کی حکمت بیان فرماتے ہیں۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی زبردست اور بے حد حکمتوں والا ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم چند علمی نکات سے قارئین رسالہ کی تواضع کریں۔

۱۔ بَلْ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے استعمال سے باری تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے قادیانی ایسے محرفین کلام اللہ کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ کتب نحو کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ بَلْ کے بعد والے مضمون اور مضمون ماقبل کے درمیان تضاد کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ "زید آدمی نہیں بلکہ قادیانی ہے۔" تو یہ فقرہ ہر ذی عقل کے نزدیک غلط ہے کیونکہ بَلْ کے پہلے زید کے آدمی ہونے سے انکار ہے اور اس کے بعد اس کے قادیانی ہونے کا اقرار ہے مگر ان دونوں باتوں میں کوئی مخالفت نہیں کیونکہ آخر قادیانی بھی آدمی تو ضرور ہیں۔ پس صحیح فقرہ تو یوں چاہیے۔ "زید مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہے۔" کیونکہ کہنے والے کا مطلب اور عقیدہ یہ ہے کہ قادیانی کافر ہیں جو مسلمان کی ضد ہیں یا یہ فقرہ صحیح ہے۔ "زید آدمی نہیں بلکہ جن ہے۔" کیونکہ زید کے آدمی ہونے کی نفی کر کے اس کے جن ہونے کا اقرار ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بَلْ کے پہلے اور مابعد والے مضمون میں ضد اور مخالفت ضروری ہے۔ قتل اور سولی پر چڑھنے اور زندہ اٹھائے جانے میں تو مخالفت ہے مگر قتل اور روح کے اٹھانے میں کوئی مخالفت نہیں بلکہ بے گناہ مقتولوں کا رفع روحانی تو تمام مذاہب کا ایک مسلمہ اصول ہے۔

۲۔ بَلْ ابطالیہ میں جو یہاں باری تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے۔ ضروری ہے کہ بَلْ کے مابعد والے مضمون کا فعل ماقبل کے فعل سے پہلے وقوع میں آچکا ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھیے۔ مشرک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی اولاد بنا لیا ہے۔ نہیں یہ غلط ہے بلکہ فرشتے تو اس کے نیک بندے ہیں۔ دیکھیے یہاں بلکہ (جس کو عربی میں بَلْ کہتے ہیں) سے پہلے مشرکین کا قول فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد بنانا مذکور ہے اور بَلْ کے بعد فرشتوں کے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہونے کا اعلان ہے۔ فرشتے خدا کے نیک بندے پہلے سے ہیں۔ مشرکین نے ان کے نیک ہونے کے بعد کہا کہ وہ اللہ کی اولاد ہیں۔

دوسری مثال "زید لاہور گیا تھا نہیں بلکہ وہ تو سیالکوٹ گیا تھا۔"

دیکھیے! زید کا سیالکوٹ جانا پہلے وقوع میں آیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے کہا تھا کہ وہ لاہور گیا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو بل کے بعد استعمال کیا گیا ہے۔ اس لیے ضروری ہوا کہ آپ کا رفع پہلے کیا گیا تھا اور اس کے بعد یہود نے کہا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ اگر رفعہ اللّٰہ میں رفع سے رفع روحانی مراد لیا جائے جو حسب قول و عقیدہ قادیانی جماعت واقعہ صلیب کے ۸۷ برس بعد طبعی موت سے کشمیر میں وقوع پذیر ہوا تھا تو پھر یہ کلام مرزا قادیانی کی کلام کی طرح ''پنجابی عربی'' بن کر رہ جائے گا کیونکہ بل کا استعمال ہمیں اس بات کے ماننے پر مجبور کر رہا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ہو چکا تھا اس کے بعد یہود نے اعلان قتل کیا۔ قادیانی مذہب قیامت تک اس بل کے تل (لپیٹ) سے نہیں نکل سکتا۔ ہاں رفع جسمانی کی صورت میں قانون ٹھیک بیٹھتا ہے۔

۳..... بل سے پہلے جس چیز کے قتل اور سولی کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اسی کے رفع یعنی اٹھا لینے کا اقرار اور اعلان ہو رہا ہے۔ بل سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسم (مجموعہ جسم و روح) کے قتل و سولی سے انکار کیا گیا ہے۔ پس بل کے بعد رفع بھی جسم و روح دونوں کا ہی ہونا چاہیے۔ اگر قتل و سولی سے انکار تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم و روح کے متعلق ہو اور اٹھانا صرف روح کا مذکور ہو تو یہ بالکل فضول کلام ہے کیونکہ قتل کیا جانا اور سولی دیا جانا روح کے اٹھائے جانے کے مخالف نہیں بلکہ ان دونوں سے بے گناہ مظلوم کا رفع روحانی یقینی ہو جاتا ہے۔

۴..... بل سے پہلے اور بل کے بعد والے افعال میں جو مفعولی ضمیریں ہیں وہ ساری ایک ہی شخص کے لیے ہونی چاہئیں۔ پہلی ضمیریں وما قتلوہ وما صلبوہ میں سارے کی ساری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم و روح دونوں کی طرف پھرتی ہیں۔ اس کے بعد رفعہ اللّٰہ میں ''ہ'' کی ضمیر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم و روح دونوں کے لیے ہے نہ کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کے لیے۔

۵..... یہود کا عقیدہ تھا کہ انھوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ اکثر عیسائی ان کے اس عقیدہ سے متفق ہو کر کہنے لگ گئے کہ قتل تو کیے گئے۔ مگر پھر وہ بعد جسم آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ دونوں قوموں کا یہ عقیدہ حضرت رسول کریم ﷺ کے وقت میں اسی طرح موجود تھا۔ اگر رفع جسمانی کا عقیدہ غلط ہوتا اور جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں۔ شرک ہوتا تو ضروری تھا کہ خدا اس موقعہ پر رفع کے ساتھ روح کا بھی ذکر کر دیتے کیونکہ صرف رفع

کے معنی بغیر قرینہ صارفہ کے جسم کا اوپر اٹھانا ہی ہے۔ اگر مان لیا جائے کہ رفع کے معنی رفع جسمانی اور رفع روحانی دونوں طرح مستعمل ہیں تو بھی ایسے موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ رفع روحانی کا اعلان کرنا چاہیے تھا تاکہ عیسائی عقیدہ رفع جسمانی کا انکار اور رد ہو جاتا بلکہ یہاں ایسا لفظ استعمال کیا کہ جس کے معنی تیرہ سو سال کے مجددین امت محمدیہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بھی وہی کیے جو عیسائی سمجھتے ہیں۔

۶.... رفع جسمانی سے دونوں مذاہب باطلہ یہودیت اور عیسائیت کی تردید ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب یہود نے کہا ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا اور پھانسی بھی دے دیا تھا اور اس وجہ سے انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (نعوذ باللہ) ملعون ہونے کا اعلان کر دیا تو عیسائیوں نے ان سے ہمنوا ہو کر آپ کا ملعون ہونا تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد کفارہ اور تثلیث کا باطل عقیدہ گھڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں قتل اور سولی سے بچانے اور زندہ آسمان پر اٹھا لینے کا اعلان کر کے دونوں مذاہب کا باطل ہونا اظہر من الشمس کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے وقوع پذیر ہونے کا تو عیسائیوں کا پہلے سے عقیدہ ہے۔ مرزا قادیانی یا ان کی جماعت نے اس کو ثابت کر کے عیسائیت کے عقائد کی ایک گونہ تائید کی ہے۔ نہ کہ تردید۔

۷.... رفع کے متعلق ہم بانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ جب رفع یا اس کے مشتقات میں سے کوئی سا لفظ بولا جائے اور اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول جوہر ہو (عرض نہ ہو) اور اس کا صلہ الیٰ مذکور ہو۔ مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوائے آسمان پر اٹھا لینے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔ اس کے خلاف اگر کوئی قادیانی قرآن، حدیث یا کلام عرب سے کوئی مثال پیش کر سکے تو منہ مانگا انعام لے لیں۔ یاد رکھیں قیامت تک ایسا کرنے سے قاصر رہیں گے اور آخر ذلیل ہوں گے۔

۸.... قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے میں ناکام رہے اور صورت اس کی یہ ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو انھوں نے پکڑ لیا۔ ان کو طمانچے مارے، ذلیل و خوار کیا، منہ پر تھوکا، سولی پر چڑھایا ان کے جسم میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ اس درد و کرب سے وہ بیہوش ہو گئے۔ یہود انھیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ مگر فی الواقع اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو "کمال قدرت اور حکمت" سے ان کے جسم سے جدا نہ ہونے دیا۔ یہی اللہ تعالیٰ کا مکر یعنی تدبیر لطیف تھی۔ ہمارا یہاں یہ سوال ہے کہ اس سے

ذرا پہلے یہود نامسعود کا فعل مذکور ہے۔ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ یعنی یہود انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے کے سبب ملعون قرار دیے گئے۔ اب ظاہر ہے کہ یہود کے نزدیک وہ تمام انبیاء جھوٹے تھے اور یہود انہیں قتل کر کے ملعون ہی خیال کرتے تھے کیونکہ وہ ہر مجرم واجب القتل کو لعنتی قرار دیتے تھے اور ذریعہ قتل ان کے پہلے صلیب پر لٹکانا اور بعد اس کے اس کی ہڈیاں توڑ توڑ کر مار ڈالنا ہوتا تھا۔ جیسا کہ ہم اسی باب میں پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے دعوی قتل انبیاء کا رد نہیں کیا بلکہ اس قتل کو یہود کی لعنت کا باعث قرار دیا۔ اسی طرح اگر یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذلیل و خوار کرنے اور صلیب پر چڑھانے میں کامیاب ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ وقولهم کی بجائے وصلبهم فرماتے۔ اگر یہود قتل مسیح علیہ السلام میں کامیاب ہو جاتے تو وقولهم کی بجائے وقتلهم ارشاد ہوتا لیکن ہر صورت میں ملعون یہود ہی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع روحانی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ رفع روحانی کے لیے آدمی کے اچھے اعمال ذمہ دار ہیں۔ دنیا میں کوئی مذہب اس بات کا قائل نہیں کہ بے گناہ مصلوب و مقتول لعنتی ہو جاتا ہے۔ ہاں قادیانی مذہب کا اصول ہوتو ممکن ہے کیونکہ اس کی ہر بات انوکھی اور اچھوتی ہے۔

مطلب اس ساری بحث کا یہ ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کا باوجود مقتول و مصلوب ہو جانے کے خدا کے نزدیک رفع روحانی ہو چکا تھا اور ان کی صفائی کی ضرورت ہی درپیش نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مقتول یا مصلوب ہو جاتے تو اس کی صفائی کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ وہ تو مظلوم تھے۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں رفع سے مراد رفع روحانی نہیں بلکہ رفع جسمانی ہی ہے۔

۹۔ قادیانی نبی اور اس کی جماعت نے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ میں رفع سے مراد عزت کی موت قرار دیا ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمام جہان کے قادیانی قرآن و حدیث یا کلام عرب سے رفع بمعنی عزت کی موت نہیں دکھا سکتے۔ اگر ایک ہی مثال ایسی دکھا دیں تو علاوہ مقررہ انعام کے ہم دس روپے اور انعام دینے کا اعلان کرتے ہیں۔

اور اگر ایسی ایک بھی مثال پیش نہ کر سکیں اور یقیناً قیامت تک بھی پیش نہ کر سکیں گے۔ پس کیوں وہ قیامت سے بے خوف ہو کر محض نفسانی اغراض کے لیے مخلوق خدا کو فریب اور دھوکا کا شکار کر رہے ہیں۔

۱۰۔ الیہ کے متعلق قادیانی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ خدا کی طرف رفع سے مراد جسمانی رفع اس واسطے صحیح نہیں کہ خدا کچھ آسمان پر تھوڑا ہی بیٹھا ہوا ہے۔ وہ تو ہر جگہ موجود

ہے۔ کیا خدا زمین پر موجود نہیں ہے۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

آسمان پر اٹھانا

''خدا بے شک ہر جگہ موجود ہے لیکن چونکہ اوپر کی طرف میں ایک خاص عظمت و رعب پایا جاتا ہے۔ اس لیے کتب سماوی میں الی اللّٰہ (خدا کی طرف) سے ہمیشہ آسمان کی طرف ہی مراد لی گئی ہے۔'' دلائل ذیل ملاحظہ ہوں۔

ا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے۔ ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ ''کیا تم بے خوف ہو گئے اس سے جو آسمانوں میں ہے۔'' دیکھئے یہاں خدا کی طرف سے آسمان مراد لیا گیا ہے۔

ب۔ اِلٰی رَبِّکَ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے۔ جس کے معنی ''خدا کی طرف'' ہیں۔ خود مرزا قادیانی نے اس کی تفسیر میں الی السماء یعنی آسمان کی طرف لکھا ہے۔

(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۸)

ج۔ قول مرزا خدا کی طرف۔ وہ اونچی ہے جس کا مقام انتہائی عرش ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ خزائن ایضاً)

د۔ مسیح کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ (ازالہ اوہام ص ۲۶۴ خزائن ج ۳ ص ۲۳۳)

ہ۔ الہام مرزا۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۸۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۴۸)

پس ثابت ہوا کہ رفع الی اللہ سے مراد رفع الی السماء ہی ہوتی ہے۔

۱۱۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا کے الفاظ نے تو اسلامی تفسیر کی صحت پر مہر تصدیق ایسی ثبت کر دی ہے کہ قادیانی قیامت تک اس مہر کو توڑ نہیں سکتے۔ اس کی تفسیر ہم قادیانیوں کے مسلم امام اور مجدد صدی ششم امام فخرالدین رازیؒ کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

والمراد من العزة كمال القدرة ومن الحكمة كمال العلم فنبه بهذا على ان رفع عيسى من الدنيا الى السموات وان كان كالمتعذر على البشر لكنه لا تعذر فيه بالنسبة الى قدرتي والى حكمتي. (تفسیر کبیر جز ۱۱ ص ۱۰۳) ''اور مطلب عزیز کا قدرت میں کامل مطلب حکیم کا علم میں کامل ہے۔ پس ان الفاظ میں خدا تعالیٰ نے بتلا دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھانا۔ اگرچہ انسان کے لیے مشکل سا ہے مگر میری قدرت اور حکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی وجہ باعث اشکال نہیں اور کسی قسم کی اس میں تعذر نہیں ہو سکتا۔

نوٹ: ہماری اس تفسیر سے جو قادیانی انکار کرے اس کو مرزا قادیانی کا اصول نمبر ۳ پڑھ کر سنا دیں۔ پھر بھی اصرار کرے تو اسے کہیں کہ جواب لکھ کر ہم سے انعام طلب کرے۔

چیلنج: اس آیت کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے زندہ اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا تھا اور یہی تفسیر رسول کریم ﷺ، آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے کی اور آئمہ مجددین مسلمہ قادیانی بھی انہیں معنوں پر جمے رہے۔ (کوئی قادیانی اس کے خلاف ثابت نہیں کر سکتا) پھر قادیانی علوم عربیہ سے نابلد محض ہونے کے باوجود کیوں اپنی تفسیر تحریف پر ضد کر کے اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ انہیں خدا کے قہر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ان بطش ربک لشدید کا ورد ہر وقت ان کے لیے ضروری ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآنی دلیل ۴

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (نساء ۱۵۹) یہ آیت بھی ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے۔ اس آیت کا ترجمہ ہم ایسے بزرگوں کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کسی قادیانی نے اپنی حماقت کے سبب اس کی صحت پر اعتراض کیا تو بحکم مرزا غلام احمد قادیانی کافر و فاسق ہو جائے گا۔ دیکھو قادیانی اصول و عقیدہ نمبر ۳۔

ترجمہ از شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مجدد (مسلمہ قادیانی) مصدق دوازدہم مسلمہ مصنف عسل مصفی جلد اول ص ۱۶۵، ۱۶۳۔

"ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب البتہ ایمان آورد بہ عیسیٰ علیہ السلام پیش از مردن عیسیٰ علیہ السلام و روز قیامت باشد عیسیٰ علیہ السلام گواہ برایشاں۔"

ترجمہ اردو: "اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ یقیناً ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اہل کتاب پر اس کی گواہی دیں گے۔"

ناظرین باتمکین! یہ وہ ترجمہ ہے جس پر جمہور علماء مفسرین اور مجددین امت مسلمہ قادیانی تیرہ صد سال سے متفق چلے آ رہے ہیں اور سب اس آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل پکڑتے چلے آئے ہیں۔ اس سے پہلے جو آیت قرآن کریم میں مذکور ہے۔ وہ وہی ہے جو ہم نے دلیل نمبر ۳ میں بیان کی ہے۔ اس کے پڑھنے یا سننے والے

پر یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس قدر اولوالعزم رسول کا دنیا میں آنا اور رَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کا لقب دیا گیا بے معنی ہی تھا؟ یعنی جس قوم کی طرف وہ مبعوث ہو کر آئے تھے۔ ان میں سے ایک بھی ان پر ایمان نہ لایا اور خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اب آسمان پر وہ کیا کریں گے؟ کیا یہود کے ساتھ ان کا تعلق ختم ہو چکا ہے؟ عملی طور پر اس بات کا کیا ثبوت ہے؟ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری موجود ہیں اور مکر اللہ کا پورا پورا مظاہرہ تو اس طرح ممکن نہیں ہو سکتا کہ یہود دنیا میں موجود رہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے اور قتل کرنے کا عملی ثبوت دیتے رہیں یہاں تک کہ دھوکا میں آ کر عیسائی بھی ان کے ہمنوا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ صرف بذریعہ وحی ہی ان کے دعویٰ قتل کی تردید کرتے ہیں۔ غیر جانبدار شخص ضرور اس تردید کے لیے کوئی عملی ثبوت طلب کرے گا۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ وحی من جانب اللہ نہیں ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی اس تفسیر میں میرے ساتھ کلی اتفاق ظاہر کر رہے ہیں۔

''جس حالت میں شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں اور حدیث النفس بھی تو پھر کسی قول کو کیونکر خدا کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ اس کے ساتھ خدا کی فعلی شہادت زبردست نہ ہو۔ ایک خدا کا قول ہے اور ایک خدا کا فعل ہے۔ اور جب تک خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام شیطانی کہلائے گا اور شہادت سے مراد ایسے آسمانی نشان ہے کہ جو انسانوں کی معمولی حالتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۹،۱۴۰ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۷،۵۷۸)

پس غور کیجئے! کہ یہاں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا اعلان بذریعہ وحی کر دیا۔ مگر مرزا قادیانی اس پر فعلی شہادت کا تقاضا کرتے ہیں۔ ہم اس کے جواب میں فعلی شہادت پیش کرتے ہیں اور شہادت بھی کیسی؟ ایسی کہ خود وہ ساری مخالف قوم (بنی اسرائیل) بجائے انکار کے خود بخود اقرار اور اقبال کرتے تک جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک سارے کے سارے اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق اور زندہ بجسدہ العنصری تسلیم نہ کر لیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت نہیں آئے گی اور ان کے اس طرح ایمان لانے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن گواہی بھی دیں گے۔

علاوہ ازیں دنیا سے کسی نبی کا جو صاحب کتاب اور صاحب امت ہو ناکام جانا سنت اللہ کے مخالف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی ہماری تائید میں لکھتے ہیں۔

"ان الانبیاء لا ینتقلون من ھذہ الدنیا الی دار الآخرۃ الا بعد تکمیل رسالات" (حمامۃ البشریٰ ص ۴۹ خزائن ج ۷ ص ۲۴۳) یعنی انبیاء اس دنیا سے آخرت کی طرف انتقال نہیں فرماتے مگر اپنے کام کی تکمیل کے بعد۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"سچے نبیوں اور ماموروں کے لئے سب سے بڑی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

اب قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچا گئے ہیں تو خواہ وہ آسمان پر زندہ بجسد عنصری ہیں۔ اب ان کے آنے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ اپنا مشن اشاعت توحید و رسالت پورا کرنے سے پہلے ہی تشریف لے گئے ہیں تو یہ دو حال سے خالی نہیں۔ اگر مر گئے ہیں اور دوبارہ نہیں آئیں گے تو سنت اللہ کے مطابق حسب قول مرزا وہ سچے نبی نہ تھے لیکن مرزا قادیانی بھی انہیں سچا نبی اور مامور من اللہ ضرور مانتے ہیں۔ ان کی تبلیغی کامیابی کے متعلق میں صرف مرزا قادیانی کے اقوال ہی نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

۱۔ "یہ کہنا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دی تھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تابعین کو شیطان کے ہاتھ سے نجات دی۔ یہ ایک بیہودہ خیال ہے کہ کوئی شخص گو عیسائی اغماض کرنے والا ہو اس خیال پر اطلاع پا کر اپنے تئیں ہنسنے سے روک نہیں سکے گا۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۱ خزائن ج ۱۷ ص [illegible])

۲۔ "ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا ہے کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۱۱ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

۳۔ "حضرت مسیح علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔"
(براہین احمدیہ ص ۳۶۱ خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)

پس سنت اللہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی فوت نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ وہ اپنے کام میں کامیاب نہ ہو لیں۔ سیاق و سباق قرآن بھی یہی تقاضا کرتا ہے۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی مختصر سی امت کو فنا کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ان کے شر سے بچا لیا۔ ان کی امت کو بھی یہودیوں پر غالب کر دیا مگر تکمیل غلبہ اس طرح ہوگا کہ ظاہری غلامی کے بعد جو آج کل یہودیوں پر لعنت کی صورت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ہم عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کر کے

ان کے منکر یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روحانی مقام بھی بتا دیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم چند مجددین و اولیاء علیہم الرحمۃ مسلمہ قادیانی کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد قادیانی اعتراضات کی حقیقت الم نشرح کریں گے۔ امام شعرانی، جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک "ایسے محدث اور صوفی تھے جو معرفت کامل اور تفقہ تام کے رنگ سے رنگین تھے۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۵۴ خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

فرماتے ہیں۔ "الدلیل علی نزولہ قولہ تعالیٰ وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ اَیْ حِیْنَ یَنْزِلُ وَیَجْتَمِعُوْنَ عَلَیْہِ وَاَنْکَرَتِ الْمُعْتَزِلَۃُ وَالْفَلَاسِفَۃُ وَالْیَہُوْدُ وَالنَّصَارٰی عُرُوْجَہٗ بِجَسَدِہٖ اِلَی السَّمَاءِ وَقَالَ تَعَالٰی فِیْ عِیْسٰی علیہ السلام وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ وَالضَّمِیْرُ فِیْ اِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلٰی عِیْسٰی ... وَالْحَقُّ اَنَّہٗ رُفِعَ بِجَسَدِہٖ اِلَی السَّمَاءِ وَالْاِیْمَانُ بِذٰلِکَ وَاجِبٌ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ"
(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر دلیل یہ آیت ہے۔ وان من اہل الکتاب الخ جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے۔ معتزلہ، فلسفیوں، یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر بعد جسم اٹھائے جانے سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے در بارہ رفع جسمانی حضرت مسیح کے وانہ لعلم للساعۃ اور ضمیر انہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ وہ بمعہ جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ان کے رفع جسمی پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ فرمایا ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ" (بلکہ اٹھا لیا اللہ نے ان کو اپنی طرف)"

حضرات! یہ وہی امام عبدالوہاب شعرانی ہیں جن کی کلام سے مرزائی مناظرین تحریف لفظی اور معنوی کر کے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کیا کرتے ہیں۔

معزز ناظرین! اب ہم اس شخص کی تفسیر درج کرتے ہیں۔ جو قادیانی جماعت کے مسلمہ مجدد صدی ہفتم تھے اور آپ ساتویں صدی میں کلام اللہ کے حقیقی مطالب بیان کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس بزرگ ہستی کا اسم گرامی احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ تھا۔ خود مرزا قادیانی اس امام ہمام کا ذکر خیر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ و ابن قیم جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔" (کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱ حاشیہ)

امام موصوف اپنی بے مثل کتاب "اَلْجَوَابُ الصَّحِیْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِیْنَ الْمَسِیْحِ" میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ اردو: "وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" اس آیت کی تفسیر اکثر علماء نے یہی کی ہے کہ مراد قبل موتہ سے "حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے" ہے اور یہودی کی موت کے معنی بھی کسی نے کیے ہیں اور یہ ضعیف ہے کیونکہ اگر موت سے پہلے ایمان لایا جائے تو نفع دے سکتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے جب غرغرہ تک نہ پہنچے اور اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد غرغرہ کے بعد کا ایمان ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے کہ غرغرہ کے بعد ہر ایک امر جس کا وہ منکر ہے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں اور یہاں ایمان سے مراد ایمان نافع ہے۔ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں اس ایمان کے متعلق قبل موتہ فرمایا ہے۔۔۔ اس آیت میں لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ مقسم علیہ ہے یعنی قسمیہ خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل میں ہی ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ ایمان لانا اس خبر (نزول آیت) کے بعد ہوگا اور اگر موت سے مراد یہودی کی موت ہوتی تو پاک اللہ اپنی پاک کتاب میں یوں فرماتے وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ اور لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ ہرگز نہ فرماتے اور نیز وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ یہ لفظ عام ہے۔ ہر ایک یہودی و نصرانی کو شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ان کی موت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ تمام یہودی و نصاریٰ ایمان لائیں گے کہ مسیح ابن مریم اللہ کا رسول کذاب نہیں۔ جیسے یہودی کہتے ہیں اور نہ وہ خدا ہیں جیسے کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ اس عموم کا لحاظ زیادہ مناسب ہے اس دعویٰ سے کہ موت سے مراد کتابی کی موت ہے کیونکہ اس سے ہر ایک یہودی و نصرانی کا ایمان لانا ثابت ہوتا ہے اور یہ واقع کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے تو ثابت ہوا کہ اس عموم سے مراد عموم اور لوگوں کا ہے۔ جو نزول المسیح کے وقت موجود ہوں گے۔ کوئی بھی ایمان لانے سے اختلاف نہیں کرے گا۔ جو اہل کتاب فوت ہو چکے ہوں گے وہ اس عموم میں شامل نہیں ہو سکتے۔ یہ عموم ایسا ہے۔ جیسے یہ کہا جاتا ہے۔ لایبقی بلد الا دخله الدجال الامکة والمدینة پس یہاں مدائن (شہروں) سے مراد وہی مدائن ہو سکتے ہیں جو اس وقت موجود ہوں گے اور اس سے ہر ایک یہودی و نصرانی کے ایمان کا سبب ظاہر ہے وہ یہ کہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ

مسیح علیہ السلام رسول اللہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے۔ نہ وہ کذاب ہیں نہ وہ خدا ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس ایمان کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے تشریف لانے کے وقت ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اس آیت میں ذکر فرمایا (اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ) اور مسیح علیہ السلام قیامت سے پیشتر زمین پر اتریں گے اور فوت ہوں گے اور اس وقت کی خبر دی کہ سب اہل کتاب مسیح کی موت سے پیشتر ایمان لائیں گے۔" (الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ج ۲ ص ۲۸۱، ص ۲۸۳)

رسول کریم ﷺ کی تفسیر

ناظرین! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں چند احادیث اپنی پیش کردہ تفسیر کی تصدیق میں بیان کر دیں۔ ان احادیث کی صحت اور تفسیر پر جو قادیانی اعتراض کرے وہ کافر اور مرتد ہو جائے گا۔ (دیکھو قادیانی اصول و عقائد نمبر ۲)

حدیث......۱ عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرةؓ فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته.

(رواہ البخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام و مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

"حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس ذات واحد کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور اتریں گے تم میں ابن مریم حاکم و عادل ہو کر۔ پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرائیں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ عبادت الٰہی دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا۔ اگر تم چاہو تو (اس حدیث کی تائید میں) پڑھو قرآن شریف کی یہ آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔"

سوال کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب ہاں صاحب! یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ دلائل ملاحظہ کریں۔

۱..... یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے جن کی صحت پر مرزا قادیانی نے مہر

تصدیق ثبت کرا دی ہے۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۸۸۲ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)
(تبلیغ رسالت حصہ دوم ص ۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

۲...... اس حدیث کی صحت کو مرزا قادیانی نے اپنی مندرجہ ذیل کتب میں صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ (ایام الصلح ص ۵۰، ۵۳، ۷۵، ۹۱، ۱۲۰، ۱۷۹ خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۵ و ۲۸۸، ۳۰۸، ۳۴۳)
(تحفہ گولڑویہ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۱۲۸) (شہادۃ القرآن ص ۱۱ خزائن ج ۶ ص ۳۰۷)

سوال اس حدیث کا ترجمہ لفظی تو واقعی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت کرتا ہے لیکن آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ اس حدیث سے مراد بھی وہی ہے جو لفظی ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ کہ ابن مریم سے مراد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

جواب......۱ جناب عالی! اس حدیث کا مطلب اور معنی وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ظاہر ہیں کیونکہ حقیقی معنوں سے پھیر کر مجازی معنی لینے کے لیے کوئی قرینہ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ زبان کا مطلب سمجھنے میں بڑی گڑبڑ ہو جائے گی۔ مجرے سے مراد میرٹھی لی جائے گی نہ کہ ہیجڑے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے مراد ہمیشہ غلام احمد بن چراغ بی بی قادیانی ہی لی جائے گی نہ اس کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود۔ اسی طرح حدیث میں ابن مریم سے مراد ابن مریم (مریم کا بیٹا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی۔

۲...... صحابہ کرامؓ۔ مجددین امت محمدیہ نے اس حدیث کے معنی وہی سمجھے جو اس کے الفاظ بتاتے ہیں۔ یعنی حضرت ابن مریم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی سمجھتے رہے۔

۳...... خود مرزا قادیانی نے کسی عبارت کے مفہوم کو سمجھنے کے متعلق ایک عجیب اصول بتایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا اى فائدة كانت فى ذكر القسم" (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ خزائن ج ۷ ص ۱۹۲ حاشیہ)

"اور قسم (حدیث میں) دلالت کرتی ہے کہ حدیث کے وہی معنی مراد ہوں گے۔ جو اس کے ظاہری الفاظ سے نکلتے ہوں۔ ایسی حدیث میں نہ کوئی تاویل جائز ہے اور نہ کوئی استثناء ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔

سوال کیا حدیث ہمارے لیے حجت ہے اور کیا محدثین کی تفسیر کا قبول کرنا ہمارے واسطے ضروری ہے۔

جواب: حدیث کے فیصلہ کا حجت اور ضروری ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء ۶۵)
''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد ﷺ قسم ہے مجھے آپ کے رب کی (یعنی اپنی ذات کی) کہ کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنے اختلاف اور جھگڑوں میں آپ کو ثالث نہ مانا کریں اور پھر آپ کے فیصلہ کے خلاف ان کے دلوں میں کوئی انقباض بھی نہ پیدا ہو اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔''

خود مرزا قادیانی اصول تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

''دوسرا معیار رسول اللہ ﷺ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔''
(برکات الدعا ص ۱۸ خزائن ج ۶ ص ایضاً) پس معلوم ہوا کہ اس تفسیر نبوی پر اعتراض کرنے والا بحکم مرزا قادیانی ملحد اور فلسفی شخص ہے۔ اسلام سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔

پھر یہ تفسیر نبوی مروی ہے ایک جلیل القدر صحابی رسول اللہ ﷺ سے جنہوں نے اس حدیث کو وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن کی تفسیر کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ گویا حضرت ابوہریرہؓ نے تمام صحابہ کے سامنے اس آیت کی تفسیر بیان کی اور کسی دوسرے بزرگ نے اس کی تردید نہ فرمائی۔ پس اس تفسیر کے صحیح ہونے پر صحابہ کا اجماع بھی ہو گیا۔ صحابی کی تفسیر کے متعلق مرزا قادیانی کا قول ملاحظہ ہو۔

''تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔'' (برکات الدعا ص ۱۸ خزائن ج ۶ ص ایضاً)

ناظرین! ہم نے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ اور مجددین امت کے بیانات اس آیت کی تفسیر میں بیان کر دیئے ہیں۔ بیانات بھی وہ کہ قادیانی ان کی صحت پر اعتراض کریں تو اپنے ہی فتویٰ کی رو سے ملحد، کافر اور فاسق ہو جائیں۔ اگر تمام اقوال

مجددین اور احادیث نبوی و روایات صحابہ کرام درج کروں تو ایک مستقل کتاب اس آیت کی تفسیر کے لیے چاہیے۔

اب ہم اسلامی تفسیر پر قادیانی اعتراضات درج کرتے ہیں اور پھر ان کے جوابات عرض کریں گے۔

قادیانی اعتراض..... ۱ "اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم کر لیں کہ آیت موصوفہ بالا کے یہی معنی ہیں۔ جیسا کہ سائل (اہل اسلام) نے سمجھا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ زمانہ نزول مسیح سے اس زمانہ تک کہ مسیح نازل ہو۔ جس قدر اہل کتاب دنیا میں گزرے ہیں یا اب موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ سب مسیح پر ایمان لانے والے ہوں۔ حالانکہ یہ خیال بالبداہت باطل ہے ہر شخص خوب جانتا ہے کہ بے شمار اہل کتاب مسیح کی نبوت سے کافر رہ کر اب تک واصل جہنم ہو چکے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۷۲ خزائن ج ۳ ص ۲۸۹)

قادیانی اعتراض..... ۲ "بعض لوگ کچھ شرمندے سے ہو کر دلی زبان سے یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت دنیا میں موجود ہوں گے اور وہ سب مسیح کو دیکھتے ہی ایمان لے آئیں گے اور قبل اس کے جو مسیح فوت ہو وہ سب مومنوں کی فوج میں داخل ہو جائیں گے لیکن یہ خیال بھی ایسا باطل ہے کہ زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اوّل تو آیت موصوفہ بالا صاف طور پر تعمیم کا فائدہ دے رہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے لفظ سے تمام وہ اہل کتاب مراد ہیں جو مسیح کے وقت میں یا مسیح کے بعد برابر ہوتے رہیں گے اور آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو آیت کو کسی خاص محدود زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۸۹ خزائن ج ۳ ص ۲۹۹)

قادیانی اعتراض..... ۳ "علاوہ اس کے یہ معنی بھی جو پیش کیے گئے ہیں۔ بداہت فاسد ہیں کیونکہ احادیث صحیحہ بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے دم سے اس کے منکر خواہ وہ اہل کتاب ہیں۔ یا غیر اہل کتاب کفر کی حالت میں مریں گے۔"

(ازالہ ص ۳۶۹ خزائن ج ۳ ص ایضاً)

قادیانی اعتراض..... ۴ "مگر افسوس کہ وہ (اہل اسلام) اپنے خود تراشیدہ معنوں سے قرآن میں اختلاف ڈالنا چاہتے ہیں۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ جس کے یہ معنی ہیں کہ یہود اور نصاریٰ میں

قیامت تک بغض اور دشمنی رہے گی تو اب بتلاؤ کہ جب تمام یہودی قیامت سے پہلے ہی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے تو پھر بغض اور دشمنی قیامت تک کون لوگ کریں گے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۲ خزائن ج ۱۷ ص ۳۰۸)

نوٹ: ایسا ہی مرزا قادیانی نے دو تین اور آیات سے استدلال کیا ہے۔ جس کا مطلب وہی ہے جو نمبر ۴ میں ہے۔

قادیانی اعتراض.....۵ ۱ دوسری قرأت اس آیت میں بجائے قبل موتہ قبل موتھم موجود ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۳۴ خزائن ج ۲۲ ص ۳۶)

۲ ”ابی بن کعب کی قرأت سے ثابت ہوا کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں پھرتی بلکہ اہل الکتاب کی طرف راجع ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۷۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۴۹) (ماحمد البشری ص ۲۷ خزائن ج ۷ ص ۲۲۹)

قادیانی اعتراض.....۶ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور یہ قول بالکل ضعیف ہے۔ محققین میں سے ایک نے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا۔“ (حمامۃ البشری ص ۴۸ خزائن ایضاً)

قادیانی اعتراض.....۷ ”چونکہ علماء اسلام اس آیت کی تفسیر میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت اختلاف کرتے ہیں۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ سب اصل حقیقت سے بے خبر ہیں۔“ (ملخص ازالہ اوہام ص ۳۸۴، ۳۸۵ خزائن ج ۳ ص ۲۹۹، ۳۰۰)

ناظرین! اسی قدر اعتراضات قادیانی میری نظر سے گزرے ہیں۔ ذیل میں بالترتیب جوابات عرض کرتا ہوں۔

جواب.....۱ معترض کا پہلا اعتراض جہالت محض پر مبنی ہے۔ تمام اہل کتاب مراد نہیں ہو سکتے۔ اس آیت کا مضمون بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اس فقرہ کا کہ ۱۹۵۰ء سے پہلے تمام مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی پر ایمان لے آئیں گے۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ ۱۹۵۰ء کے بعد کوئی مرزائی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا منکر نہیں پایا جائے گا۔ اس سے پہلے کے مرزائی بعض کفر کی حالت پر مریں گے اور بعض اسلام لے آئیں گے لیکن ۱۹۵۰ء کے بعد مرزائی کا نام و نشان نہیں رہے گا۔

دوسری مثال: ”لارڈ ولنگڈن ۵ جون ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائیں گے۔ آپ کی تشریف آوری سے پیشتر تمام اہل لاہور اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے حاضر

ہو جائیں گے۔" کون بے وقوف ہے۔ جو اس کا مطلب یہ لے گا " کہ تمام اہل لاہور سے مراد آج (۲۹ جون ۱۹۳۵ء ہے) کے اہل لاہور ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض مر جائیں۔ بعض باہر سفر پہ چلے جائیں۔ بعض باہر سے لاہور میں آ جائیں۔ بعض ابھی پیدا ہوں گے۔
پس ثابت ہوا کہ کلام ہمیں خود مجبور کر رہی ہے کہ اہل الکتاب سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے اور وہ بھی تمام کے تمام نہیں بلکہ جو موت اور قتل سے بچ جائیں گے وہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد کوئی اہل الکتاب نہیں رہے گا۔ سوائے اہل اسلام کے۔

جواب ۲..... دوسرے اعتراض میں مرزا قادیانی نے (گستاخی معاف) بہت دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ "بعض لوگ دلی زبان سے کہتے ہیں کہ اہل کتاب سے وہ لوگ مراد ہیں جو مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت دنیا میں موجود ہوں گے۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۶۸ خزائن ج ۳ ص ۲۸۹)
اجی کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ جس کے پاس قرآن کی گواہی، حدیث رسول اللہ ﷺ کی شہادت، صحابہؓ کی تائید اور مجددین امتؒ کا متفقہ فیصلہ ہو۔ وہ بھلا دلی زبان سے کہے گا؟ یہ محض آپ کی چالاکی ہے۔ جس کے متعلق رسول پاک ﷺ نے پہلے سے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ دجالون، کذابون یعنی بہت سے فریب بنانے والے اور بہت جھوٹ بولنے والے ہوں گے۔ پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "کہ آیت تعمیم کا فائدہ دے رہی ہے یعنی اہل کتاب کے لفظ سے مراد تمام وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں یا ان کے بعد برابر ہوتے رہے ہیں۔"
کیوں مرزا قادیانی! جناب نے تعمیم کا لفظ استعمال کر کے پھر اہل کتاب کو "حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں اور بعد میں" کے ساتھ کیوں مقید و محدود کر دیا۔ اگر آپ کے قول کے مطابق آیت تعمیم کا فائدہ دے رہی ہے۔ یعنی سارے اہل کتاب اس سے مراد ہیں تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کے اہل کتاب کیوں شمار نہیں ہوں گے؟ جس دلیل سے آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کے اہل کتاب کو اس سے الگ کریں گے۔ اسی دلیل سے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پہلے کے یہودی و نصرانی کو الگ کر دیں گے۔

علاوہ ازیں بمطابق ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' خود مرزا قادیانی اگلے ہی فقرہ میں لکھتے ہیں۔ ''آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو آیت کو کسی خاص زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو'' باوجود اس کے خود آیت کو ''حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت اور ان کے بعد'' سے وابستہ کر رہے ہیں۔ شاید مرزا قادیانی کے نزدیک زمانے صرف دو ہی ہوتے ہوں۔ زمانہ ماضی، مستقبل ماضی کا شکار ہو کر رہ گیا ہو۔ جب آیت کی زد میں تمام اہل کتاب آتے ہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کے یہودی کیوں اس میں شامل نہ کیے جائیں۔ مرزا قادیانی ان اہل کتاب کو اس کا مخاطب نہیں سمجھتے۔ جو جواب قادیانی اس سوال کا دیں گے۔ وہی جواب اہل اسلام ان کے اس اعتراض کا دیں گے۔ ناظرین حقیقت یہ ہے کہ قادیانی اعتراضات مجسم جہالت پر مبنی ہیں۔ اگر ان کو علم عربی اور اس کے اصولوں سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو واللہ ان اعتراضات کا نام بھی نہ لیتے۔

__جواب ......۳__ جواب نمبر اوّل کی ذیل میں ملاحظہ کریں۔

__جواب ......۴__ مرزا قادیانی کو نہ علم ظاہری نصیب ہوا اور نہ باطنی آنکھیں ہی نصیب ہوئیں۔ موافقت کا نام وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں اہل اسلام کی تفسیر ماننے سے قرآن میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! مرزا قادیانی جیسے بے استاد اور بے پیر لکھنے والے ہوں تو اختلاف اور تضاد ہی نظر آنا چاہیے۔ باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ یہود اور نصاریٰ کے درمیان بغض اور عناد کا قیامت تک رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں مذاہب قیامت تک زندہ رہیں گے تو اس کا جواب بھی آنکھیں کھول کر پڑھیے۔

اوّل تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ سے مراد دو قومیں ہیں۔ اگر وہ مسلمان بھی ہو جائیں تو بھی ان کے درمیان بغض و عناد کا رہنا کون سا محال ہے؟ کیا اس وقت روئے زمین کے مسلمانوں میں بغض و عناد معدوم ہے؟ کیا تمام مرزائی بالخصوص لاہوری و قادیانی جماعتوں میں بغض و عناد نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ کیا اس صورت میں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ دوسرے اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ سے مراد یقیناً طوالت زمانہ ہے اور یہ محاورہ تمام اہل زبان استعمال کرتے ہیں۔ دیکھیے جب ہم یوں کہیں کہ قادیانی میرے دلائل کا جواب قیامت تک نہیں دے سکیں گے تو مراد اس سے ہمیشہ ہمیشہ ہے۔ یعنی جب تک مرزائی دنیا میں رہیں۔ اگرچہ وہ قیامت تک ہی کیوں نہ رہیں۔ میرے دلائل کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزائی لوگوں کے قیامت

تک رہنے کی میں پیش گوئی کر رہا ہوں۔ یا جب یوں کہا جاتا ہے کہ زید تو قیامت تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ کون بیوقوف ہے جو اس کا مطلب یہ سمجھے گا کہ کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ زید قیامت تک زندہ رہے گا؟ مطلب صاف ہے کہ جب تک زید زندہ رہے گا وہ اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اسی طرح آیات پیش کردہ کا مطلب ہے۔ آیت اوّل یہ ہے۔ وَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور مطلب اس کا بمطابق محاورہ یہی ہے کہ جب تک بھی یہود و نصاریٰ رہیں گے۔ ان کے درمیان باہمی عداوت اور دشمنی رہے گی۔

آیت ثانی یہ ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعدار قیامت تک ہمیشہ یہود پر غالب رہیں گے۔

اب غلبہ کئی قسم کا ہے۔ اس کی دو صورتیں بہت ہی اہم ہیں۔

اوّل ... یہود نہ نصاریٰ و مسلمانوں کا غلام ہو کر رہتا۔ مگر اپنے مذہب پر برابر قائم رہتا۔ یہ صورت اب موجود ہے۔

دوم ... یہود نہ صرف مسلمانوں اور نصاریٰ کے ماتحت ہی رہتا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت چھوڑ کر ان کا روحانی غلام بھی ہو جاتا اور یہی حقیقی ماتحتی اور غلامی ہے۔ اس کا ظہور نزول المسیح کے وقت ہوگا۔ یہی مطلب ہے۔ تمام آیات کلام اللہ کا جس کو مرزا قادیانی اور ان کی قلیل الافراد جماعت بڑے طمطراق سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے پیش کیا کرتے ہیں۔ ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں احادیث نبوی اور خود اقوال مرزا قادیانی سے شہادت پیش کرتے ہیں۔

حدیث نبوی۔ یہلک اللّٰہ فی زمانہ (ای عیسیٰ) الملل کلہا الا الاسلام۔ (رواہ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۵ باب خروج الدجال مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶ درمنثور ج ۲ ص ۲۴۲ ابن جریر ج ۶ ص ۲۲-۲۳) ''ہلاک کر دے گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام مذاہب کو سوائے اسلام کے۔ روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد، احمد، ابن جریر اور صاحب درمنثور نے۔'' جس کا منکر مرزا قادیانی کے نزدیک کافر و فاسق ہو جاتا ہے۔
(دیکھو قادیانی اصول و عقائد نمبر ۳)

<u>اقوال مرزا ... ۱</u> ''اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر

کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔"
(ایام الصلح ص ۱۳۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱)

۲۔ "میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لیے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں ... جیسا کہ آج کل قادیان میں اس کا ظہور ہو رہا ہے۔
(دیکھو فیصلہ سیشن جج گورداسپور در بارہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری)
اور عیسائیوں کے لیے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے دنیا اس کو بالکل بھول جائے خدائے واحد کی عبادت ہو۔" (ملفوظات ج ۸ ص ۱۴۸)

۳۔ "اور پھر اسی ضمن میں (رسول اللہ ﷺ نے) مسیح موعود کے آنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا۔" (شہادۃ القرآن ص ۱۱ خزائن ج ۶ ص ۳۰۷)

۴۔ "ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعاً خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا۔ تب ہم تمام مذاہب کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔" (شہادۃ القرآن ص ۱۵ خزائن ج ۶ ص ۳۱۱)

۵۔ ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعاً یعنی یاجوج ماجوج کے زمانہ میں بڑا تفرقہ اور پھوٹ لوگوں میں پڑ جائے گی اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی۔ تب ان دنوں خدا تعالیٰ اس پھوٹ کے دور کرنے کے لیے آسمان سے بغیر انسانی ہاتھوں کے اور محض آسمانی نشانوں سے اپنے کسی مرسل کے ذریعہ جو صور یا قرنا کا حکم رکھتا ہوگا۔ اپنی پر ہیبت آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچائے گا۔ جس میں ایک بڑی کشش ہوگی اور اس طرح پر خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا۔"
(چشمہ معرفت ص ۸۰ خزائن ج ۲۳ ص ۸۸)

۶۔ "خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔"
(چشمہ معرفت ص ۸۲، ۸۳ خزائن ج ۲۳ ص ۹۰، ۹۱)

۷۔ "خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو دنیا میں بھیجا۔ تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبائع کے لیے مشترک ہے۔ دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بنا دے اور جیسا کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح خدا کو یاد کریں اور اس کی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی ... یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے وحدہ لاشریک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو

کیونکہ وہ واحد ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۸۲ خزائن ج ۲۳ ص ۹۰)

۸..... "وحدت قوامی کی خدمت اس نائب النبوۃ (مسیح موعود) کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ " (چشمہ معرفت ص ۸۳ خزائن ص ۹۱)

ناظرین! ہم نے احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوات والسلام اور اقوال مرزا سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے وقت میں تمام مذاہب سوائے اسلام کے مٹ جائیں گے۔ اب اگر مرزائی وہی مرغی کی ایک ٹانگ کی رٹ ہی لگائے جائیں تو پھر مذکورہ بالا اقوال مرزا کو تو کم از کم فضول اور لاشئ کہنا پڑے گا۔ اب وہ کہہ نہیں سکتا کیونکہ مرزا قادیانی ان کے نزدیک حکم ہے اور جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ان کا یہ اعتراض بالکل جہالت پر مبنی ہے۔

جواب.....۵ مرزا قادیانی کا پانچواں اعتراض یہ ہے کہ قرأۃ ابی بن کعب میں قبل موتہ کی بجائے قبل موتہم آیا ہے۔ جس سے مراد "اہل کتاب کی موت سے پہلے" ہے۔ نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ مرزا قادیانی کے دجل و فریب کی قلعی ذیل میں یوں کھولی جاتی ہے۔

۱..... یہ روایت ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ٹھہرانے والا وہ بزرگ ہے جو مرزا قادیانی کے نزدیک نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہے (یعنی مفسر و محدث ابن جریر) (چشمہ معرفت ص ۲۵۰ کا حاشیہ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱) نیز اسی مفسر ابن جریر کے متعلق مرزا قادیانی کے مسلمہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ کا فتویٰ ہے۔ "اجمع العلماء المعتبرون علی انہ لم یؤلف فی التفسیر مثلہ " (اتقان ج ۲ ص ۳۲۵)

"معتبر علماء امت کا اجماع ہے۔ اس بات پر کہ امام ابن جریر کی تفسیر کی مثل کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔"

اس روایت کو ضعیف ٹھہرا کر مفسر ابن جریر نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ابن عباسؓ کا مذہب بھی یہی ہے کہ قبل موتہ سے مراد "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے" ہے۔ نہ کہ کتابی کی موت۔ (دیکھو تفسیر ابن جریر)

۲..... خود مرزا قادیانی نے موتہ کی ضمیر کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہونا تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۸۷-۳۸۶ خزائن ج ۳ ص ۲۹۶-۲۹۹) ہاں کلام اللہ کے الفاظ کو لغو بے فقہ

ڈکوٹی چلا کر ایسے ایسے خود وفات نکالے ہیں کہ تحریف میں یہودیوں سے بھی گوئے سبقت لے گیا ہے۔ بہر حال ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ قبل ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

۳۔ نورالدین خلیفہ اوّل مرزا قادیانی اپنی کتاب فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۲ میں اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ'' اس سے بھی ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ بے ثبوت ہے کیونکہ ہم نے اس کے خلاف اس کے اپنے مسلمات اور معتبر تفسیر کے اقوال پیش کیے ہیں۔

۴۔ جمہور علماء اسلام ہمیشہ قبل موتہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر استدلال کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ سابق میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

۵۔ بخاری شریف کی صحیح حدیث اس روایت کی تردید کر رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔

۶۔ اگر قبل موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف پھیری جائے تو پھر معنی آیت کے یوں ہوں گے ''تمام اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔'' حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کروڑہا اہل کتاب کفر پر مر رہے ہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ بے شمار اہل کتاب مسیح کی نبوت سے کافر رہ کر واصل جہنم ہو چکے ہیں۔'' (ازالہ ص ۳۷۲ خزائن ج ۳ ص ۲۸۹) پس مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ قبل موتہ سے مراد ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے'' ہے۔

۷۔ لیؤمنن میں لام قسم اور نون تاکید موجود ہے جو ہمیشہ فعل کو آئندہ زمانہ سے خاص کر دیتے ہیں۔ پس معنی اس کے یہ ہوں گے۔ ''البتہ ضرور ایمان لے آئے گا۔'' اگر ہر کتابی کا اپنی موت سے پہلے ایمان مقصود ہوتا تو پھر عبارت یوں چاہیے تھی۔

مَنْ یُؤْمِنُ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ جس کے معنی قادیانیوں کے حسب منشاء ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ یعنی ہر ایک اہل کتاب ایمان لے آتا ہے اپنی موت سے پہلے۔ اگر قادیانی ہمارا اس قانون کا غلط ہونا ثابت کر دیں تو ہم علاوہ مقررہ انعام کے مبلغ دس روپے اور انعام دیں گے۔ انشاء اللہ قیامت تک کسی معتبر کتاب سے اس کے خلاف نہ دکھا سکیں گے۔

۸۔ آیت کا آخری حصہ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا ''اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر شہادت دیں گے۔'' قادیانی بھی اس حصہ آیت کے معنی کرتے

میں ہم سے متفق ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ یہود و نصاریٰ کے کس حال کی گواہی دیں گے۔ اگر آیت کے معنی قادیانی تفسیر کے مطابق کریں۔ یعنی یہ کہ "تمام اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لے آتے ہیں۔" تو وہ ہمیں بتلائیں کہ حضرت عیسیٰ کیسے شہادت دیں گے اور کیا دیں گے؟ ہاں اگر اسلامی تفسیر کے مطابق مطلب بیان کیا جائے یعنی "حضرت عیسیٰ کے نزول کے زمانہ میں تمام یہود ایمان لے آئیں گے اور کوئی منکر ان کی موت کے بعد باقی نہ رہے گا۔" تو پھر واقعی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان کے ایمان لانے کی شہادت دے سکیں گے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ قیامت کے دن عرض کریں گے۔ کُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَادُمْتُ فِيْهِمْ. جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان پر نگہبان تھا۔

۹ قبل موتہ میں قبل کا لفظ بڑا ہی قابل غور ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔ بعض علماء کا خیال ہے اور انہیں میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے کہ اس ایمان سے مراد ایمان اضطراری ہے جو غرغرہ (نزع) کے وقت ہر ایک کتابی کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ دو وجہوں سے باطل ہے۔ اگر ایمان اضطراری مراد ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنی فصیح و بلیغ کلام میں قبل کی بجائے عند موتہ فرماتے۔ یعنی موت کے وقت ایمان لاتے ہیں اور وہ ایمان واقعی قابل قبول نہیں ہوتا لیکن جس ایمان کا اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں۔ وہ ایمان اہل کتاب کو اپنی موت سے پہلے حاصل ہونا ضروری ہے۔ مگر وہ واقعات کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہی معنی صحیح ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

۱۰ مرزا غلام احمد قادیانی کی مضحکہ خیز تفسیر سے بھی ہم اپنے ناظرین کو محظوظ کرنا چاہتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ "کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے (خدا نے) اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیے ہیں ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔" یعنی تمام یہودی اور عیسائی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ فی الحقیقت انہوں نے مسیح کو صلیب نہیں دیا۔ یہ ہمارا ایک اعجازی بیان ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۷۲-۳۷۳ خزائن ج ۳ ص ۲۹۱-۲۹۲)

مجھے یقین ہے کہ ناظرین اول تو مرزا قادیانی کی پیچیدہ عبارت کا مطلب ہی نہ سمجھ سکیں اور اگر سمجھ جائیں تو سوچیں کہ یہ عبارت آیت کے کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے۔

چیلنج: مرزا قادیانی اپنی کتاب شہادۃ القرآن ص ۵۴، ۵۵ پر صاف اقرار کرتے ہیں کہ
"کلام الٰہی کا صحیح مفہوم ہمیشہ دنیا میں موجود رہا اور رہے گا۔"

نیز مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کی حفاظت ایسے آئمہ و اکابر کے ذریعہ سے کی ہے جن کو ہر ایک صدی میں فہم القرآن عطا ہوتا ہے۔" (ایام الصلح ص ۵۵، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸)

ہمارا چیلنج یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی میں ذرہ بھی صداقت کا شائبہ ہے تو وہ یا ان کی جماعت اس آیت کی یہ تفسیر حدیث سے یا ۱۳۵۳ سال کے مجددین امت و علماء مفسرین کے اقوال سے پیش کریں۔ ورنہ بمطابق "من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار (ترمذی ج ۲ ص ۱۲۳، باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن) کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ جس کسی نے اپنی رائے سے تفسیر کی۔ اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔" خود مرزا قادیانی تفسیر بالرائے کے متعلق لکھتے ہیں۔

"مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

پھر فرماتے ہیں۔ "آپ نے حق اپنی طرف سے گھڑ لینا بھی تو الحاد اور تحریف ہے خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔" (ازالہ اوہام ص ۷۴۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۱)

کیا یہ تو مرزائی جماعت مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی کی سابق مجدد یا مفسر امت کی کتاب سے جرأت کرے یا مرزا قادیانی کو دروغ گو ملحد اور محرف ہونا تسلیم کرے۔

قرآنی دلیل ۵: وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها (زخرف ۶۱) معزز ناظرین! مذکورہ بالا آیت بھی دیگر آیات کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی پر بین دلیل اعلان کر رہی ہے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ کہنا نہیں چاہتے بلکہ جیسا کہ ہمارا اصول ہے۔ اس آیت کی تفسیر بھی ہم مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کے مسلمات ہی سے پیش کریں گے تاکہ ان کے لئے کوئی جگہ بھاگنے کی نہ رہے۔

۱۔ **تفسیر بالقرآن**

۱… ہم اسی آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور نزول جسمانی قرب قیامت میں ثابت کرتے ہیں۔ یعنی اس آیت کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں اور بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (قرب) قیامت کے لئے ایک نشانی ہے۔ انہ میں "ہ" کی ضمیر کو بعض نے قرآن کریم کی طرف پھیرا ہے مگر یہ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ (اس کی

تائید میں ملاحظہ ہو قول ابن کثیر مجدد صدی ششم فھو باقی) آ خر ضمیر کا مرجع معلوم کرنے کا بھی کوئی قانون ہے یا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے اور ان کی خوبیاں بیان ہو رہی ہیں۔ انہیں میں سے ایک یہ خوبی ہے کہ ان کی ذات شریف ہر لحاظ سے قیامت کے پہچاننے کی نشانی ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔

ان کی پیدائش بے باپ محض کلمہ ''کن'' سے اور ان کے معجزات احیاء موتی و خلق طیر و غیرھا، خدا کی قدرت احیاء موتی کا مکمل ثبوت ہو کر وقوع قیامت پر دلالت قطعیہ پیش کرتا ہے اور ان کا اس وقت تک زندہ رہ کر دوبارہ آنا خدا کی طرف سے لوگوں کی راہنمائی کے لیے قرب قیامت کی علامت ہے۔

۲...... تفسیر آیت از حدیث

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سنن ابن ماجہ میں موقوفاً اور مسند امام احمد میں مرفوعاً مروی ہے کہ جس رات رسول کریم ﷺ کو معراج ہوئی اس رات آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو قیامت کے متعلق تذکرہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال شروع ہوا تو ان کو قیامت کا کوئی علم نہ تھا۔ (کہ کب ہوگی) پھر موسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوا تو ان کو بھی اس کا کوئی علم نہ تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نوبت آئی۔ تو آپ نے کہا کہ قیامت کے وقوع کا علم تو سوائے خدا کے کسی کو نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے قیامت کے نزدیک کا عہد کیا ہوا ہے۔ پس آپ نے دجال کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ میں نازل ہوں گا تو اس کو قتل کروں گا۔''

دیکھو مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵، ابن ماجہ ص ۲۹۹ باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم، ابن جریر، حاکم و بیہقی، بحوالہ درمنثور اور بھی بہت سی احادیث اس کی تائید میں وارد ہیں جن میں سے کچھ پہلے بیان ہو چکی ہیں اور بقیہ ''حیات عیسیٰ از احادیث'' کے ذیل میں بیان کی جائیں گی۔

۳...... تفسیر از صحابہ کرام و تابعین عظام

حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر عن ابن عباسؓ فی قولہ "وانہ لعلم للساعۃ قال خروج عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ (درمنثور ج ۲ ص ۲۰)'' حضرت ابن عباسؓ وانہ لعلم للساعۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامۃ سے پہلے تشریف لانا ہے۔

ب۔ حضرت ابوہریرہؓ کی تفسیر عن ابی ھریرۃؓ وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ علیہ السلام یمکث فی الارض اربعین سنة یحج و یعتمر۔ (درمنثور ایضاً)
''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وانه لعلم للساعة سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ وہ زمین میں ۴۰ سال رہیں گے۔ حج کریں گے اور عمرہ بھی کریں گے۔''

ج۔ عن مجاھدؒ وانه لعلم للساعة قال آیة للساعة خروج عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم قبل یوم القیامة (درمنثور ج ۶ ص ۲۰) حضرت مجاہدؒ جو شاگرد ہیں حضرت ابن عباسؓ کے وہ بھی اس آیت میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت سے پہلے قیامت کے لیے ایک نشان ہے۔''

د۔ عن الحسنؒ وانه لعلم للساعة قال نزول عیسیٰ علیہ السلام (ایضاً) ''حضرت امام حسنؒ مجددین امت و اولیاء امت کے سرتاج فرماتے ہیں کہ مراد اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔

۳۔ تفسیر از مجددین امت محمدیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

ا۔ امام حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں بذیل آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

وقوله سبحانه و تعالٰی و انه لعلم للساعة تقدم تفسیر ابن اسحاق ان المراد من ذالک ما یبعث به عیسیٰ علیہ السلام من احیاء الموتی و ابراء الاکمه والابرص و غیر ذالک من الاسقام وفی هذا نظر وابعد منه ماحکاه قتاده عن الحسن البصری و سعید ابن جبیر ان الضمیر فی انه عائد الی القران بل الصحیح انه عائد الی عیسیٰ علیہ السلام فان السیاق فی ذکره ثم المراد بذالک نزوله قبل یوم القیامه کما قال تبارک و تعالٰی و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام ثم یوم القیامة یکون علیهم شهیدا و یؤید هذا المعنی القراة الاخری و انه لعلم للساعة ای امارة و دلیل علی وقوع الساعة قال مجاهد وانه لعلم للساعة ای آیة للساعة خروج عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قبل یوم القیامة وهکذا روی عن ابی هریرة وابن عباس و ابی العالیه و ابی مالک و عکرمه والحسن و قتاده والضحاک و غیرهم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللّٰه ﷺ انه اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامة اماما عادلا و حکما مقسطا ''اللہ تعالٰی کے قول وانه لعلم للساعة کے متعلق ابن اسحاق

کی تفسیر گزر چکی ہے کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثل مُردوں کا زندہ کرنا، کوڑھیوں اور برص والوں کو تندرست کرنا اور علاوہ اس کے دیگر امراض سے شفا دینا ہے۔ اس میں اعتراض اور اس سے زیادہ کا قابل قبول وہ ہے جو قتادہ نے حسن بصری، سعید ابن جبیر سے بیان کیا ہے کہ انه کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع ہے غلط ہے۔ یہ ہے کہ انه کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کیونکہ سیاق و سباق انہیں کے ذکر میں ہے۔ پس مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته فرمایا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ اور ان معنوں کی دوسری قرأت تائید کرتی ہے جو یہ ہے۔ وانه لعَلَم للساعة یعنی عیسیٰ علیہ السلام نشانی ہے اور دلیل ہے قیامت کے واقع ہونے پر۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں "قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہیں" اسی طرح ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابوالعالیہؒ، ابو مالکؒ، عکرمہؒ، حسنؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہم بزرگان دین سے روایت ہے۔ حدیثیں رسول کریم ﷺ سے حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل، حاکم اور منصف کی حالت میں نازل ہونے کی خبر دی ہے۔"

۵۔ تفسیر آیت از امام فخر الدین رازیؒ مجدد صدی ششم

۱۔ وان عیسی علیه السلام (لعلم للساعة) شرط من اشراطها تعلم به فسمی الشرط الدال علی الشیء علما لحصول العلم به و قرأ ابن عباس لعَلَم وهو العلامة. وفی الحدیث ان عیسی علیه السلام ینزل علی ثنیة فی الارض المقدسة یقال لها افیق و بیده حربة وبها یقتل الدجال فیأتی بیت المقدس فی الصلوة الصبح والامام یؤم بهم فیتأخر الامام فیقدمه عیسی علیه السلام ویصلی خلفه علی شریعة محمد ﷺ.

(تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۲۲ ذیل آیت کریمہ)

"عیسیٰ علیہ السلام قیامت معلوم کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ ابن عباسؓ نے اس کو لعَلَم للساعة پڑھا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارض مقدس میں افیق کے مقام پر نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا اور اس سے دجال کو قتل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں آئیں گے۔ درآنحالیکہ لوگ صبح کی نماز میں ہوں گے اور امام ان کو نماز پڑھا رہا ہوگا۔

پس وہ پیچھے ہٹیں گے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کو آگے کر دیں گے اور ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اسلامی طریقہ سے۔

تفسیر از امام لغت صاحب لسان العرب

وفی التنزیل فی صفة عیسیٰ صلوات اللّٰہ علی نبینا و علیہ (وانہ لعلم للساعة) وھی قراءة اکثر القراء وقراء بعضھم (انہ لعلم للساعة) والمعنی ان ظھور عیسیٰ علیہ السلام و نزولہ الی الارض علامة تدل علی اقتراب الساعة. (لسان العرب ج ۹ ص ۴۲۳ (عرف علم))'' قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں آیا ہے انہ لعلم للساعة اور یہ اکثر قاریوں کی قرأت ہے اور ان میں سے بعض نے اس کو لعلم للساعة بھی پڑھا ہے جس کے معنی ہیں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اور ان کا نازل ہونا زمین کی طرف ایسا نشان ہے جو قیامت کے نزدیک ہونے پر دلالت کرے گا۔''

لسان العرب کی عظمت و اہمیت معلوم کرنا ہو تو مرزا محمود احمد قادیانی کا بیان ذیل ملاحظہ کریں۔'' پس ان لغات (لغت کی چھوٹی چھوٹی کتب) کا اس معاملہ میں کوئی اعتبار نہیں بلکہ اعتبار انہیں لغات کا ہوگا جو بڑی ہیں اور جن میں تفصیل سے معنی بتائے جاتے ہیں اور عربی کی سب سے بڑی لغت تاج العروس ہے اور دوسرے نمبر پر لسان العرب ہے۔'' (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۰،۱۹۱ حاشیہ)

معزز ناظرین! ہم نے اپنی تائید میں مندرجہ ذیل بزرگ ہستیوں کے بیانات پیش کیے ہیں۔

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ۔
۲۔ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ۔
۳۔ حضرت صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابن عباسؓ۔
۴۔ امام احمد مجدد صدی دوم۔
۵۔ امام ابن جریرؒ۔
۶۔ امام حاکم نیشاپوری مجدد صدی چہارم۔
۷۔ امام بیہقی مجدد صدی چہارم۔
۸۔ صاحب درمنثور امام جلال الدین سیوطی مجدد صدی نہم۔
۹۔ امام ابن کثیر مجدد صدی ششم۔

۱۰۔ ... امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم ۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

یہ وہ اصحاب ہیں کہ حسب فتویٰ مرزا قادیانی افراد ان کے فیصلے سے انحراف کرنے پر فوراً دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد، ملحد اور فاسق ہو جائیں گے۔ دیکھو قادیانی اصول، عقائد مندرجہ تمہید۔

قادیانی جماعت ذرا ہوش سے ہمارے دلائل پر غور کرے۔ اگر خلوص سے کام لیں گے تو انشاء اللہ حق کا قبول کرنا آسان ہو جائے گا۔

اب ہم قادیانی اعتراضات پیش کرتے ہیں جو فی الواقع ہم پر نہیں بلکہ مذکورۃ الصدر بزرگ ہستیوں پر وارد کر کے اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ قادیانی خدا کو مانتے ہیں نہ رسول کو۔ صحابہ کرام کو مانتے ہیں نہ مجددین امت کو۔ یوں ہی نبی کی آڑ میں شکار کھیلنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان سب کا ماننا اور مطیع رہنا اپنے ایمان کا جزو قرار دیتے ہیں۔

اعتراض ......۱ از مرزا غلام احمد قادیانی "حق بات یہ ہے کہ اللہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لیے نشان ہے کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۳۲۳ خزائن ج ۳ ص ۳۲۲)

مرزا قادیانی نے کوئی دلیل اللہ کی ضمیر کو قرآن شریف کے لیے متعین کرنے کے حق میں بیان نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ ہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ماننے سے مرزا قادیانی کی مسیحیت معرض ہلاکت میں آ جاتی ہے۔ اگر ہم ثابت کر دیں کہ اللہ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے تو مرزا قادیانی کی یہ "حق بات ہے" کی حقیقت الم نشرح ہو کر رہ جائے گی۔ سنیے۔

جواب ......۱ سیاق و سباق میں بحث صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہستی سے ہے نہ قرآن کریم سے۔ پس جس کا ذکر ہی نہیں۔ اس کی طرف خواہ مخواہ ضمیر کو پھیرنا اگر سخن شناسی نہیں تو اور کیا ہے۔

۲ ... ہم نے قادیانی مسلمات کی رو سے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ہے اگر مرزا قادیانی اس کا انکار کریں گے تو حسب فتویٰ خود کافر و فاسق ہو جائیں گے۔

۳ ... حضرت ابن عباسؓ اللہ کی ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیرتے ہیں جن کے متعلق مرزا قادیانی کا ارشاد ہے۔ "ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباسؓ قرآن

کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۷۶ خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

اب کس کا حق ہے جو حضرت ابن عباسؓ جیسی عظیم الشان ہستی کا فیصلہ رد کرے۔

۴... مرزا قادیانی یا ان کی جماعت اپنی تائید میں اور ہماری مخالفت میں ۸۹ گذشتہ مجددین سلسلہ قادیانی میں سے کسی ایک کو بھی پیش نہیں کر سکتے۔

۵... خود مرزا قادیانی نے اللہ کی ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہونا قبول کیا ہے۔
(دیکھو حمامۃ البشریٰ ص ۹۰ خزائن ج ۷ ص ۳۱۶)

۶... خود مرزا قادیانی کے مرید انہ کی ضمیر کے قرآن کی طرف پھیرنے سے منکر ہیں۔ چنانچہ سرور شاہ قادیانی ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ اپریل ۱۹۱۱ء میں لکھتے ہیں۔ "ہمارے نزدیک تو اس کے آسان معنی یہ ہیں کہ وہ (مثیل مسیح) ساعت کا علم ہے۔"

نوٹ. قادیانی سرور شاہ کا مبلغ علم اسی بات سے اظہر من الشمس ہوا جاتا ہے کہ مسیح کے ساتھ مثیل کی دم اپنی طرف سے بڑھا دی ہے۔ اگر ایسا کرنا جائز قرار دیا جائے تو قرآن شریف کی تفسیر ہر ایک آدمی اپنے حسب منشاء کر سکتا ہے مثلاً جہاں رسول کریم ﷺ کا اسم مبارک ہے وہاں بھی کہہ دیا جائے کہ اس سے مثیل محمد مراد ہیں جو قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) مرزا قادیانی ہیں۔

۷... مرزا قادیانی کے بڑے فرشتہ احسن امروہی مرزا قادیانی کی تردید میں یوں فرماتے ہیں۔

ا... "دوستو! یہ آیت وانہ لعلم للساعۃ سورۂ زخرف میں ہے اور بالاتفاق تمام مفسرین کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے واسطے ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔"
(اخبار الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء)

ب... "آیت وانہ میں تسلیم کیا کہ ضمیر انہ کی طرف قرآن شریف یا آنحضرت ﷺ کے راجع نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہے۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵)

<u>اعتراض ۲......</u> از مرزا قادیانی "ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اس آیت کو پیش کر کے قیامت کے منکرین کو ملزم کرنا چاہتا ہے کہ تم اس نشان کو دیکھ کر پھر مردوں کے جی اٹھنے سے کیوں شک میں پڑے ہو.... اگر خدا تعالیٰ کا اس آیت میں یہ مطلب ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تب ان کا آسمان سے نازل ہونا مردوں کے جی اٹھنے کے لیے بطور دلیل یا علامت کے ہوگا تو پھر اس دلیل کے ظہور سے پہلے خدا تعالیٰ لوگوں کو ملزم کیوں کر سکتا ہے۔ کیا اس طرح اتمام حجت ہو سکتا ہے۔ دلیل تو

ابھی ظاہر نہیں ہوئی اور کوئی نام ونشان اس کا پیدا نہیں ہوا اور پہلے ہی سے منکرین کو کہا جاتا ہے کہ اب بھی تم یقین نہیں کرتے۔ کیا ان کی طرف سے یہ عذر صحیح طور پر نہیں ہو سکتا کہ یا الٰہی ابھی دلیل یا نشان قیامت کا کہاں ظہور میں آیا جس کی وجہ سے فلا تمترن بہا کی دھمکی ہمیں دی جاتی ہے۔'' (ازالہ ص ۳۲۲، ۱۷۷)

<u>جواب</u> مرزا قادیانی کا یہ اعتراض ناشی از جہالت ہے۔ اپنی کم علمی سے وانہ لعلم للساعۃ کو فلا تمترن بہا کے لیے دلیل ٹھہرا لیا اور پھر اس دلیل کے غلط ہونے پر منطقی بحث شروع کر دی۔

کاش! مرزا قادیانی نے تفسیر اتقان اپنے مسلمہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ہی میں کلمہ ''ف'' کی بحث پڑھ لی ہوتی۔ پھر یقیناً ایسا مجنون اعتراض نہ کرتے۔ اس کا جواب ہم کئی طرز سے دیں گے۔

اس آیت کا شان نزول جو مرزا قادیانی نے خط کشیدہ الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ وہ محض ایجاد مرزا ہے۔ ورنہ اصلی شان نزول ملاحظہ ہو اور کلام اللہ کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدون وقالوا ءالهتنا خیر ام هو ماضربوه لک الا جدلا بل هم قوم خصمون ان هو الا عبد انعمنا علیه وجعلناه مثلاً لبنی اسرائیل۔ ولو نشاء لجعلنا منکم ملئکة فی الارض یخلفون. وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون. هذا صراط مستقیم. (الزخرف ۵۷ تا ۶۱)

''اور جب عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے متعلق (معترض کی طرف سے) ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا۔ تو یکایک آپ کی قوم کے لوگ (مارے خوشی کے) چلانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام۔ ان لوگوں نے جو یہ مضمون بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے کی غرض سے بلکہ یہ لوگ (اپنی عادت سے) ہیں ہی جھگڑالو۔ عیسیٰ علیہ السلام تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے (کمالات نبوت سے اپنا) فضل کیا تھا اور ان کو بنی اسرائیل کے لیے ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم میں سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ زمین پر یکے بعد دیگرے رہا کرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قیامت (کے قرب) کا نشان ہیں۔ پس تم لوگ اس میں شک مت کرو اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔''

معزز ناظرین! مرزا قادیانی کی چالاکی ملاحظہ ہو کہ بمطابق مثل "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" خود شان نزول اس آیت کی کلام اللہ کی انہیں آیات میں موجود ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مشرکین کے بتوں کے متعلق ایک مثال ہے۔ باوجود اس کے مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ یہاں بحث قیامت سے ہے۔ قیامت کی بحث تو یہاں ہے ہی نہیں۔ وہ تو یونہی جملہ معترضہ کے طور پر مذکور ہے چنانچہ ہم مرزا قادیانی کے اپنے مانے ہوئے مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ کی روایت سے مرزا قادیانی کے تسلیم کردہ حبر الامت امام المفسرین ابن عباسؓ کا بیان کردہ شان نزول پیش کرتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ نے ایک روز سورۃ انبیاء کی آیت اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (انبیاء ۹۸) کے موافق یہ فرمایا کہ مشرک جن چیزوں کو پوجتے ہیں۔ وہ اور مشرک دونوں قیامت کے دن دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔ اس پر عبداللہ بن زبعری نامی ایک شخص نے کہا کہ نصاریٰ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور تم عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور ہمارے بتوں سے اچھا سمجھتے ہو۔ اس لیے جو حال ہمارے بتوں کا ہوگا وہی حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ عبداللہ بن زبعری سے اس جواب کو مشرک لوگوں نے بڑا شافی جواب جانا اور سب خوش ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ باوجود اس قدر تصریح کے اگر پھر بھی قادیانی اپنی اس لاحاصل دلیل پر جمے رہیں۔ تو ہمارا جواب بھی الزامی رنگ میں سن لیں اور کان کھول کر سنیں۔

۱..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

"قرآن شریف میں ہے۔ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ یعنی اے یہودیو! عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائے گا۔" (اعجاز احمدی ص ۲۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۰)

۲..... اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے مصدق رسول کو بھی بطور ہدایت فرماتا ہے۔ ان الساعة آتية فلا يصدنك عنها من لا يؤمن بها (طہ ۱۶) "اے موسیٰ علیہ السلام! قیامت بے شک وشبہ آنے والی ہے۔ خبردار کوئی بے ایمان تجھے اس کے ماننے سے روک نہ دے۔ یہاں اگر قادیانی طرز کلام کا اتباع کیا جائے تو سوال پیدا ہوگا موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قیامت کے آنے کی دلیل یا نشانی تو بیان نہیں کی گئی۔ صرف اس کے آنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر یہ اعلان اگلے حصہ آیت کے لیے دلیل ہو سکتا ہے۔ قادیانی جو جواب اس سوال کا دیں گے وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیں۔"

۳..... "مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی کہ محمدی بیگم دختر احمد بیگ ہوشیار پوری

ضرور بضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ پھر اس کے متعلق الہامات بھی شائع کیے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ ''انا زوجنا کھا (انجام آتھم ص ۶۰ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) یعنی اسے مرزا احمد نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے کردیا ہے۔'' انتظار کرتے کرتے مرزا قادیانی تھک گئے۔ آخر ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی سخت بیمار ہوئے موت کے خیال پر جب محمدی بیگم والی پیشگوئی میں جھوٹا ہونے کا خیال گزرا تو الہام ہوا۔ ''الحق من ربک فلا تکونن من الممترین (ایضاً) یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔''

دیکھئے! یہاں مرزا قادیانی کے خدا نے مرزا قادیانی کو یقین دلانے کو صرف اتنا ہی کہا۔ ''الحق من ربک'' حالانکہ ابھی نکاح نہیں ہوا۔ پہلے ہی سے اس کے ہونے کا اعلان کرنے محض اعلان ہی کو دلیل قرار دیا جا رہا ہے۔ جس دلیل سے مرزا قادیانی کے لیے ایک پیشگوئی کا اعلان دلیل ہو گیا۔ آئندہ حکم کے حق ہونے کا۔ اسی دلیل سے یہاں بھی انہ لعلم للساعۃ بھی سمجھ لیں۔ فلا تمترن بھا کی (ذرا غور سے سمجھیے) مگر یہ سب بیان ہمارا الزامی رنگ میں ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی کا یہ اعتراض بھی ہے۔ علوم عربیہ سے جہالت مطلقہ پر۔

مضحکہ خیز تفسیر قادیانی: تفسیر از مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ ''یہ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اس جگہ لفظ ساعۃ سے مراد قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ساعۃ سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا۔'' (اعجاز احمدی ص ۲۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۹)

۲۔ ''حق بات یہ ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لیے نشان ہے کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔'' (ازالہ ص ۳۲۲ خزائن ج ۳ ص ۳۲۲)

۳۔ ان فرقۃ من الیہود اعنی الصدوقین کانوا کافرین بوجود القیامۃ فاخبرھم اللّٰہ علی لسان بعض انبیاء ہ ان ابناً من قومھم یولد من غیر اب وھذا یکون آیۃ لھم علی وجود القیامۃ فالی ھذا اشار فی آیۃ وانہ لعلم للساعۃ ''یہود کا ایک فرقہ صدوقین نامی قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بعض نبیوں کے واسطے سے انھیں خبر دی کہ ان کی قوم میں سے ایک لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہوگا اور وہ قیامت کے وجود پر دلیل ہوگا۔ پس اسی طرف اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت وانہ لعلم

للمساعة مثلیں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۹۰ خزائن ج ۷ ص ۳۱۶)

نوٹ: مرزا قادیانی نے اسلامی تفسیر کی تردید میں جو دلیل بیان کی ہے۔ (دیکھو اعتراض نمبر ۲ از مرزا قادیانی) اگر وہ صحیح قرار دی جائے تو ناظرین وہی عبارت تھوڑے سے تغیر کے ساتھ مرزا قادیانی کی اس تفسیر کے رد میں پڑھ لیں۔ اجمالاً ہم لکھ دیتے ہیں۔ صدوقین منکر قیامت تھے۔ قیامت کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایک لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہوگا۔ جب تک دلیل موجود نہ ہو۔ دعویٰ کے تسلیم کر لینے کا مطالبہ کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

۴۔ ان المراد من العلم تولده من غير اب على طريق المعجزة كما تقدم ذكره في الصحف السابقة۔ (تفسیر حقیقۃ الوحی ص ۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۷۸۶)''العلم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ہے بطور معجزہ کے جیسا کہ پہلی کتابوں میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

نوٹ: مرزا قادیانی معلوم ہوتا ہے فن مناظرہ اور اس کے اصولوں سے جاہل مطلق تھے۔ دلیل تو وہ قابل قبول ہوتی ہے جو مخالف کے ہاں قابل قبول ہو بلکہ جس کا رد کرنا مخالف سے آسان نہ ہو۔ ایسی دلیل کو پیش کرنا جس کو مخالف صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ یہ مرزا قادیانی جیسے پنجابی نبی ہی کی شان ہو سکتی ہے۔ ورنہ دلیل تو ایسی ہو کہ مخالف کے نزدیک بھی وہ قابل قبول اور حجت ہو سکے۔ جیسا کہ ہم حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں قادیانی مصنفات پیش کر کے قادیانی افراد سے قبول حق کی اپیل کر رہے ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بقول مرزا قادیانی یہودی (صدوقین) قیامت کے وجود سے منکر تھے۔ ان کے سامنے بقول مرزا قادیانی قیامت کے وجود پر دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔ دیکھو ہم نے ایک لڑکا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بغیر باپ کے پیدا کیا ہے۔ یہودی تو اس دلیل ہی کے ٹھیک اور حجت ہونے سے منکر تھے۔ وہ تو کہتے تھے اور عقیدہ رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) ولد الزنا تھے جو دلیل خود محتاج دلیل ہو۔ وہ دلیل کیا ہوئی۔ پس مرزا قادیانی کی تفسیر بھی قرآن کریم کے ساتھ تلعب ثابت ہوئی۔

۵۔ تفسیر سرور شاہ قادیانی (نام نہاد) صحابی مرزا۔

مرزا قادیانی کا ایک بہت بڑا نام نہاد صحابی سرور شاہ قادیانی اپنے نبی مرزا قادیانی کی تردید عجیب طرز سے کرتا ہے۔ لکھتا ہے۔

''مسیح کے بے باپ ولادت دلیل کس طرح بن سکتی ہے۔ ہمارے نزدیک تو اس کے آسان معنی یہ ہیں کہ وہ شخص تیرے ساعۃ (قیامت) کا علم ہے۔''

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹۱۱ء۔۳۔۶)

۶..... تفسیر از احسن امروہی جو مرزا قادیانی کا (نام نہاد) صحابی تھا اور مرزا قادیانی کا فرشتہ کہلاتا تھا۔ (دیکھو نمبر ۷ جواب اعتراض نمبر ۱ کی ذیل میں)

محترم ناظرین! میں نے قادیانی جماعت کی چھ تفسیریں جن میں سے چار مرزا قادیانی کی اپنی ہیں۔ آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ان کا باہمی تضاد اور مخالفت اظہر من الشمس ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ کلام اللہ سے دو آیتیں اور مرزا قادیانی اور ان کے حواری کے اقوال اور انجیل کی تصدیق پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔

۱..... پہلی آیت سورۂ حجر ۷۲ کی ہے۔

''اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ وہ اپنی بیہوشی میں گمراہ پھر رہے ہیں۔''

۲..... دوسری آیت سورۂ نساء ۸۲ میں ہے۔

''وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کیطرف سے ہوتا تو انہیں بہت اختلاف پاتے۔''

مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اپنی خود غرضی کے لیے اسلامی تفسیر کو چھوڑ کر گمراہی میں سرگرداں ہیں۔ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔

۱..... ''ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا تو انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص ۳۱ خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۲..... ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۱۱ خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۳..... ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

نوٹ: مرزا قادیانی نے اس آیت کی جس قدر تفسیریں کی ہیں۔ ان میں سے ہم نے صرف چار پیش کی ہیں اور دو ان کے حواریوں کی درج کی ہیں۔ سب کی سب کا آپس میں تضاد و تناقض ظاہر ہے۔ پس مرزا قادیانی معہ اپنے جانشینوں کے اپنے ہی فتوی کی رو سے پاگل، منافق، جھوٹے اور مخبوط الحواس ثابت ہوئے۔ مرزا قادیانی کے حواری مرزا خدا بخش صاحب ''عسل مصفیٰ'' میں لکھتے ہیں اور علماء اسلام کی تفسیر میں اختلاف بتا کر کے

بارہ میں لکھتے ہیں۔

''یہ چوتھم کے معانی علماء متقدمین و متاخرین نے کیے ہیں اور یہی معانی میری نظر سے گزرے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر علماء و مفسرین کو یقینی معنی معلوم ہوتے تو وہ کیوں اس قدر چکر کھاتے اور کیوں دور از قیاس آراء ظاہر کرتے۔ جب ہم غور سے ان معانی پر نظر کرتے ہیں تو سیاق کلام اور نیز مشاہدہ کے خلاف پاتے ہیں۔''
(مسیح مصلح حصہ اول ص ۴۰)

ناظرین! قادیانی تفسیر کے متعلق یہی عبارت پڑھ دیں صرف ''علماء متقدمین و متاخرین کی بجائے ''مرزا اور ان کے حواری'' سمجھ لیں۔''

تصدیق از انجیل

حضرات! یہ تو آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ کلام اللہ انجیل یا توریت کی نقل نہیں ہے بلکہ ایک بالکل الگ اور براہ راست سلسلہ وحی ہے۔ پس جہاں کہیں قرآن کریم اور انجیل کے مضمون میں مطابقت لفظی یا معنوی عرصہ ظہور میں آ جائے وہاں وہی معنی قابل قبول ہوں گے جو متفق علیہ ہیں۔ خود مرزا قادیانی ہماری تصدیق میں لکھ گئے ہیں۔

''فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۶۶ خزائن ج ۳ ص ۲۳۳)

سو ہم نے جب موافق اس حکم کے نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو مندرجہ ذیل عبارت پر نظر پڑی۔ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۳ تا ۲۴

''جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آ کر بولے۔ ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان۔ (انه لعلم للساعة قرآن کریم) یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے...... اس وقت اگر تم میں سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے۔ تو یقین نہ کرنا کیونکہ جیسے بجلی پورب

سے کوندھ کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن مریم کا آنا ہوگا..... ابن مریم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔" یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۳ اور انجیل لوقا باب ۲۱ میں مرقوم ہے۔ انجیل کے اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خود دوبارہ نازل ہوں گے کیونکہ اپنے تمام مثیلوں سے بچنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہے۔

۳۔ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اکثر کثرت سے ہوں گے۔

۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اچانک نازل ہوں گے۔

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آئیں گے۔ یہی مضمون کلام اللہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ ہم تصریح کر چکے ہیں۔ پس قادیانی جماعت پر لازم ہے کہ مرزا قادیانی کے بیان کردہ معیار کے مطابق حق کو قبول کر کے مرزائیت سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیں۔

تنبیہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ "اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا اس کے جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے۔ لہٰذا یہ بحث بھی (کہ مسیح اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے گا۔ جو دنیا میں اسے حاصل تھا) اس دوسری بحث کی فرع ہوگی جو مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔" (ازالہ اوہام ص ۲۶۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۶) ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا ثابت کر دیا ہے۔ پس حسب قول مرزا قادیانی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ نازل ہونا جبھی مانا جا سکتا ہے جبکہ ان کا آسمان پر اسی جسم کے ساتھ جانا تسلیم کر لیا جائے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

قرآنی دلیل.....۶ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا۔ (المائدۃ ۱۱۰)
"جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے یاد کر ان نعمتوں کو جو کیں میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر۔ جبکہ میں نے مدد دی تجھ کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے پنگھوڑے میں اور بڑی عمر میں۔"

محترم بزرگو! میں نے لفظی ترجمہ کر دیا ہے۔ اب میں قادیانیوں کے مسلمہ مجددین امت امام فخرالدین رازیؒ مجدد صدی ششم اور امام جلال الدین سیوطیؒ مجدد صدی نہم کی تفسیر سے اس آیت کی تفسیر پیش کرتا ہوں۔ اگر قادیانی کوئی اعتراض کریں تو رسالہ ہذا کی تمہید میں قادیانی اصول و عقائد نمبر۳ سامنے رکھ دیں تاکہ شاید اپنے ہی منہ سے کافر و فاسق بننے سے شرما کر اسلامی تفسیر کی تائید میں رطب اللسان ہو جائیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام جلال الدین مجدد صدی نہمؒ فرماتے ہیں۔ اذا ایدتک (قویتک) بروح القدس (جبرائیل) تکلم الناس حال من الکاف فی ایدتک فی المھدای طفلا وکھلا یفید نزوله قبل الساعة لانه رفع قبل لکھولة کما سبق فی آل عمران (جلالین ص ۱۱۰ زیر آیت کریمہ) ”یاد کرو جب عیسیٰ علیہ السلام وہ وقت جبکہ ہم نے قوت دی تم کو ساتھ جبرائیل علیہ السلام کے دو آتا تھا تو باتیں کرتا تھا بچپن میں اور کہولت کی حالت میں جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ کہولت (ادھیڑ عمر) سے پہلے اٹھائے گئے تھے۔ جیسا کہ آل عمران میں گزر چکا ہے۔“

حضرات! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ ۸۷، ۲۵۳ میں دو جگہ فرماتے ہیں وایدناہ بروح القدس امام موصوف اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وایدناہ قویناہ بروح القدس من اضافة الموصوف الی الصفة ای الروح المقدسة جبرائیل لطهارته یسیر معه حیث سار ”ہم نے قوت دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ جو جاتا تھا جہاں وہ جاتے تھے۔“
(دیکھو جلالین ص ۱۳ زیر آیت کریمہ)

اس آیت کی تفسیر امام فخرالدین رازی مجدد صدی ششمؒ فرماتے ہیں۔

نقل ان عمر عیسیٰ علیہ السلام الی ان رفع کان ثلاثا و ثلاثین سنة و ستة اشھر و علی ھذا التفسیر فھو ما بلغ الکھولة والجواب من وجھین .. والثانی ھو قول الحسین بن الفضل البجلیؒ ان المراد بقوله وکھلا ان یکون کھلا بعد ان ینزل من السماء فی آخر الزمان ویکلم الناس و یقتل الدجال قال الحسین بن الفضل وفی ھذہ الایة نص فی انه علیہ السلام سینزل الی الارض (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۵)
”نقل کیا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب وہ آسمان پر اٹھائے گئے ۳۳ برس کی تھی اور اس صورت میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ دنیا میں کہولت (ادھیڑ عمر) تک نہیں پہنچے تھے۔

(یعنی کہولت میں کلام کرنے کا مطلب کیا ہوا) اس کا جواب دو طریقوں سے ہے۔۔
دوسرا جواب امام حسین بن الفضل البجلی کا قول ہے کہ مراد کہولاً سے یہ ہے کہ وہ کہل
(ادھیڑ عمر کا) ہوگا جبکہ وہ نازل ہوگا۔ آسمان سے آخری زمانہ میں اور باتیں کرے گا
لوگوں سے اور قتل کرے گا دجال کو۔ امام حسین بن الفضل کہتے ہیں کہ یہ آیت نص ہے
اس بات پر کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔"

(تشریحی نوٹ از خاکسار ابو عبیدہ مؤلف رسالہ ہذا)

اللہ تعالیٰ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے غیر معمولی انعامات یاد کرا
رہے ہیں۔ غیر معمولی انعامات سے مراد میری وہ انعامات ہیں جو عام انسانوں کو حاصل
نہیں ورنہ ہیں وہ بھی انعام ہی۔ مثلاً آنکھیں، ناک، منہ، دانت، دماغ، لباس، والدین،
اولاد، خوراک، پھل وغیرہ۔

ناظرین! قرآن کریم کی سورہ مائدہ کا آخری رکوع کھول کر ان انعامات کا تذکرہ
پڑھیں۔ سب کی سب غیر معمولی نعمتیں ہیں۔ میں ساری نعمتوں کو یہاں گن دیتا ہوں۔

۱۔۔ روح القدس یعنی جبرائیل علیہ السلام کی تائید کا ہر وقت ساتھ رہنا۔
۲۔۔ بچپن (گہوارے) میں کلام بالحفت نظام کرنا۔
۳۔۔۔۔ ادھیڑ عمر میں کلام بالحفت نظام کرنا۔
۴۔۔۔۔ کتاب، حکمت اور توریت و انجیل کا پڑھنا۔
۵ معجزہ خلق طیر (پرندوں کا بنانا)
۶۔۔ معجزہ احیاء موتیٰ (مردوں کا زندہ کرنا) و ابراء اکمہ و ابرص۔
۷۔ بنی اسرائیل کے شر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھنا۔

ناظرین! ان نعمتوں میں سے نمبر ۳ و نمبر ۷ تو ابھی زیر بحث ہیں۔ ان کے
علاوہ بقیہ نعمتوں کا خیال کیجئے۔ سب کی سب ایسی نعمتیں ہیں۔ جن سے عام انسان محروم
ہوتے ہیں۔ نبوت و کتاب کا ملنا۔ معجزات کا غیر معمولی ہونا تو سبھی کو مسلم ہے۔ بچپن میں
باتیں کرنے سے مراد بعض لوگوں کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مراد اس
سے ناتجربہ کار نوجوان آدمی کا کلام ہے۔ یہ معنی کئی وجوہات سے مردود ہیں۔

۱۔۔ سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے جب مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بے پدر کی
بشارت دی اور پھر حاملہ ہو کر آخر وضع حمل کی نوبت آئی تو حضرت مریم ایک الگ جگہ

میں جا کر درپردہ اور خوف طعن وتشنیع کے بارے عرض کرنے لگیں کہ اے کاش میں اس موقعہ سے پہلے مرکر بھولی جا چکی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے مریم غم نہ کر۔ اگر تو کسی آدمی کو دیکھے (جو تجھ پر طعن کرے اور اس کے بارہ میں سوال کرے) تو کہہ دینا کہ آج میں نے اللہ کی خاطر (چپ رہنے کا) روزہ رکھا ہوا ہے۔ آج تو ہرگز بات نہ کروں گی۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر قوم کے پاس لے آئی۔ قوم نے جب دیکھا تو کہنے لگی کہ اے مریم تو یہ طوفان (بے باپ کا لڑکا) کہاں سے لے آئی ہے۔ اے ہارون کی بہن، تیرا باپ زانی نہیں تھا اور تیری ماں بھی زانیہ نہ تھی۔ پس تو یہ لڑکا کہاں سے لے آئی ہے۔ پس حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بات کرو۔ انھوں نے کہا۔ ہم اس بچے سے کیسے کلام کریں جو ابھی پنگھوڑے میں پڑا ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کلام کر کے اپنی اور اپنی ماں کی زنا کے الزام سے برءت کا اعلان کیا۔

(ملخص از تفسیر جلالین ص ۲۵۵ زیر آیت کریمہ)

۲۔ ذیل کی حدیث نبوی ہماری تائید کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہی ہے۔ عن ابی هريرة عن النبى ﷺ قال لم يتكلم فى المهد الا ثلاثة عيسىٰ و ..... الى آخر الحديث (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸۹ باب واذکر فی الکتاب مریم) ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین بچوں کے سوا کسی نے ماں کی گود میں شیرخوارگی کی حالت میں کلام نہیں کیا۔ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور... آخری حدیث تک۔ بخاری شریف مرزا قادیانی کے نزدیک اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اس میں یہ حدیث موجود ہے۔

۳۔ حضرت ابن عباسؓ جو مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن شریف کے جاننے والوں میں سے اوّل نمبر پر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ عن ابن جريجؒ قال قال ابن عباسؓ (ويكلم الناس فى المهد) قال مضجع الصبى فى رضاعه.

(تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۱۸۱، درمنثور ج ۲ ص ۲۵)

یعنی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مراد اس آیت میں دودھ پینے کی حالت میں بچے کا پنگھوڑے میں کلام کرنا ہے۔

دیکھئے! یہ قول وتفسیر حضرت ابن عباسؓ کی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن جریرؒ نے جو مرزا قادیانی کے نزدیک ایک زبردست محدث اور مفسر تھے اور دوسرے

امام جلال الدین سیوطیؒ نے جو مجدد صدی نہم تھے۔ پس جو آدمی اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کرے وہ حسب فتویٰ مرزا قادیانی کافر و فاسق ہو جائے گا۔

۴.....خود مرزا قادیانی نے اس تفسیر کو قبول کر لیا ہے۔ ''اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو صرف مہد (پنگھوڑے) میں ہی باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے (پسر مرزا) نے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کیں۔'' (تریاق القلوب ص ۴۱ خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷)

۵ .....پنگھوڑے میں باتیں کرنا تین وجہوں سے عقلاً بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بطور معجزہ بغیر باپ کے ہوئی تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نفخ سے واقع ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ مریم میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں۔ ''لاھب لک غلاماً زکیا'' یعنی اے مریم میں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔'' خود مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کو بہت جگہ قبول کر لیا ہے۔ (دیکھو تفسیر حقیقۃ الوحی ص ۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰)

اب ایک مثال کے لیے ہم ناظرین کو سورۂ طٰہٰ کی سیر کراتے ہیں۔ اس کے رکوع ۵ کا مطالعہ کریں۔ وہاں سامری اور اس کے گوسالہ کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری سے گفتگو فرماتے ہیں۔

قال فما خطبک یسامری٥ قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذ تها وکذالک سولت لی نفسی٥ ''موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی چیز نظر آئی جو اوروں کو نظر نہ آئی۔ پھر میں نے اس فرستادہ خداوندی (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر خاک اٹھالی تھی۔ سو میں نے وہ مٹھی خاک اس قالب کے اندر ڈال دی اور میرے جی کو یہی بات پسند آئی'' (اس مٹی کے ڈالنے سے اس میں ایک آواز پیدا ہو گئی) (ملخص تفسیر ابن عباس منسجہ درمنثور ج ۴ ص ۳۰۷)

نکتہ عجیبہ حضرات! حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نقش قدم سے مٹی میں خدا نے یہ تاثیر رکھی ہوئی ہے کہ وہ ایک بے جان دھات کے ڈھانچے میں آواز پیدا کر سکتی ہے۔ یہاں قابل غور یہ امر ہے۔ وہی جبرائیل اپنی پھونک سے حضرت مریم کو باذن الٰہی حمل ٹھہراتا ہے اس نفخ جبرائیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گود میں باتیں کرنا اس گوسالہ بے جان کے بولنے سے زیادہ مشکل ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارے میں باتیں کرنا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ گوسالہ ایک تو بے جان تھا۔ اس میں جان پڑ گئی پھر گوسالہ بولنے بھی لگا۔ یہاں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انسان ہونے کی حیثیت سے آخر بولنا ہی تھا۔ نفخ جبرائیل سے گہوارے میں باتیں کرنے کی اہلیت پیدا ہوگئی اور یہی نفخ جبرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع علی السماء میں مناسبت پیدا کرنے کا باعث ہو گیا۔

ب۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بے پدر کو لوگوں کے لیے ایک نشان (آیت) بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ سورۂ مریم میں مذکور ہے۔ ولنجعله اٰیة ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے اس واسطے پیدا کیا ہے تاکہ ہم ان لوگوں کے لیے اپنا ایک نشان بنائیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی ہماری اس تفسیر کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

(دیکھو ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۹۰ خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۲)

پس اللہ تعالیٰ نے گود میں باتیں کرا کر پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے ان کی پیدائش کا معجزانہ ہونا ثابت کیا۔ اگر گود میں ان کا کلام کرنا تسلیم نہ کیا جائے تو ان کی پیدائش بے پدر کو الٰہی نشان ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا کیونکہ اس کے بغیر خود پیدائش بے باپ بغیر ثبوت کے دعویٰ ہو کر ناقابل قبول ہو جائے گی۔ جو دلیل خود دلیل کی محتاج ہو وہ دلیل ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی دلیل کی تعریف میں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔

ج۔ مرزا قادیانی نے تریاق القلوب میں لکھا ہے۔

"کہ میرے اس لڑکے (پسر مرزا) نے ماں کے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷)

غور کیجئے! ماں کے پیٹ میں باتیں کرنا زیادہ مشکل ہے یا گود میں دودھ پیتے بچے کا باتیں کرنا۔ یقیناً اول الذکر صورت تو ناممکن سی ہے کیونکہ کلام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہوا موجود ہو۔ منہ، ہونٹ، زبان وغیرہ حرکت کر سکتے ہوں۔ پھیپھڑے کام کر رہے ہوں۔ باوجود اس کے جب مرزا مبارک پسر مرزا نے اپنی ماں کے پیٹ کے اندر دو مرتبہ باتیں کی تھیں اور لاہوری و قادیانی مرزائیوں نے مرزا قادیانی کے قول کو تسلیم کر لیا ہے۔ تو انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گود میں باتیں کرنا کیوں ناممکن اور مستبعد نظر آتا ہے۔ اب کہلاً (یعنی ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا) کے متعلق چند نکات بیان کر کے نتیجہ ناظرین کی فہم رسا پر چھوڑتے ہیں۔

اوعیز عمر میں باتیں کرنا کروڑ ہا انسانوں سے ہم روزمرہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔
پس فرشتے کا حضرت مریم علیہا السلام کو یوں کہنا کہ ''ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں کہ تیرا لڑکا اوعیز عمر میں باتیں کرے گا۔'' ایک ایسی بات کی بشارت دینا ہے جو بے شمار لوگوں کو حاصل ہے۔ بشارت کسی غیر معمولی امر میں ہوا کرتی ہے۔ یا اس وقت جبکہ کوئی آدمی معمولی نعمت سے محروم ہوا جا رہا ہو۔ مثلاً کوئی آدمی نابینا ہو جائے تو ایسے وقت میں آنکھ کامل ہو جانا بے شک بشارت ہو سکتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کو کیا عیسیٰ علیہ السلام کی کہولت کے زمانہ میں کوئی لکنت کا اندیشہ تھا کہ خدا نے لکنت کے دور ہونے کی بشارت دی؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کہولت میں ایک خصوصیت تھی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کہولت کے زمانے میں باتیں کرنا بھی خاص نعمتوں میں شمار کیا وہ یہ کہ باوجود ہزار ہا سال تک آسمان پر رہنے کے جب وہ دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے تو اس وقت بھی کہولت کا زمانہ ہوگا چونکہ ان کی عمر اور جسم پر زمانہ کا اثر نہیں ہوا ہوگا۔ اس لحاظ سے اس نعمت کا تذکرہ کر کے شکریہ کا حکم دے رہے ہیں۔ ورنہ اگر دوسرے انسانوں کی طرح ہی انہوں نے بھی کہولت میں باتیں کرنی ہوتیں تو پھر دوسری عام انسانی نعمتوں کو بھی پیش کیا ہوتا مثلاً یوں کہا ہوتا۔ ''اے عیسیٰ علیہ السلام ہماری نعمتوں کو یاد کر۔ ہم نے تمہیں دو آنکھیں دی تھیں۔ دو کان عطا کیے تھے۔ کھانے کو رنگا رنگ پھل دیے تھے۔ تم جوانی میں بولتے تھے۔ ہم نے تمہیں لباس دیا تھا۔ سوچنے کو دماغ مرحمت فرمایا۔ وغیرہ ذالک۔'' مگر نہیں ایسا نہیں فرمایا کیونکہ عام نعمت کو ذکر کرنا بھی عام رنگ ہی میں موزوں ہوتا ہے۔

تصدیق از مرزا قادیانی

''اس پیشگوئی (نکاح آسمانی) کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد بھی ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ الخ'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ حاشیہ)

حضرات! غور فرمایئے کہ محض تزوج و اولاد کا عام طور پر ذکر ہے۔ مرزا قادیانی نے کھینچ تان کر تزوج اور اولاد کے لیے ایک خصوصیت ثابت کر دی کیونکہ یہ دونوں باتیں مسیح موعود کے متعلق ہیں۔ ویکلم الناس فی المھد وکھلا میں تو خدا تعالیٰ خصوصیت

کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی خاص خاص نعمتوں کو پیش کر رہے ہیں۔ پس کہل کے معنی ہم کہل یعنی سے جو واضح اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت میں مذکور ہے۔ یعنی کہولت (ادھیڑ عمر) میں باتیں کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک کہولت میں باتیں کرتا ہے۔ کہولت میں باتیں کرنے سے مراد وہ خاص کہولت ہے جو باوجود ہزارہا سال گزر جانے کے قائم رہی ہو اور مرزا قادیانی کی پادر ہوا دلائل وفات مسیح علیہ السلام کو خس و خاشاک میں ملانے والی ہو۔

نوٹ: ہماری پیش کردہ اسلامی تفسیر پر قادیانیوں کے دلائل و فریب کا کوئی وار نہیں چلتا کیونکہ ہم نے کہولت کی تعریف کو بحث سے ہی نہیں دیا۔ کہولت کے جو بھی معنی ہوں وہ ہمیں منظور ہیں۔ ہماری پیش کردہ تفسیر بالشاء اللہ ہر حال میں لاجواب ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

قرآنی دلیل ۔۔۔ ۷ واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین. (مائدہ ۱۱۰) ''(اے عیسیٰ علیہ السلام) یاد کر اس وقت کو جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاک کرنے سے) باز رکھا جب تم ان کے پاس نبوت کی دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں سے جو کافر تھے انہوں نے کہا کہ یہ معجزات بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔''

ہم پہلے اپنی پیش کردہ اسلامی تفسیر کی تائید میں قادیانیوں کے مسلمہ مجدد صدی ششم امام ابن کثیر و امام فخر الدین رازی اور مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیریں پیش کرتے ہیں تاکہ قادیانی زبان میں حسب قول مرزا مہر سکوت لگ جائے۔

۱ تفسیر امام فخر الدین رازیؒ۔ روی انه علیه الصلوٰة والسلام لما اظهر هذه المعجزات العجیبة قصد الیهود قتله فخلصه الله تعالیٰ منهم حیث رفعه الی السماء (تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۱۲۲ زیر آیت کریمہ) ''روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ عجیب و غریب معجزات دکھائے تو یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود سے خلاصی دی۔ اس طرح کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔''

۲ تفسیر امام جلال الدین سیوطیؒ۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنک. حین ھموا بقتلک (تفسیر جلالین ص ۱۱۰ زیر آیت واذ کففت بنی اسرائیل)

''(یاد کر) ہماری اس نعمت کو (جبکہ) ہم نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے جس

وقت ارادہ کیا یہودیوں نے تیرے قتل کا۔"

مطلب اس کا صاف ہے۔ کف کا فعل اسی وقت واقع ہو گیا جبکہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ابھی صرف ارادہ ہی کیا تھا۔ کوئی عملی کارروائی نہیں کرنے پائے تھے۔

۳۔ تفسیر ابن کثیر۔ ای واذکر نعمتی علیک فی کفی ایاھم عنک حین جئتھم بالبراھین والحجج القاطعة علی نبوتک و رسالتک من اللہ الیھم فکذبوک و اتھموک بانک ساحر و سعوا فی قتلک و صلبک فنجیتک منھم و رفعتک الی وطھرتک من دنسھم و کفیتک شرھم.

(ابن کثیر ج ۲ ص ۱۱۵ زیر آیت کریمہ)

"یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ نعمت یاد کر جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹائے رکھنے سے کی۔ جب تو ان کے پاس اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں یقینی دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آیا۔ تو انہوں نے تیری تکذیب کی اور تجھ پر تہمت لگائی کہ تو جادوگر ہے اور تیرے قتل و سولی دینے میں سعی کرنے لگے تو ہم نے تجھ کو ان میں سے نکال لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا اور تجھے ان کی میل سے پاک رکھا اور ان کی شرارت سے بچا لیا۔"

محترم ناظرین! ان تین اکابر مفسرین مسلمہ مجددین قادیانی کی تفسیر کے بعد مزید بیان کی ضرورت نہیں مگر مناظرین کے کام کی چند باتیں یہاں درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

۱۔ کف کے لفظی معنی ہیں باز گردانیدن یعنی روکے رکھنا۔

۲۔ قرآن شریف میں یہ لفظ مندرجہ ذیل جگہوں میں استعمال ہوا ہے۔

ا۔	ویکفوا ایدیھم	(سورۃ نساء ۹۱)
ب۔	لکف ایدیھم عنکم.	(سورۃ مائدہ ۱۱)
ج۔	کفوا ایدیھم.	(سورۃ نساء ۷۷)
د۔	وکف ایدی الناس عنکم.	(سورۃ فتح ۲۰)
ہ۔	ھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم.	(فتح ۲۴)

ان تمام آیات کو مکمل طور پر پڑھ کر دیکھ لیا جائے۔ سیاق و سباق پر غور کر لیا جائے۔ کف کے مفعول کو غنی کے مجرد سے بالکل روکا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ فتح کی آیت وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ

اظفرکم علیہم عن کو لے لیجیے۔" اور وہ (اللہ) وہی ہے جس نے روک رکھے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے مکہ کے قریب میں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے قابو دیا تم کو ان پر۔" اس آیت میں صلح حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے اور قادیانی بھی بلا نکیر اس امر کو صحیح مانتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا مسلمانوں اور کفار کے درمیان نہیں ہوئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے جلالین، ابن کثیر اور تفسیر کبیر۔ یہاں قادیانیوں کے مسلم مجدد دین آبادی کی تائید میں خطیب الاسلام ہیں۔ دوسری آیت سورہ مائدہ کی ملاحظہ ہو۔

یاایها الذین آمنوا اذکروا نعمة اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم۔ "اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت یاد کرو جو تم پر ہوئی جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے ان کے ہاتھ تم سے روکے رکھے۔"

ناظرین! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کفار یہود نے ہلاک کرنے کی تدبیر کی اور قتل کے اسباب سے سارا انتظام کر لیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح یہود بنی نضیر نے رسول کریم ﷺ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ یہود بنی نضیر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ناپاک ارادوں میں بالکل ناکام رکھا۔ (دیکھو قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد ابن کثیر کی تفسیر ابن کثیر زیر آیت ہذا)

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم ﷺ کی حفاظت کے فعل کو کف کے لفظ سے ظاہر فرمایا۔ وہی لفظ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے بچانے کے لیے استعمال فرمایا۔ فرمایا واذ کففت بنی اسرائیل عنک۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہود کے شر سے بالکل محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شکریہ کا حکم دے رہے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم تک پہنچنے سے روک لیا۔ پس اس پر ہمارا شکریہ ادا کرو۔ اندریں حالت کوئی وجہ نہیں کہ کف کے معنی ہر قسم کے شر اور تکلیف سے بچانے کے نہ کریں۔

ایک عجیب نکتہ ان تمام مقامات میں جہاں فعل کف استعمال ہوا ہے۔ اس کا مفعول ایدی (ہاتھ) اور عن کا مجرور ضمیریں ہیں۔ مطلب جس کا یہ ہے کہ آپس میں دونوں فریقوں کا اجتماع ہو جانا تو اس صورت میں صحیح ہے۔ صرف باہمی جنگ و جدل اور قتل و لڑائی نہیں ہوتی۔ یعنی ایک فریق کے ہاتھ دوسرے تک نہیں پہنچے۔ مگر اس مقام زیر بحث میں اس علام الغیوب نے قادیانیوں کا ناطقہ اپنی فصیح و بلیغ کلام میں اس طریقہ سے بند کیا ہے کہ اب ان کے لیے "نہ پائے رفتن و نہ جائے ماندن" کا معاملہ ہے۔ یہاں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اذ کففت بنی اسرائیل عنک (یعنی جب میں نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے) اور یوں نہیں فرمایا اذ کففت ایدی بنی اسرائیل عنک (یعنی جب میں نے روک لیے ہاتھ بنی اسرائیل کے تجھ سے)

ناظرین باتمکین! آپ اپنی ذہانت و فطانت کو ذرا کام میں لایئے اور کلام اللہ کی فصاحت کی داد دیجئے۔ بقیہ تمام صورتوں میں دونوں مخالف پارٹیوں کا آپس میں ملنا اور اکٹھا ہونا مسلّم ہے۔ وہاں ایک پارٹی سے اپنی مخالف پارٹی کے صرف ہاتھوں کو روکا گیا۔ اس واسطے تمام جگہوں میں ایدیھم کو ضرور استعمال کیا گیا ہے۔ مگر یہاں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لینے کے سبب خدا تعالیٰ نے یہود کو اپنی تمام تدبیروں کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچنے سے روک لیا۔ اس واسطے کففت کا مفعول بنی اسرائیل کو قرار دیا۔ ان کے ہاتھوں کا روکنا مذکور نہیں ہوا۔

دوسرا نکتہ: آیت انی متوفیک ورافعک الیّ میں ہم دلائل عقلی و نقلی سے ثابت کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے مکر کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے تھے اور یہ آیت بطور بشارت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسی وعدے کے پورا کرنے کا بیان فرما رہے ہیں۔ جس کو دوسری جگہ ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ وَاِذْ اَیَّدْتُکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. (یعنی جب ہم نے تمہیں مدد دی روح القدس کے ساتھ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی مضحکہ خیز اور توہین آمیز تفسیر اور اس کا رد: ناظرین کی تفریح طبع اور نکتہ فہمی کے لیے پیش کرتا ہوں۔

"اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ اذ کففت بنی اسرائیل عنک "یعنی یاد کر وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک دیا" حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اذ کففت کے ہیں۔" (نزول المسیح ص ۱۵۱ خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹)

اسی مضمون کو مرزا قادیانی دوسری جگہ اس طرح لکھتے ہیں۔

"پھر بعد اس کے مسیح علیہ السلام ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور

ٹھٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا، تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں مگر اتفاق سے اسی وقت ایک سخت آندھی آ گئی۔ انہوں نے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار دیا۔ سو پہلے انہوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑا کیں... جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح علیہ السلام کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے کچھ ضرورت نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا... جس سے خود سے مسیح زندہ بچ گیا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۸۰، ۳۸۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵، ۲۹۶)

اسی کتاب میں مزید تشریح یوں کی ہے۔

"مسیح علیہ السلام پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھونکی گئیں۔ جس سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔" (ازالہ اوہام ص ۳۹۲، خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں۔ "اب تک خدا تعالیٰ کا وہ غضب نہیں اترا جو اس وقت بھڑکا تھا جبکہ اس "وجیہ" نبی کو گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لیے کھوپڑی کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔"
(تحفہ گولڑویہ ص ۷۶، خزائن ج ۱۷ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

میں اس قادیانی تفسیر پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں سمجھتا صرف اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب ہر ممکن ذلت و خواری میں مسیح علیہ السلام کو خدا نے مبتلا کرایا۔ یہاں تک کہ وہ ایسے بے ہوش ہو گئے کہ دیکھنے والے انہیں مردہ تصور کر کے چھوڑ گئے۔ کیا اس کے بعد بھی خدا کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یوں کہے اور بالفاظ مرزا کہے۔ "یاد کر وہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک لیا۔"
(نزول المسیح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹)

اس آیت کی ابتداء میں باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں۔ "اذکر نعمتی یعنی یاد کر میری نعمتیں۔" انہیں نعمتوں میں سے ایک نعمت بنی اسرائیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بچانا بھی ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ دنیا جہان میں ایسے موقعوں پر سینکڑوں دفعہ ایک انسان دوسروں کے نرغہ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال

بھی بچ گئے ہوتے جب بھی اس بچانے کو مخصوص طور سے بیان کرنا باری تعالیٰ کی شان عالی کے لائق نہ تھا۔ ایسا بچ جانا عام بات ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ اور عجیب طریقہ سے یہود کے درمیان سے بچ کر آسمان پر چلا جانا ایک خاص نعمت ہے۔ جس کو باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر مرزا قادیانی کا بیان اور تفسیر صحیح تسلیم کر لی جائے تو کیا اس نعمت کے شکریہ کے مطالبہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے۔ یا اللہ یہ بھی آپ کا کوئی مجھ پر احسان تھا کہ تمام جہان کی ذلتیں اور مصائب مجھے پہنچائی گئیں۔ میرے جسم میں میخیں ٹھونکی گئیں۔ میں نے "ایلی ایلی لما سبقتنی" کے نعرے لگائے یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ مجھ کو تیری غیرت جوش میں نہ آئی۔ اے میرے رب تو نے اور مجھے مردہ سمجھ کر پھینک گئے۔ میرے حواریوں نے چوری چوری میری مرہم پٹی کی۔ میں یہود کے ڈر سے بھاگا بھاگا ایران اور افغانستان کے دشوار گزار پہاڑوں میں ہزار مشکلات کے بعد دو کشمیر کے راستہ پنجاب، یوپی، نیپال پہنچا اور وہاں کی سردی کی شدت برداشت نہ کر سکنے کے سبب کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار دروں میں سے گرتا پڑتا سری نگر پہنچا۔ وہاں ۸۷ برس گمنامی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس میں آپ نے کون سا کمال کیا کہ مجھے نعمت کے شکریہ کا حکم دیتے ہیں۔ کیا یہ کہ میری جان جسم سے نہ نکلنے دی اور اس حالت کا شکریہ مطلوب ہے۔ سبحان اللہ واہ رے آپ کی خدائی۔ ہاں اسی ذلت سے پہلے اگر میری جان نکال لیتا تو بھی میں آپ کا احسان سمجھتا۔ اب کوئی سا احسان ہے۔ اگر تو کہے کہ میں نے تیری جان بچا کر صلیب پر مرنے اور اس طرح ملعون ہونے سے بچا لیا تو اس کا جواب بھی سن لیں۔

۱..... کیا تیرا معصوم نبی اگر صلیب پر مر جائے تو واقعی تیرا یہی قانون ہے کہ وہ لعنتی ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر جان بچانے کے کیا معنی۔

۲..... باوجود اپنی اس تدبیر کے جس پر آپ مجھ سے شکریہ کا مطالبہ چاہتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مجھے ملعون ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کی کس بات کا شکریہ ادا کروں۔

۳..... اگر آپ کے ہاں نعوذ باللہ ایسا ہی عجیب قانون ہے کہ ہر معصوم مظلوم پھانسی پر چڑھائے جانے اور پھر مر جانے پر ملعون ہو جاتا ہے اور آپ نے مجھے لعنتی موت سے بچانا چاہا تو معاف کریں اگر میں یوں کہوں کہ آپ کا اختیار کردہ طریق کارگر نہ تھا جیسا کہ تاریخ نے ثابت کر دیا۔ جس کی تفصیل نمبر۲ میں عرض کر چکا ہوں۔ اگر مجھے اپنی

جو لعنتی موت سے بچانا تھا تو کم از کم یوں کرتے کہ ان کی گرفتاری سے پہلے مجھے موت دے دیتے تاکہ میری اپنی امت تو ایک طرف یقینا یہودی بھی میری لعنتی موت کے قائل نہ ہو سکتے۔ پس مجھے بتایا جائے کہ میں کس بات کا شکریہ ادا کروں۔

یہ ہے وہ قدرتی جواب جو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں آنا چاہیے۔ بشرطیکہ قادیانی اقوال واہیہ کو ٹھیک تسلیم کر لیا جائے۔ ہاں اسلامی تفسیر کو صحیح تسلیم کر لیں تو وہ حالت یقینا قابل ہزار شکر ہے۔ ہزارہا یہود قتل کے لیے تیار ہو کر آتے ہیں۔ مکان کو گھیر لیتے ہیں۔ مکر و فریب کے ذریعہ گرفتاری کا مکمل سامان کر چکے ہیں۔ موت حضرت مسیح علیہ السلام کو سامنے نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یعنی ''(اے عیسیٰ علیہ السلام) میں تجھ پر قبضہ کرنے والا ہوں اور آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔'' پھر اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں اور یوں اعلان کرتے ہیں۔ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل فرشتہ کے ساتھ مدد دی (جو انہیں اٹھا کر دشمنوں کے نرغہ سے بچا کر آسمان پر لے گئے) دوسری جگہ اس وعدہ کا ایفا یوں مذکور ہے۔ مَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ (یہود نے یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر) اسی ایفاء وعدہ اور معجزانہ حفاظت کو بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْکَ یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام یاد کر ہماری نعمت کو جب ہم نے تم سے بنی اسرائیل کو روک لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واجب ہے کہ گردن بار احسان کے جھکا دیں اور یوں عرض کریں۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں واقعی تیری معجزانہ نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔

قادیانی اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض از مرزا قادیانی: ''دیکھو آنحضرت ﷺ سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْکَ یعنی یاد کر وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روک دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اِذْ کَفَفْتُ کے ہیں۔

جیسا کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۱۸ ص ۴۸۵)

جواب از ابوعبیدہ.....۱ مضمون ماسبق میں اس کا تحقیقی اور الزامی رنگ میں جواب موجود ہے۔

جواب.....۲ عصم کے معنی ہیں "بچا لینا" یعنی دشمن کا طرح طرح کے حملے کرنا اور ان حملوں کے باوجود جان کا محفوظ رکھنا۔ لیکن کف کے معنی ہیں روک لینا۔ یعنی ایک چیز کو دوسری تک پہنچنے کا موقع ہی نہ دینا۔ پس دونوں آیتوں میں ایک جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں؟ ہم اس پر بھی مفصل بحث کر کے ثابت کر آئے ہیں کہ کف کے استعمال کے موقعہ پر ضروری ہے کہ ایک فریق کو دوسرے فریق سے مطلق کسی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ جب ہم شواہد قرآنی سے ثابت کر چکے ہیں کہ تمام قرآن کریم میں جہاں جہاں کف کا لفظ استعمال ہوا ہے مکمل حفاظت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے تو ان معنوں کے خلاف اس آیت کے معنی کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ لیجئے! ہم خود مرزا قادیانی کا اپنا اصول اپنے موقعہ پر صحیح معنوں کی شناخت کا پیش کر کے قادیانی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر ایمان کی ضرورت ہے تو اسلامی تفسیر کے خلاف اپنی تفسیر بالرائے کو ترک کر دو۔

"اگر قرآن شریف اوّل سے آخر تک اپنے کل مقامات میں ایک ہی معنوں کو استعمال کرتا ہے۔ تو مُتنازعہ فیہ مقام میں بھی یہی قطعی فیصلہ ہوگا جو معنی ... سارے قرآن شریف میں لیے گئے ہیں وہی معنی اس جگہ بھی مراد ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۲۹ خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمام قرآن شریف میں جہاں جہاں کف کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انہیں مذکورہ بالا معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پس محل نزاع میں اس کے خلاف معنی کرنا حسب قول مرزا الحاد اور فسق ہوگا۔

جواب.....۳ ایک منٹ کے لیے ہم مان لیتے ہیں۔ نہیں بلکہ قادیانی تحریف کی حقیقت الم نشرح کرنے کے لیے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ عصم اور کف ہم معنی ہیں۔ پھر بھی قادیانی ہی جھوٹے ثابت ہوں گے کیونکہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ "عصمت" جو خدا نے کیا۔ وہ مکمل حفاظت کے رنگ میں ظاہر کیا۔ یعنی قادیانی دجل و فریب کا ناطقہ بند کرنے کو ایسا کیا گیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت کے بعد رسول کریم ﷺ کو کفار کوئی جسمانی گزند بھی نہیں پہنچا سکے۔

قادیانی کا یہ کہنا کہ جنگ احد میں رسول کریم ﷺ کا زخمی ہونا اور دانت مبارک کا ٹوٹ جانا اس بشارت کے بعد ہوا ہے۔ یہ "وہ دو نے چار روٹیاں" والی مثال ہے اور قادیانی کے تاریخ اسلام اور علوم قرآنی سے کامل اور مرکب جہالت کا ثبوت ہے۔

جنگ احد ہوا تھا شوال ۳ھ میں اور رسول کریم ﷺ کو زخم اور دیگر جسمانی تکلیف بھی اسی ماہ میں لاحق ہوئی تھی جیسا کہ قادیانی خود تسلیم کر رہا ہے۔ مگر یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے۔ جو نازل ہوئی تھی ۵ھ اور ۷ھ کے درمیان زمانہ میں۔ دیکھو خود مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری اپنی تفسیر میں یوں رقمطراز ہے۔ "ان مضامین پر جن کا ذکر اس سورۂ مائدہ میں ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہ رائے اکثر محققین کی بھی ہے کہ اس سورت کے اکثر حصہ کا نزول پانچویں اور ساتویں سال ہجری کے درمیان ہے۔" (بیان القرآن ص ۳۰۴ مطبوعہ ۱۳۴۰ھ) اب رہا سوال خاص اس آیت واللّٰہ یعصمک من الناس کے نزول کا سو اس بارہ میں ہم قادیانی نبی اور اس کی امت کے مسلم مجدد صدی نہم علامہ جلال الدین سیوطی کا قول پیش کرتے ہیں۔ "واللّٰہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ھریرۃ انھا نزلت فی السفر و اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن جابر انھا نزلت فی ذات الرقاع باعلی نخل فی غزوۃ بنی انمار" (تفسیر اتقان جزو اول ص ۳۲) مطلب جس کا یہ ہے کہ غزوہ بنی انمار کے زمانہ میں یہ آیت سفر میں نازل ہوئی تھی۔ جب اس آیت کا وقت نزول غزوہ بنی انمار کا زمانہ ثابت ہوگیا تو اس کی تاریخ نزول کا قطعی فیصلہ ہوگیا کیونکہ یہ بات تاریخ اسلامی کے ادنیٰ طالب علم سے بھی معلوم ہوسکتی ہے کہ غزوہ بنی انمار ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ مفصل دیکھو کتب تاریخ اسلام ابن ہشام وغیرہ۔

لیجئے ہم اپنی تصدیق میں مرزا قادیانی کا اپنا قول ہی پیش کرتے ہیں تاکہ قادیانیوں کے لیے کوئی جگہ بھاگنے کی نہ رہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "لکھا ہے کہ اوّل مرتبہ میں جناب پیغمبر خدا ﷺ چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لیے رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت واللّٰہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔"

(الحکم ص ۲ مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء بحوالہ تفسیر القرآن موسومہ بہ تحفہ المرزا قادیانی ص ۵۹۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کا سیاہ جھوٹ

پس مرزا قادیانی کا یہ لکھنا "کہ چونکہ خدا کا وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا" بہت ہی گندہ اور سیاہ جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور خود مرزا قادیانی جھوٹ بولنے والے کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

۱۔ "جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۲۔ "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰ خزائن ج ۱۷ ص ۵۶ حاشیہ)

۳۔ "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۴۔ "جھوٹے پر خدا کی لعنت۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۱۱ خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۵۔ "جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔"

(ریویو جلد اول نمبر ۴ بابت ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۱۴۸)

۶۔ "جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۳۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳)

۷۔ "جھوٹ ام الخبائث ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱)

حضرات! فرمایئے اور اپنے ضمیر اور پاکیزہ ضمیروں سے مشورہ کر کے جواب دیجئے کہ مرزا قادیانی کی حیثیت اپنے ہی فتاویٰ کی رو سے کیا رہ جاتی ہے؟ نبی، محدث، مسیح موعود اور مجدد تو درکنار، کیا وہ شریف انسان بھی ثابت ہو سکتے ہیں؟

قرآنی دلیل ... ۸ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ الآیۃ (سورہ آل عمران ۴۵)

"جب کہا فرشتوں نے: اے مریم! اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتے ہیں اپنی طرف سے ایک کلمہ کی۔ جس کا نام ہوگا مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی باعزت ہوگا۔"

اس آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کا سارا راز اللہ تبارک وتعالیٰ نے وجیھا فی الدنیا میں پنہاں رکھا ہوا ہے۔ ہمارا مسلک چونکہ قادیانی مسلمات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل قائم کرنا ہے۔ اس واسطے ہم سب سے پہلے وجیھا فی الدنیا کی قادیانی تشریح پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد قادیانی اقوال سے ثابت کریں گے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

۱۔ مرزا قادیانی نے وجیھا فی الدنیا کے معنی لکھے ہیں۔ "دنیا میں راستبازوں کے

نزدیک باوجاہت یا باعزت ہوتا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۹۳ خزائن ج ۳ ص ۳۳۳)

۲..... مرزا قادیانی کے نزدیک "تمام نبی دنیا میں وجیہہ ہی تھے۔" (ایام الصلح ص ۱۲۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۷۳)

۳..... (الف) مرزا قادیانی کے لاہوری خلیفہ اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں "وجیہ کے معنی ہیں ذوجاہ یا ذووجاہت یعنی مرتبہ والا یا وجاہت والا۔"

(ب)..... "اللہ تعالیٰ کے انبیاء سب ہی وجاہت والے ہوتے ہیں۔"

(تفسیر بیان القرآن ص ۳۱۱ مطبوعہ ۱۹۳۰ء)

ناظرین با تمکین! اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کو بطور بشارت کہا گیا ہے کہ وہ لڑکا (عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی باعزت، آبرو اور باوجاہت ہوگا۔ قابل توجہ الفاظ یہاں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا کے ہیں۔ ان الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ اس سے مراد صرف دنیوی وجاہت ہی ہے۔ جیسا کہ خود الفاظ ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہے ہیں۔ پھر دنیوی وجاہت سے بھی وہ معمولی وجاہت مراد نہیں ہو سکتی جو دنیا میں کروڑہا انسانوں کو حاصل ہے۔ اس سے کوئی خاص وجاہت (عزت) مراد ہے۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیوی وجاہت سے متہم کرنا اور اس کی بشارت کو خصوصیت کے ساتھ بطور پیشگوئی بیان کرنا شان باری تعالیٰ کے لائق نہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو معمولی دنیوی وجاہت سے قبل از وقت اطلاع دینا قرین قیاس نہیں۔ روحانی وجاہت کا یقین تو حضرت مریم علیہا السلام کو کلمۃ منہ اور وَجِيهًا فِي الْآخِرَةِ اور غلامًا زكيًّا وغیرہ خطابات ہی سے حاصل ہو گیا تھا۔ ہاں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا کے الفاظ کے اضافہ سے یقیناً باری تعالیٰ کا یہ مقصود تھا کہ اے مریم علیہا السلام اس دنیا میں اپنی قوم سے چند روزہ بدسلوکی کے بعد ہم انہیں تمام جہاں کی نظروں میں باعزت بھی کر کے چھوڑیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب تک دنیوی وجاہت حاصل تھی یا نہ۔ اس کا جواب قادیانی کے اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔

"وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ دنیا میں بھی مسیح علیہ السلام کو اس کی زندگی میں وجاہت یعنی عزت، مرتبہ، عظمت، بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی بلکہ غایت درجہ کی تحقیر کی گئی۔" (رسالہ "مسیح ہندوستان میں" ص ۵۳ خزائن ج ۱۵ ص ایضاً) واقعی مرزا قادیانی سچ کہہ رہے ہیں۔ اگر تصدیق دیکھنی ہو تو مرزا قادیانی کے بیانات بذیل آیت کریمہ

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَاۤءِيْلَ عَنْكَ گزر چکے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تصدیق از محمد علی خلیفہ لاہوری قادیانی

"یہاں اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ شخص ذلیل ہو گیا مگر ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے دنیا میں بھی ضرور وجاہت ہوگی اور آخرت میں بھی۔ جس قدر تاریخ حضرت مسیح علیہ السلام کی عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بظاہر انہیں ایک ذلت کی حالت میں چھوڑتی ہے کیونکہ ان کا خاتمہ چوروں کے ساتھ صلیب پر ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ انبیاء کو کچھ نہ کچھ کامیابی دے کر اٹھاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا فرمانا بھی یہی معنی رکھتا ہے کہ لوگ انہیں ناکام سمجھیں گے۔ مگر فی الحقیقت وہ کامیابی کے بعد اٹھائے جائیں گے۔ یہ کامیابی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیت المقدس میں حاصل نہیں ہوئی۔" (تفسیر بیان القرآن ص ۲۱۱ مطبوعہ ۱۹۲۰ء)

معزز حضرات! جب یہ طے ہو گیا کہ واقعہ صلیب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیوی وجاہت وعزت حاصل نہ تھی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب اور اس کے بعد کے زمانہ میں کیا انہیں یہ وجاہت دنیوی اس وقت تک نصیب ہوئی ہے یا نہ۔ اس کا جواب بھی قادیانی کے اپنے اقوال اور مسلمات سے پیش کرتا ہوں۔ یعنی ابھی تک دنیوی وجاہت اور عزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی۔

۱...... واقعہ صلیبی کو آیت وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَاۤءِيْلَ عَنْكَ کے ذیل میں مذکور مرزا قادیانی کے الفاظ میں پڑھ لیا جائے۔ اگر مرزا قادیانی کا بیان صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے بڑھ کر دنیوی بے وجاہتی اور بے عزتی کا تصور انسانی دماغ کے تخیل سے محال ہے۔ یہی حال انجیل کے بیانات کو صحیح ماننے کا ہے۔ ہاں اسلامی حقائق کو قبول کر لینے سے واقعہ صلیبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیوی وجاہت کی ابتداء معلوم ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ یہود کے مکر وفریب کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ میں آسمان پر اٹھایا جانا اور یہود نا مسعود کا اپنی تمام فریب کاریوں میں بدرجہ اتم فیل ہو جانا گویا وجاہت کی ابتداء ہے۔

اب ہم واقعہ صلیب کے زمانہ مابعد کو لیتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہود اور عیسائی بالعموم یہی عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور بالآخر قتل کیے گئے اور اس وجہ سے دونوں مذاہب کے ماننے والے یعنی یہودی اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) لعنتی قرار دیتے ہیں۔ اگر قادیانی تصدیقات کی ضرورت

ہو تو دیکھو وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ کی ذیل میں مذکور ہیں۔ بس کیا کروڑہا انسانوں کا آپ کو لعنتی قرار دینا موجب وجاہت ہے یا بے عزتی؟ پہلے تو صرف مؤلف یہودیوں کی نظروں میں بے عزت تھے مگر واقعہ صلیب سے لے کر اس وقت تک عیسائی بھی لعنت میں یہود کے ہمنوا ہو گئے۔

قادیانی نظریہ وجاہت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی حقیقت

''سچی بات یہ ہے جب مسیح علیہ السلام نے ملک پنجاب کو اپنی تشریف آوری سے شرف بخشا تو اس ملک میں خدا نے ان کو بہت عزت دی۔ حال ہی میں ایک سکہ ملا ہے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام درج ہے۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس ملک میں آ کر شاہانہ عزت پائی۔'' (مسیح ہندوستان میں ص ۵۳ خزائن ج ۱۵ ص ایضاً)

ناظرین! مرزا قادیانی کے اس بیان کو ایجاد مرزا کہنا ہی زیادہ زیبا ہے کیونکہ یہ سب کچھ مرزا قادیانی کا اپنا تخیل اور اپنے عجیب وغریب دماغ کی پیداوار ہے۔ قرآن حدیث، تفاسیر مجددین، انجیل اور کتب تواریخ یکسر اس بیان کی تصدیق اور تائید سے خالی ہیں۔ ہاں اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا کی تفسیر دنیوی جاہ و جلال اور بادشاہت سے کرتے ہیں۔ کوئی قادیانی حضرات سے دریافت کرے کہ علاقہ بیرونیس میں مسیح علیہ السلام ۱۲ سال ۳۳ برس تک رہے اور بغیر وجاہت و دنیوی عزت کے رہے۔ دنیوی جاہ وجلال سے بھی عاری رہے۔ باوجود اس کے اس زمانہ میں جو انجیل نازل ہوئی۔ اس کے نام پر انجیل موجود ہے اور ۱۲سال۔۳۳ سال کے حالات سے ساری انجیلیں بھری پڑی ہیں۔ اگر آپ کے بیان میں ذرہ بھر بھی صداقت کا نام ہو تو پنجاب میں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے شاہانہ عزت پائی۔ اس زمانہ کے حالات کہاں درج ہیں؟ آپ کے خیال میں واقعہ صلیبی کے ۸۷ برس بعد تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہے۔ اس علاقہ میں آپ نے جس انجیل کی تعلیم دی وہ کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ بلکہ آپ کا بیان اگر صحیح مان لیا جائے۔ یعنی صلیب کے واقعہ کے ۸۷ برس بعد تک حضرت مسیح گمنامی کی زندگی بسر کر کے کشمیر میں فوت ہو گئے تو کیا یہ بھی کوئی دنیوی وجاہت اور عزت ہے کہ جلاوطنی اور مسافری کے مصائب وآلام برداشت کر کے آخر ۸۷ برس کے بعد بے نام ونشان فوت ہو گئے؟ سبحان اللہ کہ اتنی بڑی وجاہت کے باوجود اوراق تاریخ ان کے تذکرہ سے خالی ہیں۔ طرفہ تر یہ کہ تواریخ کشمیر پر یہ الہامی ضمیمہ کسی طرح چسپاں

نہیں ہو سکتے۔ بینوا توجروا۔

لیجئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا کا مطلب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ'' یعنی تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ مفصل دیکھو اسی آیت کی ذیل میں۔

رسول کریم ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا حال ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ ''عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد و تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرةؓ فاقرؤا ان شئتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته '' (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم عنقریب ابن مریم ''تم میں اتریں گے۔'' حاکم عادل ہو کر۔ پھر وہ صلیب (عیسائیوں کے نشان مذہب) کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرا دیں گے اور بوجہ غلبہ اسلام جہاد کو موقوف کر دیں گے (یعنی جب کفار ہی نہ رہیں گے تو جہاد کس سے کریں گے البتہ شروع میں جہاد ضرور کریں گے) اور مال اتنا فراوان ہو جائے گا کہ کوئی شخص اسے قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ ساری دنیا کی نعمتوں سے اچھا ہوگا۔ پھر ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر تم (اس کی تصدیق کلام اللہ سے) چاہو۔ تو پڑھو آیت ''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته.''

دیکھئے ناظرین! یہ ہے وہ وجاہت جس کی بشارت حضرت مریم علیہا السلام کو دی جا رہی ہے اور جو اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ بہرحال قادیانی مسلمات کی رو سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیوی وجاہت سے بالکل محروم رہے۔ حالانکہ قادر مطلق خدا کا سچا وعدہ ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔

تصدیق از مرزا قادیانی

حضرات! مرزا قادیانی کو جس زمانہ میں ابھی مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بننے کا شوق نہیں پیدا ہوا تھا تو اس زمانہ میں ان کا بھی وہی عقیدہ تھا جو ہر کروڑ مسلمانان عالم کا ہے۔ اسے ہم مرزا قادیانی سے سناتے ہیں۔ براہین احمدیہ اپنی الہامی کتاب میں مجدد و محدث

کا دعویٰ کرنے کے بعد یوں لکھتے ہیں۔

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ ص ۴۹۸ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ حاشیہ)

"حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔"

(براہین احمدیہ ص ۵۰۵ خزائن ج ۱ ص ۶۰۱ حاشیہ)

ناظرین! یہ ہے وہ وجاہت جس کی طرف اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کو توجہ دلا رہے ہیں چونکہ ابھی تک یہ وجاہت حضرت مسیح علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک دنیا پر نازل بھی نہیں ہوئے اور بقول مرزا قادیانی نزول جسمانی رفع جسمانی کی فرع ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۶۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۶) اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی بھی ثابت ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

قرآنی دلیل ......۹ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحٰنَکَ مَایَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ہ مَاقُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ہ (المائدہ ۱۱۶،۱۱۷)" اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہے گا اللہ تعالیٰ (نصاریٰ کو جھٹلانے کے لیے) کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم (ان نصاریٰ میں جو تثلیث کا عقیدہ تھا۔ اس کا کیا سبب ہوا) کیا تم نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں۔ (جیسا کہ آپ واقع میں بھی اس سے پاک اور منزہ ہیں۔ تو ایسی حالت میں) مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات

کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا۔ (مگر جب آپ کے علم میں بھی یہی ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا تو پھر میں اس بات سے بری ہوں) آپ تو میرے دل کے اندر کی بات کو بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں۔ (سو جب اپنا اس قدر عاجز ہونا اور آپ کا اس قدر کامل ہونا مجھ کو معلوم ہے تو شرکت خدائی کا میں کیونکر دعویٰ کر سکتا ہوں) میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا، مگر صرف وہی جو آپ نے مجھے ان سے کہنے کو فرمایا تھا۔ (یعنی) یہ کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ (یا اللہ) میں ان پر گواہ تھا۔ جب تک ان میں موجود رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا۔ تو صرف آپ ہی ان کے احوال پر نگہبان رہے۔ (اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیوں کر ہوا) اور آپ ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔"

معزز ناظرین! یہ وہ ترجمہ ہے جو کلام اللہ، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، تفسیر مجددین امت محمدیہ سے مؤید ہے۔

اب ہم ان آیات کی تفصیل یوں عرض کرتے ہیں اور سوال و جواب کے رنگ میں بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین بلا تکلیف سمجھ سکیں۔

سوال ... ۱ اللہ تعالیٰ یہ سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان آیات کے نزول سے پہلے کر چکے تھے یا بعد میں کرنے کا اعلان ہے۔ اگر بعد میں کریں گے تو کب کریں گے؟

جواب ... ۱ یہ سوال و جواب آیت کے نزول کے بعد قیامت کے دن ہوں گے۔ جیسے کہ اس کے بعد ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم" (مائدہ:۱۱۹) یعنی یہی ہے وہ دن جبکہ سچ بولنے والوں کو ان کا سچ بولنا نفع پہنچائے گا۔"

۲ اس آیت سے پہلے یہ آیت ہے۔ "یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم" (مائدہ:۱۰۹) "یعنی جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو۔ پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا۔" یہاں یوم سے مراد یقیناً قیامت کا دن ہے۔

۳ صحیح بخاری باب التفسیر میں بھی اس سوال و جواب کا آئندہ ہی ہونا لکھا ہے۔

۴ تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازیؒ نے بھی یہی لکھا ہے (مجدد صدی ششم کا فیصلہ)

۵ تفسیر جلالین میں امام جلال الدین سیوطیؒ مجدد صدی نہم نے بھی اس سوال و جواب کو

قیامت کے دن سے وابستہ کر رہے ہیں۔

۶۔ امام ابن کثیرؒ مفسر و مجدد صدی ششم بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں۔

۷۔ غرضیکہ قریباً تمام مفسرین متفق الرائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان یہ سوال و جواب قیامت کے دن ہوں گے۔

تصدیق از مرزا قادیانی

۸۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹ خزائن ج ۲۱ ص ۱۵۹) پر خود تسلیم کیا ہے کہ ”یہ سوال و جواب آئندہ قیامت کو ہوں گے۔“

سوال… ۲: اللہ تعالیٰ کا سوال کیا ہے؟ اور اسے باوجود علام الغیوب ہونے کے اس سوال کی ضرورت کیا تھی؟

جواب… ۲: سوال أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے ظاہر ہے۔ یعنی یہ کہ اے عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں نے تمہیں اور تمہاری ماں کو میرے سوا کیوں خدا بنا لیا۔ کیا انہیں ایسے کرنے کا حکم تم نے دیا تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اسے سب کچھ معلوم ہے مگر یہ سوال صرف نصاریٰ کو الوہیت مسیح کے عقیدہ میں مسیح علیہ السلام (نصاریٰ کے مزعومہ خدا) کی اپنی زبانی مجرم ثابت کرنے کے لیے ہوگا۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ایسا ہی درج ہے۔ تفسیر جلالین میں قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی نہم اس آیت کی تفسیر اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

”واذکر اذ قال ای یقول اللّٰہ لعیسیٰ فی القیٰمۃ توبیخاً لقومہ یعنی یاد کرو وہ وقت جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن ان کی قوم کو توبیخ (مجرم گرداننے) کے لیے۔“ ایسا ہی تمام مفسرین مسلمہ قادیانی لکھتے چلے آئے ہیں۔

سوال… ۳: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے اس سوال سے پہلے عیسائیوں کے عقائد کی خرابی کا علم ہوگا؟

جواب… ۳: ہاں جب تک آپ کو عیسائی عقیدہ کی خرابی کا علم نہ ہو۔ ان سے یہ سوال کرنا باری تعالیٰ کے علم پر معاذ اللہ حرف آتا ہے۔ ہمارے دلائل ذیل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ خود سوال کی عبارت ایسا بتا رہی ہے۔ یعنی استفہام توبیخی۔ بالخصوص جبکہ مجرم عیسائی سامنے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا حساب لے رہے ہوں گے۔ اس سوال سے

پہلے یقیناً عیسائیوں سے اللہ تعالیٰ نے ان کے باطل عقائد کی وجہ دریافت کی ہوگی اور انھوں نے یقیناً یہی جواب دیا ہوگا کہ ہمارے عقائد ہمیں یسوع مسیح نے خود تعلیم کیے تھے اور واقعی موجودہ اناجیل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ پس ضرور ہے کہ دعویٰ اور جواب دعویٰ کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کے خلاف شہادت دینے کے لیے سوال کریں گے۔ اندریں حالات کون بیوقوف یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کے باطل عقائد کا علم نہ ہوگا؟

۲۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔ ''یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ (بنی اسرائیل ۷۱) یعنی قیامت کے دن ہم تمام لوگوں کو اپنے اپنے نبیوں اور رہنماؤں سمیت بلائیں گے۔''

''یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ ھٰٓؤُلَآءِ اَمْ ھُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ (فرقان ۱۷) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو اور جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہیں۔ ان سب کو جمع کرے گا تو ان سے کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا۔ یا وہ خود گمراہ ہو گئے تھے۔''

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ تمام نبی اپنی اپنی امتوں کو ساتھ لے کر باری تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے۔ کیا پیشی سے پہلے امتوں کے حالات سے ان کے نبی واقف نہ ہوں گے؟ ضرور ہوں گے ورنہ ان کے ساتھ ہونے کا فائدہ کیا ہے۔ خود مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی نیکی و بدی پر شاہد تھے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۲۷ خزائن ج ۶ ص ۳۶۳)

۳..... احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ امت محمدی کے افراد کے اعمال باقاعدہ بارگاہ محمدی ﷺ میں پیش ہوتے ہیں۔ اسی طرح ظاہر ہے کہ ہر ایک صاحب امت رسول کو اللہ تعالیٰ ان کی امت کے حالات سے مطلع رکھتا ہو۔ ورنہ بتایا جائے کہ رسول کریم ﷺ نے کس جگہ اپنی امت کے حالات سے اطلاع یابی کو اپنے ساتھ خصوصیت دی ہے اور دوسرے رسولوں کے محروم ہونے کی خبر دی ہے؟ جیسا کہ آپ نے اپنی فضیلتیں دوسرے انبیاء پر صاف صاف الفاظ میں بیان فرماتے وقت یہی مسلک اختیار فرمایا ہے۔

۴..... اللہ تعالیٰ نے قادیانی معترضین کو لاجواب کرنے کے لیے پہلے ہی سے اعلان کر دیا ہے۔ ''وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا (نساء ۱۵۹) ''یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب پر دن قیامت کے بطور شاہد پیش ہوں گے۔'' اس پیشگوئی کی تصدیق میں حضرت

عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ (مائدہ:۱۱۷) "یعنی میں ان پر شاہد رہا۔ جب تک میں ان میں موجود رہا" چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں حسب وعدہ باری تعالیٰ تشریف لائیں گے اور اپنی امت کا حال دیکھ چکے ہوں گے۔ اس واسطے اپنی شہادت کے وقت ان کے باطل عقائد سے ضرور مطلع ہوں گے۔

۵..... اسی آیت کے آگے اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں۔" إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ یعنی اے باری تعالیٰ اگر آپ ان مشرکین نصاریٰ کو عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں۔"

کیا یہ اقرار اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ وقت سوال قوم کے باطل عقائد سے اچھی طرح واقف ہوں گے۔ ورنہ اس سوال سے انہیں کیسے پتہ لگ سکتا ہے کہ نصاریٰ نے شرک کیا تھا؟

۶..... اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی امت کے باطل عقائد کا پتہ نہ ہوتا تو باری تعالیٰ کے سوال کے جواب میں موجودہ جواب نہ دیتے بلکہ یوں عرض کرتے۔" یا اللہ اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت دینا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے مجھے اور میری ماں کو خدا بنایا ہے یا نہ۔ مجھے تو آج ہی آپ کے ارشاد سے پتہ چلا ہے کہ ایسا ہوا ہے۔" مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سوال کے جواب میں اپنی بریت ثابت کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ کو اپنی امت کا حال خوب معلوم تھا۔

۷..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی امت کے بگڑ جانے کا پتہ ہے اور اب یہ پتہ انہیں نزول کے بعد نہیں بلکہ قبل رفع لگ چکا تھا۔ ثبوت میں ہم قادیانیوں کی کتاب عسل مصفی سے رسول کریم ﷺ کی حدیث کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔" دیلمی اور ابن النجار نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے..... کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفر کرتے کرتے ایک وادی میں پہنچے۔ جہاں ایک اندھا آدمی دیکھا جو ہل جل نہیں سکتا تھا اور وہ ایک مجذوبی تھا اور جذام نے اس کے جسم کو پھاڑ دیا ہوا تھا۔ اس کے لیے کوئی سایہ کی جگہ نہیں تھی..... وہ اپنے رب العالمین کا شکریہ ادا کرتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اے خدا کے بندے تو کس چیز پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے..... اس شخص نے جواب دیا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی حمد اس لیے کرتا ہوں کہ میں اس زمانہ اور وقت میں نہیں ہوا جبکہ لوگ تیری نسبت کہیں گے کہ تو خدا کا بیٹا اور اقنوم ثالث ہے۔"

(کنز العمال ج۳ ص۳۳۳ حدیث نمبر ۹۸۵۲ بحوالہ عسل مصفی جلد اوّل ص۱۶۲،۱۶۱)

ناظرین! کیسا صاف فیصلہ ہے اور قادیانیوں کی مسلمہ حدیث ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے رفع سے پہلے عیسائیوں کے فساد عقائد کا پتہ تھا۔ اب جو الزام قادیانی ہم پر لگاتے تھے کہ اسلامی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹ کا مرتکب ماننا پڑتا ہے وہی الٹا ان پر عائد ہوتا ہے کیونکہ بفرض محال وہ قوت ہو چکے ہوں۔ جب بھی وہ عیسائیوں کے فساد عقائد سے لاعلمی نہیں ظاہر کر سکتے کیونکہ اس حدیث کی رو سے انہیں (قادیانیوں کے قول کے مطابق) وفات سے پہلے پتہ لگ چکا تھا کہ دنیا میں ان کی پرستش ہوگی۔

تصدیق از مرزا غلام احمد قادیانی

۸..... "میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)
"خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دکھایا گیا یعنی اس کو آسمان پر اس فتنہ کی خبر دی گئی۔" (آئینہ کمالات ص ۲۶۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۹ . مرزا قادیانی نے اس بھی زیادہ صفائی کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت کے بگاڑ سے مطلع ہونا تسلیم کیا ہے۔" (آئینہ کمالات ص ۲۳۰۔۲۲۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۱۰ "خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دکھایا۔ یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری امت اور تیری قوم نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔ تب وہ نزول کے لیے بے قرار ہوا" (آئینہ کمالات ص ۲۶۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

الحمدللہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ قیامت کے دن سوال کرنے سے پہلے ہی حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی امت کی خرابی عقائد کا علم ہو چکا ہوگا۔

سوال.....۵ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوگا کہ کس طرح اور کیوں کر ان کی امت کے لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کو خدا ٹھہرا لیا؟

جواب نہیں اس بات کا انہیں علم نہ ہوگا۔ ہاں اتنا پتہ ضرور ہوگا کہ ان عقائد باطلہ کی ایجاد ان کی موجودگی میں نہیں ہوئی بلکہ اس زمانہ میں ہوئی جب وہ آسمان پر تشریف فرما تھے۔ دلائل ذیل ملاحظہ کریں۔

۱.. حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ. یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تیرے حکم (فا اخرجنی

بہ) کی شہادت دیتا رہا۔ جب تک میں ان کے درمیان مقیم رہا۔ جب تو نے مجھے اٹھا لیا۔ پس پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا چونکہ اپنی نگہبانی کے زمانہ میں ان کے عقائد باطلہ کے جاری ہونے سے وہ اپنی برءت ظاہر کر رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ ان کے عقائد کے بگڑنے کا زمانہ اپنے آسمان پر رہنے کے زمانہ کو قرار دے رہے ہیں۔ پس ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو عیسائیوں کے عقائد باطلہ اختیار کر لینے کا علم تو ضرور تھا یعنی یہ تو معلوم تھا کہ انھوں نے یہ عقائد ان کی عدم موجودگی یعنی رفع علی السماء کے زمانہ میں اختیار کیے تھے۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ کیونکر اور کس طرح یہ عقائد ان میں مروج ہو گئے۔

کلام اللہ کی عجیب فصاحت

..... اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توفیتنی کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس سے باری تعالیٰ کے اس وعدہ کے ایفا کا زمانہ بتایا ہے جو باری تعالیٰ نے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں کیا تھا اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ میں پورا کر دیا تھا۔ یعنی اس توفی کے وہی معنی ہیں جو اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ والی توفی کے ہیں جس کے معنی ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ موت کے نہیں بلکہ زندہ اٹھا لینے کے ہیں۔ (دیکھو بحث توفی)

۲ باری تعالیٰ نے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے توفی کے مقابلہ پر دمت فیھم استعمال کرایا ہے۔

ناظرین! ذرا غور کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو زمانوں کا ذکر کیا ہے۔

۔ مادمت فیھم کا اور دوسرا توفی کا۔ الفاظ کی اس بندش نے قادیانی مسیحیت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ

۱ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جسمانی زندگی دو جگہوں میں نہ گزاری ہوتی تو مادمت فیھم (جب تک میں ان میں مقیم رہا) کا استعمال بالکل غلط ہے بلکہ فرمانا چاہیے تھا "جب تک میں زندہ رہا۔" جیسا کہ دوسری جگہ ایسے موقعہ پر فرمایا۔ "واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں۔" اگر صرف ایک ہی دفعہ دنیا میں رہنا تھا تو آپ مادمت فیھم کیوں فرما دیں گے؟ فیھم (ان کے درمیان) کے لفظ کا اضافہ بتا رہا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی ان کی زندگی میں آیا ہوگا جبکہ وہ ماکان فیھم (ان میں موجود نہ تھے) کے مصداق بھی ہوں گے اور وہ زمانہ ان کے آسمان پر رہنے کا زمانہ ہوگا۔ جس عرصہ میں

عیسائیوں نے اپنے عقائد باطلہ گھڑ لیے ہیں۔

۲۔ چونکہ جب تک فاعل کے بعد حیّا کا لفظ نہ آئے اس کے معنی زندہ رہنے کے نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے معنی صرف موجود رہنے کے ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس کے بالعکس کے معنی صرف موت سے کرنا تحکم محض ہے کیونکہ موجود رہنے کے خلاف موجود نہ رہنا ہے۔ جو بغیر موت کے زندگی میں بھی ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم قادیانی لوگوں کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ موجود رہنے کے خلاف وہ مرنا کے سوا اور کچھ تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔

مثال……۱ وہ لاہور میں موجود نہیں ہے۔ قادیانی اس کے معنی کرتے ہیں۔ وہ مر گیا ہے۔ حالانکہ اس کے معنی ہیں وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔

۲ جب رسول کریم ﷺ معراج شریف پر تشریف لے گئے تھے تو آپ ﷺ اس زمانہ میں زمین پر موجود نہ تھے پس کیا آپ اس وقت فوت ہو چکے تھے؟ ہرگز نہیں۔

۳۔ جب جبرائیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ تو اس وقت آپ (جبرائیل علیہ السلام) آسمان پر موجود نہ ہوتے تھے کیا اس وقت جبرائیل وفات یافتہ ہوتے تھے؟

۴ ایک ہوا باز سات دن تک محو پرواز رہا زمین میں موجود نہ رہا تو کیا وہ مرا ہوا تصور ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

۵۔ سائنس دان کوشش کر رہے ہیں کہ زمین سے باہر چاند وغیرہ دیگر سیاروں اور ستاروں میں جا کر وہاں کے حالات کی تحقیق کریں۔ اگر وہ وہاں پہنچ جائیں تو یقیناً زمین میں موجود نہ رہیں گے۔ پس کیا وہ مرے ہوئے متصور ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ (اب خلائی تسخیر ہو گئی ہے خلا باز ہفتوں وہاں رہتے ہیں اس وقت وہ زمین پر نہیں ہوتے کیا وہ فوت ہو جاتے ہیں؟ مرتب)

بعینہ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ زمانہ اس دنیا میں مقیم رہے باقی زندہ اس سے باہر آسمان پر۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ اس دنیا سے باہر ضرور وہ موت ہی کا شکار رہے ہوں گے؟ ہاں اگر قادیانی مطلب صحیح ہوتا تو ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں عرض کرتے مادمت حیا اس وقت بغرض لفظ حیا توفی کے معنی ہم موت لینے پر مجبور ہو جاتے چونکہ انہوں نے لفظ فیہم استعمال فرمایا ہے۔ اس واسطے توفی کے معنی موت دینا کرنے سے فصاحت کلام مانع ہے۔ لاہوری مرزائی محمد علی قادیانی اپنی تفسیر جلد ۱ ص ۶۱۵ پر مادام فیہم کے ہی معنی کرتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

قادیانی اعتراضات اور ان کا تجزیہ

اعتراض۔۔۔۔۔۱ از مرزا قادیانی۔ ’’پھر یہ دوسری تاویل پیش کرتے ہیں کہ آیت فلما توفیتنی میں جس توفی کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد واقع ہوگی۔ لیکن تعجب کہ وہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے۔ واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ءانت قلت للناس اور ظاہر ہے کہ قال ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا۔ نہ زمانہ استقبال کا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۰۲ خزائن ج ۳ ص ۴۲۵)

جواب اعتراض۔۔۔۔۔۱ مرزا قادیانی! یہ اعتراض آپ کا نیم ملاں خطرہ ایمان نیم حکیم خطرہ جان کا مصداق ہے۔ آپ تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے نحو ایک نہایت کامل استاد سے پڑھی تھی۔ سبحان اللہ اذ اور اذا کے استعمال کا تو پتہ نہیں اور دعویٰ ہے مجددیت، محدثیت، مسیحیت اور نبوت کا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت اذ بعض اوقات ماضی پر داخل ہوکر اس کو مستقبل کے معنوں میں تبدیل کر دیا کرتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے شرح ملا جامیؒ شرح کافیہ وغیرہ۔ کتب نحو۔

چادر وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ مرزا قادیانی! ہم آپ کی توجہ آپ کی شہرہ آفاق کتاب (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲ خزائن ج ۲۱ ص ۱۵۹) کی طرف منعطف کراتے ہیں۔ جہاں آپ نے اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس الآیہ میں قال بمعنی یقول کا اقرار کر لیا ہے۔ پس آپ کی کون سی بات سچ سمجھیں۔ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن ہوں گے لیکن اگر ان کا وقوع عالم برزخ میں تسلیم کر بھی لیں تو اسے آپ کو کیا فائدہ۔ ہمیں تو کوئی نقصان نہیں۔ نقصان آپ ہی کا ہوگا۔ مثلاً اگر یہ سوال و جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد فوراً ہی تسلیم کر لیے جائے تو اس وقت تو ابھی عیسائی آپ کے قول کے مطابق بگڑے ہی نہ تھے۔ پھر یہ سوال و جواب کیسے؟ مرزا قادیانی ذرا تو غور کیجئے۔ اس قدر خود غرضی بھی تو اچھی نہیں ہے۔ ’’من حفر البئر لاخیہ وقع فیہ جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔‘‘ آپ ہی پر صادق آتا ہے۔ عالم برزخ میں سوال کرنے کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بطور مجرم دربار خداوندی میں

کھڑے ہو کر جواب دیا ہوگا۔ جو کئی وجوہ سے باطل ہے۔

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مجرم ہی نہیں تو ان سے سوال کیوں ہوا ہوگا؟ مثلاً اگر زید کو بکر نے قتل کیا ہے تو عمرو سے کون سوال کر سکتا ہے کہ تو نے زید کو کیوں قتل کیا ہے؟

۲..... جب ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مجرم نہیں تو ان کی پیشی بحیثیت مجرم خیال فاسد ہے۔ مجرم تو عیسائی ہیں ان کا ابھی حساب وکتاب شروع ہی نہیں ہوا۔ کروڑہا عیسائی ابھی زندہ موجود ہیں۔ کروڑہا ابھی پیدا ہونے والے ہیں۔ ان کے پیدا ہونے اور مرنے سے پہلے ہی ان کا حساب کتاب کیسے شروع ہو گیا تھا؟ کیونکہ یقیناً مجرموں کا جرم ثابت کرتے یا ان کے راہنما سے سوال کر کے انہیں لاجواب کرنے کو یہ سوال ہونا چاہیے۔ مجرم ابھی موجود ہی نہیں۔ پھر گواہ کی کیا ضرورت ہے؟

۳..... حساب وکتاب کا دن (یوم الدین) (یوم الحساب) تو یوم القیامۃ ہی ہے۔ تمام قرآن کریم اس کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال وجواب سے کیا مطلب؟ ''ہائے خود غرضی تیرا ستیاناس'' تو حق کے دیکھنے سے انسان کو کس طرح معذور کر دیتی ہے۔

۴..... پھر اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حسب قول مرزا قادیانی یہ سوال وجواب عالم برزخ میں ہو چکا ہے تو ہم مرزا قادیانی اور اس کی پارٹی سے یہ سوال پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ عالم برزخ میں سوال وجواب موت کے بعد فوراً ہی شروع ہو جاتے ہیں یا کچھ زمانہ بعد۔ یقیناً موت کے ساتھ ہی شروع ہو جانا چاہیے کیونکہ وقفہ دینے میں کوئی حکمت اور راز معقول نہیں۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال ان کی موت کے بعد فوراً ہی شروع ہو گیا تھا تو یہ سوال ہی سرے سے فضول ٹھہرتا ہے کیونکہ اس وقت تک تو ابھی عقیدہ الوہیت مسیح جاری ہی نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ آپ نے جابجا اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔ پس جرم ہی ابھی عرصہ ظہور میں نہیں آیا۔ باز پرس پہلے ہی سے کیسے شروع ہو گئی؟ مرزا قادیانی دیکھئے اپنی مسیحیت کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے آپ کو کس قدر بھول بھلیوں میں پھنس پڑا ہے اور یہ سوال وجواب مرنے کے کچھ زمانہ بعد ہوئے تھے تو وہ کون سا زمانہ تھا؟ اس وقت خدا کو کون سی ضرورت پیش آ گئی تھی؟ انا للہ وانا الیہ راجعون! بریں عقل ودانش بباید گریست۔

۵..... دندان شکن جواب۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ دیکھئے خود مرزا قادیانی مندرجہ ذیل مقامات پر اقرار کرتے ہیں کہ یہ سوال وجواب

خدا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان قیامت کے دن ہوں گے۔

ا۔ ”اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ علیہ السلام تو ہرگز نازل نہیں ہوگا کیونکہ جو اقرار اس نے آیت فلما توفیتنی کی رو سے قیامت کے دن کرنا ہے۔“ (کشتی نوح ص ۲۹ خزائن ج ۱۹ ص ۷۶)

ب۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ. اس جگہ اگر توفی کے معنی مع جسم عنصری آسمان پر اٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی البطلان ہیں کیونکہ قرآن شریف کی انہیں آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن ہوگا۔۔۔ علاوہ ازیں قیامت کے دن یہ جواب ان کا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۳۱ خزائن ج ۲۲ ص ۳۳)

ج۔ ”فان عیسیٰ یجیب بهذا الجواب یوم الحساب یعنی یقول فلما توفیتنی فی یوم یبعث الخلق و یحضرون کما تقرؤن فی القرآن ایها العاقلون“ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۴۳ خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۵) ”پس تحقیق عیسیٰ علیہ السلام یہ جواب دے گا۔ قیامت کے دن یعنی کہے گا فلما توفیتنی کا جملہ دن قیامت کے جس طرح کہ اے عقل مندو تم قرآن کریم میں پڑھتے ہو۔“

ناظرین! اس سے بڑھ کر ثبوت میں کیا پیش کر سکتا ہوں کہ خود مرزا قادیانی کے اپنے اقوال ان کی تردید میں پیش کر رہا ہوں۔ اس سے آپ مرزا قادیانی کی مجہولات، دیانت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ علماء اسلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے تو بڑے زور سے ازالہ اوہام میں لکھ مارا کہ یہ سوال و جواب قیامت کو نہیں بلکہ رسول پاک ﷺ سے پہلے عالم برزخ میں ہو چکے تھے اور دلائل قرآنی اور نحوی سے ثابت کر مارا۔ پھر وہی مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی اور کشتی نوح اور براہین احمدیہ حصہ ۵ میں قرآنی دلائل اور نحوی اصولوں سے اس سوال و جواب کا ہونا قیامت کے دن سے وابستہ کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

قادیانی اعتراض ۳..... ”فلما توفیتنی نے صاف اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسائی عقیدہ میں جس قدر بگاڑ اور فساد ہوا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوا ہے۔ اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مان لیں اور کہیں کہ اب تک وہ فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ نصاریٰ نے بھی اب تک اپنے عقائد کو نہیں بگاڑا۔“ (ایام الصلح ص ۳۷،۳۸ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹)

”اور اور آیت فلما توفیتنی سے ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے ہو چکی ہے۔ یعنی وہ خدا بنائے جانے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ تو پھر اب تک ان کی وفات کو قبول نہ کرنا یہ طریق بحث نہیں بلکہ بے حیائی کی

قسم ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۴)

جواب از ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! کیا اخلاق اسلامی کو ہاتھ سے دے دینا بھی آپ کی مجددیت، مسیحیت اور نبوت کے لیے ضروری ہے؟ آپ نے فلما توفیتنی کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو نہ ماننے والوں کو بے حیا کا خطاب دیا ہے۔ اب اس کا نتیجہ دیکھئے۔

۱... صحابہ کرامؓ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔

۲... تمام مجددین امت مسلمہ قادیانی اس آیت کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے رہے۔

۳... خود آنجناب ۵۲ برس کی عمر تک اور اپنی مجددیت و محدثیت کے ۱۲ برس بعد تک حضرت مسیح علیہ السلام کو باوجود اس آیت کی موجودگی کے زندہ بجسدہ العنصری مانتے رہے۔

۴..... رسول کریم ﷺ نے صاف صاف الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا اقرار کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور ابھی آتا ہے۔

پس آپ کی بدزبانی سے تو تمام مجدد، تمام صحابہ اور رسول کریم ﷺ اور آپ خود بھی نہ بچ سکے۔ اگر ہمیں آپ بے حیا کہہ لیں تو مضائقہ نہیں۔ آپ کو یہ اخلاق مبارک ہوں۔ باقی اصلی جواب سنیے۔

۱... ساری مشکل آپ کو لفظ توفی کی ہے۔ آپ غالباً اپنی علمی "وسعت" کی بنا پر توفی کو فوت سے مشتق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عربی پڑھنے والے بچے بھی جانتے ہیں کہ اس کا مادہ وفٰی ہے اور اس کے حقیقی معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا اپنے قبضہ میں کر لینا۔ توفی کی مفصل بحث دلیل قرآنی نمبر ۱ کی ذیل میں ملاحظہ کی جائے۔ وہاں ہم نے نقلی اور خود اقوال مرزا سے ثابت کر دیا ہے کہ توفی کے معنی روح پر قبضہ کرنا مجازی ہیں۔ حقیقی معنی اس کے جسم و روح دونوں پر قبضہ کرنا ہے۔ پس بغیر قرینہ اسکے معنی متعین کرنے علم جہالت کا ثبوت ہے۔ فلما توفیتنی کی آیت انی متوفیک ورافعک کے وعدہ کا ایفا ہونا ظاہر کر رہی ہے۔ جس میں رفع جسمانی مذکور ہے اور اس موجودہ آیت میں مادمت فیھم کے مقابلہ میں مستعمل ہے۔ لہٰذا تمام مفسرین رحمہم اللہ نے توفیتنی کے معنی رفعتنی (یعنی اٹھا لیا آپ نے مجھے) ہی کیے ہیں اور یہ صحیح ہے کہ رفع جسمانی کے بعد ہی عیسائی بگڑے تھے۔ پس اشکال نہ رہا۔ ہاں اگر کوئی حماقت سے اس جگہ توفی کے معنی صرف "موت دینا" کرے تو اس پر البتہ یہ سوال وارد ہوتا ہے نہ کہ اسلامی تفسیر پر۔

چیلنج: اگر کوئی قادیانی ۱۳۰۰ سال کے مجددین امت کے اقوال سے ثابت کر دے کہ انھوں نے تَوَفَّیْتَنِیْ کے معنی صرف اَمَتَّنِیْ (یعنی مار لیا تو نے مجھے) کیے ہوں تو ہم علاوہ مقررہ انعام کے ۱۵۰ روپے اور انعام دیں گے۔

۲ .. قادیانی نبی اپنے دلائل کے چکر میں۔

مرزا قادیانی آپ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کی رو سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ توفی بمعنی مارنا ٹھیک تسلیم کرتے ہوئے ماننا پڑتا ہے کہ عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رواج حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوا ہے مگر آپ کی زندگی میں عیسائیوں نے اپنے عقائد نہیں بگاڑے تھے کیونکہ ایسا سمجھنا اس آیت کی خلاف ورزی ہے۔ مرزا قادیانی آپ کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ تو نبی اور مجدد و مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں کیا نبی اور مسیح موعود بننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا عقل اور حافظہ مطلق اس کا ساتھ چھوڑ دیں؟

دیکھیں آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی کل عمر از روئے حدیث ۱۲۵ سال لکھی ہے۔ (مسیح ہندوستان میں ص ۵۵ خزائن ج ۱۵ ص ایضاً) اور واقعہ صلیب حضرت مسیح علیہ السلام کو پیش آیا تھا۔ ۳۳ برس کی عمر میں آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۰) واقعہ صلیب کے بعد بھاگ کر بقیہ زندگی افغانستان، پنجاب، یو۔ پی، نیپال میں سے ہوتے ہوئے کشمیر کے شہر سری نگر میں گزارنا آپ کے معتقدات میں سے ہے۔ جیسا کہ ہم وَاٰوَیْنٰھُمَا اِلٰی رَبْوَۃٍ کی بحث میں آپ کے اقوال سے ثابت کر آئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ واقعہ صلیب کے بعد مسیح علیہ السلام ۳۳ = ۹۱ سال زندہ رہے۔ عیسائیوں کے عقائد میں فساد اور بگاڑ کے متعلق آپ لکھتے ہیں۔

''انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا کہ ان کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جائے۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۵۵ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶)

یہ تو یقینی امر ہے کہ انجیل واقعہ صلیب سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے عقائد بگڑنے کی تاریخ کم از کم ۱۲۷ - ۳۰ = ۹۱ سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے خود آپ اپنی زبان سے قرار دے رہے ہیں۔ پس جو اعتراض مرزا قادیانی آپ نے ہم پر کیا ہے۔ ہم تو اس سے بال بال بچ گئے البتہ آپ

خود اس کا شکار ہو گئے۔ اسی موقعہ پر کسی نے کہا تھا۔

۸ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
تو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

مرزا قادیانی نے بڑے زور سے لکھا ہے۔ ''اس آیت (فلما توفیتنی) کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑیں گے نہ کہ ان کی زندگی میں۔ پس اگر فرض کر لیں کہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے اور یہ صریح باطل ہے بلکہ آیت تو بتلاتی ہے کہ عیسائی صرف مسیح علیہ السلام کی زندگی تک حق پر رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے عہد میں ہی خرابی شروع ہو گئی تھی۔ اگر حواریوں کا زمانہ بھی ایسا ہوتا کہ اس زمانہ میں بھی عیسائی حق پر ہوتے۔ تو خدائے تعالیٰ اس آیت میں صرف مسیح علیہ السلام کی زندگی کی قید نہ لگاتا بلکہ حواریوں کی زندگی کی بھی قید لگا دیتا۔ پس اس جگہ ایک نہایت عمدہ نکتہ عیسائیت کے زمانہ کے فساد کا معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ درحقیقت حواریوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ایک شریر یہودی پولوس نام ... اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت فساد ڈالا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۷، خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۱)

یہ سارے کی ساری عبارت دجل و فریب کا مجموعہ ہے مگر ہمیں الزامی جواب دینا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس وقت اس سے سروکار نہیں۔ ہمارا مطلب قادیانی مسلمات سے ثابت کرنا ہے کہ فلما توفیتنی کے غلط معنی کرنے سے خود قادیانی اسی اعتراض کا شکار ہوتا ہے۔ جو وہ اہل اسلام پر کرتا ہے۔ مذکورۃ الصدر عبارت سے ظاہر ہوا کہ پولوس کے زمانہ میں عیسائی بگڑ چکے تھے۔

پولوس کی تاریخ وفات ۶۵ء

(دیکھو بکس نوری ہولی بائبل شائع کردہ جارج ای آئر اینڈ ولیم سپاٹس وڈ لندن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ وفات قادیانی عقیدہ کی رو سے ۱۲۵ سال جیسا کہ قادیانی کے اپنے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ قادیانی کے اپنے ہی اقوال کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام اپنی امت کے مشرک ہونے کے ۶۰ سال بعد فوت ہوئے۔ پس جو اعتراض قادیانی ہم پر کرتا ہے۔ وہ بدرجہ اولیٰ خود اس کا شکار ہو رہا ہے۔

مرزا قادیانی! اب آپ کے بچاؤ کی صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو اعلان کر

درکہ اسلامی نکتہ نگاہ بالکل صحیح ہے یا یوں سمجھ لو کہ انجیل کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
وفات سے ذرا پہلے نازل ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی! اس بھنور سے نکلنا بڑی بہادری ہے اگر
اس کا جواب دے دو تو ہم بھی آپ کی چالاکی کے قائل ہو جائیں گے۔ فان لم تفعلوا
ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

<u>قادیانی اعتراض......۳</u> از مرزا قادیانی "اگر وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت سے پہلے
دنیا میں آنے والا تھا اور بعد ۴۰ برس رہنے والا۔ تب تو اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے
جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی خبر نہیں۔" (کشتی نوح ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۷۶)
"اس کو تو کہنا چاہیے تھا کہ آمد ثانی کے وقت میں چالیس کروڑ کے قریب دنیا
میں عیسائیوں کو پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے ان کے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو
انعام کے لائق ہوں۔" (کشتی نوح ص ۶۹ خزائن ایضاً)

<u>جواب از ابو عبیدہ</u> مرزا قادیانی! آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ دنیا میں سب لوگ
آپ کے مریدوں کی طرح ذہانت اور فطانت سے خالی ہیں۔ آپ کی چالاکی کوئی نہیں
سمجھے گا۔ علماء اسلام تو آپ کے ان واہیات دلائل کو پڑھنے کے بعد آپ جیسے آدمی سے
مخاطب کرنا اپنی شان ہی کے خلاف سمجھتے رہے۔ لیجئے میں آپ کی چالاکی کا پردہ چاک
کرتا ہوں۔ انشاء اللہ پھر کبھی آپ یہ اعتراض علماء اسلام کے سامنے پیش کرنے کی ہمت
نہ کریں گے۔

۱. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جھوٹ بولنے کی بھی ایک ہی کہی۔ مرزا قادیانی کا سوال
عیسائیوں کو مجرم گردانے کا ہے اور وہ اس طرح کہ خود انہیں کے جرم سے خدا حضرت
مسیح علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ "اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو
خدا ٹھہرا لو۔" اس کا جواب انہوں نے اپنی عبدیت اور عبودیت کا اعلیٰ درجہ کا مظاہرہ
کرتے ہوئے ایسے الفاظ میں دیا کہ اس سے بہتر ممکن ہی نہیں۔ یعنی اے خدا! اگر میں
نے ایسا کہا ہوتا تو آپ کو علم ہوتا کیونکہ آپ علام الغیوب ہیں۔ آپ میرے دل کے
بھیدوں کو جاننے والے ہیں۔ میں نے تو صرف آپ کے احکام توحید بجد احسن پہنچا
دیئے تھے۔ جب تک میں ان میں موجود رہا۔ ان کی اصلاح کا میں ذمہ دار تھا۔ اپنی عدم
موجودگی کا میں کیسے ذمہ دار ہو سکتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے جھوٹ بولا الخ۔ اس میں کون سا جھوٹ ہے؟ جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ

حق محض ہے۔

۲ … باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انعام کا دعویٰ کیوں نہیں کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے تعلقات خدا کے ساتھ آپ کی طرح نہ تھے۔ آپ کا تو خدا رجولیت ہے نعوذ باللہ بہت بے تکلفی ہے۔ آپ کے باپ کی ماتم پرسی بھی خدا نے باقاعدہ کی تھی۔ (دیکھو نزول المسیح ص ۲۰۷ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۵) بیٹا ہونے کا خطاب بھی دے دیا۔ (البشریٰ ج ۱ ص ۴۹) آپ کو ابن مریم بنا کر حیض کا مرض بھی لگا دیا تھا۔ (حقیقۃ الوحی و کشتی نوح) آپ کو عورت بنا کر خود مرد کی صورت اختیار کر کے آپ کے ساتھ نعوذ باللہ مجامعت بھی کی۔ (اسلامی قربانی ص ۱۲) پھر آپ کو مریم سے ابن مریم بنا کر مسیح موعود بھی بنا دیا۔ (حقیقۃ الوحی) وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے انبیاء علیہم السلام بارگاہ رب العزت میں باوجود وعدہ مکمل امان و نجات کے طبعی طور پر مارے ڈر کے کانپ رہے ہوں گے۔ انعام کا مطالبہ کرنا گستاخی میں شمار کرتے ہیں۔ ہاں وہ علام الغیوب خود انعام دے دے گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہی ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم. ”یہی ہے وہ دن جب کہ سچ بولنے والوں کو (مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام) کو ان کا سچ بولنا نفع دے گا۔“ یعنی باری تعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام کا باعث ہوگا۔

۳ … میں شروع مضمون میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی امت کی خرابی کا علم ضرور ہوگا۔

۴ … خدا کے سامنے اگر اس کا بندہ اپنی علمی قلت کو محسوس کر کے لا علم کہہ بھی دے۔ تو مرزا قادیانی کیا یہ جھوٹ ہے؟ صحابہ کرامؓ سے کئی دفعہ رسول کریم ﷺ معمولی سی باتوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ عرض کر دیا کرتے تھے۔ اللّٰہ و رسولہ اعلم. یعنی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں کیا اس کے یہ معنی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو اس خبر کا مطلق علم نہ تھا؟ ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ تھوڑے علم والا بڑے علم والے کے سامنے اپنی بے علمی کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا نام جھوٹ نہیں۔ مرزا قادیانی! اسے کہتے ہیں۔ ادب اور عبودیت اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خدا نے پوچھا ہوتا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تم کو اپنی امت کے بگڑنے کا علم ہے اور بالفرض انہوں نے کہہ دیا ہوتا۔ انت اعلم. تو یہ جھوٹ نہ ہوتا بلکہ ادب اور عبودیت کا کامل مظاہرہ ہوتا۔ دیکھئے اس عبودیت اور ادب کا مظاہرہ تمام انبیاء علیہم السلام جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ قیامت کے دن اس طرح کریں

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا (مائدہ ۱۰۹) ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو اکٹھا کر کے پوچھیں گے تمہاری امتوں کی طرف سے کیا جواب دیا گیا۔ تو وہ کہیں گے ہمیں تو کچھ معلوم نہیں'' آپ کے قول کے مطابق تو تمام انبیاء نے جھوٹ کہہ دیا۔

غور کیجئے! کیا رسولوں کو بالکل پتہ نہیں ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ مگر مقام عبودیت میں یہی کہہ دینا مناسب اور زیبا ہوگا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

مرزا قادیانی اپنے ہی دلائل کی بھول بھلیوں میں

ف۔ مرزا قادیانی! ہم آپ کے اعتراض نمبر ۹ کے جواب میں مفصل ثابت کر آئے ہیں کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قریباً ۱۱ برس پہلے عیسائی انہیں خدا بنا چکے تھے۔ پس آپ کے قول کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھوٹ بولنا ضرور لازم آتا ہے۔ آپ ہماری فکر نہ کیجئے اپنے غیر معقول دلائل کی دلدل سے نکلنے کا فکر بیان کیجئے۔ آپ کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے بگڑنے کے ۱۱ سال بعد تک زندہ رہے۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَادُمْتُ فِیْهِمْ ''میں جب تک ان میں رہا میں ان پر شاہد رہا'' حالانکہ آپ کے قول کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام ۱۱ برس تک اپنی خدائی کا مظاہرہ بھی دیکھتے رہے۔ بتلایئے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھوٹ بولنا آپ کے عقیدہ کے مطابق ثابت ہوا یا ہمارے عقیدہ کی رو سے؟ ذرا سمجھ کر اعتراض کیا کیجئے۔

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

قادیانی اعتراض ۳۰۔ فلما توفیتنی میں توفی کے معنی سوائے مارنے یا موت دینے کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ وجہ یہ ہے کہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے۔ جس میں رسول پاک ﷺ نے اپنی نسبت بھی فلما توفیتنی کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی توفی یقیناً موت سے واقع ہوئی تھی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی موت کے ذریعہ سے ہونی چاہیے۔ (ملخص ازالہ اوہام ص ۶۹۲، ۶۹۸ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲، ۵۸۵)

جواب از ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! بے شک بالخصوص علم حدیث میں آپ کی کم علمی کی بہت حد تک شاکی ہے۔ اس حدیث سے آپ کو کس قدر دھوکہ لگا ہے۔ مگر ہمارا اس میں سے

آپ کا علوم عربیہ سے ناواقفی ہے۔ یہاں رحمۃ اللعالمین ﷺ نے کمال فصاحت سے کام لیتے ہوئے فرمایا ہے۔ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَادُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ. (بخاری ص ۶۹۳ بحوالہ ازالہ اوہام ص ۸۹۰ خزائن ج ۳ ص ۵۸۵ د) ''پس میں کہوں گا اسی کی مثل جو کہا تھا بندہ صالح نے ان الفاظ میں وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مرزا قادیانی: یہاں رسول کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں وہی کہوں گا جو کہا تھا عیسیٰ علیہ السلام نے بلکہ فرمایا ''میں کہوں گا اسی کی مثل'' کیا دونوں میں فرق نہیں ہے۔ آپ کی تحریف کا راستہ بند کرنے کو آنحضرت ﷺ نے كَمَا فرمایا اور اگر آنحضرت ﷺ فرما جاتے ''فاقول ما قال العبد الصالح ''یعنی میں کہوں گا وہی جو کہا تھا عیسیٰ علیہ السلام نے'' اس وقت البتہ آپ کو تحریف کے لیے گنجائش تھی۔ وہ بھی بے عقلوں کے سامنے ورنہ علماء اسلام اس وقت بھی آپ کی کج فہمی کا علاج کر سکتے تھے۔ تفصیل اس کی ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

۱... اگر آنحضرت ﷺ فرماتے فاقول ما قال العبد الصالح تو اس کا مطلب یہ تھا کہ میں بھی وہی لفظ جواب میں عرض کروں گا جو عرض کر چکے ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام یعنی اس حالت میں رسول پاک ﷺ بھی فرماتے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ توفی کے معنی جو یہاں ہیں وہی وہاں بھی مراد ہیں۔ اسکا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ میں بھی توفی کا لفظ استعمال کروں گا اس کے معنی دلائل سے معلوم ہوں گے۔ رسول کریم ﷺ کی صورت میں واقعات کی شہادت کی رو سے توفی کا وقوع بذریعہ موت ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں واقعات وشواہد قرآنی کی رو سے رفع جسمانی سے ہوا۔ اس کی تشریح مثالوں سے زیادہ واضح ہوگی۔

سر اقبال بھی ڈاکٹر ہیں اور مرزا یعقوب بیگ قادیانی بھی ڈاکٹر ہیں۔ پس اگر زید یوں کہے کہ میں مرزا یعقوب بیگ کے متعلق بھی وہی لفظ استعمال کروں گا جو میں نے سر اقبال کے متعلق کیا ہے یعنی ڈاکٹر۔ اس صورت میں صرف ایک نرا جاہل ہی مرزا یعقوب بیگ کو P.H.D سمجھنے لگ جائے گا۔ ورنہ سمجھدار آدمی فوراً ڈاکٹر کے مختلف مفہوم کا خیال کرے گا۔ اسی طرح ماسٹر کا لفظ اگر زید اور بکر دونوں کے لیے استعمال کیا جائے تو کون بیوقوف ہے جو دونوں کو ایک ہی فن کا ماسٹر سمجھنے لگ جائے گا؟ (نوجوان شریف لڑکے کو بھی انگریزی میں ماسٹر کہتے ہیں دیکھو کوئی انگریزی لغات) یا ممکن ہے زید اگر کسی غلام کا مالک ہے تو بکر درزی ہو۔ اسی طرح بے شمار الفاظ (افعال اور اسماء)

موجود ہیں اور ہر زبان میں موجود ہیں جو مختلف موقعوں پر مختلف معنی دیتے ہیں۔ پس اگر "کما" کا لفظ بھی آنحضرت ﷺ استعمال فرماتے۔ جب بھی ہم مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کر سکتے تھے۔ وہ اس طرح کہ رسول پاک ﷺ کے الفاظ وہی کہنے کا اعلان کر رہے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ مگر مفہوم یقیناً محل استعمال کے مختلف ہونے سے مختلف ہوگا۔ بہرحال اس صورت میں مرزا قادیانی جہالت میں کچھ چالاکی کر سکتے تھے۔

۲…… لیکن مرزا قادیانی! حدیث میں تو آنحضرت ﷺ نے آپ کی چالاکی کا سدباب کرنے کے لیے "کما" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں کیا کہوں گا۔ حدیث میں فلما توفیتنی الخ کے الفاظ تو بطور مقولہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منقول ہیں۔ اگر آپ کہیں رسول پاک ﷺ بھی یہی الفاظ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے تو پھر "کما" کی فلاسفی اور فصاحت کلام کی اہمیت کیا رہی؟ "کما" تشبیہ کے لیے ہے تشبیہ بیان کی جا رہی ہے۔ دونوں حضرات کے اقوال میں، اگر دونوں کے اقوال ایک ہی ہوں گے تو مشابہت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر تو عینیت آ جاتی ہے۔ جو کما کے منشاء کے بالکل مخالف ہے۔ اردو میں اس مضمون کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

ا…… وہ میرا بھائی ہے۔ ۲…… وہ میرے بھائی کی طرح ہے۔

پہلے فقرہ میں کوئی مشابہت مذکور نہیں۔ اس واسطے وہ اور میرا بھائی ایک ہی شخص کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن دوسرے فقرہ میں دونوں کے درمیان مشابہت کا تعلق ہے۔ اس واسطے وہ اور میرا بھائی ایک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ کسی امر مشترک کا بیان کرنا مقصود ہے مثلاً علم میں، اخلاق میں، چال میں، طرز گفتگو میں یا کسی اور امر میں، پس وہ بے وقوف ہے جو مشابہت کے وقت دونوں چیزوں کو ایک کہے کیونکہ مشابہت دو مختلف چیزوں کے کسی امر خاص وصف میں اتحاد کی بنا پر ہوتی ہے۔ یعنی مشابہت کا ہونا۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دو چیزیں ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں۔ حدیث زیر بحث میں مشابہت بیان کی جا رہی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور رسول کریمؐ کے اقوال کے درمیان۔ پس معلوم ہوا کہ دونوں کے اقوال ایک ہی الفاظ کا مجموعہ نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں اقوال آپس میں ہم معنی ہو سکتے ہیں۔ ہاں کسی خاص وصف میں مشابہت ہونی لازمی ہے۔ دیکھئے مرزا قادیانی نے خود تشبیہات کی حقیقت یوں درج کی ہے۔

"تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام

دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۲۶ خزائن ج ۳ ص ۱۲۸)

مرزا قادیانی! ہم آپ کی اس تحریر سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اسی اصول کے ماتحت اگر آپ ہم سے فیصلہ کرنا چاہیں تو ساری مشکل آپ کی حل ہو جاتی ہے۔ دونوں حضرت کے اقوال میں مشارکت و مماثلت ہم بیان کرتے ہیں آپ انصاف سے غور کریں۔

دونوں حضرات اپنی اپنی امت کی گمراہی کی ذمہ داری سے بریت کا اعلان کر رہے ہیں۔ یعنی لوگوں کی گمراہی میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں اور نہ ان کی گمراہی ان کے زمانہ میں واقع ہوئی ہے۔ لوگوں کے گمراہ ہونے کے زمانہ میں دونوں حضرات موجود نہ تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بسبب رفع جسمانی اور حضرت رسول کریمؐ بسبب ظاہری موت اپنے اپنے لوگوں سے جدا ہوئے تھے۔ مقصود اپنی عدم موجودگی کا بیان کرنا ہے اور یہی وجہ مشابہت ہے۔ جس کی بنا پر رسول کریمؐ نے فرمایا۔ فاقول کما قال العبد الصالح الخ۔

ایک اور طرز سے

مرزا قادیانی! اگر دونوں اولوالعزم حضرات کے اقوال کے درمیان کما تشبیہی کے باوجود آپ دونوں کے کلام اور اس کے مفہوم کو ایک ہی لینے پر اصرار کرتے ہیں تو کیا فرماتے ہیں جناب مندرجہ ذیل صورتوں میں۔

۱..... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ (سورہ انبیاء ۱۰۴) "جس طرح پہلی بار مخلوق کو پیدا کیا پھر اسی طرح پیدا کریں گے۔"

کیا قیامت کے دن تمام مخلوق ماں باپ کے توسل سے ہی پیدا ہوگی کیونکہ پہلی بار تو اسی طرح پیدا ہو رہی ہے۔ دیکھا دونوں دفعہ پیدا کرنے میں کس قدر فرق ہے؟ مگر دونوں کو ایک طرح کا قرار دیا ہے اگر آپ کا اصول فلما توفیتنی والا یہاں بھی چلایا جائے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ دوبارہ ماں کے پیٹ سے قیامت کے دن نکلیں گے۔ جیسے آپ پہلے نکلے تھے۔ (تریاق القلوب ص ۱۵۵ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۷)

۲..... مرزا قادیانی خود آپ کا اپنا الہام ہے۔ "الارض والسماء معک کما هو معی" "اے مرزا زمین اور آسمان تیرے ساتھ اسی طرح ہیں۔ جس طرح میرے (خدا کے) ساتھ۔" (انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کیا آپ کا مطلب اس سے یہ ہے کہ جیسے خدا ان کا خالق ہے آپ بھی ان

کے خالق ہیں۔ جیسے ان میں خدا کی بادشاہی ہے ویسے ہی آپ کی بھی ہے۔

۳ .. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُم (سورہ بقرہ ۲۰۰) "یعنی تم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔ اب باپ دادوں کو یاد کرنے کا طریقہ سب دنیا جانتی ہے۔ مرزا قادیانی آپ نے اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہوئے ان کی سرکاری خدمات کا ذکر ضروری سمجھا ہے۔ یعنی کہ "میرے والد نے سرکار انگریزی کی فلاں فلاں موقعہ پر یہ یہ خدمات سرانجام دیں۔ میرے باپ نے غدر کے موقعہ پر سرکار کو اتنے جوان اور اتنے گھوڑے دیئے" وغیرہ وغیرہ! مرزا قادیانی کیا آپ خدا کو بھی اس طرح یاد کرتے تھے۔ یعنی خدا نے فلاں فلاں جگہ سرکار انگریزی کی فلاں فلاں طریقہ سے مدد کی۔ اگر اس جگہ "ک" تشبیہی ہے اور اس سے عینیت لازم نہیں آتی۔ تو یقیناً فالقول کما قال العبد الصالح (میں کہوں گا اسی طرح جس طرح کہا ہوگا بندہ صالح نے) میں بھی دونوں حضرات کی کلام کا حرف بحرف ایک ہونا لازم نہیں آتا۔

۴.. دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "انا ارسلنا الیکم رسولاً کما ارسلنا الی فرعون رسولہ (مزمل ۱۵) یعنی ہم نے اے لوگو تمہاری طرف ایسا ہی رسول بھیجا ہے جیسا رسول کہ (موسیٰ) فرعون کی طرف بھیجا تھا۔"

اب یہاں سوچنے کا مقام ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ہی دوبارہ آ گئے تھے؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو آیت زیر بحث میں بھی دونوں حضرات کی کلام لفظاً ایک نہیں ہو سکتی۔

۵...... ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "کما بدأکم تعودون (سورہ اعراف ۲۹)" یعنی جس طرح تمہیں بنایا۔ اسی طرح واپس لوٹو گے۔" کیا یہاں بھی آپ کے اصول کے مطابق یہی مراد ہے کہ جیسے پہلے انسان کا ظہور ہوا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح پھر ہوگا۔" اگر یہ نہیں تو دونوں حضرات کی کلام بھی ایک نہیں ہو سکتی۔

۶ ... ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرہ ۱۸۳)" یعنی اے مسلمانو تم پر بھی روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر۔" کیا مرزا قادیانی آپ کے نزدیک پہلی امتوں پر بھی ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے تھے اور اپنی تمام جزئیات میں اسی طرح فرض تھے۔ جس طرح مسلمانوں پر؟ یقیناً نہیں۔ پس دونوں حضرات کی کلام میں بھی لفظی اور معنوی وحدت کا قائل ہونا تحکم محض ہے۔

۷. اس قسم کی مثالوں سے کلام اللہ بھرا پڑا ہے کہ دو اشیاء کے درمیان تشبیہ بیان کی گئی ہے اور خود تشبیہ کا بیان ہی اس بات کا غماز ہوتا ہے کہ وہ دونوں چیزیں مختلف ہیں۔

۸. خود اسی آیت زیر بحث میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے یہ الفاظ نکلوا دیے ہیں۔ "تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ" یعنی اے اللہ تو میرے دل کی باتوں کو جانتا ہے اور میں تیرے دل کی باتوں کو نہیں جانتا" اب کون عقل کا اندھا اور فہم سے کورا یہ خیال کر سکتا ہے کہ دونوں جگہ نفس سے بالکل ایک معنے ہیں؟ مرزا قادیانی کاش آپ اس وقت (۱۹۳۵ء) میں زندہ ہوتے تو ہم آپ سے بالمشافہ گفتگو کرتے اور دیکھتے کہ آپ ہمارے دلائل کا کیا معقول جواب دے سکتے ہیں۔ اچھا اب آپ کے بیٹے "قمر رسل" اور "قمر الانبیاء" اور کان اللہ نزل من السماء کی شان رکھنے والے مرزا بشیر الدین محمود کے دلائل کا انتظار کریں گے کیونکہ الولد سر لابیہ بھی تو آخر ٹھیک ہی ہے۔ (اور اب ہم مرزا مسرور سے بھی توقع رکھتے ہیں مرتب) وہ ضرور جواب میں آپ کی نقل کریں گے۔

قرآنی دلیل ۱۰: مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ (مائدہ ۷۵) حضرات! اس آیت کو مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ نہ صرف اسی آیت کو بلکہ جس قدر آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے ان سب میں تحریف کر کے مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں " چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

اس آیت کی تفسیر میں ہم بہت طوالت اختیار نہیں کریں گے۔ صرف اجمالی بحث پر اکتفا کریں گے۔

۱. قادیانیوں کے مسلم مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر جلالین ص ۱۰۳ میں زیر آیت فرماتے ہیں۔

"مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مَضَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ فَھُوَ یمضی مثلھم ولیس باِلٰہ کما زعموا! والا لما مضی" "نہیں ہے مسیح علیہ السلام ابن مریم مگر ایک رسول اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کی طرح گزر جائے گا اور وہ اللہ نہیں ہے جیسا کہ نصاریٰ خیال کرتے ہیں اور اگر وہ خدا ہوتا تو نہ گزر جاتا (چونکہ وہ بھی دوسرے نبیوں کی طرح گزر جائے گا اس لیے خدا نہ ہوا)

۲. قادیانیوں کے مسلم مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ اپنی مشہور "تفسیر کبیر" میں

ارقام فرماتے ہیں۔

"ای ماهوا لا رسول من جنس الرسل الذین خلوا من قبله جاء بآیات من الله کما اتوا بامثالها فان کان الله ابرأ الاکمه والابرص واحیا الموتی علی یده فقد احیا العصا وجعلها حیة تسعی و فلق البحر علی ید موسی و ان کان خلق من غیر ذکر فقد خلق آدم من غیر ذکر ولا انثی۔" (تفسیر کبیر ج ۹ جز ۱۲ ص ۱۱)

"یعنی نہیں عیسیٰ علیہ السلام مگر ایک رسول ایسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے ایسے ہی معجزات لے کر آئے تھے کہ جن کی مثل وہ پہلے رسول بھی لائے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اچھا کیا اور مردوں کو ان کے ہاتھ پر زندہ کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر عصا کو زندہ کر کے اژدہا بنا دیا اور سمندر کو پھاڑ دیا تھا اور اگر وہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے تو آدم علیہ السلام ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے تھے۔"

اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت (خدائی) کے خلاف ان کے صرف رسول ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگر قادیانی عقیدہ درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے خلاف دلیل پکڑتے۔ کسی شخص کے مر جانے کا ثبوت اس کے مخلوق ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہوئے ان کی رسالت اور معجزات کو گذشتہ نبیوں اور ان کے معجزات کا نمونہ قرار دے رہے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ضرور یوں استدلال کرتے کہ "تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا فوت نہیں ہو سکتا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا نہیں بن سکتے۔"

مگر اللہ تعالیٰ یوں دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی ان کی طرح رسول گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں۔

ذیل میں ہم اپنے بیان کی تصدیق مرزا قادیانی کی زبان سے کراتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

"یعنی مسیح صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۰۳-۶۰۴ خزائن ج ۳ ص ۴۲۵)

اس ترجمہ میں مرزا قادیانی کی زبان سے خود اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ایسے

الفاظ نکلوا دیے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا ہاتف دل اعلان کر رہے ہیں۔ ایک رسول ہے کہ بعینہٖ الفاظ کا خیال فقرہ ہے۔ پھر مرزا قادیانی دوسرے رسولوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں فرق یہ بیان کر رہے ہیں کہ دوسرے رسول تو فوت ہو چکے ہیں۔ جس سے لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مسیح فوت نہیں ہوئے۔ ہاں دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو جانا ان کے لیے بھی مقدر ہے جو اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا۔

اب قرآنی تفسیر ملاحظہ ہو۔ سورۂ آل عمران ۱۴۴ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل. اس کے معنی مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں۔ ’’محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں۔ ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۰۶ خزائن ج ۳ ص ۴۲۷)

اب غور طلب بات یہ ہے کہ دونوں آیتیں حضرت رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھیں۔ دونوں کا طرز بیان ایک ہے۔ دونوں کا مقصد ایک ہے۔ دونوں کے الفاظ ایک ہیں۔ فرق اگر ہے تو یہ کہ ایک آیت میں المسیح ابن مریم مذکور ہے۔ تو دوسری میں محمد ﷺ مرقوم ہیں۔ اندریں حالات جو معنی اور تفسیر دوسری آیت میں رسول کریم ﷺ کے متعلق کریں گے۔ وہی پہلی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سمجھیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی ازالہ اوہام ص ۶۰۶ خزائن ج ۳ ص ۴۲۷ پر ہمارے اصول کو صحیح تسلیم کر چکے ہیں۔ ناظرین مفصل وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ پس اگر کلام اللہ کی آیت ما محمد الا رسول کے نازل ہونے کے وقت رسول کریم ﷺ فوت ہو چکے تھے تو ما المسیح ابن مریم الا رسول کے نزول کے وقت ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تسلیم کرنے سے ہرگز ہرگز انکار نہیں۔ لیکن اگر ما محمد الا رسول کے نزول کے وقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بجسدہ العنصری موجود تھے تو بعینہٖ اسی دلیل سے ما المسیح ابن مریم الا رسول کی آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی ثابت ہو جائے گی۔ کون نہیں جانتا کہ رسول کریم ﷺ نزول آیت کے وقت زندہ تھے۔ پس جس دلیل سے رسول کریم ﷺ کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے اسی دلیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ ناظرین! ہم نے دس آیات قرآنیہ سے روز روشن کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ کوئی دلیل نقلی قادیانی مسلمات کے خلاف بیان نہیں کی۔ اگر پھر بھی قبول نہ کریں تو سوائے ختم الله على قلوبهم کی تلاوت کے اور کیا کیا جائے۔ تلك عشرة كاملة۔

باب سوم

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت احادیث سے

احادیث کی عظمت از کلام اللہ شریف

ا… فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ (نساء ۶۵) مطلب جس کا یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ باہمی اختلاف کے وقت وہ رسول کریم ﷺ کو اپنا ثالث بنایا کریں۔ اگر وہ آنحضرت ﷺ کے فیصلہ کو بسر وچشم خوشی سے قبول نہ کریں گے تو وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اختلاف کے وقت حدیث کی طرف رجوع کرنے کے احکام سے تمام قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ مرزا قادیانی نے بھی مجبوراً اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ مگر امتحان کے وقت تاویلات رکیکہ سے جان بچا لیتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں حدیث کی عظمت ہم اقوال مرزا سے ثابت کرتے ہیں۔ (دیکھو قادیانی اصول نمبر۲ مندرجہ کتاب ہذا)

ب… قول مرزا: ”جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

ج… قول مرزا: ”ہمیں اپنے دین کی تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔“

(شہادۃ القرآن ص ۳ خزائن ج ۶ ص ۲۹۹)

۲… ہم اپنی تائید میں صرف وہی حدیثیں بیان کریں گے جن کو قادیانی نبی اور اس کی جماعت نے صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ یا قادیانیوں کے تسلیم کیے ہوئے اصحاب کشف والہام اور مجددین کے اقوال سے ان کی صحت پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ حدیثوں کی صحت پر ہم ساتھ ساتھ قادیانیوں اور ان کے مسلمہ مجددین کی تصدیقات بھی ثبت کراتے جائیں گے تاکہ کوئی قادیانی اگر حدیث کے صحیح ہونے سے انکار کرے تو اس طریقہ سے بھی مرزا قادیانی ہی جھوٹے ثابت ہوں۔ غرضیکہ ہماری پانچوں ہر حالت میں گھی میں ہوں گی۔ اگر قبول کر لیں تو ”چشم ما روشن دل ما شاد“ اور اگر قبول نہ کریں تو اس صورت میں مرزا قادیانی کو پہلے مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا۔

حدیث.....۱۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً (مشکوٰۃ ص ۴۷۹ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

یہاں ہم اس حدیث کی تشریح قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی ہشتم حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

۲۔ "وھذا مصیر من ابی ھریرۃ الی ان الضمیر فی قولہ لیؤمنن بہ وکذالک فی قولہ قبل موتہ یعود علی عیسیٰ ای لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ و بھذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح ومن طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل موت عیسیٰ و اللہ انہ الآن لحی ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون۔" (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۲ مطبوعہ بیروت)

"(اس سے ظاہر ہے کہ) حضرت ابوہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ قول الٰہی قبل موتہ میں ضمیر (ہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ (اہل کتاب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو امام ابن جریر نے آپ سے بطریق سعید بن جبیر باسناد صحیح روایت کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجاء حضرت امام حسن بصری سے روایت کیا کہ انہوں نے (اس آیت کے متعلق) کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے (ایمان لے آئیں گے) خدا کی قسم آپ یقیناً اس وقت زندہ ہیں جب آپ نازل ہوں گے تو سب (اہل کتاب) آپ پر ایمان لے آئیں گے۔"

۱۔ حضرات غور کیجئے۔ ہم نے اسلامی عقیدہ کی تصدیق میں رسول کریم ﷺ کی حدیث صحیح پیش کی ہے۔ حدیث بھی بخاری شریف کی جس کی صحت پر مرزا قادیانی کا ایمان ہے اور اس کی روایت کو سب پر ترجیح دیتے ہیں۔

(دیکھو ازالہ اوہام ص ۸۸۴ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲، تحفہ گولڑویہ ... رسالت ج ۲ ص ۲۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

۲۔۔۔ پھر حدیثوں میں سے ہم نے وہ حدیث لی ہے جس کی صحت پر خود رسول کریم ﷺ نے قسم اٹھائی ہے۔ قسم والی حدیث میں تاویل حرام ہے۔ (قول مرزا)

۳۔ پھر یہ حدیث مروی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے جو حافظ حدیث رسول ﷺ تھے اور وہی صاحب اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسب قرآنی وعدہ و پیشگوئی وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے

نازل ہوں گے اور ان کے فوت ہونے سے پہلے سب اہل کتاب کا ایمان لانا ضروری ہے۔

۴ صحابی کی مذکورہ بالا تفسیر پر حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی مجدد و امام صدی ہشتم نے مہر توثیق ثبت کر دی ہے اور دنیا میں امام ابن جریر قادیانیوں کے مسلم محدث و مفسر کی روایت سے قادیانیوں کے مسلم مفسر اعظم حضرت ابن عباسؓ سے تصدیق کرا دی ہے۔ علاوہ ازیں سرتاج اولیاء و مجددین امت محمدیہ حضرت امام حسن بصریؒ کا قول پیش کر دیا ہے اور قول بھی حلفیہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ چونکہ قول حلفیہ ہے لہٰذا مطابق اصول قادیانی اس میں کوئی تاویل نہیں چل سکتی۔

۵ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ ان شئتم کا چیلنج تمام صحابہؓ کو دیتے ہوئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں وان من اهل الکتاب پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ جو قادیانیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر اجماع کر چکے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۔ خزائن ج ۱۷ ص ۱) حضرت ابوہریرہؓ کا چیلنج سن کر چپ ہو جاتے ہیں کیونکہ تمام کتب حدیث کو پڑھ جائیے کہیں کوئی ایسی روایت نہ ملے گی۔ جہاں صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کے اس قول کی تردید کی ہو حضرات! اس کا نام ہے استدلال صحیح اور برہان رسمانی۔ ذرا قادیانی سے بھی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں ہماری طرح بیسیوں نہیں صرف ایک ہی ایسی دلیل طلب کر کے اسلامی دلائل کے ساتھ مقابلہ کیجئے اور حق اور باطل کے درمیان ایک فیصلہ کن فرق ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۲.... عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال الانبیاء اخوۃ لعلات امھاتھم شتی ودینھم واحد وانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعوا الناس الی الاسلام فتھلک فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام وترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات فلا تضرھم فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون.

(رواہ ابوداؤد جلد دوم ص ۲۳۸ باب خروج الدجال و مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

حدیث بالا کی عظمت و صداقت کا ثبوت: تصدیق از مرزا غلام احمد قادیانی

۱ مرزا قادیانی نے اس حدیث سے اپنی صداقت میں مندرجہ ذیل کتابوں میں استدلال

کیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۴۳ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۴ و ازالہ اوہام ص ۶۹۹ خزائن ج ۳ ص ۴۷۷)

۲ .... مرزا قادیانی کے قول کے مطابق یہ حدیث بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی ساری عبارت ناظرین کے مطالعہ کے لئے لکھ دیتا ہوں۔

''پھر امام بخاری نے... ظاہر کیا ہے کہ اس قصہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو مسیح ابن مریم سے ایک مشابہت ہے۔ چنانچہ ص ۴۸۹ میں یہ حدیث بھی بروایت ابوہریرہؓ لکھ دی ہے۔ انا اولی الناس بابن مریم والانبیاء اولاد علات''

(ازالہ اوہام ص ۴۹۳ خزائن ج ۳ ص ۳۶۵-۳۶۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اس حدیث کی صحت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ مدعی تھے۔

تصدیق از مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیان

جھوٹے مرزا محمود قادیانی نے یہ حدیث سارے کی ساری اپنی کتاب میں درج کر کے اس کے بل بوتے پر مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کی ہے اور بہت لمبی چوڑی بحث کی ہے۔ بہرحال حدیث مذکورہ بالا کو بالکل صحیح تسلیم کیا ہے۔ ہم نے یہ حدیث حقیقۃ النبوۃ ہی سے نقل کی ہے۔ اب ترجمہ حدیث کا بھی ہم خلیفہ قادیانی مرزا محمود کے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

''تمام انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ ابن مریمؑ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں (جو کاٹ دیا گیا ہے۔ ابوعبیدہ) اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو اور صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دے گا۔ اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام ہی رہ جائے گا۔'' (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۲)

قادیانی خیانت کی عجیب مثال

مرزا بشیر الدین محمود نے ساری حدیث کو نقل کر دیا ہے۔ مگر درمیان سے وہ تمام الفاظ اور فقرے جن میں قادیانی تاویل کی دال نہیں گل سکتی ہضم کر گئے ہیں۔ مثلاً لفظ ''لم''

الناس علی الاسلام..... و یهلک المسیح الدجال. مطلب جن کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد کفار سے جہاد کریں گے اور دجال کو ہلاک کر دیں گے۔

۱..... تصدیق از امام احمد مجدد وقت (دیکھو عسل مصفّٰی جلد اوّل ص ۱۹۲،۱۹۳) یہ حدیث مسند امام احمد میں بھی موجود ہے۔

۲..... تصدیق از حافظ ابن حجر مجدد وقت (دیکھو عسل مصفّٰی جلد اوّل ص ۱۹۲،۱۹۳) انھوں نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح لکھا ہے۔ (دیکھو فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷)

ابو عبیدہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ ابن مریم لے کر فرمایا ہے کہ وہ مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔ (جیسا کہ لَمْ یَکُنْ کے الفاظ اعلان کر رہے ہیں) پھر ارشاد فرمایا کہ تحقیق وہی ابن مریم نازل ہونے والا ہے۔ نزول کا لفظ رفع یا صعود کا مقابل ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ''و تعلمون ان النزول فرع للصعود میدانید کہ نزول برائے صعود فرع است۔'' (انجام آتھم ص ۱۲۸ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

نیچے اترنا چڑھنے کا نتیجہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دونوں میں سے ایک کا یقینی علم حاصل ہو جائے تو دوسرا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ مثال اس کی یوں سمجھیں۔ ''جاگنا سونے کی فرع ہے۔ اگر کوئی آدمی جاگ اٹھا ہو تو وہ ضرور سویا ہوگا۔'' اسی طرح اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ثابت ہو جائے تو لازمی طور پر ان کا آسمان پر جانا بھی ثابت شدہ متصور ہوگا۔ اگر یوں کہا جائے کہ مرزا قادیانی لاہور سے آئے ہیں تو مرزا قادیانی کا لاہور جانا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اگر یوں کہا جائے کہ مرزا محمود ہوائی جہاز سے اترے ہیں تو ان کا ہوائی جہاز میں اڑنا بھی ثابت ہو جائے گا۔

پس جب ہم نے اس حدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت مریم صدیقہؓ کے بیٹے تھے نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ خود غرضی کا ستیاناس ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معنی غلام احمد اور مریم سے مراد چراغ بی بی لیا جا رہا ہے۔ اور آسمان سے مراد ماں کا پیٹ باپ سے مراد بیٹا اور بیٹے سے مراد بھائی اور باپ سے مراد بھائی یا بیٹا غرضیکہ جو کچھ دل چاہے معنی کر لیتے ہیں۔ اگر کسی زبان میں یہ طریقہ عام مروج ہو جائے تو امن عالم خطرہ میں پڑ جائے۔ میں کہتا ہوں مجھے کھانا دو۔ آپ مجھے مٹی دے دیں۔ اس پر میں قبول کرنے سے انکار کر دوں۔

آپ کہیں کہ لفظ سے مراد آپ کی منشا ہی تھی۔ لطف یہ کہ اس مجبوری پر بھی آپ کو کچھ دوست ایسے مل جائیں جو آپ کا استدلال مان لیں۔ تو بتایئے کہ ان کا شاہی کے سر پر کتنے سینگ ہوتے ہیں؟

بعض مرزائی کہتے ہیں کہ "آسمان سے" کے لفظ حدیث میں نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ یا اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کی طرح کلام کرنے والے نہیں ہیں کہ کلام میں غیر ضروری الفاظ بھی خواہ مخواہ داخل کرتے جائیں۔ قادیانیوں کی جانے بلا کہ فصاحت و بلاغت اور علم کلام کس جانور کا نام ہے؟ دیکھئے پچھلے دنوں مسٹر خالد لطیف گابا ولایت تشریف لے گئے تھے۔ اس میں ولایت کے لفظ سے پہلے "ہندوستان سے" کے الفاظ بڑھانے کا مطالبہ کرنا کس قدر حماقت ہے؟ اسی طرح ان کے ولایت جانے کے بعد یوں کہا جائے گا کہ مسٹر خالد لطیف گابا فلاں تاریخ ہندوستان آ جائیں گے۔ اس پر کہنے والے کا منشاء یقیناً ولایت سے آنے کا ہے۔

اس صورت میں "ولایت سے" کے لفظ بڑھانا کوئی ضروری نہیں ہے اسی طرح جبکہ تمام صحابہ کرامؓ جن سے خطاب تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری مانتے تھے۔ اندریں صورت "تنزل من السماء" کی بجائے صرف "نازل" کا لفظ کہنا ہی رسول کریم ﷺ کو زیب دیتا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ من السماء کے الفاظ کا اضافہ غیر ضروری تھا۔ رحمۃ للعالمین نے قادیانیوں کا ناطقہ بند کرنے کے لیے اپنی مبارک زبان سے من السماء کے الفاظ بھی بڑھا دیئے۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حدیث ......۳۰ "عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له و یمکث خمسا و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر وا حد بین ابی بکر و عمر رواه ابن جوزی فی کتاب الوفاء۔"

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)

"عمرو بن العاص فاتح مصر کے بیٹے حضرت عبداللہ صحابی رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور

عیسیٰ بیٹا مریم کا ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔"

تصدیق صحت حدیث

۱۔ یہ حدیث بیان کی ہے امام ابن جوزی نے جو قادیانیوں کے نزدیک چھٹی صدی میں تجدید دین کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور ان کے منکر کا کافر اور فاسق ہونا قادیانیوں کے نزدیک مسلم ہے۔ (دیکھو شہادۃ القرآن ص ۴۸ خزائن ج ۶ ص ۳۴۴)

۲۔ پھر اس حدیث کی صحت کو خود مرزا قادیانی اور اس کی جماعت نے اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں بڑے زور سے صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷۔ کشتی نوح ص ۱۵ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۔ نزول مسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۱۵ خزائن ج ۲۲ ص ۷۲۰۔ مسیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۱۔۳۳۰)

۳۔ مرزا قادیانی کے علاوہ خود مرزا محمود احمد نے بھی اس کی صحت کو اپنی کتاب انوار خلافت کے ص ۵۰ پر قبول کر لیا ہے۔

ناظرین! قادیانی مسلمات سے جب ثابت ہو چکا کہ یہ حدیث رسول کریم ﷺ کے مبارک الفاظ ہیں تو اب جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا انکار کرے کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ ذرا نتائج پر غور کیجئے۔

۱۔ آپ نے صرف حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ نہیں فرمایا بلکہ ساتھ ہی فرمایا مریم کا بیٹا۔

۲۔ پھر یہ نہیں فرمایا کہ وہ پیدا ہوگا بلکہ فرمایا کہ وہ زمین کی طرف نازل ہوگا معلوم ہوا کہ وہ اس ارشاد کے وقت زمین سے باہر تھے۔

۳۔ اس کے بعد فرمایا کہ نزول کے بعد آپ نکاح کریں گے اور آپ کے ہاں اولاد بھی ہوگی۔ سب جانتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع سے پہلے نکاح نہیں کیا تھا۔ پھر یہ نکاح نزول کے بعد ہی ہوگا۔

نوٹ مرزا قادیانی یہاں نزول سے مراد ماں کے پیٹ سے باہر نکلنا لیتے ہیں۔ اگر خلاف قرآن و حدیث یہ بات صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو مرزا قادیانی کو ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ پیدا ہوتے ہی عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کا خطاب خود دیا اور وہ بھی ۱۸۹۰ء کے بعد اگر نزول کی تاریخ یہی مان لی جائے تو پھر قادیانیوں کو ثابت کرنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کی شادی ۱۸۹۰ء کے بعد ہوئی تھی کیونکہ رسول کریم ﷺ کے الفاظ مبارک سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے ہمارے استدلال کو ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ پر

جانے بلا کہ قبر کے مفہوم میں کون کون سی صورتیں شامل ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قبر سے مراد صرف وہ تھوڑی سی جگہ ہی ہوتی ہے۔ جہاں جسم انسانی رکھا جاتا ہے۔ سنئے! ہم آپ کو فی قبری کے مفہوم دکھاتے ہیں اور وہ بھی دسویں صدی کے مجدد اعظم ملا علی قاری کی زبانی بتاتے ہیں تاکہ قادیانیوں کو جائے فرار نہ رہے جناب مجدد صدی دہم اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

"فیدفن معی فی قبری (ای فی مقبرتی) و عبر عنها بالقبر لقرب قبره بقبره فكانما في قبر واحد۔" (مرقات شرح مشکوۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

"میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی میرے روضہ مبارک میں اور مقبرہ کی بجائے قبر کا لفظ دونوں قبروں کے ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے استعمال فرمایا۔ گویا قرب کی وجہ سے دونوں ایک ہی قبر میں ہیں۔" امید ہے کہ اب قادیانی اپنے ہی مسلم مجدد کی تفسیر کو قبول کر کے خلوص کا ثبوت دیں گے۔ اگر پھر بھی ہٹ پر قائم رہیں تو ہم مجبوراً مرزا قادیانی سے اس مضمون کی عبارت درج کرتے ہیں۔

۱۔ "ابوبکر و عمر... ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کیے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔" (نزول المسیح ص ۴۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) اور واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر میں ان کا آخری زمانہ میں دفن ہونا... ممکن ہے۔ کوئی مثیل ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔" (ازالہ اوہام ص ۴۷۰ خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

مصنف احمدیہ پاکٹ بک لکھتا ہے۔ "مسیح حجرہ نبویہ میں دفن ہوگا۔"

(مکمل تبلیغی پاکٹ بک مؤلفہ عبدالرحمٰن قادیانی ص ۹۹۸)

پس خود قادیانی کے اپنے الفاظ سے ثابت ہو گیا کہ فی قبری سے مراد قرب قبر ہے نہ کہ عین قبر۔ لہٰذا قادیانی اعتراض محض "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" والی بات ہے۔ ورنہ یہ بھی کوئی اعتراض ہے جس سے اٹھا لینے کے دینے پڑ جائیں۔

حدیث......۴ ان روح الله عيسىٰ نازل فيكم فاذا رأيتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الى الحمرة والبياض .... لم يعرفي و يصلي عليه المسلمون۔"

(رواہ الحاکم ج ۳ ص ۴۹۰ عن ابی ہریرۃؓ۔ بحوالہ قادیانی کتاب مسک مصفی ج ۲ ص ۱۵۱)

تصدیق......۱ یہ حدیث اپنے مضمون میں حدیث نمبر ۳ سے ملتی جلتی ہے۔ اس واسطے اس کی تصدیق وہی کی تصدیق ہے۔

۲..... اس حدیث کو صحیح قرار دے کر مرزا خدا بخش مرزائی مصنف عسل مصفی نے استدلال کیا ہے۔ (دیکھو عسل مصفی ج ۲ ص ۱۵۱)

۳..... اس کی تخریج حضرت مجدد وقت قادیانیوں کے مسلمہ امام، امام حاکم نے کی ہے۔ ترجمہ اس کا بھی وہی سمجھ لیں جو حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں ہے۔ بہت تھوڑا اختلاف ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ناطقہ بند کرنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کا نہ صرف نام ہی لے گیا ہے بلکہ رسول کریم ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے ساتھ قرآنی خطاب روح اللہ بھی بیان کر دیا تاکہ کسی مصنوعی عیسیٰ (مرزا قادیانی) کی دال نہ گل سکے۔

حدیث ..... ۵ "عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات ص ۴۲۴ باب قول الله عزوجل انی متوفیک و رافعک الی للامام البیهقی۔")
(بحوالہ عسل مصفی جلد ۲ ص ۱۵۱ قادیانی کتاب)

تصدیق ..... ۱ اس حدیث کے راوی قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی چہارم امام بیہقی ہیں۔ پس یہ حدیث یقیناً صحیح ہے۔

۲..... اس حدیث کو مرزا خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب عسل مصفی ج نمبر ۲ ص ۱۵۱ پر صحیح تسلیم کیا ہے۔ مگر من السماء کے الفاظ ہضم کر گیا ہے۔ یہ قادیانی دیانت کا ثبوت ہے۔

"(امام) بیہقی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (مارے خوشی کے) تمہاری کیسی حالت ہوگی اس وقت جبکہ ابن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوگا۔ دراں حالیکہ تمہارا امام تمہیں میں سے ایک شخص ہوگا۔"

ناظرین! امام بیہقی نے خود اپنی اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور من السماء کے الفاظ کا اضافہ کر کے قادیانی نبی کے سینکڑوں برس بعد آنے والے اعتراضات کا جواب شارع علیہ السلام کی اپنی زبان مبارک سے اپنی صحیح میں درج کر دیا۔ مرزا قادیانی اپنے منصب کا ثبوت یوں دیتے ہیں۔

۱..... "صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں۔" (ازالہ خورد ص ۴۰ خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)

۲..... "اور یہ بھی سوچ لو کہ صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا کہیں بھی ذکر نہیں۔" (ازالہ خورد ص ۲۸۹ خزائن ج ۳ ص ۲۴۴)

۳۔ "تمام حدیثیں پڑھ کر دیکھو کسی صحیح حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں پاؤ گے۔"
(چشمہ معرفت ص ۲۲۰ خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۹)

ناظرین! مرزا قادیانی دین سے ناواقف مسلمانوں کو اپنے دجل و فریب میں اسی طرح سے چیلنج دے کر لے آتے تھے۔ اس حدیث کی صحت میں مسلمہ قادیانی مرزا کوئی عذر نہیں کیونکہ اس کو امام وقت و مجدد امام بیہقی نے قبول کر کے اپنی صحیح میں درج فرمایا ہے۔ دوسرے اسی ازالہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح ﷺ جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اس کتاب میں صحیح حدیث میں "آسمان سے" کے الفاظ کے ہونے سے انکار بھی کرتے ہیں حالانکہ خود ہی اسی کتاب میں اس چیلنج سے پہلے ان الفاظ کا صحیح حدیث میں ہونا قبول بھی کر رہے ہیں۔ فیا للعجب، غالباً مراق کا نتیجہ ہے۔

نوٹ: آسمان سے نازل ہونے کی بحث مزید آگے آئیں گے۔

حدیث۔ ۱۰: "عن ابن عباس فی حدیث طویل قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً هادیاً و حکماً عادلاً. (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶) (رواہ ابن عساکر)

تصدیق: مرزا قادیانی نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ اس حدیث کو حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ خزائن ج ۷ ص ۱۹۲ حاشیہ میں درج کر کے اس سے استدلال کیا ہے۔ مگر "یہودیانہ" دیانت سے کام لیتے ہوئے من السماء کے الفاظ کو ہضم کر گئے ہیں۔

"حضرت ابن عباس مفسر اعظم مسلم قادیانی ہیں۔
(ازالہ اوہام ص ۲۴۷ خزائن ج ۳ ص ۲۲۵ [illegible] جلد اول ص ۴۴۳)

فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ باتیں ہوں گی اس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے جبل افیق پر نازل ہوگا۔"

ناظرین! ۱۔ اس حدیث میں بھی رسول کریم ﷺ نے من السماء کے الفاظ ارشاد فرما کر قادیانی اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔

۲۔ اس حدیث میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مزید تشخیص کرنے کے لیے آپ نے "اخی" میرا بھائی کے لفظ بڑھا کر بتا دیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نبی اللہ ہی ہوگا

کیونکہ وہی عیسیٰ علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے بھائی ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی مصنوعی عیسیٰ بننے کی سعی کرے اور چراغ بی بی کا بیٹا ہو کر مریم کا بیٹا کہلائے اور اپنے آپ کو رسول پاک ﷺ کا بیٹا بھی ظاہر کرے وہ کس طرح اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

''اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی (رسول کریم ﷺ) وراثت پائی۔''

(ضمیمہ نزول المسیح ص ۲ ملخصاً خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

حدیث......۷ ''عن جابرؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال عرض علی الانبیاء فاذا موسٰی ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوۃ و رایت عیسٰی ابن مریم فاذا اقرب من رایت بہ شبھا عروۃ بن مسعود۔'' (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۰۷ باب بدء الخلق)

''حضرت جابرؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ معراج کی رات انبیاء علیہم السلام میرے سامنے پیش کیے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام تو دبلے پتلے تھے۔ گویا قبیلہ شنوۃ کے مردوں سے ملتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام مشابہ تھے ساتھ عروہ بن مسعودؓ کے۔''

حدیث......۸ ''عن عبداللّٰہ بن عمرؓ فی حدیث طویل قال قال رسول اللّٰہ ﷺ فیبعث اللّٰہ عیسٰی ابن مریم کانہ عروۃ بن مسعودؓ فیطلبہ فیھلکہ۔'' (مشکوٰۃ ص ۴۸۱ باب لاتقوم الساعۃ الاعلٰی شرار الناس) ''پس (دجال کے نکلنے کے بعد) بھیجے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو گویا وہ عروہ بن مسعود ہے۔ پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو پس ہلاک کر دیں گے اس کو۔'' معزز ناظرین غور کیجئے کہ رسول کریم ﷺ نے جس عیسیٰ ابن مریم (ہم شکل عروہ بن مسعود) کو معراج کی رات آسمان پر دیکھا تھا۔ اسی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (ہم شکل عروہ بن مسعود) کے آنے کی پیشگوئی فرما رہے ہیں۔ خیال فرمایئے آنحضرت ﷺ نے پہلے نام بیان فرمایا پھر نسب بھی بتا دیا تاکہ امت دھوکہ نہ کھائے۔ اس کے بعد مصنوعی عیسیٰ ابن مریم بننے والوں کو دو الگ الگ حدیثوں میں آسمان والے عیسیٰ اور نازل ہونے والے عیسیٰ کے ساتھ ابن مریم اور عروہ بن مسعود کا ہم شکل ہونا لگا کر خود مارغ انسانوں کو بھی سمجھانے کی کوشش کر گئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی دوبارہ آئیں گے۔ اب بھی اگر کوئی قادیانی لاتسلم کی رٹ لگائے ہوئے تو اس کا علاج ہمارے پاس نہیں۔

حدیث......۹ ''عن عائشۃؓ قالت قلت یارسول اللّٰہ ﷺ انی اری انی اعیش

بعدک فتاذن لی ان ادفن الی جنبک فقال انّی بذالک الموضع مافیہ الا موضع قبری و قبر ابی بکر و عمر و عیسٰی ابن مریم۔" (مسند احمد ج ۶ ص ۵۷ حاشیہ)"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ایں معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ پس مجھے اجازت دیں کہ میں بھی آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ پس آپ نے فرمایا۔ کس طرح ممکن ہے اس میں تو صرف چار قبروں کی جگہ ہے۔ میری قبر اور ابوبکر و عمر و عیسٰی بن مریم کی قبر کی۔"

تصدیق......! یہ حدیث امام احمد قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی دوم نے اپنی مسند میں بروایات صحیحہ درج کی ہے۔ اب کس قادیانی کی جرأت ہے کہ اپنے ہی امام اور مجدد کی روایت کردہ حدیث سے انکار کرے اور حسب الحکم مرزا قادیانی فاسق اور کافر ہو جائے۔

۲ . حدیث کو حدیث نمبر ۳ کی روشنی میں دیکھنے سے اس کی توثیق کا یقین ہو جاتا ہے۔

۳...... تصدیق از حضرت عبداللہ بن سلامؓ و امام بخاریؒ "قال عبداللہ بن سلام یدفن عیسٰی ابن مریم مع رسول اللہ ﷺ و صاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً۔"" امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن سلام صحابی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دفن ہوں گے رسول کریم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ پس ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ "اخرج البخاری فی تاریخہ"

۴..... ترمذی میں ہے۔ وقد بقی فی البیت موضع قبر یعنی حجرہ نبوی میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

محترم ناظرین! جس طرح ابھی تک حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بیوی اور اولاد کا نہ ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح کرۂ ارضی پر ان کی قبر بھی نہیں ہے۔ بلکہ حسب الحکم رسول کریم ﷺ آپ کے حجرہ مبارک میں حضرت مسیح کے لیے قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ اگر وہ فوت ہو گئے ہوتے تو رسول کریم ﷺ اپنے پہلو میں ان کے دفن کے لیے جگہ نہ چھڑوا جاتے۔ پس ثابت ہوا کہ ابھی تک حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں۔

نوٹ: مرزا قادیانی اور ان کی امت نے مل ملا کر سری نگر کشمیر میں ایک قبر کا نام قبر عیسٰی علیہ السلام رکھ لیا ہے۔ مگر ابھی تک اس کا تاریخی ثبوت نہیں پہنچا سکے۔ اگر ان کے اس مضحکہ خیز دعویٰ میں ذرا بھر بھی صداقت ہوتی تو کروڑہا عیسائی سری نگر میں اپنے نبی بلکہ اپنے ابن اللہ کی قبر کی زیارت کے لیے ہر سال ضرور جایا کرتے۔ قادیانیوں کا یہ

بھی کچھ بادلیل ہے۔ اس کی صحت کا اندازہ آپ اس امر سے لگائیں کہ رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرامؓ تو فرماتے ہیں کہ ان کے دفن کرنے کے لیے جگہ حجرہ مبارک نبویہ میں موجود ہے اور قیامت کے دن دونوں اولوالعزم رسول ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے۔ مگر مرزا قادیانی اس کی تردید کر کے ان کو دفن شدہ ثابت کرتے ہیں۔

حدیث......۴۰ آنحضرت رسول کریم ﷺ بمع صحابہ ابن صیاد کو دیکھنے گئے کیونکہ ابن صیاد کے بارہ میں صحابہ کو شبہ تھا کہ یہی دجال نہ ہو۔ عن جابر قال ان عمر قال ائذن لی یارسول اللّٰہ فاقتلہ فقال رسول اللّٰہ ﷺ ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسیٰ ابن مریم و ان لم یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد (رواہ بغوی ج ۳ ص ۳۶۸ بحوالہ عسل مصفیٰ جلد دوم ص ۲۹۲) ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیں مجھے کہ میں ابھی ابن صیاد کو قتل کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد دجال معہود ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا کیونکہ اس کے قاتل عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

تصدیق......۱ مرزا قادیانی نے بھی اس حدیث کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ''آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ابن صیاد کے قتل کرنے سے منع فرمایا اور نیز فرمایا کہ ہمیں اس کے حال میں ابھی تک اشتباہ ہے۔ اگر یہی دجال معہود ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ ابن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۲۵ خزائن ج ۳ ص ۲۱۳)

۲ عسل مصفیٰ جلد ۲ ص ۲۹۲ پر بھی اسی حدیث کو صحیح مانا گیا ہے۔

حضرات! غور کیجئے یہاں سے مندرجہ ذیل باتیں اظہر من الشمس ہیں۔

۱...... دجال معہود کوئی قوم نہیں بلکہ صحابہؓ اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک دجال معہود ایک شخص واحد ہے۔

۲...... واقعی ابن صیاد کو دجال معہود بعض صحابہؓ نے سمجھ لیا تھا کیونکہ جس قدر علامات اس وقت تک صحابہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے بتلائی تھیں وہ اس میں پائی جاتی تھیں۔ مگر جب رسول کریم ﷺ نے صحابہؓ کی غلط فہمی کو معلوم کیا۔ تو مفصل علامات دجال معہود بیان فرما دیں۔ پھر کسی صحابیؓ کو بھی تردد نہ ہوا۔

۳...... دجال معہود ایک شخص ہوگا اور اس کو قتل کرنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے

جو بیٹے ہیں حضرت مریم کے۔

۴۔۔ تمام صحابہ حضرت رسول کریم ﷺ سے دجال کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہونا سن کر خاموش ہو گئے۔ پس رسول کریم ﷺ اور تمام صحابہؓ کا حیات عیسیٰ ابن مریم پر اجماع ثابت ہو گیا کیونکہ مردہ قتل نہیں کر سکتا۔ یقیناً وہ زندہ ہیں۔ دجال کے ظہور کے وقت آسمان سے نزول فرما کر دجال کا مقابلہ کر کے اسے قتل کر دیں گے۔

نوٹ۔۔ مرزا قادیانی نے یہ جو لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تک ہمیں اس کے حال میں اشتباہ ہے۔ یہ محض افتراء علی الرسول ہے۔ رسول پاک ﷺ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا۔

حدیث۔۔۔۔۱۱ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ابن ماجہ میں موقوفاً اور مسند احمد میں مرفوعاً مروی ہے۔ عن عبداللہ بن مسعود قال لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ ﷺ لقی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ فتذاکروا الساعۃ فبدؤا بابراھیم فسالوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ علم فرد الحدیث الی عیسیٰ ابن مریم فقال قد عھد الی فیما دون وجبتھا فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ.

(مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵، ابن ماجہ ص ۲۹۹ باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ ابن مریم)

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے ملاقات کی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ پس انھوں نے قیامت کا ذکر چھیڑ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخر الامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خدا عزوجل کے کسی کو معلوم نہیں۔ پس انھوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔'' یہ حدیث مسند احمد میں مرفوعاً مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ رسول کریم ﷺ کی اپنی زبان مبارک سے نکلے ہوئے درج ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قرب قیامت کا ذکر کر کے فرمایا۔ ''ان الدجال خارج و معی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیھلکہ اللہ اذا رانی.'' یعنی دجال نکلے گا اور میرے ساتھ تیز تلوار ہو گی۔ پس جب وہ مجھے دیکھے گا تو ایسے

طرح پگھلے گا جس طرح نمک (آگ سے پگھلتا ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پس اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیں گے جب وہ مجھے دیکھے گا۔"

تصدیق حدیث......۱ اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرنے والے حضرت امام احمد قادیانیوں کے مسلم مجدد صدی دوم ہیں۔ پس یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

۲......اس حدیث کو قادیانیوں کے دو اور مجددین نے صحیح سمجھ کر اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ (دیکھو درمنثور اور بیہقی)

۳......مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے اپنی کتاب شمس بازغہ ص ۹۸ پر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

نتائج......۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قرب قیامت کے لیے اپنے نزول کو ایک علامت ٹھہرایا ہے۔ گویا کلام اللہ کی آیت انہ لعلم للساعۃ کی تفسیر بیان فرما رہے ہیں۔

۲......حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور وہی آسمان والے عیسیٰ ابن مریمؑ نازل ہونے کا وعدہ فرما رہے ہیں۔

۳......حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد دجال کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔

۴......قتل کا لفظ استعمال کر کے قادیانیوں کے تمام تانے بانے کو درہم برہم کر رہے ہیں۔ دجال کا قتل تحریروں اور چندوں سے نہیں ہوگا بلکہ تلوار کے ذریعہ ہوگا۔

یہ ساری باتیں مرزا قادیانی میں کہاں ہیں۔ کیا معراج کی رات مرزا قادیانی نے ہی رسول کریم ﷺ سے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا اور کیا مرزا قادیانی نے دجال کو قتل کر دیا ہے؟ ان کی حالت عجیب ہے۔ کبھی انگریزوں کو دجال بناتے ہیں اور کبھی اولی الامر۔ پھر عیسائیوں کے ساتھ مباحثوں میں جو مرزا قادیانی کی گت بنا کرتی تھی۔ اس کا کچھ اندازہ لگانا ہو تو مرزا قادیانی کی اپنی مرتب کردہ روئداد جلسہ مباحثہ با عیسائیاں بنام "جنگ مقدس" سے لگ سکتا ہے۔

حدیث......۱۲ "عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ (رواہ البخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)" حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ (اے مسلمانو) اس وقت (مارے خوشی کے) تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور

حال یہ ہوگا کہ تمہارا امام (نماز میں) تمہیں میں سے ہوگا۔"

تصدیق الحدیث......۱ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے جن کی صحیح کو مرزا قادیانی اصح الکتب بعد کتاب اللہ سمجھتے ہیں۔ یعنی کلام اللہ کے بعد دوسرا درجہ صحیح بخاری کا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۸۸۴ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲ و تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵ و ایام الصلح ص ۷۸ خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۹)

۲...... اس حدیث کو خود مرزا قادیانی نے اپنی اکثر کتابوں میں صحیح تسلیم کیا ہے گو معنی غلط سلط کر کے اپنے آپ پر چسپاں کر لیے ہیں مگر معنوں کا چسپاں کرنا ہم ناظرین کی سخن فہمی پر چھوڑتے ہیں۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۸ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۹۳، چشمہ معرفت ضمیمہ خزائن ج ۲۳ ص ۲، ایام الصلح ص ۲۸ خزائن ج ۱۴ ص ۲۰۹، ص ۱۵۴، ۱۵۳، ۳۹۹، ص ۱۳۶، ۳۰۳) پر اس حدیث کا صحیح ہونا مان رہے ہیں۔

تشریح......۱ اس حدیث میں رسول کریم ﷺ مسلمانوں کو ان کی وجدانی مسرت و کیفیت کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ ایک طرف دجال بمعہ اپنی تمام افواج جنگ کے لیے تیار ہوگا۔ بالمقابل حضرت امام مہدی اسلامی صفوں کو مرتب کر رہے ہوں گے۔ ایک دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور مسلمان قرآن کریم اور احادیث نبوی کے مطابق پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور ان کی مسرت و بہجت کی کوئی حد نہ رہے گی۔

۲...... میں تمام قادیانی امت کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر مذکورہ بالا معنی اور تشریح صحیح نہیں ہے تو وہ محاورہ عرب سے کیف انتم یا کیف بکم کا مطلب اور اس کی فلاسفی اس حدیث میں سمجھا کر ممنون فرمائیں۔ مرزا قادیانی کا نزول کب مانیں۔

آیا ۱۸۳۰ء	=	ماں کے پیٹ سے باہر نکلنے کو (تریاق القلوب)
یا ۱۸۸۰ء	–	تاریخ دعویٰ مجددیت کو
یا ۱۸۹۲ء	=	تاریخ دعویٰ مسیحیت کو
یا ۱۹۰۱ء	=	تاریخ دعویٰ نبوت حقیقی کو

مسلمانوں کو کیا خوشی ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی تو کفر کی مشین گن لے کر آئے تھے اور اس کو مسلمانوں کے خلاف ہی چلانا شروع کر دیا۔ کیا نعوذ باللہ مسلمانوں کو اس ناگفتہ بہ حالت کی بشارت رسول کریم ﷺ دے رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

۳...... مجددین امت محمدیہ مسلمہ قادیانی میں سے اگر قادیانی جماعت کسی ایک مجدد کا قول

بھی اس حدیث کی تفسیر کے متعلق اپنی تائید میں پیش کر دیں تو علاوہ مقررہ انعام کے مبلغ دس روپے اور انعام دوں گا۔

۴..... اس حدیث کے مرزا یوں معنی کرتا ہے۔ ''تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہی تمہارا امام ہوگا۔''

اس کے باطل ہونے کی دو وجوہات تو نمبر۲ و نمبر۳ میں بیان کر چکا ہوں۔

بقیہ ملاحظہ ہوں۔

ا..... مرزائی تفسیر علوم عربیہ کے مخالف ہے کیونکہ مرزائی معنی صحیح ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی فقرہ ''امامکم منکم'' کو ابن مریم کی تفسیر کہا جائے یعنی ''عطف تفسیری'' کہا جائے۔ مگر عطف بیان کے لئے عربی میں واؤ استعمال نہیں کرتے۔ لہٰذا اس کو عطف بیان قرار دے کر ابن مریم کی تفسیر قرار دینا علوم عربیہ اور لسان عربی کے محاورات کو کند چھری سے ذبح کرنے کے مترادف ہے۔

ب..... خود مرزا قادیانی کی قلم سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تائید میں کئی جگہ شہادت دلا دی ہے۔ مرزا قادیانی اپنی امت کو مسلمانوں کے پیچھے نماز میں اقتدا کرنے سے روکنے کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''چاہئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تم دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۶۴)

نوٹ: اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ مسیح نازل ہونے والا کوئی اور ہے اور مسلمانوں کی نماز کا امام کوئی اور۔ اور یہی حدیث میں مقصود ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کے اپنے امام حضرت امام مہدی ہوں گے اور وہی نماز پڑھائیں گے۔

دوسری جگہ اسی حدیث سے استنباط کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔''

(الحکم ۱۷؍ اپریل ۱۹۰۳ء)

ج..... ہم مرزائی تفسیر کی تائید میں رسول کریم ﷺ کی اور احادیث پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اس کے بعد قادیانی بحکم ''تعریف را منصف نمو کند بیان'' رسول کریم ﷺ کی تفسیر کو مرزا قادیانی کے بیان پر ترجیح دینے میں کوئی عذر نہ سمجھیں گے۔ وہ حدیث درج ذیل ہے۔

حدیث..... ۱۳۰ مسلم کی طویل حدیث میں ہے۔ عن جابرؓ قال قال رسول

اللہ ﷺ ...... فینزل عیسٰی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا. فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة (مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ)

تصدیق روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں جس کی عظمت وصحت کو مرزا قادیانی نے قبول کر لیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۸۸۴ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲) کہ "حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں۔۔ پس نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔ مسلمانوں کا امیر انہیں کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ یہ شرف صرف امت محمدیہ ہی کو ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امیر و امام ہوں۔"

۱۔۔ اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ حدیث نمبر ۱۴ میں وامامکم منکم کے قادیانی معنی سراسر افتراء اور دجل وفریب ہے۔

۲۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں مسلمانوں کی امامت سے انکار کر کے اور امامت نماز کا حق صرف امت محمدیہ میں سے بعض کے حوالہ کر کے اپنا انجیلی نبی اور عیسیٰ نبی اسرائیل ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ صاف فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری امامت نہیں کروں گا۔

کیا مرزا قادیانی بھی مسلمانوں کی امامت سے انکار کرتے تھے؟ سبحان اللہ اس دماغ کے آدمی کھڑے ہو کر انا المسیح الموعود کا نعرہ لگاتے ہیں اور لطف یہ کہ بعض علوم عربیہ سے بے بہرہ۔ عوام الناس بالخصوص انگریزی تعلیم یافتہ اس آواز پر لبیک کہنے لگ جاتے ہیں۔ کاش وہ علوم عربیہ اور قرآن و احادیث سے واقف ہوتے۔ تو یقیناً مرزائی دجل وفریب کا شکار نہ بنتے۔

۳ یہی مضمون سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔ یہ وہی سنن ابن ماجہ حدیث کی کتاب ہے جس کو مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں بہت عظمت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"عن ابی الامامة الباھلی قال قال رسول اللہ ﷺ امامھم رجل صالح تقدم یصلی لھم الصبح اذ نزل عیسٰی ابن مریم علیہ السلام فرجع ذالک الامام یمشی القھقری لیتقدم عیسٰی علیہ السلام فیضع یدہ عیسٰی بین کتفیہ ثم یقول تقدم فصل فانھا لک اقیمت فیصلی بھم امامھم فاذا انصرف قال عیسٰی افتحوا الباب فیفتح و وراءہ الدجال معہ سبعون الف یھودی فیدرکہ عند باب لد الشرقی فیقتلہ" (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸ باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریمؑ وخروج یاجوج ماجوج) "ابو امامہ

اباماؓ صحابی رسول اللہ ﷺ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ دجال کے خروج کے زمانہ میں بیت المقدس کے لوگوں کا امام ایک نیک شخص ہوگا۔ ایک روز ان کا امام آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھانا چاہے گا کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت آن اتریں گے۔ یہ امام ان کو دیکھ کر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے ہو کر نماز پڑھائیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا داہنا ہاتھ اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھ دیں گے اور امام المسلمین سے فرمائیں گے آپ ہی آگے بڑھئیے کہ یہ نماز آپ ہی کے لیے قائم ہوئی تھی۔ پھر وہ امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ جب نماز سے فارغ ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھول دیا جائے گا۔ وہاں پر دجال ہوگا۔ ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ جن میں سے ہر ایک کے پاس تلوار ہوگی پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد شرقی کے پاس جا کر قتل کر دیں گے۔"

اس حدیث نے اصلاحی تفسیر کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اب بھی اگر مرزائی یہی رٹ لگائے جائیں کہ امامکم منکم کے معنی یہ ہیں کہ "عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی کے ایک فرد ہوں گے" تو گویا اس بیان کا لغو ہونا اظہر من الشمس ہو چکا ہے تاہم ان معنوں کو قبول کر لیتے ہیں اور ان معنوں کو درست تسلیم کر کے مرزائی دجل کی حقیقت طشت از بام کرتے ہیں۔ اس صورت میں پھر مطلب یہ ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے مستقل نبی و رسول تھے اور خود ایک امت کے رسول تھے۔ اب اسی امت کے ایک فرد کی حیثیت رکھتے ہوں گے۔ گویا وہ بجائے لوگوں کو اپنی نبوت کی طرف دعوت دینے کے خود رسول کریم ﷺ کی امت میں شامل ہو جائیں گے اور ایسا کرنا ان پر واجب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا ہوا ہے۔ اگر ان کی موجودگی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لے آئیں تو ان کی نبوت پر ایمان لے آئیں اور انہیں کی تائید میں لگ جائیں۔ چنانچہ وہ آیت حسب ذیل ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ. (آل عمران ۸۱)

مطلب اس آیت کا اگر ہم بیان کریں گے تو قادیانی صاحبان فوراً انکار کر دیں گے۔ تم اس کا مطلب مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں تاکہ قادیانیوں کے لیے کوئی جائے فرار نہ رہے اور سوائے قبول کر لینے کے چارہ نہ رہے۔ مرزا قادیانی اس

آیت کو ریویو آف ریلیجنز جلد اوّل نمبر ۵ کے ص ۱۹۶ پر درج کر کے لکھتے ہیں۔

''اس آیت میں بنص صریح ثابت ہوا کہ تمام انبیاء جن میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ مامور تھے کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں اور انھوں نے اقرار کیا کہ ہم ایمان لائے۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس آیت کی رو سے ان مومنین میں داخل ہیں جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے۔''

پھر اسی آیت کو درج کر کے یوں ترجمہ کیا ہے۔

''اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب تمھیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمھارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمھاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمھیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور اس کی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے۔ انھوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳)

علاوہ ازیں اسی آیت کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا ہے: قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۳۔ خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا امت محمدی میں شامل ہونے کے لیے

انجیل برنباس میں جس کے معتبر ہونے پر مرزا قادیانی نے سرمہ چشم آریہ کے ۲۳۹۔۲۴۳ خزائن ج ۲ ص ۲۸۷۔۲۹۳ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا درج ہے۔

''یا رب بخشش والے اے رحمت میں غنی تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔'' (انجیل برنباس فصل ۲۱۲ آیت ۱۴)

پس اگر بفرض محال ہم قادیانی معنی اور تفسیر درست تسلیم کر لیں تو بھی مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی گنجائش کا امکان نہیں۔ پھر اس کا مطلب صاف ہے کہ اے لوگو! میرا نبی تمھارے لیے خوشی اور مسرت کا مقام ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولو العزم رسول بھی تمھاری طرح میرا اتباع کر رہا ہے گا۔ اس سے امت محمدی کو اس کے عالی مرتبہ ہونے کی بشارت کا اعلان ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ہمیں میں سے ایک ہوں گے۔ یعنی امت محمدی میں شامل ہو کر رسول کریم ﷺ کے دین کی خدمت کریں گے۔

پس حدیث کے خواہ اسلامی معنی قبول کریں خواہ مرزائی بہرحال مرزا قادیانی مسیحیت سے ہاتھ دھولیں۔

حدیث......۱۳۰ عن نواس بن سمعانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ...... فبینما ھو کذالک اذبعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھزودتین واضعا کفیہ علیٰ اجنحۃ ملکین اذاطاطأ راسہ قطر و اذا رفعہ تحدر منہ مثل جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسہ الامات و نفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فیطلبہ حتّٰی یدرکہ بباب لد فیقتلہ.

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۱ باب ذکر الدجال)

''قادیانیوں کی عادت ہے کہ وہ ''لا نُسَلِّمُ'' کا بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔ ہم بھی ان کا تاقب بند کرنے میں ماشاء اللہ ماہر واقع ہوئے ہیں۔ ہم ترجمہ حدیث کا مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

''دجال اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہوگا کہ ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا۔ اور جس وقت وہ اترے گا اس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی۔ یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اس نے پہنے ہوئے ہوں گے اور دونوں ہتھیلی اس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی... جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اس کے پسینہ کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اوپر کو اٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے دانوں کی طرح گریں گے۔ جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لیے ممکن نہیں ہوگا کہ ان کے دم کی ہوا پا کر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائے گا اور دم ان کا ان کی حد نظر تک نہ ہوگا پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازے پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اس کو جا پکڑیں گے اور اس کو قتل کر ڈالیں گے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۰۱، ۲۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۰۹)

تصدیق صحت حدیث از مرزا قادیانی ۱... اس حدیث کو مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام ص ۲۰۲، ص ۲۰۹ خزائن ج ۳ ص ۱۹۹ تا ۲۰۱ پر درج کیا ہے اور اس سے اپنی

صداقت میں استدلال بھی کیا ہے۔ لیکن حدیث کے الفاظ کی طاقت مرزا قادیانی کو آرام نہیں کرنے دیتی۔ کبھی کہتے ہیں یہ کشف تھا۔ کبھی کہتے ہیں۔ امام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

خیال فرمائیے! حدیث کو ضعیف بھی سمجھتے ہیں۔ ساتھ ہی اس کو اپنی صداقت میں بطور دلیل بھی پیش کرتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۲۰۲ سے ص ۲۲۵ خزائن ج ۳ ص ۱۹۹ تا ۲۰۹) تک مرزا قادیانی کی دماغی پریشانی کا عجیب مظاہرہ ہو رہا ہے۔ جو شخص ساری حدیث کو پڑھے گا وہ تو اس حدیث کو کشف نبوی کہنے پر سے وجہ کا کذب و افتراء تصور کرے گا باقی رہا حدیث کا ضعیف ہونا اور اس کی دلیل یہ بیان کرنا کہ "یہ وہ حدیث ہے۔ جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے۔ جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۲۵ خزائن ج ۳ ص ۲۰۹) اگر کوئی قادیانی امام بخاری کا قول ان کی کتاب سے دکھا دے کہ انہوں نے اس حدیث کو ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے تو ہم مبلغ یکصد روپیہ مزید انعام کا اعلان کرتے ہیں۔

پس اگر قادیانیوں کو حق کے ساتھ ذرا بھی انس ہے۔ تو مرزا قادیانی کا دعویٰ سچا ثابت کریں۔ ورنہ ایسے مفتری سے برأت کا اعلان کر دیں۔ اگر قادیانی یوں کہیں کہ امام بخاری کا اس حدیث کو نقل نہ کرنا خود اس دعویٰ کی صداقت کا ثبوت ہے تو پھر قادیانی عجیب کیا فرمائیں گے۔ ان احادیث کے بارہ میں جن کے سہارے مرزا قادیانی کی مسیحیت و مجددیت کا ڈھانچہ کھڑا کیا گیا ہے حالانکہ ان احادیث کا بخاری شریف میں نام و نشان بھی نہیں۔ مثال کے طور پر ہم صرف چند مثالیں عرض کرتے ہیں۔

۱ حدیث مجدد ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ الحدیث۔

۲ حدیث کسوف و خسوف ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ الحدیث۔

۳ حدیث ابن ماجہ لا مھدی الا عیسیٰ کہ عیسیٰ کے سوائے کوئی مہدی نہیں۔

تصدیق از مرزا قادیانی ..... ۲ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کر کے اپنی صداقت میں مندرجہ ذیل کتابوں میں پیش کیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۵ خزائن ج ۱۷ ص ۲۴۰ ازالہ اوہام ص ۶۹۹ تا ۷۹۲ خزائن ج ۳ ص ۴۷۷ تا ۴۷۸۔ شہادۃ القرآن ص ۴ خزائن ج ۶ ص ۲۹۸۔ انجام آتھم ص ۳۴ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

تصدیق صحت حدیث از مرزا قادیانی: ۳ .. مرزا قادیانی نے اس حدیث کی

صحت کو اس حد تک تسلیم کر لیا ہے کہ آخر تک آ کر خود بدولت کو اس حدیث کا مصداق ثابت کرنے کے لیے قادیان کو دمشق ثابت کرنا پڑا اور قادیان میں ایک منارہ بنام منارۃ المسیح تعمیر کر کے اس پر چڑھ کر اترنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ آپ نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے اخراجات کے لیے اپنی امت سے چندہ کی اپیل کی۔ اشتہار کا نام ہی اشتہار چندہ منارۃ المسیح ہے اور پورا اشتہار تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۹۔۳۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۲ پر درج ہے۔ مرزا قادیانی نے حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ صرف تاویلات رکیکہ کو کام میں لا رہے ہیں اور پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مغرب اور مشرق میں فرق کرنا بھول گئے۔ جنوب کو شمال سے تمیز نہیں کر سکتے۔ چنانچہ۔

مرزا قادیانی کی حواس باختگی ملاحظہ ہو۔ اپنے گھر کی سمت اور پتہ تک یاد نہیں رہا اور قوت متخیلہ مدرکہ نے فیل ہو کر عجب گھپڑ مچایا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ”یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے۔ جو لاہور سے گوشہ مغرب جنوب میں واقع ہے۔ وہ دمشق سے ٹھیک شرقی جانب پڑی ہے۔“

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۳۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

حضرات غور کیجئے! جناب مرزا قادیانی کو عیسیٰ بن مریم کی مسند چھیننے کا کس قدر شوق ہے؟ مگر عقل اور تمیز کا یہ حال ہے کہ شمال کی بجائے جنوب اور مشرق کی بجائے مغرب کہہ رہے ہیں۔ قادیانی لوگوں سے تعجب در تعجب ہے کہ وہ ایسے حواس باختہ انسان کو کس نفع اور غرض سے نبی، مسیح موعود اور مجدد مان رہے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی سے زیادہ عقل وخرد سے عاری اور کوئی نہیں مل سکتا تھا؟

تصدیق صحت حدیث از مرزا قادیانی.... ۴ ”شاید ہمارے بعض مخلصوں کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ منارۃ المسیح کیا چیز ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولیٰ خیر الاصفیاء و خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا۔ اس کا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا۔ جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔“

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۵۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱۵)

تصدیق از مرزا قادیانی.... ۵ مفصل دیکھیں تحفہ گولڑویہ ص ۴۸۔ خزائن ج ۱۷ ص ۱۲۳ تا ...)

تصدیق از مرزا قادیانی......۶ تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۹۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۴۰۔

تصدیق از مرزا قادیانی......۷ ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲ و ص ۷۷۔۱۹۶۔

تصدیق از مرزا قادیانی......۸ حج اسلام ص ۱۵ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۵۰۔

تصدیق حدیث از مرزا محمود احمد خلیفہ مرزا قادیانی

چھوٹے مرزا نے بڑے مرزا کی نبوت ثابت کرنے کو یہ حدیث بڑے زور شور سے پیش کی ہے۔ (دیکھو حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۲)

تصدیق از شیخ محی الدین ابن عربیؒ

یہ وہ شخص ہیں جن کے متعلق مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ شیخ قدس سرہ صحیح اور ضعیف حدیث کے متعلق خود رسول کریم ﷺ سے بالمشافہ ملاقات کر کے پوچھ لیا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۲ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) یہ بزرگ بھی اس حدیث کو فتوحات مکیہ باب ۳۶۹ میں ذکر کر کے اس کو صحیح قرار دے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جسمانی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ مفصل ہم آگے بیان کریں گے۔

ناظرین اس قدر بحث ہم نے اس حدیث کے صحیح ثابت کرنے میں اس واسطے کی ہے کہ مرزا قادیانی نے سب سے زیادہ اسی حدیث کو ضعیف کہا ہے اور لطف یہ کہ اسی حدیث کو سب سے زیادہ اپنی تصدیق میں پیش بھی کرتا ہے۔ اب ہم اس کی تشریح کرتے ہیں۔

۱. اس کا ترجمہ تو وہی ہے جو مرزا قادیانی نے کیا ہے۔

۲. اس ترجمہ کو تمام مجددین امت محمدیہ نے جن کو مرزا بھی بذمت سچے مجدد تسلیم کر چکا ہے۔ بلا تاویل حقیقی معنوں میں تسلیم کرتے ہیں۔ پس گویا اس حدیث کے حقیقی معنوں پر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے اگر قادیانی اپنی تاویلات رکیکہ کا ثبوت تیرہ سو سال کے قریباً ۸۶ مجددین میں سے کسی ایک سے بھی تصدیق کرا دیں تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دیں گے۔

۳. مرزا قادیانی اس کو صحیح تسلیم کر کے کہتے ہیں کہ یہ رسول کریم ﷺ کا کشف تھا۔ اس کی تردید خود نواس بن سمعانؓ ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ ”ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال فقال ان یخرج وانا فیکم“ ”یعنی ذکر کیا (صحابہ سے) رسول کریم ﷺ نے دجال کا اور فرمایا اگر وہ نکلے درآنحالیکہ میں تم میں موجود ہوں الخ۔“ اس کو کون عقل کا اندھا کشفی بیان کہہ سکتا ہے؟ ہاں صاحب الغرض مجنون کا مصداق کہہ سکتا

ہے کیونکہ ایسے ہی لوگ کہا کرتے ہیں۔ دو دو نے۔ چادر دو نیاں۔

۴..... خود مرزا قادیانی نے حدیث کو حقیقی معنوں کے لحاظ سے بھی صحیح تسلیم کر لیا ہے۔

''میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۲ خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ حاشیہ)

۵..... مرزا قادیانی نے حدیث نواس بن سمعان میں نزول کے معنی آسمان سے اترنا بھی خود ہی مان لیے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔''

(ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

اور ایسا ماننے سے وہ انکار بھی کیوں کر سکتے ہیں کیونکہ حدیث معراج سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں قرب قیامت میں نازل ہوں گا اور دجال کو قتل کروں گا اور اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کا قتل کیا جانا ثابت ہے اور نزول کا لفظ بھی وہی مستعمل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول مقبول ﷺ کے سامنے ارشاد فرمایا تھا وہ ہی الفاظ رسول پاک ﷺ نے اس حدیث میں اپنی امت کو فرما کر اعلان کر دیا کہ نازل ہونے والا وہی ابن مریم ہے۔

۶ ایک اور جگہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس نزول کو ''نزول من السماء'' قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ''والنزول ایضاً حق نظراً علی تواتر الآثار وقد ثبت من طرق فی الاخبار'' ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول تواتر احادیث سے مختلف طریقوں سے ثابت ہے۔'' (انجام آتھم ص ۱۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) اب جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثابت ہو گیا تو آپ کا صعود یعنی رفع جسمانی خود بخود ثابت ہو گیا کیونکہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ''تعلمون ان النزول فرع للصعود تم جانتے ہو کہ نزول رفع کا نتیجہ ہے۔'' (انجام آتھم ص ۱۴۸ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

پھر لکھتے ہیں۔ ''اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا اس کے جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۶۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۶)

پھر لکھتے ہیں۔ نزول عیسیٰ کو ''نزول من السماء'' یعنی آسمان سے اترنا تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''وانی انا المسیح النازل من السماء۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱ خزائن ج ۱۷ ص ۸۳)

''اور تحقیق میں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے نازل ہونے والا ہے۔''

حضرات غور کیجئے! آخر شرم و حیا بھی کوئی چیز ہے۔ خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ نزول سے مراد جسمانی نزول ہے۔ خود ہی مانتے ہیں کہ مسیح نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ پھر کس قدر دیدہ دلیری سے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آسمان سے میں ہی نازل ہوا ہوں۔ مرزا قادیانی! آپ نے اس دنیا میں ونیا آنا ان الفاظ میں لکھ چکے ہیں۔

"میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی۔ بعد میں میں نکلا تھا۔" (تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

فرمائیے جناب آپ کے خیال میں آسمان کے معنی ماں کا پیٹ بھی ہے۔ نزول کے معنی پیٹ میں سے نکلنا بھی ہے۔ اگر آپ یا آپ کی جماعت آسمان کے معنی ماں کا پیٹ یا نزول کے معنی ماں کے پیٹ سے باہر نکلنا دکھا دیں تو یکصد روپیہ نقد قادیانی خزانہ عامرہ میں جمع کرانے کے لیے تیار ہوں۔

<u>حدیث…… ۱۵</u> عن الحسن قال قال رسول اللہ ﷺ لیہود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة. (درمنثور جلد ۲ ص ۳۶ زیر آیت یاعیسیٰ انی متوفیک)

"امام حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے یہود کو مخاطب کر کے کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور بیشک وہ تمہاری طرف دوبارہ آئیں گے قیامت سے پہلے۔"

<u>تصدیق حدیث……۱</u> یہ حدیث بیان کی ہے امام حسن بصریؒ نے جو جزاء الاولیاء کرام اور بیسیوں مجددین امت کے روحانی پیشوا ہیں۔

۲ اس حدیث کو روایت کیا امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور میں اور امام جلال الدین تھے نویں صدی کے مجدد اعظم۔ نیز قادیانی نے ان کی شان میں لکھا ہے کہ وہ صحیح اور ضعیف حدیث میں فرق رسول کریم ﷺ سے براہ راست ملاقات کر کے معلوم کر لیا کرتے تھے۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

۳ پھر یہی حدیث قادیانیوں کے مسلم مجدد و امام صدی ششم امام ابن کثیر نے بھی باسناد صحیح اپنی تفسیر میں درج کی ہے۔ اس کا انکار قادیانیوں کے نزدیک فسق اور کفر ہے۔

۴ پھر اس حدیث کو ابن جریر نے بھی صحیح قبول کر لیا ہے۔ جو صحیح معنوں میں مفسر اور محدث تھے۔ (دیکھو چشمہ معرفت ص ۲۵۰ حاشیہ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱)

ہاں ہاں یہ وہی ابن جریر مفسر قرآن ہے۔ جس کی تفسیر کے بے مثل ہونے پر

واجماع امت ہے۔ دیکھئے قادیانیوں کے مسلم مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر اتقان میں امام ابن جریر کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔

"اجمع العلماء المعتبرون علی انہ لم یؤلف فی التفسیر مثلہ۔"

(اتقان ج ۲ ص ۳۲۵)

"معتبر علماء امت کا اجماع ہے کہ ایسی تفسیر کسی نے نہیں لکھی" اس مرتبہ کے بزرگ نے اس حدیث کو اپنی تفسیر میں صحیح سمجھ کر درج کیا ہے۔

۵ قادیانیوں کے بہت بڑے عالم مولوی محمد احسن امروہی نے بھی اپنی کتاب شمس بازغہ ص ۷۰ پر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

قادیانی اعتراض یہ حدیث مرسل ہے۔ اس واسطے قابل قبول نہیں یعنی حدیث مرفوع نہیں۔

جواب اس کی صحت اور عظمت کے دلائل جو اوپر بیان کیے گئے ہیں۔ اوّل تو وہی کافی ہیں۔ مگر ساظرین کے کام کی چند باتیں اور عرض کرتا ہوں۔

۱۔ اجی حضرات آپ یہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو ہمارے سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ ہر مجلس میں کسوف و خسوف والی حدیث کو پیش کیا کرتے ہو۔ حالانکہ وہ حدیث رسول نہیں ہے۔ یعنی یہ قول ان لمھدینا آیتین الخ راوی اس عبارت کو حدیث رسول نہیں کہتا۔ مگر باوجود اس کے اپنی خود غرضی کے لیے اسے حدیث رسول مانتے ہو یا نہ؟ بالعکس اس کے ہماری پیش کردہ حدیث تو حدیث رسول ہے۔ جیسا کہ راوی زبدۃ العارفین رئیس المحدثین حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

"قال رسول اللہ ﷺ" جب حسن بصریؒ جیسا راوی اس حدیث کو حدیث رسول کہتا ہے تو اس مذکورہ بالا قول کے ساتھ ذرا مقابلہ تو کرو۔

پھر لطف یہ ہے کہ قادیانیوں کا یہ اعتراض ناشی از جہالت ہے۔ خود مرزا قادیانی ناشی اپنی علمی حالت ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

"سچ سچ اور بالکل سچ ہے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی۔ جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ درحقیقت مجھ میں کوئی علمی اور عملی خوبی یا ذہانت اور دانشمندی کی لیاقت نہیں اور میں کچھ بھی نہیں۔" (ازالہ اوہام ایک غلطی کا جواب ص ۳۷ خزائن ج ۳ ص ۱۳۵)

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ "میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی (اصل ای

طرح ہے۔ ابو عبیدہ) محال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۷ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

باقی رہا مرزائی علماء کا حال سو وہ فنا فی القادیان ہیں اور جزو ما سرایت الحق کا مصداق ہیں ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔

حدیث دراصل مرسل نہیں بلکہ مرفوع ہی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ امام حسن بصری نے جو احادیث حضرت علیؓ سے روایت کی ہیں۔ ان میں وہ حضرت علیؓ کا نام قصداً حذف کر دیتے ہیں۔ تہذیب الکمال للمزی میں ان کا قول یوں درج ہے۔

"کل شیء سمعتنی اقول فیہ قال رسول اللہ ﷺ فہو عن علیؓ ابن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا." "یعنی جتنی احادیث میں قال رسول اللہ ﷺ کہوں اور صحابی کا نام نہ لوں سمجھ لو کہ وہ علیؓ ابن طالب کی روایت ہے۔ میں ایسے (سفاک دشمن آل رسول حجاج کے) زمانے میں ہوں کہ حضرت علیؓ کا نام نہیں لے سکتا۔"

لیجئے دوسری شہادت ملاحظہ کیجئے اور شہادت بھی اس شخص کی جس کو قادیانی جماعت مجدد و امام صدی دہم تسلیم کر چکی ہے۔ یعنی ملا علی قاری شرح نخبہ میں فرماتے ہیں۔

"وکان قد یحذف اسم علیؓ ایضاً بالخصوص لخوف الفتنۃ یعنی امام حسن بصری فتنہ کے خوف سے حضرت علیؓ کا نام مبارک روایت میں خاص طور سے حذف کر جاتے تھے۔"

حضرات! اب کس قادیانی کا منہ ہے کہ اپنے ہی ایک مجدد کی شہادت کے برخلاف اس حدیث کو مرسل کہہ کر جان چھڑا سکے۔ پھر لطف یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو مرسل بھی مان لیں تو بھی اس کی صحت جحیت میں فرق نہیں پڑتا۔ وہ بھی اہل اسلام کے لیے حجت اور دلیل ہے۔ چنانچہ وہی ملا علی قاریؒ قادیانیوں کے مسلم مجدد فرماتے ہیں۔

"فقال جمھور العلماء المرسل حجۃ مطلقاً" شرح نخبہ "یعنی جمہور علماء اسلام کے نزدیک مرسل حدیث بھی قطعی حجت ہے۔"

نتائج حضرات! جب اس حدیث کی صحت ایسے پیرایہ سے ثابت ہو چکی کہ قادیانیوں کو سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی جائے فرار باقی نہیں رہی۔ تو ہم اس حدیث سے

ایسے نتائج بیان کرتے ہیں جو ہر ذکی اور فہیم آدمی کو خود بخود نظر آتے ہیں۔

۱ چونکہ یہ قول رسول کریم ﷺ کا یہود کے خطاب میں ہے۔ اس واسطے یہودیوں کے عقیدہ باطلہ قتل مسیح کا رد فرما رہے ہیں اور ایسے الفاظ سے فرماتے ہیں کہ وہ سب قسم کی موت پر حاوی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"ان عیسیٰ لم یمت" "تحقیق عیسیٰ نہیں مرے۔" اس میں موت بالصلیب اور موت طبعی سب قسم کی موت سے انکار کر رہے ہیں۔

۲ قادیانی جماعت کی پیش کردہ تاویل یا تفسیر کہ عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیبی سے ۸۷ برس بعد طبعی موت سے کشمیر میں فوت ہو گئے تھے۔ اس کا رد بھی فرما رہے ہیں۔

۳ "وانه راجع الیکم اور بالتحقیق عیسیٰ علیہ السلام تمہاری طرف واپس آئیں گے۔" اس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا میں وہ موجود نہیں کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔

وہ کہاں ہیں؟ ہم قرآنی دلائل و حدیثی شواہد سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ آسمان پر ہیں۔

نکتہ عظیمہ اللہ علام الغیوب نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جاری فرما دیئے کہ قادیانی جدھر بھاگتا ہے۔ آگے سے پھانس لیتے ہیں۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے "نازل" کے لفظ کو ترک کر کے اور "راجع" کا لفظ استعمال کر کے تیرہ سو سال بعد آنے والے ایک مدعی نبوت و مسیحیت کا ناطقہ بند کر کے امت مرحومہ پر وہ احسان فرمایا ہے کہ واللہ میں تو صرف اسی ایک احسان کے بوجھ سے پسا جا رہا ہوں۔ قادیانی "نبی" مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

"اگر اس جگہ (حدیث میں) نزول کے لفظ سے یہ مقصود تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے آئیں گے۔ تو بجائے نزول کے رجوع کہنا چاہیے تھا کیونکہ جو شخص واپس آتا ہے۔ اس کو عرب زبان میں راجع کہا جاتا ہے۔ نہ نازل۔"

(ایام الصلح ص ۱۴۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲)

دوسری جگہ لکھتا ہے۔ "اگر کوئی شخص آسمان سے واپس آنے والا ہوتا تو اس موقعہ پر رجوع کا لفظ ہونا چاہیے تھا نہ کہ نزول کا لفظ۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۲۰ خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۹)

قادیانی ناظرین سے ایک مؤدبانہ درخواست

مرزا قادیانی کا ﷺ دربارہ رجوع و راجع آپ نے ملاحظہ فرما لیا اور حدیث بھی آپ نے پڑھ لی۔ حدیث کی عظمت پر بھی آپ ہی کے مسلمہ مجددین اور آئمہ کرام کی شہادت ثبت کرا دی گئی ہے۔ مرزا قادیانی بیچارے تو علم حدیث سے محض کورے اور خالی تھے۔ انھیں یہ صحیح درصحیح مرسل نہ بلکہ مرفوع حدیث (جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں) معلوم نہ تھی۔ مگر آپ کے سمجھانے کے لیے ایک اصول ضرور لکھ گئے۔ یعنی اگر حدیث میں رجوع کا لفظ موجود ہو تو پھر بالیقین عیسیٰ علیہ السلام کا حیات و رفع جسمانی خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

پس اگر اسلام کی خاطر نہیں تو کم از کم مرزا قادیانی کی خوشنودی کی خاطر ہی آپ رجوع کے لفظ کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے عقیدہ باطلہ سے رجوع کر لیں۔

۴..... قبل یوم القیامۃ کے الفاظ اسلامی تفسیر کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ انہ لعلم للساعۃ کی مکمل شرح ہے۔ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن پر پوری روشنی ڈال رہے ہیں۔

۵..... آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ علیہ السلام (غلام احمد ابن چراغ بی بی نہ ہوگا) بلکہ وہی ابن مریم ہوگا جو فوت نہیں ہوا۔

حدیث.....۱۲ "اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن الربیع قال ان النصاریٰ اتوا رسول اللہ ﷺ فخاصموہ فی عیسیٰ ابن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبہتان فقال لہم النبی ﷺ الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ قالوا بلی. قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء فقالوا بلی." (بحوالہ عقیدہ الاسلام و درمنثور جلد ۲ ص ۳ زیر آیت مولکی القیوم)

عظمت و صحت حدیث اس حدیث کی عظمت کا اندازہ آپ اسی امر سے لگا سکتے ہیں کہ امام ابن جریرؒ جیسے مفسر اعظم و محدث معتبر مسلم قادیانی (دیکھو حدیث نمبر ۱۵ کی ذیل میں) نے اپنی تفسیر میں اس کو درج کیا ہے اور امام جلال الدین سیوطیؒ نویں صدی کے مجدد و امام مسلم قادیانی نے بھی اپنی شہرہ آفاق تفسیر درمنثور میں اس کو صحیح لکھا ہے۔

"ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں (یعنی توحید و تثلیث پر بحث شروع کر

دی) اور کہنے لگے کہ (اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا نہیں ہے تو بتاؤ) اس کا باپ پھر کون ہے لگے اللہ پر جھوٹ اور بہتان جڑنے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ولد اللہ کہنے سے) رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا۔ کیوں نہیں؟ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی۔ تو انھوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔"

ناظرین اس حدیث سے روز روشن کی طرح چند نتائج مندرجہ ذیل ہویدا ہیں۔

۱..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الواقع فوت ہو چکے ہوتے تو رسول پاک ﷺ "وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی۔" نہ فرماتے بلکہ آپ فرماتے کہ "وان عیسیٰ قد اتی علیہ الفناء کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہو چکی ہے۔ مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ رسول کریم ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسدہ العنصری مانتے تھے۔

۲..... الزامی جواب دینا مناظرہ و مباحثہ میں مسلّم ہے اور ایسا جواب ہوتا بھی بالکل فیصلہ کن ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں اپنے طرز استدلال کو بہت حد تک قادیانی مسلمات تک ہی محدود رکھا ہے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ کو پتہ تھا کہ اگر عیسائی اور کل یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر مر جانے کے قائل ہیں۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام کا فوت شدہ ہونا یہودی مسلمات اور عیسائی معتقدات میں سے ہے اور موت الوہیت کی (خدائی کی) شان کے منافی (خلاف) ہے۔ اس واسطے رسول کریم ﷺ ان کے مسلمات کی رو سے کہہ سکتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو تمہارے عقیدہ کے مطابق فوت ہو چکے ہیں۔ وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور یہ الزامی جواب آپ کا بالکل درست تھا۔

مگر قربان جائیں اس رحمۃ للعالمین کی دور اندیشی اور ہمدردی کے جو آپ ﷺ نے اپنے ہر ہر فعل اور ہر ایک قول میں مدنظر رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مناظرانہ رنگ میں مسکت اور لاجواب الزام کی بجائے تحقیقی جواب سے کام لیا جو بحکمت نبوت وقتی ہی لاجواب ثابت ہوا۔ امت مرحومہ کے ساتھ ہمدردی اور شفقت اس بات میں مضمر تھی کہ اگر آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ لفظ نکل جاتے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام تو تمہارے خیال میں مر چکے ہیں) تو قادیانی ضرور اسے قول نبوی ثابت کر کے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل کے طور پیش کرتے۔ پس اس طرز استدلال سے رسول کریم ﷺ نے قادیانیوں کا ہاتھ بند کر دیا اور امت مرحومہ کے ہاتھ میں زبردست دلیل حیات

عیسیٰ علیہ السلام پر چسپاں کر گئے۔

حدیث ... ۱۷ یحدث ابوہریرۃؓ قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً او لیثنینہما۔
(رواہ مسلم ج ۱ ص ۴۰۸ باب جواز التمتع فی الحج والقران)

عظمت و اہمیت حدیث ...۱ یہ حدیث امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کی ہے۔ صحیح مسلم کا جو مقام ہے وہ ذیل مسلمات سے ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

ا ''اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں کیوں بار بار ان کو اپنی تائید میں پیش کرتا۔'' (ازالہ اوہام خورد ص ۸۸۴ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)

ب ''صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے۔''
(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۲۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

۲ کسی مجدد و محدث نے اس حدیث پر تنقید نہیں کی۔ گویا تمام امت کا اس کی صحت پر اجماع ہے۔

۳ اسی حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند ج ۲ ص ۲۴۰، ۲۷۲، ۵۱۳، ۵۴۰ میں چار جگہ روایت کیا ہے۔ امام احمد قادیانیوں کے نزدیک مجدد صدی دوم تھے۔

۴ تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۲۴۲ میں امام جلال الدین سیوطی مجدد صدی نہم نے بھی اس حدیث کو درج فرمایا ہے۔ امام موصوف کی عظمت دیکھنی ہو تو ملاحظہ کریں۔
(ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

۵ پھر اس حدیث کو قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی ششم امام ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں درج کیا ہے۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد سوم جب عظمت و اہمیت حدیث کی آپ پر ظاہر ہو چکی تو اب ہم اس کا ترجمہ بیان کرتے ہیں۔

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم روحا کی گھاٹی میں لبیک پکاریں گے۔ حج کی یا عمرہ کی یا قران کریں گے یعنی دونوں کی نیت پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔''

نتائج ... ۱ یہ مضمون رسول کریم ﷺ نے چونکہ قسم اٹھا کر بیان فرمایا ہے۔ اس واسطے اس کا تمام مضمون اپنے ظاہری معنوں کے لحاظ سے پورا ہونا ضروری ہے۔ مرزا قادیانی ہماری

حاشیہ میں پہلے ہی فرما گئے ہیں۔ ترجمہ قول مرزا "نبی کا کسی مضمون کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے اور نہ استثناء بلکہ اس کو ظاہری پر محمول کیا جائے ورنہ قسم اٹھانے کا فائدہ کیا ہوا" (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ خزائن ج ۷ ص ۱۹۲ حاشیہ)

۲.. حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آ کر حج بیت اللہ کریں گے اور خود حج کریں گے دوسرا آدمی ان کی بجائے حج نہیں کرے گا۔

۳.. یہ بھی ضروری ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد اس قدر امن قائم کر لیں گے کہ کوئی امر حج کرنے سے روک نہ سکے گا۔

۴. حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام الکی بیماریوں سے محفوظ ہوں گے جو حج کرنے سے مانع ہو سکتی ہیں۔

۵... حضرت ابن مریم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی ہوں گے کیونکہ ابن مریم سے مراد ابن چراغ بی بی (غلام احمد قادیانی) لینا ظاہر کے خلاف ہے اور بدترین تاویل کی مثال ہے۔

۶... فج الروحاء سے مراد وہی روحا کی گھاٹی لینا پڑے گی نہ کہ قادیان۔

۷.. حج سے مراد وہی حج اہل اسلام مراد ہوگا۔ اس سے مراد مرزا قادیانی کا لاہور یا دہلی جانا یا محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کرنا یا مقدمات کی وجہ سے جہلم جانا نہیں لے سکتے۔

۸. نزول سے مراد اوپر سے نیچے اترنا ہی لیا جائے گا کیونکہ یہی اس کے ظاہری معنی ہیں۔ اس کے خلاف معنی کرنا مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا اصول کے خلاف ہوگا۔

ناظرین! غور کیجئے کبھی آپ نے کسی قادیانی کو وفات مسیح پر بھی اسی طرح کے بولتے ہوئے دلائل بیان کرتے سنا ہے۔ ان کے دلائل کا تجزیہ انشاء اللہ ہم دوسرے حصہ میں کریں گے۔

حدیث......۱۸ رواہ احمد عن عثمان بن ابی العاصؓ وھو فی المسجد مع جماعۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فیخرج الدجال.... ومع الدجال سبعون الفا.... وینزل عیسیٰ ابن مریم عند الصلوۃ الفجر فیقول لھم امیرھم یاروح اللہ تقدم صل لنا فیقول ھذہ الامۃ امراء بعضھم علی بعض فیتقدم امیرھم فیصلی حتی اذا قضی صلاتہ اخذ عیسیٰ حربتہ فیذھب نحو الدجال.... فیقتلہ

(رواہ احمد فی المسند احمد ج ۴ ص ۲۱۶، ۲۱۷ والحاکم فی المستدرک ج ۵ ص ۷۶۳ حدیث نمبر ۸۵۲۰)

تصدیق ۱..... امام احمد قادیانیوں کے مسلّم امام و مجدد صدی دوم تھے۔ وہ بھلا کوئی غلط حدیث روایت کر سکتے ہیں؟

۲..... اس حدیث کو قادیانیوں کے مسلّم امام و مجدد صدی چہارم امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

''حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے ایک جماعت کثیر کے سامنے مسجد میں بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے..... دجال نکلے گا..... اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے..... اس وقت نازل ہوگا عیسیٰ علیہ السلام بیٹا مریم کا صبح کی نماز کے وقت۔ پس مسلمانوں کا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا آگے آیئے نماز پڑھایئے۔ پس حضرت کہیں گے کہ یہ شرف امت محمدی ہی کو حاصل ہے کہ اس میں سے بعض اس کے بعض پر امیر ہوتے ہیں۔ پس آگے بڑھے گا امیر مسلمانوں کا اور نماز پڑھائے گا۔ یہاں تک کہ جب نماز پڑھا چکے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا خنجر نکالیں گے۔ پھر دجال کی طرف جائیں گے..... پس اسے قتل کریں گے۔'' (رواہ احمد)

نتائج وہی ہیں جو حدیث نمبر ۲ کے ذیل میں دکھائے گئے ہیں۔

حدیث ۱۹..... ''عن ابی امامۃ الباھلی قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فقالت ام شریک بنت ابی العکر یارسول اللہ فاین العرب یومئذ قال ھم قلیل..... وامامھم رجل صالح قد تقدم بھم الصبح اذ نزل عیسی ابن مریم.....'' (ابن ماجہ ص ۲۹۸ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) حضرت ابوامامۃ الباہلیؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ہم صحابہ کو مخاطب کر کے (دجال اور قیامت کا حال بیان فرمایا)..... ام شریک بنت ابی العکر صحابیہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس دن عرب کہاں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے اور امام ان کا ایک صالح مرد ہوگا۔ وہ آگے ہو کر انہیں صبح کی نماز پڑھائے گا کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔''

حدیث ۲۰..... ''عن علیؓ انہ خطب الناس'' الحدیث۔

(کنزالعمال ج ۱۴ ص ۵۸۹ حدیث نمبر ۳۹۷۰۹ بحوالہ عسل مصفی جلد ۲ ص ۱۸۸، ۱۸۹)

تصدیق مرزا خدا بخش قادیانی نے اس حدیث کو مرزا غلام احمد کی تصدیق میں پیش کیا ہے۔ لہٰذا اس کے صحیح ہونے پر قادیانی کوئی اعتراض نہیں کر سکتے ترجمہ بھی ہم عسل مصفی

سے ہی نقل کرتے ہیں۔

"حضرت علیؓ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا ۔ پھر تین دفعہ کہا اے لوگو پیشتر اس کے کہ میں تم سے رخصت ہو جاؤں مجھ سے کچھ پوچھ لو۔ (دجال کے متعلق سوال شروع ہوئے) .... دجال کے بہت سے گروہ ہوں گے اس کے تابعدار یہودی اور ولدالزنا ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کو شام میں ایک ٹیلے پر جس کو افیق کہتے ہیں۔ دن کے تین ساعت میں عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔"

نوٹ: آخری حصہ کا ترجمہ مرزا خدا بخش قادیانی نے نہیں کیا۔ جس سے اس حدیث کا مرفوع ہونا اظہر من الشمس ہے۔

آخری الفاظ حضرت علیؓ کے یہ ہیں۔

"لاتسئلونی عما بعد ذالک فان رسول اللہ ﷺ عهد الیّ ان اکتمه"

یعنی اے لوگو! اس سے زائد مجھ سے نہ پوچھو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہوا ہے کہ اسے چھپاؤں گا۔ (رواہ ابن المنادی) اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کا بیان کردہ تمام مضمون ارشاد نبوی تھا جس پر سارا مضمون مرفوع حدیث کا حکم رکھتا ہے۔

حدیث......۲۱ نوٹ: ہم اس حدیث کا ترجمہ عسل مصفی قادیانی کتاب جلد دوم ص ۲۸۳ سے نقل کرتے ہیں۔ "نعیم بن حماد نے حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا۔ دجال پہلے ہوگا یا عیسیٰ ابن مریم۔ فرمایا اوّل دجال ہوگا۔ پھر عیسیٰ ابن مریم۔

(کنز العمال جلد ۱۴ ص ۵۹۹ حدیث نمبر ۳۹۹۸۲ بحوالہ عسل مصفی جلد دوم ص ۲۸۳)

تصدیق صحت حدیث قادیانی مولوی خدا بخش نے اس حدیث کی صحت کو بیانگ دہل صحیح تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو حوالہ بالا)

نتائج......۱ حذیفہ بن الیمانؓ صحابی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ صرف نام ہی لے رہا ہے بلکہ ساتھ ہی ابن مریم (مریم کا بیٹا) کہہ کر اس کی تخصیص کر رہا ہے اور رسول خدا ﷺ بھی اسی طرح مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم میں ہی محصور کر رہے ہیں۔

۲۔ صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے مکالمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور عیسیٰ ابن مریم دو اشخاص ہوں گے۔ دجال اگر شخص واحد نہ قرار دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال پہلے ہوگا عیسیٰ علیہ السلام سے۔ اگر مرزائیوں کا

عقیدہ مان کر اگر یہودیوں کو یہ صرف پادریوں کو دجال کہا جائے تو وہ تو اب بھی ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام (مرزا قادیانی) آئے اور مر بھی گئے۔ مگر دجال اسی طرح دندناتا پھرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نازل ہونے والا موعود نبی حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ نہ کہ غلام احمد جیسے چراغ بی بی کے۔

حدیث ...... ۲۲ "عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ابشروا ثم ابشروا کیف تھلک امۃ انا اولھا و اثنا عشر خلیفۃ من بعدی والمسیح عیسیٰ ابن مریم آخرھا"

تصدیق یہ حدیث قادیانی مذہب کی مشہور آفاق کتاب عسل مصفیٰ جلد دوم ص ۵۱۲ پر درج ہو کر مرزا قادیانی سے سند صحت حاصل کر چکی ہے۔

ترجمہ منقول از عسل مصفیٰ جلد دوم ص ۵۱۲۔

"رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ خوش ہو۔ خوش ہو وہ امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے کہ جس کی ابتداء میں میں ہوں اور درمیان میں میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے اور سب سے آخری مسیح عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہے۔

نتائج رسول کریم ﷺ نے "المسیح" کے بعد اس کی تصریح کو واضح کرنے کے لئے عیسیٰ کا لفظ بڑھایا۔ پھر قادیانیوں کا ناطقہ بند کرنے کو ابن مریم یعنی مریم کا بیٹا بھی فرمایا۔ مگر پھر بھی قادیانی ہیں۔ اس کے مصداق "مان نہ مان میں تیرا مہمان" کی ٹیپ ہی ہانکے جاتے ہیں۔

حدیث ...... ۲۳ "عن ابن عباس مرفوعاً قال رسول اللہ ﷺ لن تھلک امۃ انا فی اولھا و عیسیٰ ابن مریم فی آخرھا والمھدی فی اوسطھا۔"

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۶۶ حدیث نمبر ۳۸۶۷۱)

"حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے۔ جس کے شروع میں تو میں ہوں آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں امام مہدی۔"

تصدیق اس حدیث کے صحیح ہونے پر تو مہر ثبت ہے۔ قادیانیوں کے دو مسلم مجددوں نے اس کو روایت کیا ہے۔ یعنی امام احمد۔ حافظ ابونعیم نے دیکھو فہرست مجددین۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت کے خادم کی حیثیت سے آئیں گے اور امت کی فلاح و بہبود کا کام کریں گے نہ کہ کفر کی مشین گن سے بڑے بڑے علماء اسلام اور صوفیائے عظام کو کافر بنادیں گے۔ رسول کریم ﷺ تو فرما رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے امت ہلاکت سے بچی رہے گی۔ یہاں بھی اُمتی کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ عیسیٰ اور وہ بھی بیٹا مریم کا بتایا جو عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نام ہے اور وہی عیسیٰ رسول الی بنی اسرائیل ہے۔

حدیث......۲۴ "عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیهبطن ابن مریم حکمًا عدلاً واماما مقسطًا و یسلکن فجا حاجًا و معتمرا ولیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ." (اخرج الحاکم و تلخیص ج ۲ ص ۵۹۵ حدیث نمبر ۴۲۱۸)

"حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ البتہ ضرور اترے گا عیسیٰ بیٹا مریم کا۔ حاکم عادل ہوگا اور امام انصاف کرنے والا۔ البتہ ضرور گزرے گا۔ ایک راہ سے حج یا عمرہ کرتا ہوا۔ اور البتہ ضرور میری قبر پر تشریف لائے گا اور مجھے سلام کرے گا اور میں اسے جواب دوں گا۔"

تصدیق حدیث......۱۔ قادیانیوں کے مسلّم امام و مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب انباہ الاذکیا فی حیوۃ انبیاء میں اس حدیث کو درج کیا ہے۔ نیز درمنثور جلد دوم میں بھی ذکر کیا ہے۔

۲۔ پھر راوی اس حدیث کے امام حاکم قادیانیوں کے مسلّم مجدد و امام صدی چہارم ہیں۔

نتیجہ: اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے قادیانی کا ناطقہ کئی طریقوں سے بند کیا ہے۔

۱۔ لیهبطن کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جس کے معنی ہیں نیچے اترے گا قادیانی اس کے معنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا دکھائیں تو منہ مانگا انعام لیں۔

۲۔ پھر صرف ابن مریم کا نزول فرمایا۔ ابن چراغ بی بی نہیں۔

۳۔ تیسرے۔ منصف حاکم۔

۴۔ چوتھے۔ حج کا حاجی ہونا۔

۵۔ پانچویں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا رسول اللہ کی قبر پر حاضر ہوکر سلام کہنا اور جواب لینا۔

نوٹ......یہ باتیں مرزا قادیانی میں کہاں ہیں؟ اگر کوئی بھی ہے تو پیش کرو۔

حدیث......۲۵ "عن عائشةؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ فینزل عیسیٰ علیہ السلام

فیقتله ثم یمکث عیسیٰ علیہ السلام فی الارض اربعین سنة اماماً عدلاً و حکماً مقسطاً.
(مسند احمد ج ۶ ص ۷۵)" حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (کہ دجال کے خروج کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ پس قتل کریں گے دجال کو۔ پھر بعد اس کے زمین میں رہیں گے چالیس برس امام عادل اور منصف مزاج حاکم کی حیثیت سے۔"

تصدیق الحدیث: اس حدیث کی صحت کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے راوی امام احمد بن حنبل قادیانیوں کے مسلمہ امام و مجدد صدی دوم ہیں۔ وہ غلط حدیث کو روایت نہیں کر سکتے۔

نتیجہ.....۱ ظاہر کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور قتل کے بعد زمین میں ۴۰ سال رہیں گے۔ زمین میں رہنے کی تخصیص بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے وہ زمین سے کہیں باہر رہتے ہوں گے۔ ورنہ اگر مرزا قادیانی کی طرح ہی کسی آدمی نے عیسیٰ بن جانا تھا تو زمین میں رہنے کا ذکر فضول ہے۔ (زمین کا مقابل آسمان ہے۔ اس تقابل سے بھی اور لفظ نزول سے بھی ان کا آسمانوں پر رہنا ثابت ہوا)
۲.. پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد بادشاہ ہوں گے۔ ورنہ جس آدمی کے پاس طاقت نہیں وہ عادل اور مقسط کا عہدہ کیا مرزا قادیانی کی طرح زبانی جمع خرچ سے حاصل کرے گا؟

حدیث.....۲۶ "عن حذیفة بن اسیدؓ اشرف علینا. رسول اللّٰہ ﷺ ونحن نتذاکر الساعة قال لا تقوم الساعة حتی ترو عشر آیات طلوع الشمس من مغربها. الدخان الدجال یاجوج وماجوج. نزول عیسیٰ ابن مریم. دجال."
(رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۳ باب اشراط الساعة)" حذیفہ بن اسیدؓ صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ دراں حالیکہ ہم صحابہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دس علامتوں سے پہلے قیامت نہیں آ سکتی۔ سورج کا مغرب سے نکلنا۔ الدخان، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجال کا خروج کرنا۔" الی آخر الحدیث۔

تصدیق: یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون مصدق

چاہیے۔ امام مسلم کی احادیث کی صحت کا خود مرزا قادیانی اقرار کر چکے ہیں۔
(دیکھو ازالہ اوہام ص ۸۸۴ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)

نزول عیسیٰ ابن مریم کی تشریح مطلوب ہو تو ہم اپنے مخالف کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ جس کے متعلق مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ چاروں اماموں میں سے ہر لحاظ سے افضل تر تھے اور قرآن اور حدیث کے سمجھنے میں ان کا مرتبہ سب سے بلند تھا۔ یہ بزرگ ہستی امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ آپ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

"نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء حق (کتاب الفقہ الاکبر ص ۸-۹)
"عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا یقیناً حق ہے۔"

حدیث نمبر ۱۲: ناظرین! سینکڑوں حدیثیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر ساری احادیث کو نقل کر کے ہر ایک کے متعلق بحث درج کرنے سے ایک بہت ہی ضخیم کتاب بن جائے گی۔ لہٰذا صرف اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ ہاں سب احادیث مذکورۃ الصدر کی صحت اور اسلامی تفسیر کے معتبر ہونے پر اپنے مخالف کی مہر تصدیق ثبت کراتا ہوں کہ قادیانیوں کے لیے "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کا نقشہ کھنچ جائے۔ یہ بزرگ ہستی رئیس المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ ہیں۔ جن کے متعلق مرزا قادیانی کا ارشاد ہے۔ "کہ وہ احادیث کے غلط اور صحیح ہونے کا فیصلہ رسول پاک ﷺ سے بالمشافہ مذاکرہ کر کے پوچھ لیا کرتے تھے۔" (ازالہ ص ۱۵۲ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

شیخ ابن عربی قدس سرہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب فتوحات مکیہ ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۴ کے باب میں ایک حدیث درج کی ہے چونکہ حدیث بہت طویل ہے۔ لہٰذا عربی عبارت کا ترجمہ شمس الہدایہ مصنفہ حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ مسند آرائے گولڑہ شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"فرمایا حضرت ابن عمرؓ نے کہ میرے والد عمر بن الخطاب نے سعد بن وقاصؓ کی طرف لکھا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کرو۔ تاکہ مال غنیمت حاصل کریں۔ پس روانہ کیا سعد نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین کے ساتھ۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت سا مال غنیمت کا حاصل کیا اور ان سب کو لے کر واپس ہوئے تو آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا۔ پس نضلہ انصاری نے ٹھیرا کر ان سب کو پہاڑ کے کنارے ٹھیرایا اور خود کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑ

منہ اندر سے ایک مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ تو نے خدا کی بہت بڑائی کی۔ اسی طرح تمام اذان کا جواب پہاڑ سے اسی مجیب نے دیا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے کھڑے ہو کر دریافت کرنا شروع کیا کہ اے صاحب آپ کون ہیں؟ فرشتہ یا جن یا انسان جیسے آپ نے اپنی آواز ہم کو سنائی ہے۔ اسی طرح اپنا آپ ہمیں دکھائیے۔ اس واسطے کہ ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ اور نائب رسول عمر بن الخطابؓ کی جماعت ہیں۔ پس پہاڑ پھٹا اور ایک شخص باہر نکل آیا ... اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا۔ ہم نے جواب دیا اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا زریب بن برثملا وصی عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام نے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور اپنے نزول من السماء تک میری درازی عمر کے لیے دعا فرمائی۔ جب وہ اتریں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور بیزار ہوں گے نصاریٰ کے اختراع سے۔ پھر دریافت فرمایا کہ وہ نبی صادق بالفعل کس حال میں ہیں ... پھر ہم سے غائب ہو گئے۔ پس نضلہ نے یہ مضمون سعدؓ کی طرف لکھا اور سعد نے حضرت عمرؓ کی طرف۔ پھر حضرت عمرؓ نے سعدؓ کی طرف لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو لے کر اس پہاڑ کے پاس اترو۔ جس وقت ان سے ملو تو میرا سلام ان کو پہنچاؤ۔ اس واسطے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی عراق کے پہاڑوں میں اترے ہوئے ہیں۔ پس سعدؓ چار ہزار مہاجرین اور انصار کے ہمراہ ان پہاڑوں کے قریب اترے ... مگر ملاقات نہ ہوئی۔

(شمس الہدایہ ص ۹۰-۹۲)

تصدیق حدیث.....۱ یہ حدیث بیان کر کے حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگرچہ ابن ازہر کی وجہ سے اسناد حدیث میں محدثین کے نزدیک کلام ہے۔ مگر اہل کشف کے نزدیک یہ صحیح حدیث ہے۔

۲ مجدد و مصلح صدی یازدہم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۹۱ تا ۹۲ مقصد دوم ص ۱۹۷-۱۹۸ الفصل الرابع) میں درج فرمایا ہے۔

نتائج.....۱ حدیث کی صحت کے متعلق حضرت شیخ قدس سرہ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کے خلاف زبان کھولنا مرزا قادیانی کے قول کے رو سے فسق اور کفر ہے۔

۲..... زریب بن برثملا وصی حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

سے اس قدر طویل عمر عطا کی کہ وہ اب تک زندہ ہیں۔ گویا زریب بن برثملا بھی دو ہزار سال سے زندہ ہیں۔

۳..... زریب بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ الفاظ فرمائے۔ ودعالی بطول البقاء الی نزولہ من السماء یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے نازل ہونے تک میرے زندہ رہنے کی دعا کی۔

۴..... قریباً چار ہزار صحابہ کرام نے زریب بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام کا جواب سنا اور گویا اس کی تصدیق کی۔

۵..... چار ہزار صحابہؓ کی طرف سے حضرت سعد بن وقاص نے حضرت عمرؓ کو سارا حال لکھ بھیجا اور حضرت عمرؓ نے اس واقعہ کی حدیث نبوی سے تصدیق کر دی اور مزید انکشاف کے لیے حضرت سعدؓ کو خط لکھا۔

۶..... کسی صحابیؓ سے انکار کسی کتاب میں مروی نہیں۔

باب چہارم

حیات عیسیٰ علیہ السلام از اقوال صحابہؓ

ناظرین! صحابہ کرام کے اقوال کی عظمت کا پتہ لگانا ہو تو مندرجہ ذیل اقوال سے ملاحظہ کیجئے۔

۱..... قول مرزا اصول نمبر ۳۔

۲..... قول خلیفہ نورالدین قادیانی۔ ''صحابہ کے روزانہ برتاؤ اور زندگی ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھیں۔ مجھ اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ کیا ہوگا۔'' (اخبار بدر قادیان ص ۳، ۱۷ جنوری ۱۹۰۴ء)

۳..... قول مرزا: ''صحابہ کا اجماع وہ چیز ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔''
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۰۳ حاشیہ خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۴، محمود تحریک العرفان ص ۳۱۹)

۴..... قول مرزا: ''شرعی حجت صرف صحابہ کا اجماع ہے۔''
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۳۳ خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۰)

۵..... ''اجماع کے خلاف عقیدہ رکھنے والے پر خدا کی لعنت اور اس کے فرشتوں کی لعنت۔''
(انجام آتھم ص ۱۴۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۶..... قول مرزا: ''اور صحابہ کا اجماع حجت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔''
(تریاق القلوب ص ۱۴۷ خزائن ج ۱۵ ص ۲۶۱ حاشیہ)

اجماع کی حقیقت

اجماع کی حقیقت تو یہ ہے کہ علماء محققین کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہو۔ لیکن اگر ایک بزرگ نے کوئی مسئلہ بیان کیا ہے۔ اس کے خلاف امت کے کسی محقق کا خلاف منقول نہ ہو تو یہ بھی اجماع ہی کہلاتا ہے۔ اس کو اجماع سکوتی کہتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی بھی ہماری تائید میں فرماتے ہیں۔ ''اصول فقہ کی رو سے اجماع کی قسموں میں سے ایک سکوتی اجماع بھی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۸۷ خزائن ج ۳ ص ۴۱۷)

ناظرین! صبر کر کے دیکھتے جائیں کہ ہم کس طرح مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کرتے ہیں۔ اب اجماع کس طرح ثابت کیا جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ چنانچہ مرزا

قادیانی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

۱ ''یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم از کم تین سو چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت دے گئے ہوں۔ ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۰۴ خزائن ج ۳ ص ۴۲۵)

۲ اور ''ابن صیاد کے دجال ہونے پر صحابہ کا اجماع تھا۔ خدا تعالیٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔ کیا جو ابن صیاد کے بیان سے ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ اس کو دجال معہود کہتے تھے۔ کیا اس حدیث میں کوئی صحابی باہر بھی رہا ہے۔ جو اس کو دجال معہود نہیں سمجھتا تھا۔ اس کا ذرا پتہ دو۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ اصول فقہ کی رو سے اجماع کی قسموں میں سے ایک سکوتی اجماع بھی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کے حضور میں قسم کھائی جس پر نہ خود آنجناب نے انکار کیا اور نہ صحابہ حاضرین میں سے کوئی منکر ہوا۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۲۵ خزائن ج ۳ ص ۲۱۵)

۳ تمام امت کا اجماع کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔ بالفاظ مرزا سنیے۔

''امام ابن حزم اور امام مالکؒ بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا تمام اکابر کا قائل ہونا ہے کیونکہ اس زمانہ کے اکابر علماء سے مخالفت منقول نہیں اور اگر مخالفت کرتے تو البتہ کسی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا۔''

(ایام الصلح ص ۳۹ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹)

ناظرین! مندرجہ بالا تینوں نمبروں کی عبارت کے لفظ لفظ میں جھوٹ اور دجل وفریب کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ میرا کام اس وقت اس کی تردید نہیں بلکہ اس کو اپنی تصدیق میں پیش کرنا مقصود ہے۔ مگر تاہم چند ایک فقروں میں کچھ دلچسپ ریمارکس دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱ مرزا قادیانی جب ہم سے اجماع کا مطالبہ کرتے ہیں تو تین چار صد صحابہؓ کے نام پوچھتے ہیں۔ ایک آدھ کا نام لے کر اجماع کہنا سخت بددیانتی سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے اور تیسرے دونوں نمبروں میں اسی ''سخت بددیانتی'' کا خود ارتکاب کر رہے ہیں۔

۲ نمبر۲ میں اپنی ضرورت کے وقت ''سکوتی اجماع'' کی قسم بھی بنالی ہے لیکن ہمیں اس کا فائدہ اٹھانا ممنوع قرار دیتے ہیں۔

۳..... حضرت عمرؓ کے قسم اٹھانے کا واقعہ لکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خاموشی ظاہر کرنا مرزا قادیانی کی بد دیانتی کا ایک معمولی نمونہ ہے۔ دیکھئے اپنی تردید خود ہی کس عجیب پیرائے میں کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ابن صیاد کے قتل کرنے سے منع فرمایا اور نیز فرمایا کہ ہمیں اس کے حال میں ابھی اشتباہ ہے۔ اگر یہی دجال معہود ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ ابن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۲۵ خزائن ج ۳ ص ۲۱۲)

باوجود اس کے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ کسی نے انکار نہیں کیا۔ کس قدر دلاوری اور دیدہ دلیری ہے۔ مزید تحقیق ملاحظہ کریں۔ جو پہلے گزر چکی ہے۔

۴..... مرزا قادیانی نے امام مالک اور امام ابن حزم رحمہما اللہ کو موت عیسیٰ علیہ السلام کا قائل بتا کر دیدہ دلیری اور افتراء پردازی میں کمال کر دیا ہے۔ ہم ان دونوں حضرات کے اقوال آئندہ ذکر کریں گے۔

اب ہم مرزا قادیانی کے مقرر کردہ اصول و شرائط کے مطابق حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع صحابہؓ و امت محمدیہ ﷺ ثابت کرتے ہیں۔

دلیل اجماع..... ۱ ہم حدیث نمبر ۲ کی ذیل میں تین چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار کا اجماع ثابت کر چکے ہیں۔ اس کا دوبارہ مطالعہ کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

دلیل اجماع..... ۲ ابن حجر عسقلانی قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی ہشتم فرماتے ہیں۔ "فاتفق اصحاب الاخبار و التفسیر علی انه رفع ببدنه حیا و انما اختلفوا فی هل مات قبل ان الرفع او نام فرفع"

(تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۴۶۲ کتاب الطلاق مصنفہ حافظ ابن حجرؒ)

"تمام محدثین و مفسرین کا عیسیٰ علیہ السلام کے جسم سمیت زندہ اٹھائے جانے پر اجماع ہے۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آیا رفع جسمانی سے پہلے آپ نے وفات پائی (اور پھر زندہ کیے گئے) یا صرف سو گئے۔"

دلیل اجماع..... ۳ امام شوکانی " قادیانیوں کے مسلم مجدد صدی دوازدہم فرماتے ہیں۔ "الاحادیث الواردة فی نزوله متواترة."

(کتاب الافتح للشوکانی، نیز کتاب توضیح بحوالہ کاویہ ج ۱ ص ۲۸۵)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق احادیث نبوی متواتر ہیں۔"

دلیل اجماع..... ۴ "قادیانیوں کے مسلّم امام ومجدد صدی ششم ابن کثیرؒ اپنی مشہور تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں۔"

"قال مجاهد وانه لعلم للساعة ای اٰية للساعة خروج عیسی ابن مریم قبل یوم القیامة وهکذا روی عن ابی هریرة و ابن عباس و ابی العالیه و ابی مالک و عکرمه والحسن و قتادة والضحاک و غیرهم و قد تواترت الاحادیث عن رسول الله ﷺ انه اخبر بنزول عیسی قبل یوم القیامة اماما عادلا و حکما مقسطا" (ابن کثیر مع البغوی ج ۷ ص ۲۳۳ بحوالہ عقیدۃ الاسلام ص ۳) "امام مجاہدؒ شاگرد حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انه لعلم للساعة کے معنی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانی ہے اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابی العالیہ، ابی مالک، عکرمہ اور امام حسن، و قتادہ و الضحاک وغیرہم سے بھی مروی ہے اور رسول کریم ﷺ کی حدیثیں اس بارہ میں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے امام عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔"

دلیل اجماع... ۵ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قادیانیوں کے مسلّم رئیس المکاشفین فرماتے ہیں۔ "وانه لا خلاف انه ینزل فی آخر الزمان حکما مقسطا" (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۳ بحث ۳۶۶) "یعنی اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔ منصف حاکم کی حیثیت سے۔"

دلیل اجماع.... ۶ شیخ محمد طاہرؒ قادیانیوں کے مسلّم امام ومجدد صدی دہم مجمع البحار میں فرماتے ہیں۔ "ویجئ آخر الزمان لتواتر خبر النزول" (مجمع البحار ج ۱ ص ۵۳۴ بلفظ حکم) "یعنی نزول کی حدیثوں کے تواتر سے آپ کا آخر زمانہ میں آنا ثابت ہو چکا ہے۔"

دلیل اجماع...... ۷ قادیانیوں کے مسلّم امام ومجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "انه یحکم بشرع نبینا و وردت به الاحادیث و انعقد علیه الاجماع" (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۵۵) "یعنی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر ہمارے ہی نبی کی شریعت کے مطابق حکم دیں گے اس بارہ میں بے شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور اسی پر سب امت کا اجماع ہے۔"

دلیل اجماع ۸۰۔ اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں دکھاتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور نازل ہونے کا عقیدہ اجماعی چلا آرہا تھا۔

قول مرزا۔۔۔۱ ''تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔''
(ازالہ اوہام ص ۱۸۵ خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

قول مرزا۔۔۔۲ ''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں ہیں۔ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔''
(ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

قول مرزا۔۔۔۳ ''اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے۔'' (ازالہ ص ۶۷۵ خزائن ج ۳ ص ۴۶۴)

قول مرزا۔۔۔۴ ''اور یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔'' (ازالہ ص ۶۷۵ ایضاً)

قول مرزا۔۔۔۵ ''ولنزول ایضا حق نظراً علی تواتر الآثار وقد ثبت من طرق فی الاخبار و نزول از روئے تواتر آثار ہم راست است چرا کہ از طرق متعدد ثابت است۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۸۵ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) ''اور عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی حق ہے کیونکہ احادیث اس بارہ میں متواتر ہیں اور یہ امر مختلف طریقوں سے ثابت ہے۔''

قول مرزا۔۔۔۶ ''واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے۔''
(شہادۃ القرآن ص ۲ خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

قول مرزا......۷ ''مسیح موعود کے بارہ میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آئی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے اور نعوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انھوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور کس مجبوری نے ان کو اس افتراء پر آمادہ کیا تھا۔''
(شہادۃ القرآن ص ۸ خزائن ج ۶ ص ۳۰۴)

قول مرزا......۸ ''اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔''
(ایام الصلح ص ۱۳۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱)

ناظرین! ہم نے مرزا قادیانی کے آٹھ اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا عقیدہ قرآن میں موجود ہے۔ احادیث نبویہ اس سے بھری پڑی ہیں۔ صحابہ کرام علیہم اسی عقیدہ پر فوت ہو گئے۔ دنیا کے کروڑہا مسلمانوں میں یہ عقیدہ نزول مسیح کا ابتداء اسلام سے چلا آیا ہے اور یہ کہ نزول مسیح ابن مریم کا مسئلہ حق ہے۔ گویا عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے عقیدہ پر نہ صرف صحابہ کا اجماع ہے بلکہ خدا اس کے رسول ﷺ اور دنیا کے کروڑہا مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول سے مراد وہی عیسیٰ رسول نبی اسرائیل ہی کا نزول ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے اصل حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۱ ... جب کوئی آدمی کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا تو اس سے مراد یقیناً وہی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت سمجھا جائے گا نہ کہ کوئی مثیل مرزا۔

۲ ... اور جب یوں کہا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ولد حکیم غلام مرتضیٰ مدعی نبوت و مسیحیت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گیا تھا۔ اس پر کوئی منچلا قادیانی یوں کہہ دے کہ نہیں۔ اس سے مراد مثیل مرزا قادیانی ہے نہ کہ خود مرزا قادیانی تو اس کا علاج کیا ہے؟

۳۔ اگر کوئی کہے مرزا محمود قادیانی سیسل ہوٹل لاہور سے مس روفو اطالوی دوشیزہ کو اپنے ہمراہ بٹھا کر قادیان لے گئے۔ اس کے جواب میں کوئی قادیانی مرید یوں کہہ دے کہ مرزا محمود سے مراد مرزا محمود نہیں بلکہ ان کا کوئی مثیل مراد ہے تو اس کا علاج کیا؟

۴۔ اس کے جواب میں اگر یوں کہا جائے کہ مس روفو کو بھگا لے جانے والا مرزا محمود قادیانی وہ شخص ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کا بیٹا اور خلیفہ ہے تو اس کے جواب میں کوئی لاہوری یوں کہہ دے کہ بھیا تم تو بے بہرہ ہو۔ اس سے بھی مراد مثیل بشیر ہے اور وہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہے اور دلیل یہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کا روحانی بیٹا ہے اور قادیان سے مراد اس کا مثیل ہے جو لاہور ہے۔

فرمایئے اس کا جواب آپ کے پاس سوائے اس کے کیا ہوگا کہ "جواب جاہلاں باشد خموشی"

حضرات! اگر ہر ایک آدمی دوسرے کے الفاظ کا اسی طرح مطلب نکالنا شروع کردے تو فرمایئے دنیا میں امن قائم رہ سکتا ہے اور ایک دوسرے کے کلام کا مفہوم صحیح معلوم ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم میں عیسیٰ ابن مریم مذکور ہے۔ احادیث میں بلا استثناء مسیح ابن مریم، عیسیٰ ابن مریم، ابن مریم کے الفاظ موجود ہیں۔ اگر مراد ان سے مثیل ہوتی تو یوں کہنے میں کون سی چیز مانع تھی۔ مثیل مسیح ابن مریم، مثیل ابن مریم، مثیل عیسیٰ۔

چیلنج میں قادیانیوں کو مبلغ یکصد روپیہ انعام دوں گا۔ اگر قرآن یا حدیث یا اقوال صحابہ یا اقوال مجددین امت سے ثابت کردیں کہ آنے والے مسیح ابن مریم کے متعلق قرآن، حدیث، اقوال صحابہ، اقوال مجددین امت میں کسی ایک جگہ بھی مثیل ابن مریم یا مثیل عیسیٰ لکھا ہوا ہے۔

دلیل اجماع... ۹۰ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کی شہادت: "پچھلی صدیوں میں قریباً تمام مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے ہیں۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۲)

مرزا قادیانی کی شہادت کہ نازل ہونے والا عیسیٰ ابن مریم بلفظہ آسمان پر ہے۔

۱۔ "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

۲۔ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔"

(قادیانی رسالہ "تشحیذ الاذہان" جون ۱۹۰۶ء ص ۵ و قادیانی اخبار "بدر" قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

فرمائیے حضرات! اجماع کے ثبوت میں اب کوئی کسر باقی ہے۔ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ سے نزول سے مراد نزول من السماء ہی ہے۔

ناظرین! اجماع صحابہ کی اہمیت آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم مرزا قادیانی کے بیان کردہ طریق ثبوت اجماع میں سے نمبر ۲ کی طرز سے اجماع امت ثابت کرتے ہیں۔ یعنی فرداً فرداً صحابہ کرامؓ کی روایات بیان کرتے ہیں چونکہ صحابہؓ کی روایت ہزارہا لوگوں نے سنیں اور کوئی مخالفت منقول نہیں۔ لہٰذا ہر روایت سے اجماع صحابہ ثابت ہو جائے گا۔

۱۔ حضرت عمرؓ خلیفہ رسول کریم ﷺ کا عقیدہ

۱۔ ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن وقاصؓ اور ان کے ساتھ تین چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار کے بیان کردہ مضمون حیات عیسیٰ علیہ السلام و حیات برسلا وصی عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی تھی۔

۲۔ پہلے ہم ایک حدیث بیان کر آئے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ابن صیاد کے قتل سے اس بناء پر منع فرمایا تھا کہ دجال کا قاتل حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے اور حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں سکوت کیا۔ گویا رسول کریم ﷺ کا عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام قبول کرلیا۔

۳۔ ہم ایک حدیث بیان کر آئے ہیں۔ وہ ساری حدیث درمنثور اور ابن جریر میں ملاحظہ کیجئے۔ اس ارشاد نبوی کے وقت حضرت عمرؓ موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء یعنی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے۔" اگر حضرت عمرؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ نہیں مانتے تھے تو کیوں نہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انہ قد اتی علیہ الفناء کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت وارد ہو چکی ہے۔ ایسا عرض نہ کرنا اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ حضرت عمرؓ بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عقیدہ

پہلے بیان کردہ حدیث جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی ہیں۔ آپ کا یہ حدیث بیان کرنا اور ہزارہا صحابہ کا سن کر اس کو قبول کر لینا اجماع سکوتی کا ثبوت ہے۔

۳۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا عقیدہ

دلیل ملاحظہ ہو۔ ذیل عقیدہ حضرت عمر نمبر ۳۔ اس حدیث کے بیان کے وقت

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ بھی موجود تھے اور انہیں کو وفد نجران کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے ان کا معلم بنا کر بھیجا تھا۔

۴۔ حضرت ابن عباسؓ کا عقیدہ

ناظرین! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے سامنے حضرت عبداللہ بن عباس صحابی کی عظمت شان بیان کروں اور وہ بھی مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں۔

۱ "حضرت ابن عباسؓ قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔"

(ازالہ ص ۲۴۷ خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

۲ "خود ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی کہ یا الٰہی اس کو حکمت بخش۔ اس کو علم قرآن بخش چونکہ دعا نبی کریم ﷺ کی مستجاب ہے۔ ابن عباسؓ کے حق میں علم قرآن کی دعا مستجاب ہو چکی ہے۔"

(ازالہ طبع اول ص ۵۹۳ خزائن ج ۳ ص ۵۸۷)

احادیث و اقوال حضرت ابن عباسؓ

۱ پہلے ہم قادیانی مسلمات کی رو سے ثابت کر آئے ہیں کہ انہ لعلم للساعۃ کے معنی ابن عباسؓ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے قرب قیامت میں نازل ہونا ہے۔

۲ ہم قادیانی مسلمات کی رو سے ثابت کر چکے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ قبل موتہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال فرمایا کرتے تھے۔

۳ قادیانی مسلمات کی رو سے ایک صحیح حدیث مرفوع حضرت ابن عباسؓ کی روایت کردہ درج کر کے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کر چکے ہیں۔

۴ قادیانی مسلمات کی رو سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مرفوع حدیث سے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کر آئے ہیں۔

۵ درمنثور میں امام جلال الدین سیوطی مجدد صدی نہم نے قول حضرت ابن عباسؓ کا روایت کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

"انی متوفیک و رافعک الیٰ ای رافعک الیٰ ثم متوفیک فی اٰخر الزمان" (درمنثور ج ۲ ص ۳۶) "آیت کا یہ مطلب ہے کہ اے عیسیٰ میں پہلے تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور پھر آخری زمانہ میں موت دوں گا۔"

۶۔۔۔ اس میں حضرت ابن عباسؓ نے توفی کو امامت کے معنوں میں بھی لے کر حیات عیسیٰ علیہ السلام ہی ثابت کی ہے۔ پس قادیانی جماعت کے لیے یہ ضرب موت سے کم نہیں ہے اب وہ تقدیم و تاخیر کا نام تحریف اگر رکھیں گے تو کس منہ سے ابن عباسؓ کی قرآن دانی پر بڑے مرزا قادیانی نے مہر توثیق ثبت کر دی ہے۔

۷ ''عن ابن عباس ان رھطاً من الیھود سبوہ فدعا علیھم فمسخھم قردۃ و خنازیر فاجتمعت الیھود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء و یطھرہ من صحبۃ الیھود۔'' (رواہ النسائی) ''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں پس آپ نے ان پر بددعا کی۔ پس وہ بندر اور سور بن گئے۔ جب یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ میں تمہیں آسمان پر اٹھا لوں اور یہودیوں کی صحبت سے پاک کرتا ہوں۔'' اس اثر کے روایت کرنے والے امام نسائی قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی سوئم ہیں۔ اس کی صداقت پر اعتراض کرنا صدی کے مجدد و امام کے فیصلہ سے انحراف کرنا ہے۔ جو قادیانیوں کے نزدیک کفر ہے۔

۸ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ''کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر شادی کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ آپ کی شادی قوم شعیب میں ہوگی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسرال ہیں۔ ان کو بنی جذام کہتے ہیں۔'' (رواہ ابونعیم فی کتاب الفتن)

عظمت روایت اس روایت کو قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی چہارم محدث ابونعیم نے درج کیا ہے۔ جس کا انکار قادیانیوں کو کفر تک لے جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اس کی صحت سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

۹ ''عن ابن عباس و مد فی عمرہ (ای عمر عیسیٰ) حتّٰی اھبط من السماء الی الارض و یقتل الدجال۔'' (درمنثور ج ۲ ص ۲۰۲ تحت آیت ان تعذبھم فانھم عبادک) ''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور لمبی کی گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یہاں تک کہ وہ اتارے جائیں گے آسمان سے زمین کی طرف اور قتل کریں گے دجال کو۔''

عظمت روایت اس اثر کو امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور میں بیان کیا ہے امام جلال الدین کی عظمت شان کا انکار قادیانیوں کے نزدیک کفر کا اقرار ہے کیونکہ وہ امام و مجدد صدی نہم تھے۔

۱۰۔۔۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "کہ جب وہ شخص جو مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے گیا تھا مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اس یہودی بدبخت کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔"

یہ روایت تفسیر معالم ج ۱ ص ۱۶۲ زیر آیت ومکروا ومکر اللہ میں بھی ہے۔ جو قادیانیوں کے نزدیک معتبر ہے اور اس کو امام جلال الدین سیوطیؒ مجدد صدی نہم اور امام نسائی مجدد صدی سوئم اور ابن جریر قادیانیوں کے مسلم محدث و مفسر نے بھی روایت کیا ہے۔ پس اس کی صحت سے کسی قادیانی کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔ تلک عشرۃ کاملۃ.

نوٹ مزید تفصیل آگے آئے گی۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا عقیدہ

ناظرین! حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ احادیث نبوی اور تفسیر اس قدر موثر اور فیصلہ کن ہیں کہ قادیانی اصحاب حضرت ابو ہریرہؓ کا نام سنتے ہی غصہ سے باؤلے ہو جاتے ہیں۔ میں ان احادیث کو صفحات سابقہ پر ذکر کر آیا ہوں۔ مکرر ملاحظہ فرمایا جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے چودہ روایات سیدنا مسیح کے نزول کی موجود ہیں۔

اس قدر احادیث کے بعد بھی اب اگر کوئی آدمی خود غرضی سے انکار کرتا جائے تو اس کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ للکار کر کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسدہ العنصری مانا ہے اور قرآن کی فلاں فلاں آیت ان کی زندگی کا اعلان کر رہی ہے۔ ہزاروں صحابہ کے سامنے احادیث اور آیات کلام اللہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اعلان کرتے ہیں اور کسی صحابی سے ان کی روایات اور تفسیر کی مخالفت مروی نہیں۔ پس مرزا قادیانی کے مقرر کردہ طریق ثبوت اجماع کے مطابق صحابہ کا اجماع حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ثابت ہو گیا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابیؓ نے تو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں کمال ہی کر دیا ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبانی انہیں کا دوبارہ آنا ثابت کیا ہے اور وہ بھی حدیث صحیح مرفوع سے۔ جیسا کہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول جسمانی کا رسول کریم ﷺ کے سامنے اقرار کر رہے ہیں۔ پھر خدا جانے یہ سب ثبوت ہم قادیانی مسلمانوں سے دبا رہے ہیں۔

۷۔ حضرت علیؓ کا عقیدہ

۱.... حضرت علیؓ کی روایت کردہ سابقہ صفحات پر حدیث سے ان کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ ہزارہا لوگوں کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا اعلان کر رہے ہیں۔ گویا ہزارہا صحابہ و تابعین ان کے ہمزبان ہو کر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر جزم کے ساتھ قائم ہو چکے تھے۔

۲.... حضرت امام حسن بصری کی تمام حدیثیں جو قال رسول اللہ ﷺ سے شروع ہوتی ہیں۔ وہ حضرت علیؓ سے مروی ہوتی ہیں۔ دیکھو چھ روایات پہلے درج ہو چکی ہیں۔ حضرت امام حسن بصری کی روایت کردہ حدیثوں سے حضرت علیؓ کا عقیدہ ظاہر ہے۔

۳ .... قادیانی مذہب کی شہرہ آفاق کتاب عسل مصفیٰ میں حضرت علیؓ کا خطبہ درج ہے۔

"حضرت علیؓ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا ...لوگوں سے آپ نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تم سے وداع ہوں۔ مجھ سے کچھ پوچھ لو۔ ... (دجال کے متعلق سوالات کے جواب میں فرمایا)... اللہ تعالیٰ نے شام میں اس کو ایک ٹیلے پر جس کو افیق کہتے ہیں دن کی تین ساعت میں عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔"

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۳ حدیث نمبر ۳۹۷۰۹، بحوالہ عسل مصفیٰ ج ۲ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

یہ حدیث مرفوع کا حکم رکھتی ہے۔

۸۔ حضرت ابو العالیہؒ کا عقیدہ

حضرت ابو العالیہؒ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ حوالہ بیان ہو چکا ہے۔

۹۔ حضرت ابو مالکؓ کا عقیدہ

ان کا عقیدہ بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام میں مثل دیگر صحابہ کے تھا۔ حوالہ بیان ہو چکا ہے۔

۱۰۔ حضرت عکرمہؓ کا عقیدہ

یہ بزرگ صحابی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا دوبارہ نازل ہونا قیامت کے علامات میں سے ایک بڑی علامت ہے۔ روایت پہلے بیان کر دی۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا عقیدہ

حدیث نمبر ۳ انہی سے مروی ہے۔ یہ صحابی بڑے زور سے اعلان فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف نزول فرمائیں گے اور پھر شادی کریں گے۔

پھر ان کے ہاں اولاد بھی ہوگی اور آخر فوت ہو کر مدینہ شریف میں حجرہ نبوی علی صاحبہا الصلوات میں دفن ہوں گے۔ مفصل دیکھئے سابقہ صفحات۔ صحابہ کرامؓ میں سے ہزاروں نے یہ حدیث سنی مگر سوائے تسلیم کے کسی کا انکار مروی نہیں بلکہ خود مرزا قادیانی اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ مفصل دیکھئے صفحات بالا میں۔

۱۲۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کا عقیدہ

صحابہ کرامؓ میں سے بہت سے ایسے تھے کہ باپ بیٹا دونوں صحابی تھے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے حضرت عمرو بن العاصؓ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرو تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کا عقیدہ اوپر مذکور ہوا۔ باپ کے عقیدہ کے خلاف وہ کس طرح ''شرکیہ'' عقیدہ کی جرأت کر سکتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عمرو بن العاصؓ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ وہی اتریں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اور رسول کریم ﷺ کے حجرہ مبارکہ میں دفن ہوں گے۔

۱۳۔ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کا عقیدہ

قادیانی مسلمات کی رو سے صحیح حدیث ان کی روایت سے ہم بیان کر آئے ہیں۔ دوبارہ پڑھ کر لطف اٹھایئے اور سوچئے کہ کن کن طریقوں سے صحابہ کرامؓ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے اسلامی عقیدہ کی حفاظت کا انتظام کیا مگر پھر بھی مسیحیت کے شیدائی قادیانیات رنگیلے سے ان کا رد کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ صحابی مسجد کا واقعہ سنا رہے ہیں۔ گویا سینکڑوں صحابہ اور بھی شاہد تھے۔

۱۴۔ حضرت ابوامامہ الباہلیؓ کا عقیدہ

آپ رسول کریم ﷺ کا خطبہ بیان فرماتے ہیں۔ یقیناً ہزاروں صحابہ حاضر خدمت ہوں گے۔ ان سب کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز کی اقامت ہو رہی ہوگی کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ تفصیل: ابن مریم سے مراد (مرزا قادیانی) لینے کی سعی کریں اور نزول سے مراد پیدائش لیں تو کیا اندریں صورت قادیانی ثابت کر سکیں گے کہ مرزا قادیانی عین تکبیر اقامت کے وقت ان کے پیٹ سے باہر نکلے تھے؟ اور نکلتے ہی مسلمانوں کے امام نے انہیں اپنا امام بنانا چاہا؟ مگر مرزا قادیانی نے امامت سے انکار کر دیا؟ حدیث کی صحت اور عظمت ملاحظہ کریں۔ صفحات سابقہ پر بیان ہو چکی ہے۔

۱۵۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

۱۔۔۔ ہم قادیانی مسلمات کی رو سے ایک مرفوع حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی ذکر کر آئے ہیں۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہو کر ۴۵ سال تک زمین میں زندہ رہنے کا اعلان ہے اور دجال کے قتل کا بھی ذکر ہے۔ پھر ان کی بادشاہت کا بھی ذکر ہے۔ مفصل۔

۲ : نیز ہم حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یک مرفوع حدیث مسلمہ قادیانی درج کر چکے ہیں۔ جس میں حضرت علیہ السلام کی زندگی پر ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا جا رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کسی حدیث کو بیان کرنا گویا تمام صحابہ کا عقیدہ بیان کرنا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا باوجود حجرہ مبارک میں چوتھی قبر کی جگہ موجود ہونے کے اس میں اپنے دفن کیے جانے کے احکام نہ دینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حسب الحکم رسول کریم ﷺ وہ جگہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دی تھی۔ جو نازل ہو کر فوت ہوں گے۔ اس خالی جگہ میں دفن ہو کر رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری کریں گے۔

۱۶۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قادیانیوں کے مسلم امام و مجدد صدی سیزدہم تفسیر عزیزی زیر تفسیر ؔ تحت والتین مندرجہ ذیل روایت لکھتے ہیں۔

”ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیت المقدس کو تشریف لے گئیں اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو مسجد سے نکل کر طور زیتا پر تشریف لے گئیں اور وہاں بھی نماز پڑھی۔ پھر اس پہاڑ کے کنارے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہی پہاڑ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔“ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰)

اس روایت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صاف صاف اعلان فرما رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اب خیال کیجئے آپ ام المومنین تھیں واللہ اعلم کتنے سو صحابہ کرام ساتھ ہوں گے۔ جن کے سامنے آپ نے یہ اعلان فرمایا تھا گویا جس قدر صحابہ وہاں موجود تھے یہ عقیدہ ان سب کا جزو ایمان تھا۔

۱۷۔ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ کا عقیدہ

حضرت حذیفہؓ نے رسول کریم ﷺ کی زبانی کئی علامات قیامت بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس حدیث کو بیان کر آئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

۱۸۔ حضرت ام شریک بنت ابی العکر صحابیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

ہم نے ایک حدیث مرفوع ابوامامۃ الباہلیؓ سے نقل کی ہے۔ اس ساری حدیث کو پڑھیں تو اس میں حضرت ام شریکؓ صحابیہ کا موجود ہونا مذکور ہے بلکہ حدیث رسول ﷺ انہیں صحابیہ کے سوال کے جواب میں بیان کی گئی تھی۔ پس اس سے حضرت ام شریک صحابیہ کا عقیدہ بھی معلوم ہو گیا۔

۱۹۔ حضرت انسؓ کا عقیدہ

ملاحظہ ہو جہاں انھوں نے ایک حدیث رسول کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا صاف صاف مذکور ہے بیان ہو چکی۔

۲۰۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا عقیدہ

ان کا عقیدہ ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت اور مشکل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم حضرت رسول کریم ﷺ اور شیخین کے درمیان مدفون ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

۲۱۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کا عقیدہ

قال مغیرة ابن شعبةؓ انا کنا نحدث ان عیسی علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ۔ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴۔ بحوالہ اخبار "الفضل" ج ۱۰ نمبر ۴۸ ص ۹ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء) "یعنی ہم صحابہ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں۔"

<u>ثبوت اجماع</u> حضرت مغیرہؓ تمام صحابہ کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں اور اس وقت کے موجود صحابہ میں سے کسی نے مخالفت بھی نہیں کی۔ پس اجماع ثابت ہے۔

۲۲۔ حضرت سعد بن وقاص سپہ سالار اسلامؓ کا عقیدہ

ہم رئیس المکاشفین ابن عربیؒ کے حوالہ سے ایک طویل واقعہ نقل کر آئے ہیں۔ جس میں حضرت نضلہ انصاری اور ان کے ساتھ ایک بڑی جماعت صحابہ نے زریب بن برثملا وصی عیسیٰ کی زیارت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کا حال حضرت سعدؓ کو لکھا۔ انھوں نے سب سچ سمجھا۔ اگر ان کا عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا نہ ہوتا تو ضرور کہتے "ارے نضلہ حیات عیسیٰ کا عقیدہ رکھنا تو شرک ہے کیونکہ وہ مر چکے ہیں۔"

مگر انھوں نے اسے قبول کر کے اور صحیح تسلیم کر کے سارا واقعہ حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجا۔ ایسے عجیب واقعات کا پہنچ بھی بحث ہوتا ہے۔ مدینہ شریف میں ہزاروں اصحاب نے اس کو سن کر اس کی تصدیق کی۔ کیا قادیانیوں کے لیے صرف حضرت عمرؓ کی تصدیق کافی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ پڑھا تو انکار نہیں کیا بلکہ تصدیق کی۔ اب ہم حضرت عمرؓ کی عظمت بیان کر کے فیصلہ ناظرین کی طبع رسا پر چھوڑتے ہیں۔

قول مرزا ”حضرت عمرؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ اور رئیس الامت ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۵۰ خزائن ج ۳ ص ۲۸۹)

قول مرزا ”حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے بروز اور ظل تھے۔ گویا کہ حضرت عمر بعینہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔“ (ایام الصلح ص ۳۹ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۵) ایسی بزرگ ہستی کی تصدیق کے بعد جو شخص صحابہ کے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو قبول نہ کرے۔ اس سے پھر خدا سمجھے۔

۲۳۔ حضرت فضلہ انصاریؓ کا عقیدہ

مذکورہ بالا واقعہ جو تفصیل کے ساتھ پہلے درج ہے۔ حضرت فضلہ انصاریؓ اور ایک کثیر جماعت صحابہ کا چشم دید واقعہ ہے اور مشاہدہ ہے۔ انھوں نے حضرت سعد بن وقاصؓ سپہ سالار کو لکھا انھوں نے حضرت عمرؓ کو۔ انھوں نے تصدیق کی۔

اجماع صحابہ کی آخری ضرب

ہم ۲۳ صحابہ کرامؓ اور ان کی وساطت سے دیگر ہزاروں صحابہ کرامؓ کا عقیدہ بیان کر چکے ہیں۔ اس موقعہ پر ہم ناظرین کی توجہ قادیانی کے طرز استدلال کی طرف متوجہ کراتے ہیں اور اسلامی استدلال سے اس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔

پہلے ہم مرزا قادیانی کا ایک قول نقل کر آئے ہیں۔ محض ایک روایت سے جو صحابی نے اپنے اجتہاد سے بیان کی۔ مرزا قادیانی نے صحابہ کا اجماع ثابت کر دیا۔ ہم ہزاروں صحابہ نہ سہی۔ تو کم از کم ۲۳ صحابہ کی شہادت پیش کر کے اجماع کا دعویٰ کریں تو قادیانی قبول نہ کریں۔ اس کو کہتے ہیں۔ ”میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو۔“

پھر جو شخص امام ابن حزم پر افتراء کر کے محض ان کے نام سے اکابر امت کا اجماع ثابت کر سکتا ہے۔ اس کو کس طرح جرأت ہو سکتی ہے کہ ہزاروں صحابہ کے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام رکھنے کے بعد بھی اور اور دو چار کی رٹ لگاتا جائے اور مخض افتراء کے طور پر وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع صحابہ کا دعویٰ کر کے ہم عقل مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہے۔

باب پنجم

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

از اقوال

مجددین امت و مفسرین اسلام مسلمہ قادیانی جماعت

قارئین کرام! ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مجددین امت محمدیہ اور مفسرین اسلام کی اہمیت وعظمت مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں پیش کر کے ان بزرگان دین کے اقوال کا حجت ہونا الزامی طور پر ثابت کر دوں۔

۱..... تیرہ صد سال کے مجددین امت کی مکمل فہرست تو عسل مصفّٰی جلد اوّل صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۵ پر درج ہے۔ یہ کتاب قادیانی جماعت کی مایہ ناز کتاب ہے۔ مرزا قادیانی، مرزا محمود احمد قادیانی اور مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور دیگر اکابر مرزائی اصحاب کی مصدقہ ہے مختصری فہرست مجددین ہم نے کتاب ہذا کے ابتدائی صفحات پر درج کر دی ہے۔

۲..... ان مجددین امت محمدیہ کی عظمت اور علو مرتبت کا حال مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں کتاب ہذا کے ابتداء میں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

۳..... ”خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو تازہ کرے گا اور اس کی کمزوریوں کو دور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت پر اسے لے آوے گا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۴..... ”ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندہ خدا اصلاح کے لیے کھڑا ہوا۔ جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے۔“ (لیکچر سیالکوٹ ص ۱ خزائن ج ۲۰ ص ۲۰۳)

۵..... ”بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں۔ اگر مخالفت پر ہی مریں۔“ (شہادۃ القرآن ص ۳۳ خزائن ج ۶ ص ۳۳۹)

۶..... ”ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آ کر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں۔ یا زیادہ کرتے ہیں بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک

تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لیے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ مجدد لوگ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں..... مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے۔ جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔" (شہادۃ القرآن ص۴۳ خزائن ج ۶ ص ۳۴۰)

۷..... "امام الزمان بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم و حقائق و معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی کے ساتھ مخاطبہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال و جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ .. امام الزمان غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کر لیتا ہے۔ یہ قوت و انکشاف اس لیے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔" (ضرورت الامام ص۱۲،۱۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳)

۸..... "امام الزمان حامی بیضہ اسلام کہلاتا ہے اور اسلام کے باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اور اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کرا دے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہے کہ نہ صرف اعتراضات دور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کرے۔ ایسا شخص نہایت قابل تعظیم اور کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہوتا کہ اس سے جدائی اختیار کرے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی کا وہی کام آتا ہے اور اسی کے انفاس طیبہ کفر کش ہوتے ہیں۔ وہ بطور کل کے اور باقی سب اس کے جزو ہوتے ہیں۔

اور چو کل و تو چو جزئی نے کلی
تو ہلاک اہتی اگر از وے بگسلی"

(ضرورت الامام ص۱۰ خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۱)

نوٹ: امام الزماں۔ مجدد وقت چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ''یاد رہے کہ امام الزماں کے لفظ میں نبی، رسول، مجدد، محدث، سب داخل ہیں۔''

(ضرورت الامام باب ص ۲۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

۹۔ ''جو بزرگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۸ خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

۱۰۔ ''ہمارے نبی ﷺ نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لیے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا۔ وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مرے گا۔''

تلک عشرۃ کاملۃ۔ (ضرورت الامام باب ص ۲ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۲)

قارئین عظام! آپ امام الزمان یعنی مجدد وقت کی عظمت و اہمیت مرزا قادیانی کے اپنے اقوال سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب ہم آپ کی خدمت میں ہر صدی کے آخر (اماموں) کے اقوال درج کرتے ہیں تاکہ قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت الم نشرح ہو جائے۔

نوٹ: میں صرف انہیں امامانِ زمان کے اقوال درج کروں گا جن کو قادیانی بھی امام تسلیم کر چکے ہیں۔ ثبوت ساتھ ساتھ ملاحظہ کرتے جائیں۔

امام احمد بن حنبلؒ مجدد و امام الزمان صدی دوم کا عقیدہ

۱۔۔۔۔ ہم نے امام احمدؒ کی روایت سے ایک حدیث بیان کی ہے۔ جس میں انبیاء علیہم السلام کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر معراج کی رات صاف صاف اعلان کیا کہ وہ قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔

۲ ہم امام احمد بن حنبل کی روایت سے ایک مرفوع حدیث نقل کر آئے ہیں۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت مفصل درج ہے۔

۳۔۔۔۔۔ امام احمد مجدد صدی دوم کی روایت سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مرفوع حدیث بیان کر آئے ہیں۔ جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول کریم ﷺ کے پہلو میں دفن کیے جانے کی اجازت طلب کرتی ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حجرہ مبارک میں صرف حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے لیے ہی جگہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ نہیں تو قبر کے نیے جگہ رکھنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

۴۔۔۔۔۔ ایک حدیث کو امام موصوف نے روایت کیا ہے۔ جس میں حضرت عمرؓ نے ابن صیاد

کو دجال معبود سمجھ کر آنحضرت ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ نے اجازت نہیں دی اور عدم اجازت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ دجال معہود کا قاتل حضرت عیسیٰ ابن مریم ہے۔ تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور اگر تم ابن صیاد کو قتل کر دو تو وہ دجال معہود نہیں ہوگا۔

۵... امام احمدؒ کی ایک روایت کردہ حدیث درج ہے جو انھوں نے اپنی مسند میں کئی بار درج کی ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول جسمانی صاف صاف مذکور ہے۔

۶... امام ممدوح نے ایک حدیث روایت کی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کا اقرار خود حضرت رسول کریم ﷺ کی زبانی مذکور ہے۔

۷... یہی طرح اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جسمانی زندگی کا اقرار موجود ہے۔

۸... ان کی روایت سے ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جسمانی مروی ہے۔

۹... امام احمدؒ اپنی مسند میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت فرماتے ہیں۔ "قال ابن عباسؓ لقد علمت آیة من القرآن... و انه لعلم للساعة قال هو خروج عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قبل یوم القیامة." (مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۸) "یعنی فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے...... انه لعلم للساعة کے معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قرب کا نشان ہوگا۔"

۱۰... امام احمدؒ نے اور بھی بیسیوں حدیثوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کی ہے۔ جسے دیکھنا ہو۔ مسند امام احمد اٹھا کر ملاحظہ کر لیں۔ تلک عشرة کاملة.

ناظرین! قادیانی کی بیان کردہ عظمت و اہمیت مجدد زمان کو سامنے رکھ کر دوسری صدی کے مجدد اعظم کا فیصلہ کس قدر اہم ہے؟ ظاہر ہے کہ جج کی عظمت شان کے ساتھ اس کے فیصلہ کی عظمت شان بڑھ جاتی ہے۔

۳۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کا عقیدہ

عظمت شان...۱ مسلمانان عالم حضرت امام کے مرتبہ کے قائل ہیں۔ کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کے شاگردوں کے شاگرد یعنی امام محمد اور امام شافعیؒ اور آپ کے مقلدین میں سے بیسیوں حضرات مجدد اور امام الزمان کے درجہ پر پہنچ گئے تو ان کے امام اور استاد کا درجہ کس قدر بلند ہوگا۔

۲... لیجئے! ہم مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں حضرت امام اعظمؒ کی عظمت شان کا پتہ دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔

''اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف سمجھنے میں ایک خاص دست گاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک نسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لیے وہ درجہ علیا مسلم تھا۔ جس تک پہنچنے سے سب لوگ قاصر تھے۔ امام موصوف بہت زیرک اور ربانی امام تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۳۰ و ۵۳۱ خزائن ج ۳ ص ۳۸۵)

دیکھا حضرات! مرزا قادیانی ہمارے دعویٰ کی تصدیق کن پرزور الفاظ میں کر رہے ہیں۔ صاف صاف لکھ رہے ہیں کہ امام موصوف ربانی امام تھے اور باقی سب آئمہ سے افضل تھے۔ باقی آئمہ میں سے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کو تو قادیانیوں نے امام الزمان اور مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ امام اعظمؒ کی عظمت شان کو دل میں جگہ دے کر اب ان کا فیصلہ بھی سنیے۔ اپنی شہرہ آفاق تصنیف فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

''خروج الدجال و یاجوج و ماجوج و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسی علیه السلام من السماء و سائر علامات یوم القیامة علی ماوردت به الاخبار الصحیحة حق کائن'' (فقہ اکبر ص ۹۔۸) ''دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا اپنے مغرب سے نکلنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دیگر علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ و آثار صحابہ میں آ چکی ہیں۔ وہ سب کی سب حق ہیں اور واقع ہونے والی ہیں۔''

خیال کیجئے کن الفاظ میں حضرت امام الائمہؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

۳۔ امام مالکؒ کا عقیدہ دربارہ حیات عیسیٰ علیہ السلام

۱ وفی العتبیة قال مالک بینما الناس قیام یستمعون لاقامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا عیسی قد نزل (اکمل اکمال الاکمال شرح مسلم ج ۱ ص ۲۶۳ باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام) ''امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ لوگ نماز کی اقامت کو سن رہے ہوں گے۔ پس ان پر ایک بادل سایہ کرے گا اور اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔'' اس عبارت میں کس صفائی کے ساتھ حضرت امام مالکؒ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جسمانی ثابت کر رہے ہیں۔ اگر مراد اس نزول سے بروزی نزول لی جائے تو معنی اس کے یہ ہوں گے کہ کوئی

شخص مثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (موافق دعویٰ قادیانی) ماں کے پیٹ سے اس وقت نازل ہوں گے جبکہ لوگ نماز کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے اور بادل نے سایہ کیا ہوگا۔ حضرات کیا مضحکہ خیز تاویل ہے۔ ایسی واہیات قادیانیات سے خدا کی پناہ۔

۲۔ مشہور ہے کہ الولد سر لابیہ یعنی اولاد باپ کے بھید ہوتے ہے تجربہ ایک مسلم اصول ہے۔ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

امام مالکؒ کا عقیدہ یقیناً وہی ہوگا جو علماء مالکیہ رحمہا اللہ نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح مرزا بشیر الدین محمود اپنے باپ کا قائمقام ہے۔ اسی طرح شاگرد اپنے استاد ہی سے نقل کرتا ہے۔ ہم یہاں علماء مالکیہ کے اقوال نقل کر کے امام مالکؒ کے عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔

قول علامہ زرقانی مالکیؒ

شرح مواہب قسطلانی میں بڑی بسط سے لکھتے ہیں۔ "فاذا نزل عیسیٰ علیہ السلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا ﷺ بالہام او اطلاع علی الروح المحمدی او بماشاء اللّٰہ من استنباط لہ من الکتاب والسنۃ ..... فہو علیہ السلام و ان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ فہو رسول و نبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض الناس انہ یاتی واحد من ہذہ الامۃ بدون نبوۃ و رسالۃ انہما لا یزولان بالموت کما تقدم فکیف بمن ہو حی نعم ہو واحد من ہذہ الامۃ مع بقائہ علی نبوۃ و رسالۃ۔"

(شرح مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۳۴۷) "جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ رسول کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم دیں گے۔ الہام کی مدد سے یا روح محمدی کی وساطت سے یا اور جس طرح اللہ چاہے گا مثلاً کتاب اور سنت سے اجتہاد کر کے..... پس اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی کے خلیفہ ہوں گے مگر وہ اپنی نبوت و رسالت پر بھی قائم رہیں گے اور اس طرح نہیں ہوگا جیسا کہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ نبوت اور رسالت سے الگ ہو کر محض ایک امتی کی حیثیت سے ہوں گے کیونکہ نبوت و رسالت تو موت کے بعد بھی نبی و رسول سے الگ نہیں ہوتیں۔ پس اس شخص (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے کیسے الگ ہو سکتی ہیں جو ابھی تک زندہ ہے۔ ہاں وہ امتی ہوگا مگر اس کی نبوت و رسالت بھی اس کے ساتھ ہی رہے گی۔" یہ عبارت امام مالک کے مذہب کو کس بلند اور صریح آواز سے بیان کر رہی ہے۔ بروز و بروزی کے پرخچے اڑا رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے حی کا لفظ

استعمال کر کے قادیانیوں کی زبان بندی کا اعلان کر رہی ہے۔ مزید حاشیہ کی ضرورت نہیں ہے اور عاقل کے لیے تو اشارہ بھی کافی ہوتا ہے یہاں تو صریح اعلان ہے۔ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا۔

قادیانی دھوکہ اور اس کا علاج

مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

۱۔ ''امام مالکؒ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔''

{ایام الصلح ص ۱۳۶ و ص ۱۳۷ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱}

۲ ''امام ابن حزم اور امام مالکؒ بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا امت کے تمام اکابر کا قائل ہونا ہے کیونکہ اس زمانہ کے اکابر علماء سے مخالفت منقول نہیں اور اگر مخالفت کرتے تو البتہ کسی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا۔''

{ایام الصلح ص ۳۹ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹}

۳۔ یہی مضمون مرزا قادیانی نے بڑی کتاب عربی مکتوب ص ۱۳۲ اور کتاب البریہ ص ۲۰۳ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱ میں لکھا ہے۔ اس کا جواب اور اس دھوکہ دہی کا تجزیہ درج ذیل ہے۔

۱۔ امام مالکؒ کا عقیدہ اوپر مذکور ہوا اور باقاعدہ ان کے مذہب کی کتابوں کے حوالوں سے ہوا۔ مرزا قادیانی کا یہ بیان بغیر حوالہ کے کس طرح منظور کر لیا جائے۔

۲۔ ہم مرزا قادیانی کی خاطر خود وہ حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے حوالہ یقیناً اس واسطے نقل نہیں کیا کہ شاید کوئی خدا کا بندہ کتاب کو حوالہ کے مطابق کھول کر پڑھے تو راز طشت از بام ہو کر الٹا ذلت کا باعث نہ بنے۔ مگر ہم تو اسی راز کے طشت از بام کرنے کے لیے میدان میں نکلے ہیں۔ یہ حوالہ مرزا نے مجمع البحار سے نقل کیا ہے۔ وہاں امام محمد طاہر مجدد صدی دہم نے یہ قول نقل کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنی خود غرضی اور دجل و فریب سے اگلی عبارت نقل نہیں کی۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔ ''قال مالک مات لعله اراد رفعه علی السماء۔ ویجئی آخر الزمان لتواتر خبر النزول۔''

(دیکھو مجمع البحار ج ۱ ص ۵۳۴ بلفظ حکم مصنفہ امام محمد طاہر گجراتی مجدد صدی دہم)

''یعنی مالکؒ کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ (جاگتے ہوئے اوپر کی طرف پرواز کرنا اور کرۂ نار میں سے گزرنا کا پرواز کرنا خوف وحشت کا باعث ہوتا ہے) ... اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے کیونکہ ان کے نزول کی خبر احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔"

نوٹ ۱ : "امات" کے معنی "مر گئے" کرنا اور انہی معنوں میں حصر کرنا قادیانی کی کمال چالاکی ہے۔ اس کے معنی "نام" یعنی سو گیا بھی ہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

۱ "ممات" کے معنی لغت میں نوم کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس۔"

(ازالہ ص ۴۲۸ خزائن ج ۳ ص ۳۲۵)

۲ "بیہوشی سے مرنا بھی ایک قسم کی موت ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۳۰ خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

۳ "امات کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔" (ازالہ ص ۶۴۳ خزائن ج ۳ ص ۱۶۱)

۴ "لغت کی رو سے موت کے معنی نیند اور ہر قسم کی بے ہوشی بھی ہے۔"

(ازالہ ص ۹۴۲ خزائن ج ۳ ص ۶۲۰)

۵ "لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۶۵ خزائن ج ۳ ص ۴۵۹)

اندریں صورت مرزا قادیانی کا کیا حق ہے کہ جہاں کہیں موت یا ممات یا امات کا لفظ آ جائے تو اس کے معنوں کو صرف مارنا یا مرنا ہی میں حصر کر دے پھر ممکن ہے کہ بعض نے اس نیند ہی کو موت کی حالت سمجھ کر عارضی موت کا اقرار کر لیا ہو۔ ہماری بحث تو صرف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہیں اور وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے نزول فرما کر امت محمدی میں رسول کریم ﷺ کے خلیفہ کی حیثیت سے کام کریں گے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔

۴۔ امام محمد بن ادریس شافعیؒ

۱ ... امام شافعی۔ امام مالک اور امام محمد کے شاگرد تھے اور امام محمد امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ اگر امام شافعی کو حیات مسیح علیہ السلام میں آئمہ ثلاثہ سے اختلاف ہوتا تو ضرور اس کا اظہار کرتے۔ پس انھوں نے اس بارہ میں اپنی خموشی سے "سکوتی اجماع" پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

نوٹ: "سکوتی اجماع" کی حقیقت بیان ہو چکی، دیکھئے۔

۲ نیز امام شافعی کے مذہب کے تمام مجددین مثل امام جلال الدین سیوطی وغیرہ حیات

عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۵۔ امام حسن بصری رئیس المجددین و سرتاج الاولیاءؒ

امام حسن بصریؒ کا رتبہ۔

۱۔ دنیائے اسلام میں صوفیائے کرام کے سلسلہ کے سرتاج مسلم ہیں۔

۲ … بیسیوں مجددین امت کو ان کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔

۳ … امام موصوف ابن عباسؓ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

(دیکھو مرزائی کتاب عسل مصفیٰ ج۱ ص۹۲، ۹۱)

اب امام موصوف کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔

۱… "قال ابن جریر … عن الحسن و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موت عیسٰی واللّٰہ انہ لحی الاٰن عند اللّٰہ ولکن اذا نزل اٰمنوا بہ اجمعون۔" (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۷۶) "امام ابن جریر (قادیانیوں کے مسلم امام و محدث و مفسر فرماتے ہیں کہ) امام حسن بصری نے فرمایا کہ سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے ایمان لے آئیں گے۔ خدا کی قسم وہ آسمان پر اب تک زندہ موجود ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔" غور کیجئے! چھٹی صدی کے مجدد امام مسلم قادیانی قادیانیوں کے مسلم مفسر و امام کی روایت سے امام التابعین کا قول قسمیہ پیش کرتے ہیں۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا صاف صاف اعلان ہے۔ قسمیہ اعلان میں تاویل جائز نہیں۔

لطف پر لطف یہ کہ امام موصوف کی اس قسمیہ تصریح کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام و مجدد صدی ہشتم مسلم قادیانی نے بھی فتح الباری میں بڑے زور کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۲…… امام موصوف نے ایک صحیح حدیث رسول پاک ﷺ کی روایت کی ہے جس میں رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔ "ان عیسٰی لم یمت" یعنی عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ "وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ" (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶) اور وہ تمہاری طرف دوبارہ واپس آئیں گے قیامت سے پہلے۔" مفصل بحث اس حدیث کی پہلے مذکور ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

۳… "اخرج ابن جریر عن الحسنؒ وانہ لعلم للساعۃ قال نزول عیسٰی۔ امام ابن جریر نے امام حسن بصری سے روایت کی ہے کہ وانہ لعلم للساعۃ سے مراد حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا ہے۔" (درمنثور ج ۲ ص ۲۰) ناظرین! یہاں بھی خیال فرمائیے۔ امام جلال الدین سیوطی جیسے مجدد مسلّم قادیانی اپنے کے مسلّم محدث و مفسر کی روایت سے امام حسن بصری کا عقیدہ نزول عیسیٰ ابن مریم بیان فرما رہے ہیں۔ اگر اب بھی قادیانی اپنی ضد پر اڑے رہیں تو سوائے انا للہ کے اور کیا کہا جائے۔

۶۔ قادیانیوں کے مسلّم امام و مجدد صدی سوئم امام نسائیؒ کا عقیدہ

۱۔ پہلے ہم نے امام نسائی کی روایت درج ہے۔ ملاحظہ کی جائے۔

۲... پہلے ہم نے امام نسائی کی دوسری روایت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی علی السماء پر بڑے زور سے اعلان کر رہی ہے۔

۷۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کا عقیدہ

امام بخاریؒ کی عظمت شان از اقوال مرزا۔

۱... "امام بخاری کی کتاب "بخاری شریف" اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔ یعنی قرآن شریف کے بعد اس کا درجہ ہے۔" (ازالہ ص ۸۹۲، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

۲... "اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں کیوں بار بار ان کو اپنی تائید میں پیش کرتا۔" (ازالہ ص ۸۸۴، خزائن ج ۳ ص ۵۸۴)

۳... "صحیحین (بخاری اور مسلم) کو تمام کتب پر مقدم رکھا جائے اور بخاری اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔ لہٰذا اس کو مسلم پر مقدم رکھا جائے۔"
(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

۴... "امام بخاری حدیث کے فن میں ایک نہایت [illegible] ہے۔ بخاری امام فن نے اس حدیث کو نہیں لیا۔" (ازالہ ص ۱۴۲، خزائن ج ۳ ص ۱۷۳)

مرزا قادیانی کے ان اقوال سے قارئین پر واضح ہو گیا ہے کہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کا مرتبہ کس قدر بلند ہے۔

اب ہم امام بخاریؒ کی تصریحات در بارہ حیات عیسیٰ پیش کرتے ہیں۔

۱... "عن عبداللہؓ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعا۔"
(اخرجہ البخاری فی تاریخہ، درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵، الاشاعۃ لاشراط الساعۃ للبرزنجی ص ۳۰۵)

"امام بخاریؒ نے اپنی کتاب تاریخ میں حضرت عبداللہ بن سلام صحابی سے ایک

روایت درج کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھی (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ دفن کیے جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر (حجرہ مبارکہ میں) چوتھی قبر ہوگی۔"

کس قدر صاف فیصلہ ہے اگر امام بخاری حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل نہ ہوتے۔ تو وہ نعوذ باللہ ایسی "مشرکانہ" روایت کو اپنی تاریخ میں درج کر سکتے تھے؟ مفصل بحث اس روایت کی آئندہ ملاحظہ کریں۔

۲۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

"قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم" (الحدیث بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) مفصل بحث حدیث نمبر ۱ پر بیان ہو چکی اس حدیث میں صاف صاف الفاظ میں حضرت ابن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کا اعلان ہے۔

۳۔ امام بخاریؒ نے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے جو یہ ہے۔ "کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔"

اس میں حضرت مسیحؑ ابن مریم کے نازل ہونے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں امام بخاریؒ نے اس طریقہ سے ذکر کی ہیں کہ قادیانی جیسے محرفین کا ناطقہ بند کرنے میں کمال کر دیا ہے۔ امام موصوف نے بخاری شریف میں کتاب الانبیاء کی ذیل میں بہت سے انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا ہے۔ اسی ذیل میں انہوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے حالات بھی لکھے ہیں۔ انہی کے حالات لکھتے لکھتے امام بخاریؒ نے یہ دونوں مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام بخاری کے نزدیک فوت شدہ ہوتے تو وہ ان کے نزول کی حدیثوں کو کس طرح اپنی صحیح میں درج کرتے اور پھر لطف یہ کہ تمام حالات اسی ابن مریم کے لکھے ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ پھر کس طرح ان دونوں حدیثوں میں بیان کردہ ابن مریم سے مراد غلام احمد ابن چراغ بی بی قادیانی لیا جا سکتا ہے؟

چیلنج مرزا قادیانی نے امام بخاری پر کئی جگہ افتراء اور اتہامات لگائے ہیں کہ وہ بھی وفات مسیحؑ کے قائل تھے۔ ہم ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ یہ محض دجل وفریب اور افتراء ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں ہے۔ اگر قادیانیوں کو اس کے خلاف شرح صدر

حاصل ہو تو کسی غیر جانب دار جج کے سامنے اپنے دعویٰ کو ثابت کر کے انعام حاصل کریں۔

۸۔ امام مسلمؒ کا عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی، قرآن کریم اور بخاری شریف کے بعد مسلم شریف کو تیسرے درجے پر تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

۱۔ ''بحث میں صحیحین (بخاری و مسلم) کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر۔ کیونکہ وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۵۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)

۲۔ ''میرے پر یہ بہتان ہے کہ گویا میں صحیحین کا منکر ہوں اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا۔ تو میں اپنے تائید دعویٰ میں کیوں بار بار ان کو پیش کرتا۔''

(ازالہ اوہام ص ۸۸۴ خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)

امام مسلم اس مرتبے کا امام ہے کہ ان کی کتاب صحیح مسلم کو مرزا قادیانی اپنے ہی تسلیم کردہ مجددین امت کی کتابوں مثلاً مسند احمد، سنن بیہقی، سنن نسائی، مستدرک حاکم، طبقات ابن سعد اور مسند شافعی پر فضیلت اور ترجیح دے رہے ہیں۔ اب ہم امام مسلم جیسی بزرگ ہستی سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ چار روایات صحیح مسلم سے حیات و نزول مسیح کی پہلے درج ہو چکی ہیں۔

نوٹ ہم امام مسلم کی پیش کردہ احادیث کا مطلب خود مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں پیش کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔

۱۔۔۔ ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

۲۔ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔''

(قادیانی رسالہ تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء ص ۵۔ قادیانی اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

قارئین لطف پر لطف یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے مسلم شریف کی عظمت کا گیت بھی گائے جاتے ہیں اور ان کی پیش کردہ احادیث کو ضعیف اور مشرکانہ بھی بتلائے جاتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۹۔ حافظ ابو نعیمؒ کا عقیدہ

<u>عظمت شان</u> حافظ ابو نعیم صاحبؒ چوتھی صدی کے مجدد و امام الزمان تھے۔"
(دیکھو قادیانی کتاب عسل مصفی جلد اول ص ۱۶۳)

مجدد و امام الزمان کی شان آپ قادیانی کے الفاظ میں پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم حافظ ابو نعیمؒ کی تحریر سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرهم المهدی تعال صل بنا فیقول الا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ لهذه الامة "
(رواہ ابو نعیم الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۹۳ الفتاوی الحدیثیہ ص ۳۲ باب فی ظہور المہدی) (ترجمہ)
"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ پس مسلمانوں کے امیر یعنی امام مہدی کہیں گے آیئے نماز پڑھایئے پس حضرت عیسیٰ کہیں گے نہ تحقیق تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں اور یہ اس امت کی بزرگی ہے۔"

۲۔ "قال رسول اللہ ﷺ ولن تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ فی آخرها والمهدی فی اوسطها۔" (کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۶۶ حدیث نمبر ۳۸۶۷۱)
(رواہ ابو نعیم فی اخبار المہدی (بحوالہ عسل مصفی ج ۲ ص ۹۳)
"اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی۔ جس کے شروع میں میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم ہے اور ہم دونوں کے درمیان امام مہدی ہے۔"

۳۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر شادی کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ آپ کی شادی قوم شعیب میں ہوگی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسرال ہیں۔ ان کو بنی جذام کہتے ہیں۔" (رواہ ابو نعیم فی کتاب الفتن)

ناظرین غور کیجئے! کہ چوتھی صدی کے مجدد و امام کیسے صاف صاف الفاظ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت دے رہے ہیں۔

۱۰۔ امام بیہقیؒ کا عقیدہ

<u>عظمت شان</u> قادیانیوں کے نزدیک امام بیہقی بھی چوتھی صدی کے مجدد زمان تھے۔
(دیکھو عسل مصفی جلد اول ص ۱۶۳۔۱۶۵)

امام موصوف فرماتے ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ یلبث فیکم ماشاء اللہ ثم ینزل عیسی ابن مریم مصدقاً بمحمد علی ملتہ فیقتل الدجال۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔
(کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۲۱ حدیث نمبر ۳۸۸۰۸)

''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ رہے گا دجال تمہارے درمیان جس قدر چاہے گا اللہ تعالیٰ پھر اترے گا عیسیٰ ابن مریم تصدیق کرتا ہوا محمد ﷺ کی اور اس کے دین کی۔

۲۔ امام موصوف نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث روایت کی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حیات جسمانی صاف صاف الفاظ میں مذکور ہے پہلے بیان ہو چکی ہیں دیکھئے۔

۳۔ ایک اور حدیث میں امام موصوف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا اعلان کر کے قادیانیوں کی تمام تاویلات کو بیکار کر دیا ہے۔ مفصل بیان ہو چکی ہے۔

۱۱۔ امام حاکم نیشاپوریؒ کا عقیدہ

عظمت شان قادیانیوں نے امام حاکم کو بھی چوتھی صدی کا مجدد زمان تسلیم کر لیا ہے۔
(دیکھو عسل مصفی جلد اول ص ۱۶۳۔۱۶۵)

امام حاکم کی روایات دربارۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام

۱۔ دیکھو حاکم کی تین روایت جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

۲۔ حافظ نعیم کی دوسری روایت۔ یہ روایت حاکم میں بھی موجود ہے۔

۳۔ ... دیکھو امام موصوف کی بیان کردہ ایک حدیث پہلے درج ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی روز روشن کی طرح بیان کی جا رہی ہے۔

۴۔ ... امام موصوف کی روایت کردہ ایک حدیث درج ہے۔ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان کر رہی ہے۔

۵۔ ... عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قال خروج عیسیٰ علیہ السلام۔'' (رواہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۳۳ حدیث نمبر ۳۲۹۰)

''ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے فرمایا ابن عباس نے کہ مراد اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے۔''

۶۔ ... عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقراه منی السلام۔'' (رواہ الحاکم ج ۵ ص ۷۵۵ حدیث نمبر ۸۶۷۹ وغیرہ) ''حضرت انسؓ

روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص تم میں سے پائے حضرت ابن مریم علیہ السلام کو پس ضرور انہیں میرا سلام پہنچائے۔" پس ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔

۱۲۔ امام غزالیؒ کا عقیدہ

عظمت شان قادیانیوں کے نزدیک یہ بزرگ امام صدی پنجم کے مجدد و امام الزمان تھے۔ (دیکھو عسل مصفی ج اول ص ۱۶۳)

ناظرین! میں کوباٹ جیسے دور افتادہ شہر میں پڑا ہوا ہوں۔ جس قدر کتابیں ان کی میرے پاس ہیں۔ ان میں امام موصوف نے وفات مسیح علیہ السلام کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ علماء اسلام کے دعویٰ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کا اس طرح خاموش ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے۔ اگر قادیانی امام موصوف کی کسی کتاب سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف ایک فقرہ بھی دکھائیں تو منہ مانگا انعام لیں۔

۱۳۔ امام فخر الدین رازیؒ کا عقیدہ

عظمت شان امام موصوف قادیانیوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد تھے۔ (دیکھو عسل مصفی ج اول ص ۱۶۳)

امام موصوف کے اقوال دربارہ ثبوت حیات عیسیٰ علیہ السلام

ناظرین! مجددین امت مسلمہ قادیانی جماعت میں سے امام موصوف وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر غالباً سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ مفصل دیکھنا ہو تو وہ ملاحظہ کریں جو تفسیری حوالہ تفسیر کبیر سے پہلے نقل ہو چکے ہیں۔

۲۔ امام موصوف نے انی متوفیک الآیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے توفی کے معنی اور تفسیر کر کے آٹھ سو سال بعد آنے والے قادیانی فتنہ کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مضمون قابل دید ہے۔

۳۔... امام موصوف کی ایک عبارت پہلے درج ہے۔ جس میں انہوں نے توفی کے معنی "موت دینے" کے سمجھ کر بھی عجیب پیرایہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کیا ہے۔

۴۔... امام موصوف اپنی تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۰۳ میں زیر آیت "بل رفعه اللّٰه الیه" فرماتے ہیں۔ "رفع عیسٰی الی السماء ثابت بهذه الآية" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا

اس آیت سے بھی ثابت ہے۔"

۵۔ امام موصوف کا پہلے قول درج ہے۔ جس میں آپ "وکان اللہ عزیزاً حکیماً" کی فصاحت و بلاغت بیان کرتے ہوئے حیات عیسیٰ علیہ السلام علی السماء کا ثبوت دے رہے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ پہلے ہم نے امام موصوف کی تفسیر سے ایک قول نقل کیا ہے۔ جہاں وہ عجیب پیرایہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرنے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔ گویا ان کا نازل ہونا قیامت کے قرب کی نشانی ہوگی۔

۷۔ ایک دوسری عبارت اسی مضمون کی ملاحظہ فرمائیں۔

۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

۹۔ یہ بھی ان کا ایک مضمون نقل دیا ہے۔

۱۰۔۔۔ روی انه علیه الصلوٰة والسلام لما اظهر هذه المعجزات العجیبة قصد الیهود قتله فخلصه الله منهم حیث رفعه الی السماء (تفسیر کبیر) "روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب عجیب و غریب معجزات دکھائے تو یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود سے خلاصی دی اس طرح کہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔"

۱۱۔ امام صاحب ولکن شبه کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَنْ یُسْنَدَ اِلٰی ضَمِیْرِ الْمَقْتُوْلِ لِاَنَّہٗ قَوْلُہٗ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَقَعَ الْقَتْلُ عَلٰی غَیْرِہٖ فَصَارَ ذٰلِکَ الْغَیْرُ مَذْکُوْرًا بِهٰذَا الطَّرِیْقِ فَحَسُنَ اِسْنَادُ شُبِّهَ اِلَیْهِ. (تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۹۹) "یعنی یہ فعل شُبِّہ مسند ہے طرف ضمیر کی جو مقتول کی طرف پھرتی ہے کیونکہ قول وماقتلوہ وماصلبوہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کسی اور شخص پر قتل واقع ہوا۔ پس اس طریق سے وہ مقتول مذکور ہوا اور شُبِّہَ کی اسناد اس کی طرف صحیح ہوگی۔"

۱۲۔ "کان (جبرائیل) یسیر معه حیث سار وکان معه حین صعد الی السماء" (تفسیر کبیر زیر آیت وایدناہ) "اور جبرائیل علیہ السلام جاتا تھا جہاں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جاتے تھے اور جبرائیل ان کے ہمراہ تھا جبکہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔"

۱۳۔ امام حافظ ابن کثیرؒ کا عقیدہ

عظمت شان۔۔۔ ۱۔ قادیانی جماعت کے نزدیک حافظ موصوف بھی چھٹی صدی میں

اصلاح خلق کے لیے مجدد و امام الزمان کی حیثیت سے مبعوث ہوئے تھے۔
(دیکھو عسل مصفیٰ جلد اول ص ۱۶۴)

۲..... "حافظ ابن کثیر ان اکابر محققین میں سے ہیں۔ جن کی آنکھوں کو خدا تعالیٰ نے نور معرفت عطا کیا تھا۔"
(آئینہ کمالات اسلام طبع لاہور ص ۱۵۸)

۱ ہم نے تفسیر ابن کثیر جلد ۳ کی عبارت نقل کی ہے جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں فیصلہ کن ہے۔

۲..... ہم نے ایک عبارت امام موصوف کی تفسیر سے نقل کی ہے۔ جس میں دلائل سے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنے کے بعد آپ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر صحابہ کرامؓ اور باقی امت کا اجماع ثابت کیا ہے۔ ذرا اس مضمون کو دوبارہ مطالعہ کر کے مجدد صدی ششم کے دلائل حیات عیسیٰ علیہ السلام کا لطف اٹھایئے۔

۳..... ہم نے ایک اور عبارت حافظ ابن کثیر کی نقل کی ہے۔ جس میں آپ آیت کریمہ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَنْکَ الآیہ کی تفسیر کرتے ہوئے حیات عیسیٰ علیہ السلام و رفع جسمانی کا بڑے زور دار الفاظ میں اعلان کر رہے ہیں۔

۴..... وانه لعلم للساعة کا امام موصوف کو اعلان قائلی دیتے ہے۔

۵ ... امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ایک صحیح حدیث روایت کی ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی دلیل زیادہ وثوقی متصور نہیں۔ حدیث یہ ہے۔

عن الحسن البصری قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶) "امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہود کو کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں مرے اور یقیناً وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس آئیں گے۔"

نوٹ..... اس حدیث کی مفصل بحث پہلے گزر چکی ملاحظہ کریں۔

۶..... اس قسم کی ایک اور حدیث جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان کر رہی ہے اور جس کو امام ابن کثیرؒ نے روایت کیا ہے احادیث کی بحث میں ملاحظہ کریں۔

۷..... امام ابن کثیر مجدد صدی ششم قادیانیوں کے محدث و مفسر اعظم ابن جریر (آئینہ کمالات طبع لاہور ص ۱۵۸، چشمہ معرفت ص ۲۵۰ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱ حاشیہ) کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ثم قال ابن جریر و اولی ھذہ الاقوال بالصحة القول الاول وھو انه لا

معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابوبکر و عمر۔"
(رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفا مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

عظمت حدیث..... ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مندرجہ ذیل کتب میں اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ (ضمیمہ آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷۔ کشتی نوح ص ۱۵ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۔ نزول المسیح ص ۳۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۵۱ خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۳۔ نزول المسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱)

۲۔۔۔ مرزا محمود خلیفہ قادیانی نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کر لیا ہے۔ (دیکھو انوار خلافت ص ۵۰)

۳۔۔۔ مرزا خدا بخش مرزائی نے قادیانیوں کی شہرہ آفاق کتاب عسل مصفیٰ میں نہ صرف اس کی صحت کو ہی تسلیم کیا ہے بلکہ شہر بمعنی شہد لے کر اس حدیث کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنے کی سعی کی ہے۔ یعنی محمدی بیگم کے نکاح پر لگایا ہے لیکن خدا نے انہیں اس میں بھی ناکام رکھا۔ محمدی بیگم نکاح میں نہ آئی۔ ہم اس حدیث کا ترجمہ قادیانی کے اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ حدیث "یعنی ابن جوزی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم ایک خاص زمانہ میں نازل ہوں گے۔ پھر وہ نکاح بھی کریں گے اور ان کے لڑکے بالے بھی ہوں گے اور ۴۵ برس تک ٹھہریں گے (یملک کا یہ ترجمہ قادیانی ایجاد ہے۔ یملک کے معنی ہیں بادشاہی کریں گے) پھر فوت ہوں گے اور پھر میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی قبر سے جو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ہے کھڑے ہوں گے۔" (عسل مصفیٰ ج دوم ص ۴۳۰، ص ۴۳۱)

میں نے چھٹی صدی ہجری کے مجدد و امام کی روایت سے قادیانیوں کے اپنے الفاظ میں حدیث نبوی پیش کر دی ہے۔ اگر نجات مطلوب ہو تو ضرور تسلیم کر لیں گے۔

نوٹ... تفصیل اس حدیث کی گزر چکی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عقیدہ

عظمت شان قادیانیوں نے آپ کو بھی چھٹی صدی ہجری کا مجدد تسلیم کر لیا ہے۔

۱۔۔۔ دیکھو عسل مصفیٰ جلد اول ص ۱۶۳۔

۲۔۔۔ دیکھو براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۰۶ خزائن ج ۱ ص ۶۵۲۔

۳۔۔۔ دیکھو کتاب البریہ ص ۷۳ خزائن ج ۱۳ ص ۹۱۔

۳... دیکھو حقیقۃ النبوۃ ص ۲۰۱۔

حضرت شیخ قدس سرہ العزیز اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۵ میں فرماتے ہیں۔ "والتاسع رفعه الله عزوجل عیسیٰ ابن مریم الی السماء۔"
(بحوالہ احتساب قادیانیت ج ص ۲۷)

"اور نویں بات یہ کہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان کی طرف۔"

ناظرین! کروڑہا مسلمانان عالم کے پیر و مرشد اور قادیانیوں کے تسلیم کردہ امام الزمان حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کیسے صاف صاف الفاظ میں بیان فرما رہے ہیں۔ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اس سے خدا سمجھے۔

۱۷۔ امام ابن جریرؒ کا عقیدہ

<u>عظمت شان......۱</u> "ابن جریر رئیس المفسرین ہیں۔"
(قول مرزا، آئینہ کمالات ص ۱۶۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲ "ابن جریر نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہے۔"
(قول مرزا، چشمہ معرفت ص ۲۵۰ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱ حاشیہ)

۳.... امام جلال الدین سیوطی قادیانی جماعت کے مسلم امام و مجدد امام جریرؒ کی شان میں فرماتے ہیں۔ "اجمع العلماء المعتبرون علی انه لم یؤلف فی التفسیر مثله۔"
(اتقان ج ۲ ص ۳۲۵ مؤلفہ سیوطی)

قارئین! ہم آپ کے سامنے اس شان کے امام و محدث و مفسر کا کلام پیش کرتے ہیں۔

۱... ہم امام ابن جریر کی روایت سے حدیث معراج درج کر آئے ہیں۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتر کر دجال کو قتل کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔

۲... ہم قادیانیوں کے امام و مجدد صدی ہشتم حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے ابن جریر کی روایت درج کر آئے ہیں۔ جس میں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس کا عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام بیان کیا ہے۔

۳... ہم امام جریر کی ایک روایت سے ایک حدیث درج کر آئے ہیں۔ جس میں رسول کریم ﷺ یہود کو فرماتے ہیں۔ ان عیسیٰ لم یمت "تحقیق عیسیٰ علیہ السلام بے شک فوت نہیں ہوئے۔" وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة "اور تحقیق وہ ضرور تمہاری طرف قیامت سے پہلے پہلے واپس آئیں گے۔" مفصل بحث اس حدیث کی بحث میں دیکھیں۔

۴… امام بحوالہ درمنثور مصنفہ امام جلال الدین سیوطیؒ امام ابن جریرؒ کی روایت سے ایک حدیث درج کرتے ہیں۔ جس میں رسول کریم ﷺ نصاریٰ کو فرماتے ہیں۔ ''الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے وہ نہیں مرے گا۔'' وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء اور تحقیق عیسیٰ علیہ السلام ضرور فوت ہوں گے۔'' نصاریٰ نے تصدیق کی اور کہا بلیٰ یعنی کیوں نہیں۔

۵… وان من اھل الکتاب الا لیؤمن الخ کی بحث میں امام موصوف فرماتے ہیں۔
''اما الذی قال لیؤمن بمحمد قبل موت الکتابی ممالا وجہ لہ لانہ اشد فسادا مماقیل لیؤمن قبل موت الکتابی لانہ خلاف السیاق والحدیث فلا یقوم حجۃ بمحض الخیال فالمعنی لیؤمن بمعنی قبل موت عیسیٰ۔''

(ابن جریر ج ۲ ص ۲۳ ملخص)

''اور جو کہا کہ لیؤمن بہ قبل موتہ کے معنی ہیں اھل الکتاب اپنی موت سے پہلے محمد ﷺ پر ایمان لے آتا ہے یہ بالکل بلا دلیل ہے کیونکہ ''کتابی کی موت سے پہلے'' معنی کرنے سے تحت فساد لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ معنی کلام اللہ اور حدیث نبوی کے خلاف ہیں۔ پس محض خیالی باتوں سے دلیل قائم نہیں ہوا کرتی۔ معنی لیؤمن بہ قبل موتہ کے یہ ہیں کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے ضرور ان کی رسالت کو قبول کر لیں گے۔''

ناظرین فرمایئے! اس سے بڑھ کر دلیل آپ کے سامنے اور کیا بیان کروں کہ قادیانیوں کی تصدیق در تصدیق ثم در تصدیق سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت دیتا جا رہا ہوں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

۶… امام ابن کثیرؒ مجدد صدی ششم کی تفسیر سے امام ابن جریرؒ کا ایک قول نقل کر آئے ہیں۔ جس میں دونوں امام پرزور الفاظ اور دلائل سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت دے رہے ہیں۔ قابل دید ہے۔

۷… امام ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''واولی ھذہ الاقوال بالصحۃ عندنا قول من قال معنی ذالک انی قابضک من الارض و رافعک الیّ لتواتر الاخبار عن رسول اللہ ﷺ'' الخ

(تفسیر طبری ج ۳ ص ۲۹۱) ''(انی متوفیک الخ کے متعلق) اقوال مفسرین میں سے ہمارے نزدیک یہ سب سے اچھا ہے کہ اس (متوفیک) کے معنی یہ ہیں'' میں (اے

عیسیٰ علیہ السلام! تجھے زمین سے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ کیونکہ اس بارہ میں رسول کریم ﷺ کی احادیث تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے۔ ۴۰۔۴۵ سال تک دنیا میں رہ کر فوت ہوں گے۔

۸…… امام ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں انی متوفیک کی بحث میں حضرت ابن جریجؒ روئی کا قول اپنی تصدیق میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔ "عن ابن جریج قولہ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا قال فرفعہ ایاہ الیہ توفیہ ایاہ و تطھیرہ من الذین کفروا۔" (تفسیر طبری ج ۳ ص ۲۹۰) "حضرت ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی سے مراد ان کا رفع جسمانی اور کفار سے تطہیر ہے۔"

۹…… پھر امام موصوف اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کا عقیدہ حیات مسیح دلائل سے ثابت کرتے ہوئے ایک روایت درج کرتے ہیں۔ وہ روایت ذیل میں درج ہے۔

"عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ قال قبل موت عیسیٰ۔" (تفسیر طبری ج ۶ ص ۱۸) "حضرت سعید ابن جبیر تابعی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے وان من اھل الکتاب الخ کے معنی ہیں" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔"

۱۰…… حضرت امام ابن جریرؒ نے حضرت کعب سے یہ روایت نقل کی ہے۔

"عن کعب قال لما رای عیسیٰ قلۃ من اتبعہ و کثرۃ من کذبہ شکی الی اللہ فاوحی اللہ الیہ انی متوفیک و رافعک الی وانی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتلہ" (رواہ ابن جریر تفسیر طبری ج ۳ ص ۲۹۰) "حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی قلت اور منکرین کی کثرت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور یقیناً تجھے دجال کانے کے خلاف بھیجوں گا اور تو اسے قتل کرے گا۔" تلک عشرۃ کاملۃ۔

حضرات ہم بخوف طوالت امام موصوف کی صرف دس روایات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ورنہ آپ کی تفسیر میں بے شمار اقوال حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں درج ہیں۔

۱۸۔ حضرت امام ابن تیمیہ حنبلیؒ کا عقیدہ

عظمت شان…… ۱…… حضرت امام ابن تیمیہؒ کو قادیانی جماعت نے ساتویں صدی

ہجری کا مجدد و امام تسلیم کر لیا ہے۔ (دیکھو عسل مصفی ج اول ص ۱۶۳)

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود حضرت امام ابن تیمیہؒ کے علو مرتبت کے قائل تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ ... جو اپنے وقت کے امام ہیں۔''

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۰۳ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱)

حضرات! مرزا قادیانی کی تحریرات سب کی سب کذب و افتراء سے بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ میں نے ''کذبات مرزا'' کے نام سے ایک الگ رسالہ انعامی تین ہزار روپیہ تالیف کیا ہے۔ جس کا پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی دو سو صریح کذب بیانیاں جمع کی گئی ہیں۔ آج حیات عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کا ایک ایسا جھوٹ درج کرتا ہوں کہ صرف یہی جھوٹ مرزا قادیانی کا غیر متعصب قادیانی کی توبہ کے لیے کافی محرک ثابت ہوگا۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''امام ابن تیمیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔'' (کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱) اب میں ناظرین کے سامنے امام موصوف کی کلام پیش کرتا ہوں تا کہ مرزا قادیانی کے کذب و دجل کی قلعی خود بخود کھل جائے۔

۱۔ ''وکان الروم والیونان و غیرھم مشرکین یعبدون الھیاکل العلویۃ والاصنام الارضیۃ فبعث المسیح رسلہ یدعونھم الی دین اللّٰہ تعالٰی فذھب بعضھم فی حیاتہ فی الارض و بعضھم بعد رفعہ الی السماء فدعوھم الی دین اللّٰہ۔'' (الجواب الصحیح جلد اول ص ۱۱۵۔۱۱۶) ''روم اور یونان وغیرہ میں اشکال علویہ و تماثیل ارضیہ کو پوجتے تھے۔ پس مسیح علیہ السلام نے اپنے نائب بھیجے جو ان کو دین الٰہی کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پس بعض تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زمینی زندگی میں گئے اور بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے۔ پس انہوں نے لوگوں کو خدا کے دین کی طرف دعوت دی۔''

۲۔ ... وثبت ایضاً فی الصحیح عن النبی ﷺ انہ قال ینزل عیسٰی ابن مریم من السماء علی المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (الجواب الصحیح جلد اول ص ۱۷۱) ''اور صحیح میں یہ بھی ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی سفید منارہ پر اتریں گے۔''

۳۔ ... والمسلمون و اھل الکتاب متفقون علی اثبات مسیحین مسیح ھدی من

ولد داؤد و مسیح ضلال یقول اهل الکتاب انه من ولد یوسف و متفقون علی ان مسیح الهدیٰ سوف یاتی کما یاتی مسیح الضلالة لکن المسلمون و النصاری یقولون مسیح الهدیٰ هو عیسیٰ ابن مریم و ان اللّٰه ارسله ثم یاتی مرة ثانیة لکن المسلمون یقولون انه ینزل قبل یوم القیامة فیقتل مسیح الضلالة و یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ولا یبقی دینا الا دین الاسلام و یؤمن به اهل الکتاب الیهود والنصاریٰ کما قال تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته والقول الصحیح الذی علیه الجمهور قبل موت المسیح وقال تعالیٰ انه لعلم للساعة۔ " (جواب صحیح جلد اوّل ص ۳۲۹) "مسلمان اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ دو مسیحوں کے وجود پر متفق ہیں۔ مسیح ہدایت داؤد کی اولاد میں سے ہے اور اہل کتاب کے نزدیک مسیح ضلالت یوسف کی اولاد میں سے ہے اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ مسیح ہدایت عنقریب آئے گا جبکہ آئے گا مسیح الدجال، لیکن مسلمان اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں کہ خدا نے ان کو رسول بنایا اور پھر دوبارہ وہی آئیں گے لیکن مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے اتریں گے اور مسیح الدجال کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ مگر دین اسلام، یہود اور نصاریٰ ان کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته یعنی تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور قول صحیح جس پر جمہور امت کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ "موته" کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ وانه لعلم للساعة یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے۔"

۴ ... "اذا نزل المسیح ابن مریم فی امته لم یحکم فیهم الا بشرع محمد ﷺ" (الجواب الصحیح ج اوّل ص ۳۷۰) "جب مسیح ابن مریم علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی امت میں نازل ہوں گے تو شرع محمدی کے مطابق حکم کریں گے۔"

۵ ... "وان اللّٰه اظهر علی یدیه الایات و انه صعد الی السماء کما اخبر اللّٰه بذالک فی کتابه کما تقدم ذکره" (کتاب بالا ج ۲ ص ۸۶) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر معجزات ظاہر کیے اور تحقیق وہ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں خبر دی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۶ ... "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته وهذا عند اکثر العلماء معناه

قبل موت عیسٰی وقد قیل قبل موت الیهودی وهو ضعیف کما قیل انه قبل موت محمد ﷺ وهو اضعف فانه لو آمن به قبل الموت لنفعه ایمانه به فان الله یقبل التوبة العبد مالم یغرغر لم یکن فی هذا فائدة فان کل احد بعد موته یؤمن بالغیب الذی کان یجحده فلا اختصاص للمسیح به ولانه قال قبل موته ولم یقل بعد موته ولانه لا فرق بین ایمانه بالمسیح و بمحمد صلوات الله علیهما و سلامه والیهود الذی یموت علی الیهودیة فیموت کافرا بمحمد والمسیح علیهما الصلوٰة والسلام ولانه قال وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته و قوله لیؤمنن به فعل مقسم علیه وهذا انما یکون فی المستقبل فدل ذالک علی ان هذا الایمان بعد اخبار الله بهذا ولو اریه قبل موت الکتابی لقال وان من اهل الکتاب الا من یؤمن به لم یقل لیؤمنن به وایضا فانه قال وان من اهل الکتاب وهذا یعم الیهود والنصاری فدل ذالک علی ان جمیع اهل الکتاب الیهود والنصاری یؤمنون بالمسیح قبل موت المسیح وذالک اذا نزل امنت الیهود والنصاری بانه رسول الله لیس کاذبا کما یقول الیهودی ولا هو الله کما تقوله النصاری۔" (الجواب الصحیح جلد ۲ ص ۲۸۳، ص ۲۸۴) "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته اس کی تفسیر اکثر علماء نے یہ کی ہے کہ مراد قبل موته سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اور یہودی کی موت سے پہلے بھی کسی نے معنی کیے ہیں اور یہ ضعیف ہے جیسا کہ کسی نے محمد ﷺ کی موت سے پہلے بھی معنی کیے ہیں اور یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اگر ایمان موت سے پہلے لایا جائے تو نفع دے سکتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے جب تک کہ بندہ غرغرہ تک نہ پہنچا ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد ایمان بعد الغرغرہ ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے کہ غرغرہ کے وقت تو ہر ایک امر پر جس کا کہ وہ منکر ہے ایمان لاتا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ رہی اور ایمان سے مراد ایمان نافع ہے (کیونکہ تمام قرآن شریف میں ایمان انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں بھی ایمان سے مراد ایمان غیر نافع نہیں لیا گیا۔ پس مطابق اصول کاذیانی کے امر متنازعہ فیہ میں کسی لفظ کے معنی وہی صحیح ہوں گے جو معنی تمام قرآن میں لیے گئے ہوں گے۔ یہاں سے مراد ایمان نافع ماننا ضروری ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بے شمار یہودی و عیسائی کفر پر مر رہے ہیں۔ ابو عبیدہ) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قبل موتہ فرمایا ہے۔ نہ بعد موتہ اگر ایمان بعد غرغرہ مراد ہوتا تو بعد موتہ فرماتا

کیونکہ بعد موت کے ایمان بالمسیح یا محمد ﷺ میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہودی یہودیت پر مرتا ہے۔ اس لیے وہ کافر مرتا ہے۔ مسیح علیہ السلام اور محمد ﷺ سے منکر ہوتا ہے اور اس آیت میں لیؤمنن بہ مقسم علیہ ہے۔ یعنی قسمیہ خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے۔ (نیز جس خبر پر قسم کھائی جائے۔ وہ مضمون بلاتاویل قابل قبول ہوتا ہے۔ اس میں تاویل کرنا حرام ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود قادیانی اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ ص۱۴ خزائن ج ۷ ص۱۹۲ حاشیہ پر لکھتا ہے۔ ابو عبیدہ) پس ثابت ہوا۔ یہ ایمان اس خبر کے بعد ہوگا اور اگر موت کتابی کی مراد ہوتی تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے۔ وان من اهل الكتاب الا من يؤمن به اور ليؤمنن به نہ فرماتے اور نیز وان من اهل الكتاب یہ لفظ عام ہے ہر ایک یہودی ونصرانی کو شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود ونصاریٰ مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے مسیح علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب مسیح علیہ السلام اتریں گے تمام یہود ونصاریٰ ایمان لائیں گے کہ مسیح ابن مریم اللہ کا رسول کذاب نہیں۔ جیسے یہودی کہتے ہیں اور وہ خدا نہیں جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔"

عبارت بالا کے آگے یہ عبارت ہے۔

والمحافظة على هذا العموم اولى من ان يدعى ان كل كتابى ليؤمنن به قبل ان يموت الكتابى فان هذا يستلزم ايمان كل يهودى و نصرانى و هذا خلاف الواقع وهو لما قال وان من هم الا ليؤمنن به قبل موته ودل على ان المراد بايمانهم قبل ان يموت هو علم انه اريد بالعموم عموم من كان موجودا حين نزوله اى لا يتخلف منهم احد عن الايمان به لا ايمان من كان منهم ميتا وهذا كما يقال انه لا يبقى بلد الا دخله الدجال الا مكة والمدينة اى فى المدائن الموجودة حينئذ و سبب ايمان اهل الكتاب به حينئذ ظاهر فانه يظهر لكل احد انه رسول مؤيد ليس بكذاب ولا هو رب العالمين فالله تعالى ذكر ايمانهم به اذا نزل الى الارض فانه تعالى لما ذكر رفعه الى الله بقوله تعالى انى متوفيك و رافعك الى وهو ينزل الى الارض قبل يوم القيامة و يموت حينئذ اخبر بايمانهم به قبل موته." (ایضاً ص۲۸۴ ج۱) اس عموم کا لحاظ زیادہ مناسب ہے۔ اس دعویٰ سے کہ موتہ سے مراد موت کتابی ہے کیونکہ یہ دعویٰ ہر ایک کتابی یہودی و نصرانی کے ایمان کو مستلزم ہے اور یہ خلاف واقع ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے تو ثابت ہوا کہ اس عموم سے مراد عموم ان لوگوں کا ہے

جو حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ کوئی بھی ایمان لانے سے اختلاف نہ کرے گا۔ اس عموم سے مراد وہ اہل کتاب جو فوت ہو چکے ہیں نہیں ہو سکتے۔ یہ عموم ایسا ہے جیسا یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا مگر یہ کہ دجال اس میں ضرور داخل ہوگا۔ سوائے مکہ اور مدینہ شریف کے۔ پس شہروں سے مراد یہاں صرف وہی شہر ہیں جو دجال کے وقت موجود ہوں گے۔ (جو اس سے پہلے صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہوں گے وہ مراد نہیں ہو سکتے۔) اور اس وقت ہر ایک یہودی و نصرانی کے ایمان کا سبب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح علیہ السلام رسول اللہ ﷺ مؤید بتائید اللہ ہے۔ نہ وہ کذاب ہے نہ وہ خدا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس ایمان کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت ہوگا۔ سب اہل کتاب مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔"

۸... ناظرین! عربی عبارتیں کہاں تک نقل کرتا جاؤں۔ اب میں صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ جس کو عربی عبارتوں کا شوق ہو۔ وہ "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" منگوا کر ملاحظہ فرما لیں۔

عبارت بالا کے بعد یہ عبارت ہے۔

"صحیحین میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ابن مریم اتریں گے حاکم، عادل، پیشوا، انصاف کرنے والا، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے (اور آیت قرآنی وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا) اس آیت میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قتل سے بچا لیا اور بیان فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے... اور لفظ توفی لغت عرب میں اس کے معنی "پورا لینا" اور "قبضہ میں لینا" ہے اور یہ تین طرح ہو سکتا ہے۔ ۱... قبض فی النوم (سلانا)۔ ۲... قبض فی الموت (مارنا) اور ۳... قبض الروح والبدن (یعنی جسم اوپر اٹھا لینا) پس مسیح علیہ السلام کی توفی تیسری قسم کی ہے۔ یعنی روح اور جسم دونوں کے ساتھ اٹھائے گئے۔ ان کا حال اہل زمین کی طرح نہیں۔ زمین کے بسنے والے کھانے، پینے، پیشاب پاخانہ کی طرف محتاج ہیں اور مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قبضہ میں لے لیا اور وہ دوسرے آسمان پر رہیں گے۔ اس وقت تک کہ نازل ہوں گے زمین کی طرف۔ ان کا حال

کھانے پینے، پیشاب اور سونے اور بول و براز میں زمین پر بسنے والوں کی طرح نہیں ہے۔"

۹ "قلت و صعود الآدمي ببدنه الى السماء قد ثبت في امر المسيح عيسى ابن مريم عليه السلام فانه صعد الى السماء و سوف ينزل الى الارض وهذا مما يوافق النصارى عليه المسلمين فانهم يقولون ان المسيح صعد الى السماء ببدنه و روحه كما يقول المسلمون و يقولون انه سوف ينزل الى الارض ايضاً كما يقول المسلمون وكما اخبر به النبي صلى الله عليه وسلم في الاحاديث الصحيحة... وان نزوله من اشراط الساعة كما دل على ذالك الكتاب و السنة"

(الجواب الصحیح ج ۲ ص ۲۰۷۔۱۹۹)

"میں (امام ابن تیمیہؒ) کہتا ہوں کہ آدمی کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ جانا یقیناً مسیح کے بارہ میں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ یعنی وہ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتریں گے اور نصاریٰ بھی اس بیان میں مسلمانوں سے موافق ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی طرح یہی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتر یں گے۔ الخ"

۱۰ "و عيسى ابن مريم عليه السلام اذا نزل من السماء انما يحكم فيهم بكتاب ربهم و سنة نبيهم" (زیارت القبور ص ۵۶) "اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب آسمان پر سے نازل ہوں گے تو وہ قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم دیں گے۔"

۱۱ "والنبي صلى الله عليه وسلم قد اخبرهم بنزول عيسى من السماء" (زیارت القبور ص ۵۶) "اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔" (نہ کہ ماں کے پیٹ سے نکلیں گے) یہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ ہیں۔ (ابو عبیدہ)

حضرت! میرے اقتباسات کے مطالعہ سے شاید آپ تھک گئے ہوں گے مرزا قادیانی کے دجل و فریب کی وسعت اور گہرائیوں کا بھی اندازہ لگائیں کہ باوجود ابن تیمیہ کی ان تصریحات کے بھی ہانکے جاتا ہے کہ "ایسا ہی فاضل و محدث و مفسر امام ابن تیمیہؒ و ابن قیم جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۰۳ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱)

کیا اب مجھے اجازت ہے کہ مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ و افتراء ثابت ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی کا اپنا فتویٰ ان کی شان میں لکھ دوں۔

۱ "دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔" (نزول المسیح ص ۲ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰)

۲... "ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۲۲ خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

۳. "جھوٹ ام الخبائث ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱)

۴... "جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۳۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۲)

۵... "جھوٹے پر خدا کی لعنت" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۱۱ خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۶... "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

۷..... "اے بیباک لوگو جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۸... "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی کام نہیں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۱۹۔ امام ابن قیمؒ کا عقیدہ

عظمت شان......۱ امام ابن قیم ساتویں صدی کے مجدد تھے۔
(دیکھو قادیانی کتاب عسل مصفّٰی جلد اول ص ۱۶۳)

۲... قول مرزا: "فاضل و محدث و مفسر ابن قیم جو اپنے وقت کے امام تھے۔"
(کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۰۳ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱)

ناظرین! امام ابن قیمؒ امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد تھے۔ استاد کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ قدرتی بات ہے کہ امام ابن قیم اس قدر ضروری عقیدہ میں یقیناً اپنے استاد کے مخالف نہیں ہو سکتے۔ مگر ہم ذیل میں ان کی اپنی تصنیفات سے چند حوالے درج کرتے ہیں تا کہ قادیانی جماعت کی صداقت کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

۱. "وهذا المسيح ابن مريم حي لم يمت وغذاؤه من جنس غذاء الملائكة" "مسیح ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے اور ان کی غذا وہی ہے جو فرشتوں کی ہے۔"
(کتاب التبیان مصنفہ ابن قیمؒ)

۲... "ومسيح المسلمين الذي ينتظرونه هو عبد الله ورسوله وروحه وكلمته ألقاها الى مريم العذراء البتول عيسى ابن مريم اخو عبد الله ورسوله محمد بن عبد الله فيظهر دين الله وتوحيده ويقتل اعداءه الذين اتخذوه وامه الهين من دون الله واعداءه اليهود الذين رموه وامه بالعظائم فهذا هو الذي ينتظره المسلمون وهو نازل على المنارة الشرقية بدمشق واضعا يديه على منكبي

ملکین یراہ الناس عیانا بابصارھم نازلاً من السماء فیحکم بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ." (ہدایۃ الحیاری مصنفہ امام ابن قیمؒ) "وہ مسیح جس کی انتظار مسلمان کر رہے ہیں۔ وہ عبداللہ ہے۔ اللہ کا رسول ہے۔ روح الٰہی ہے اور اس کا وہ کلمہ ہے جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام بتول کی طرف نازل کیا۔ یعنی عیسیٰ ابن مریم اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ ابن عبداللہ کا بھائی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی توحید کو غالب بنائے گا اور اپنے ان دشمنوں کو قتل کرے گا۔ جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر خود اس کو اور اس کی ماں کو معبود بنا لیا اور اپنے ان یہودی دشمنوں کو قتل کرے گا۔ جنھوں نے اس پر اور اس کی ماں پر اتہام باندھے تھے۔ یہی وہ مسیح ہے۔ جس کی انتظار مسلمان کر رہے ہیں اور دمشق میں شرقی منارہ پر اس حالت میں نازل ہونے والے ہیں کہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوں گے۔ لوگ آپ کو اپنی آنکھوں سے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھیں گے۔ آپ اللہ کی کتاب (قرآن شریف) اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق حکم چلائیں گے۔"

۳... ومحمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالۃ عامۃ لجمیع الجن والانس فی کل زمان ولو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لکانا من اتباعہ و اذا نزل عیسیٰ ابن مریم فانما یحکم بشریعۃ محمد ﷺ." (مدارج السالکین ج ۲ ص ۴۳۳، ۳۳۳)
"آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام جنوں اور انسانوں کے لیے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ بالفرض اگر موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام (آج تک زمین پر) زندہ ہوں۔ تو ضرور آنحضرت ﷺ کا اتباع کریں اور جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدی ﷺ پر ہی عمل کریں گے۔" اس کے آگے فرماتے ہیں۔

فمن ادعی انہ مع محمد کالخضر مع موسیٰ او جوز ذالک لاحد من الامۃ فلیجدد اسلامہ و یتشہد انہ مفارق لدین الاسلام بالکلیۃ فضلاً ان یکون من خاصۃ اولیاء اللہ وانما ھو من اولیاء الشیطان. "تو جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اس طرح ہوں گے جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خضر یا اگر کوئی شخص امت محمدی میں سے کسی شخص کے لیے ایسا تعلق جائز قرار دے (نوٹ مرزائی مرزا قادیانی کو ایسا ہی سمجھتے ہیں ابو عبیدہ) تو ضرور ہے کہ ایسا شخص اپنے اسلام کی تجدید کرے اور اسے اپنے ہی خلاف اس امر کی شہادت دینی پڑے گی۔ (مرزائی جماعت مجدد وقت امام ابن قیم کی تنبیہ کا خیال کرے) کہ وہ دین

اسلام سے بالکلیہ علیحدہ ہونے والا ہے۔ چہ جائیکہ وہ خاص اولیاء اللہ میں سے ہو سکے۔ نہیں بلکہ ایسا شخص شیطانی ولی ہے۔"

ناظرین! غور کریں کہ کس طرح امام ابن قیم آج سے چھ سات سو سال پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا ناطقہ بند کر رہے ہیں۔ کیسے صاف الفاظ میں اعلان فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ امت محمدی میں سے کوئی شخص ترقی کر کے مسیح ابن مریم والی پیشگوئی کا مصداق ہو سکتا ہے تو ایسا خیال کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ خود مدعی کا اسلام قبول کیا جا سکے۔

قادیانی اعتراض اور اس کی حقیقت

مدارج السالکین میں ابن قیم نے لکھا ہے۔

"لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لکانا من اتباعہ" یعنی اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو ضرور آنحضرت ﷺ کے متبعین میں سے ہوتے۔"

<u>الجواب۔۔۔۔۔۱</u> ہم نے ترجمہ کرتے وقت "آج زمین پر" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے اور یہ ہم نے اپنے پاس سے نہیں کیا بلکہ صحیح مراد ہے امام کی۔ صرف کند ذہن آدمی کے لیے اس کی ضرورت ہے۔ ورنہ خود کلام امام سے یہ بات ظاہرو باہر ہے۔ اگر اس کے معنی مطلق زندہ کے لیے جائیں تو پھر آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت بھی قادیانیوں کو ماننی پڑے گی۔ حالانکہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے قائل ہیں۔ پس یقیناً مراد اس حی سے ارضی حیات ہے۔

۲۔۔۔۔ اتباع شریعت محمدی کے مکلف صرف اہل زمین ہیں۔ اہل سموات اس کے مکلف نہیں۔ ورنہ اتباع شریعت محمدی کی شرط نزول من السماء کے ساتھ وابستہ نہ ہوتی۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہونے کے سبب اتباع شریعت محمدی ﷺ سے دیگر اہل سموات کی طرح مستثنیٰ ہیں۔ اس واسطے یقیناً یہاں حی سے مراد ارضی حیات ہی ہو سکتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں۔ قادیانی حضرات اس بارہ میں اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ان کے عقیدہ میں بھی زندہ بجسدہ العنصری موجود ہوتے تو کیا پھر وہ ضرور آنحضرت ﷺ کی شریعت کا اتباع کرتے۔ کیا اب وہ رسول کریم ﷺ کی اطاعت سے اس لیے مستثنیٰ ہیں کہ ان کا جسم عنصری نہیں بلکہ نورانی ہے۔ کیا اطاعت کے لیے صرف جسم عنصری ہی کو حکم ہے۔ نورانی جسم والے انسان آنحضرت ﷺ کا حکم ماننے پر مجبور و

مکلف نہیں ہیں۔ نہیں ایسا نہیں بلکہ صرف اہل زمین ہی پر اتباع نبوی ﷺ واجب ہے۔ حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ صرف اہل زمین ہی کے لیے فرض ہوتے ہیں۔ پس اتباع محمدی کے لیے زمینی زندگی کی ضرورت ہے۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام دونوں محروم ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بوجہ وفات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوجہ رفع جسمانی الی السماء۔ لہٰذا حیین کے معنی یقیناً زمینی زندگی لینے پڑیں گے۔ ورنہ امام کی کلام بالکل بے معنی ٹھہرے گی۔ جیسا کہ ناظرین پر ظاہر کیا جا چکا ہے کیونکہ امام ابن قیم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو اتباع محمدی کا مکلف نزول کے بعد ٹھہرایا ہے۔

۳..... چونکہ امام نے اتباع کو حی کے ساتھ مشروط ٹھہرایا ہے اور پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ نازل ہو کر اتباع محمدی کریں گے تو ماننا پڑے گا کہ نزول سے پہلے وہ مردہ تھے۔ نزول کے وقت وہ زندہ ہو جائیں گے۔ ہم تو اس کو بھی قدرت باری کا ایک ادنیٰ کرشمہ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بات قادیانی خود قبول نہیں کریں گے۔ دوسرے خود امام کی اپنی مراد کے خلاف ہے کیونکہ خود اسی عبارت میں اور دیگر جگہوں میں وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ فرض قرار دے رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نقل کر چکے ہیں۔ پس کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم امام کی کلام کا مفہوم خود ان کے اپنے بیان کردہ عقیدہ کے خلاف لے لیں۔

۴..... اگر مرزائی حضرات حی کے معنی زندہ لینے میں اس بات پر اصرار کریں گے کہ اس سے مراد ہر جگہ کی زندگی ہے تو اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کا آسمانوں پر مردہ ہونا ماننا پڑے گا کیونکہ جس دلیل سے مرزائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا انکار کریں گے۔ اسی سے دیگر حضرات کی آسمانی زندگی کا انکار لازم آئے گا۔

۵..... مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ''معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ نے تمام نبیوں کو برابر زندہ پایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام (قیامت کی نشانی) ص ۱۶۱، خزائن ج ۵ ص ۱۶۱)

کیا ہم قادیانی طرز استدلال کو اختیار کر کے تمام انبیاء علیہم السلام کے حی (زندہ) ہونے پر اس عبارت کو بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ جب اس عبارت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو گئی تو اب امام ابن قیم کے قول کو پڑھیے۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین اگر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے لکانا من اتباعہ تو وہ ضرور آپ کے تابعداروں میں سے ہوتے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ چونکہ امام موصوف نے اتباع شرع محمدی کی جو شرط حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کے

لیے لگائی ہے۔ وہ ان میں بدرجہ اتم پائی گئی ہے۔ لہٰذا وہ ضرور آسمان پر حضرت رسول کریم ﷺ کا مکمل اتباع کر رہے ہیں۔

۶..... مرزا قادیانی نے جو قول نقل کیا ہے۔ اس کے معنی تو زیادہ سے زیادہ یہی ہیں کہ "اگر موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام دونوں زندہ ہوتے تو آپ رسول کریم ﷺ کا اتباع کرتے۔" اس سے مرزائی صاحبان نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ نتیجہ ضروری نہیں ہے بلکہ اس میں رسول کریم ﷺ کے اتباع کو حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے لیے واجب قرار دیا جا رہا ہے۔ ہاں اس وجوب کو ان دونوں کی حیات کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے چونکہ قادیانیوں کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ پس اگر اس قول سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ثبوت ملتا ہے تو یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت بھی ماننی پڑے گی اور اس کے بعد مرزا قادیانی ان کی حیات کو اپنا ضروری عقیدہ قرار نہیں دے سکتے جیسا کہ لکھتے ہیں۔

"یہ وہی مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ آسمان میں زندہ موجود ہے۔ ولم یمت ولیس من المیتین وہ مردوں میں سے نہیں۔"
(نور الحق حصہ اول ص ۵۰ خزائن ج ۸ ص ۶۹)

جو جواب قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کے خلاف دیں گے وہی ہماری طرف سے سمجھ لیں۔

۲۰۔ امام ابن حزمؒ کا عقیدہ

عظمت شان.....۱ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں رئیس المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی ایک عبارت نقل کی ہے اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ بنظر اختصار ہم مرزا قادیانی کا کیا ہوا ترجمہ یہاں لفظ بلفظ نقل کرتے ہیں۔

"نہایت درجہ کا اتصال یہ ہے کہ ایک چیز بعینہٖ وہ چیز ہو جائے جس میں وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ آئے۔ جیسا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ابو محمد ابن حزمؒ محدث سے معانقہ کیا۔ پس ایک دوسرے میں غائب ہو گیا۔ بجز رسول اللہ ﷺ کے نظر نہ آیا۔" (فتوحات مکیہ باب ۲۳۳ بحوالہ ازالہ اوہام ص ۲۶۲ خزائن ج ۳ ص ۲۳۲)

۲..... مرزا قادیانی ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

''امام ابن حزمؒ اور امام مالکؒ بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا امت کے تمام اکابر کا قائل ہونا ہے کیونکہ اس زمانہ کے اکابر امت سے مخالفت منقول نہیں۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۰ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

معزز ناظرین! امام مالکؒ کے متعلق تو میں پیچھے ثابت کر آیا ہوں کہ وہ بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں اور اسی عیسیٰ ابن مریم نبی اسرائیل ہی کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ امام ابن حزم کے متعلق مرزا قادیانی نے جو جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اس کی حقیقت ابھی آپ کے سامنے آ جاتی ہے۔ مگر بہرحال مرزا قادیانی کے بیانات سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ امام ابن حزم کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ اتحاد کلی کے سبب ان کی اپنی علیحدہ ہستی نہ رہی تھی اور ہر مسئلہ میں ان کا قول قول فیصل کا حکم رکھتا ہے۔ اب حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق ان کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

امام ابن حزمؒ کے اقوال

۱..... ''وقوله تعالی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ انما هو اخبار عن الذين يقولون تقليداً لا سلافهم من النصاری واليهود انه عليه السلام قتل و صلب فهؤلاء شبه لهم القول ای اُدخلوا فی شبهة منه وكان المشبهون لهم شيوخ السوء فی ذالک الوقت و شرطهم المدعون انهم قتلوه وما صلبوه وهم يعلمون انه لم يكن ذالک وانما اخذوا من امكنهم و قتلوه و صلبوه فی استتار و منع من حضور الناس ثم انزلوه و دفنوه تمويها علی العامة التی شبه الخبر لها.''

ترجمہ کا خلاصہ یہ کہ کوئی دوسرا شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ قتل کیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل اور صلیب سے بالکل بچا لیے گئے۔

(الملل والنحل لابن حزم ج ۱ ص ۷۷)

۲..... ''الله (ای نبی ﷺ) اخبر انه لانبی بعده الا ماجاءت الاخبار الصحاح من نزول عيسیٰ عليه السلام الذی بعث الی بنی اسرائيل و ادعی اليهود قتله و صلبه فوجب الا قرار بهذا الجملة.'' (کتاب الفصل فی الملل والنحل ج اوّل ص ۹۵)

''آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہوگا۔ بجز اس ہستی کے جس کا آنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف

مبعوث ہوئے اور یہود نے ان کے قتل اور سولی پر چڑھانے کا دعویٰ کیا۔ یعنی اس حدیث کا اعتراف بھی ضروری ہے۔''

۳ واما من قال ان اللہ عزوجل ھو فلان انسان بعینہ او ان اللہ تعالیٰ یحل فی جسم من اجسام خلقہ او ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحۃ قیام الحجۃ۔ (الملل والنحل ابن حزم ج ۳ ص ۲۶۹)

''اور جس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں انسان ہے یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے جسم میں حلول کر جاتا ہے یا یہ کہا آنحضرت ﷺ کے بعد عیسیٰ ابن مریمؑ کے سوا اور نبی ہوگا۔ تو اس کے کافر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔''

ناظرین! امام ابن حزم کے مرتبہ و عظمت کا خیال کریں اور پھر ان اقوال سے حیات عیسیٰ ابن مریمؑ کا ثبوت ملاحظہ کریں۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو امام موصوف پر افتراء باندھا۔ اس کی حقیقت کا خود اندازہ لگائیں۔ کیا اس کے بعد مرزا قادیانی پر ہم ایک معمولی انسان جیسا بھی اعتبار کر سکتے ہیں۔

۲۱۔ امام عبدالوہاب شعرانیؒ کا عقیدہ

عظمت شان..... ۱۔ ''مرزا قادیانی نے امام عبدالوہاب شعرانیؒ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو محدث اور صوفی ہونے کے علاوہ معرفت کامل و تفقہ تام کے رنگ سے رنگین تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۶)

۲۔ مرزا قادیانی امام شعرانیؒ کے مرتبہ کے اس قدر قائل تھے کہ انہیں صرف ''امام صاحب'' کے نام سے یاد فرماتے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

اب ہم اس مرتبہ کے بزرگ کا کلام حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ عبارت چونکہ بہت طویل ہے ہم صرف اس کے اردو ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ شائقین حضرات عربی عبارت کے لیے اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔

''اگر تو سوال کرے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آئے گا تو وہ کب مرے گا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب دجال کو قتل کر چکیں گے تب فوت ہوں گے۔ اسی طرح شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳۶۹ میں لکھا ہے۔ اگر تو سوال کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کیا دلیل ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ان کے نزول پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ ''وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ'' یعنی جس وقت نازل ہوگا اور لوگ اس پر

اکٹھے ہوں گے اور معتزلہ اور فلاسفر اور یہود اور نصاریٰ جو عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کے ساتھ
آسمان پر جانے کے منکر ہیں۔ اس وقت یہ سب لوگ ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: وانہ لعلم للساعۃ (اور عیسیٰ علیہ السلام البتہ قیامت کی
نشانی ہے) اور قرآن کے لفظ علم کو عین اور لام کی زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور انہ میں
جو ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ولما
ضرب ابن مریم مثلا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق مسیح علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی
نشانی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ لوگ نماز میں ہوں گے کہ ناگہاں اللہ تعالیٰ بھیجے گا
حضرت مسیح ابن مریم کو وہ اتریں گے دمشق کی مشرقی طرف سفید منارہ کے پاس حضرت
مسیح علیہ السلام نے زرد رنگ کی دو چادریں پہنی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے
ہاتھ رکھے ہوں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا کتاب و سنت کے ساتھ ثابت
ہو گیا۔ حق یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور
اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بل رفعه الله اليه (بلکہ
اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا) حضرت ابوطاہر قزوینیؒ نے کہا جان کہ عیسیٰ علیہ السلام کے
آسمان میں جانے کی کیفیت اور اس کے اترنے اور آسمان میں ٹھہرنے کی کیفیت اور
کھانے پینے کے سوا اس قدر عرصہ تک ٹھہرنا یہ اس قبیل سے ہے کہ عقل اس کے جاننے
سے قاصر ہے اور ہمارے لیے اس میں بجز اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ہم اس کے ساتھ
ایمان لائیں اور اللہ کی اس قدرت کو تسلیم کریں۔ پس اگر کوئی سوال کرے کہ اس قدر
عرصہ تک کھانے پینے سے بے پرواہ ہو کر رہنا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام یعنی ہم نے نبیوں کا ایسا جسم نہیں
بنایا جو کھانے پینے سے مستغنی ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ طعام کھانا اس شخص کے لیے
ضروری ہے جو زمین میں ہے کیونکہ اس پر گرم و سرد ہوا غالب ہے۔ کہ جس سے اس کا کھانا
پینا تحلیل ہو جاتا ہے۔ جب پہلی غذا ہضم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور غذا اس کے
بدلے میں عنایت کرتا ہے کیونکہ اس دنیا غبار آلود میں اللہ کی یہی عادت ہے لیکن جس
شخص کو اللہ آسمان کی طرف اٹھا لے۔ اللہ اس کے جسم کو اپنی قدرت سے لطیف اور
نازک کر دیتا ہے اور اس کو کھانے اور پینے سے ایسا بے پرواہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس
نے فرشتوں کو اس سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ پس اس وقت اس کا کھانا تسبیح ہوگا اور اس کا
پینا تہلیل ہوگا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا جبکہ آپ سے

درج کیا ہے۔

۱ ”جب اہل ولایت کو کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر جبرائیل ؑ نازل ہوتے ہیں اور آنحضرت جبرائیل ؑ سے وہ مسئلہ جس کی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس ولی کو بتا دیتے ہیں۔ یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ نزول جبرئیل ؑ منکشف ہو جاتا ہے۔ پھر شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت ﷺ سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۲،۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

۲۔ ”شیخ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ بڑے محقق اور فاضل ہونے کے علاوہ اہل زبان بھی تھے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۲۶ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اس مرتبہ والے شیخ قدس سرہ کے اقوال ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ”فاستفتح جبرائیل السماء الثانیۃ کما فعل فی الاولی فلما دخل اذا بعیسیٰ ؑ بجسدہ عینہ فانہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللّٰہ الی ھذہ السماء و اسکنہ بھا.“ (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۳۴۱ باب ۳۶۷) ”پس کھولا جبرائیل ؑ نے دوسرا آسمان جس طرح کھولا تھا پہلا۔ پس جب رسول کریم ﷺ (دوسرے آسمان میں) داخل ہوئے تو اچانک حضرت عیسیٰ ابن مریم کو پایا کہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ موجود تھے۔ عیسیٰ ؑ ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی آسمان پر اٹھا لیا اور ان کو وہیں رکھا ہوا ہے۔“

۲ ”انہ لا خلاف انہ ینزل فی آخر الزمان“ (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۳ باب ۷۳) ”اس بارہ میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ ؑ قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔“

نوٹ اس عبارت سے پہلے شیخ قدس سرہ حضرت عیسیٰ ؑ کی حیات ہی کا ذکر کر رہے ہیں۔ (ابوعبیدہ)

۳۔ ”ثم ان عیسیٰ اذا نزل الی الارض فی آخر الزمان.“

(فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۵۱۴ باب ۳۸۲)

”پھر آخری زمانہ میں عیسیٰ ؑ زمین پر نزول فرمائیں گے۔“

۴ لابد ان ینزل فی ھذہ الامۃ فی آخر الزمان و یحکم بسنۃ محمد ﷺ مثل ما حکم الخلفاء المہدیون الراشدون فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویدخل بدخولہ من اھل الکتاب فی الاسلام خلقا کثیر (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۱۲۵

باب ۳۔ سوال ۱۴۵) ''یہی بات ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں امت محمدیہ ﷺ میں نازل ہوں گے۔ حضور ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ جیسے ہدایت یافتہ راشدین خلفاء کرتے رہے۔ عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑتے خنزیر کو قتل کرنے کا حکم فرمائیں گے اور اہل کتاب کی خلق کثیر اسلام میں داخل ہو جائے گی۔''

۵ ... ناظرین کتاب ہذا کے گذشتہ صفحات کا دوبارہ مطالعہ کریں اور شیخ قدس سرہ کی روایت کردہ صحیح حدیث سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر صحابہ کرامؓ کے اجماع کا فیصلہ کن ثبوت ملاحظہ کریں۔

۲۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ کا عقیدہ

عظمت شان حافظ ابن حجر عسقلانی آٹھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم تھے۔ قادیانیوں نے ان کے مجدد ہونے پر اپنی کتاب عسل مصفی ج اول ص ۱۶۴ پر مہر تصدیق ثبت کی۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں ابن حجر عسقلانی کے اقوال

۱۔ ہم حافظ ابن حجر عسقلانی کے الفاظ میں بخاری شریف کی ایک حدیث کی شرح درج کر آئے ہیں۔ جس میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت ابن حجر عسقلانی نے حبرالامت حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ کرام سے دے کر اہلسنت والجماعت کے عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

۲... ہم ایک اور حدیث درج کر آئے ہیں جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ضروری قرار دیتی ہے اور جس کی صحت پر ابن حجر نے فتح الباری میں مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

۳... ''واما رفع عیسیٰ علیہ السلام فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیا وانما اختلفوا هل مات قبل ان یرفع اونام فرفع.''

(تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۴۶۲ کتاب الطلاق)

''عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بارہ میں محدثین اور مفسرین امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ جسم عنصری کے ساتھ اٹھائے گئے تھے۔ اگر کسی نے اختلاف کیا ہے تو اس بارہ میں کہ آیا وہ رفع جسمانی سے پہلے فوت ہوئے تھے یا سو گئے تھے۔''

۴ ... ''ان عیسٰی ایضا قد رفع وهو حی علی الصحیح.''

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۶ باب ذکر ادریس علیہ السلام)

''بے شک عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت ادریس علیہ السلام کی طرح اٹھائے گئے اور صحیح

گئی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔"

۵۔ "كيف انتم اذا نزل ابن مريم و امامكم منكم" وعند مسلم فيقال لهم (اي للعيسى) تعال لن فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة لهذه الامة (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۸) [illegible] کی تشریح یہ ہے کہ ان المهدی بهذه الامة و ان عيسى يصلی خلفه (ایضاً) حدیث بخاری شریف کیف انتم اذا نزل ابن مریم و امامکم منکم کی اسلامی تشریح پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیے اور وہ عذر کریں گے... مسیح علیہ السلام مہدی کے پیچھے اقتداء کریں گے۔"

۶۔ "ينزل عيسى ابن مريم مصدقا بمحمد ﷺ على ملته۔"
(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۹)

"عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے درآنحالیکہ وہ تصدیق کرنے والے ہوں گے رسول کریم ﷺ کی اور آنحضرت ﷺ کی ملت پر ہوں گے۔"

۴۴۔ امام جلال الدین سیوطیؒ کا عقیدہ

عظمت شان: ۱۔ قادیانی امت نے امام موصوف کو نویں صدی ہجری کا امام الزمان اور مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے عسل مصفی ج اول ص ۱۶۴۔

۲۔ امام جلال الدین سیوطیؒ کے متعلق ہم مرزا قادیانی کا عقیدہ ازالہ اوہام سے درج کرتے ہیں۔ "پھر امام شعرانی صاحب نے ان لوگوں کے نام لیے ہیں جن میں سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی بھی ہیں۔ (امام جلال الدین صاحب فرماتے ہیں) کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کئی احادیث کے لیے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں، حاضر ہوا کرتا ہوں چنانچہ اس وقت تک ۷۵ دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) اس قدر بلند مرتبہ رکھنے والے مجدد کے اقوال کا اعتماد و اعتبار تو یقیناً قادیانی جماعت کے نزدیک مسلم ہے۔ پس ہم ان کی کتابوں سے حیات مسیح علیہ السلام پر مہر تصدیق ثبت کراتے ہیں۔

۱۔ ہم امام موصوف کی تفسیر دربارہ آیت ومكروا ومكر الله درج کر آئے ہیں۔ جس میں امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک دشمن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ دی گئی اور وہی قتل ہوا۔

۲... ہم امام صاحب کی تفسیر درباره انی متوفیک ورافعک الی درج کر آئے ہیں۔ جس میں امام صاحب متوفیک کے معنی ''میں تجھ پر قبضہ کرنے والا ہوں'' کرتے ہیں اور رافعک الی کے معنی کرتے ہیں ''دنیا سے بغیر موت کے اٹھانے والا ہوں'' اور مطہرک کے معنی کرتے ہیں ''الگ کرنے والا ہوں کفار و یہود سے۔''

۳... ہم آیت کریمہ وما قتلوہ وما صلبوہ الآیہ کی تفسیر از امام جلال الدین درج کر آئے ہیں۔ جس میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس کافر یہودی پر ڈال دی گئی جو انہیں گرفتار کرانے گیا تھا۔ یہودیوں نے اسی کو مسیح علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا اور پھانسی پر لٹکا دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمان پر اٹھا لیا۔

۴..... حدیث معراج مذکور ہے۔ اس کی صحت ماننے والوں میں سے امام صاحب بھی ہیں۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نازل ہو کر دجال کے قتل کا وعدہ کر رہے ہیں۔

۵... ہم نے آیت اذ... تکلم الناس فی المھد و کھلا درج کی ہے۔ اس کی تفسیر میں کھلا کے متعلق امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت میں نازل ہو کر پھر کہل ہوں گے اور ہزاروں سال کے بعد کہولت کی حالت میں کلام کریں گے۔

امام موصوف کے اقوال درباره حیات مسیح علیہ السلام بے شمار ہیں۔ جس قدر مجھے مل سکے ہیں کچھ اوپر بیان کر چکا ہوں اور بقیہ آپ مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر میں حضرت امام محمد بن علیؓ بن ابی طالب کا قول نقل کرتے ہیں۔

''ان عیسٰی لم یمت وانہ رفع الی السماء وھو نازل قبل ان تقوم الساعۃ۔'' (تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۳۶) ''بالتحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ اٹھائے گئے طرف آسمان کی اور نازل ہوں گے قیامت سے پہلے۔''

امام صاحب اپنی کتاب کتاب الاعلام میں فرماتے ہیں۔ ''انہ یحکم بشرع نبینا لا بشرعہ کما نص علی ذالک العلماء و وردت بہ الاحادیث وانعقد علیہ الاجماع۔'' (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۵۵) ''عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کی شرع کے مطابق حکم کریں گے نہ کہ اپنی شرع سے جیسا کہ نص کیا اس پر علماء امت نے اور اس کی تاکید میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور اس پر امت محمدی کا اجماع بھی قائم ہو چکا ہے۔''

۲۵۔ حضرت ملا علی قاری حنفیؒ کا عقیدہ

عظمت شان: قادیانیوں کے نزدیک ملا علی قاری دسویں صدی ہجری میں مجدد کی حیثیت سے نامزد ہوئے تھے۔ (عسل مصفی ج ۱ ص ۱۶۳)

اقوال ملا علی قاری دربارہ حیات عیسیٰ علیہ السلام

۱..... "انه يذوب كما يذوب الملح في الماء عند نزول عيسى من السماء"

(شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت (ان کو دیکھ کر) دجال اس طرح پگھلے گا جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے۔"

۲..... "ان عيسى نبي قبله وينزل بعده ويحكم بشريعته" (شرح شفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۵۱۵)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں اور آپ کے بعد نازل ہوں گے اور شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔"

۳..... نزول عيسى من السماء (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶) "یعنی نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے۔"

۴..... "ان عيسى يدفن بجنب نبينا ﷺ بينه وبين الشيخين"

(جمع الوسائل مصری ص ۲۹۵)

"بالتحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پہلو میں آپ کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان دفن ہوں گے۔"

۲۶۔ شیخ محمد طاہر محی السنۃ گجراتیؒ کا عقیدہ

عظمت شان: قادیانی جماعت نے شیخ محمد طاہر گجراتی محی السنۃ کو مجدد صدی دہم تسلیم کر لیا ہے۔ (دیکھو عسل مصفی ج اول ص ۱۶۵)

۱..... "وقال مالك مات لعله اراد رفعه على السماء..... يجئ آخر الزمان لتواتر خبر النزول" (مجمع البحار ج ۱ ص ۲۸۶ ملخصاً) "اور امام مالک نے فرمایا کہ سو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا..... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آئیں گے کیونکہ احادیث ان کے نزول کے بارہ میں متواتر ہیں۔"

نوٹ: ... ابت بمعنی دم (حتی سوکیا) بھی ہے۔
(دیکھو تحفہ گولڑویہ ... ضمیمہ ص ۳۴ خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۴)

۲۷۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا عقیدہ

عظمت شان: ۱۔ از مرزا قادیانی: "مجدد الف ثانی کامل ولی اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے"
(کتاب البریہ ص ۷۶ خزائن ج ۱۳ ص ۹۲)

۲۔ از مرزا قادیانی: "حضرت مجدد الف ثانی اولیاء کبار میں سے ہیں"
(آئینہ کمالات اسلام (قیامت کی نشانی) ص ۵ خزائن ج ۵ ص ۲۰۷)

۳۔ امام ربانی گیارھویں صدی کے مجدد تھے۔ دیکھو نمبر ۲ میں مرزا قادیانی کا قول جس میں امام ربانی شیخ احمد سرہندی کو اصلی نام سے ذکر کرنے کی بجائے مرزا قادیانی نے صرف مجدد الف ثانی یعنی گیارھویں صدی کا مجدد ہی لکھنا مناسب سمجھا۔
(نیز دیکھو عسل مصفی ج ۱ ص ۱۶۵)

۴۔ قادیانی مذہب کی کتاب عسل مصفی جلد اول ص ۱۷۲ سے ہم مجدد الف ثانی کا مرتبہ بیان کرتے ہیں۔

"اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا رہا ہے۔ لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور الف (ہزار) کا اور۔ یعنی جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے اسی طرح ان کے مجددوں میں فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

اب ہم ایسے بلند مرتبہ امام و مجدد کے اقوال کی ناظرین کو سیر کراتے ہیں۔

۱۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر آنحضرت ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔"
(مکتوبات مترجم دفتر ۲ مکتوب ۶۷)

۲۔ "قیامت کی علامتیں جن کی نسبت مخبر صادق نے خبر دی ہے۔ سب حق ہیں۔ ان میں کسی قسم کا خلاف نہیں۔ یعنی آفتاب عادت کے خلاف مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔"
(مکتوبات مترجم دفتر ۲ مکتوب ۶۷)

۳۔ "حدیث میں آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت امام مہدی کے مددگار ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔"
(حوالہ بالا)

۴۔ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ متفق ہے کہ ان کے دین کے اصول واحد ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔" (ایضاً)

۲۸۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا عقیدہ

عظمت شان: ۱۔ از مرزا قادیانی "رئیس المحدثین تھے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۵۵)

۲۔ از مرزا قادیانی "شاہ ولی اللہ رئیس المحدثین تھے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

۳۔ از مرزا قادیانی "شاہ ولی اللہ کامل ولی اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔" (کتاب البریہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۳ ص ۷۲)

۴۔ از مولوی نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول "مجدد بارہویں صدی ولی اللہ محدث دہلوی۔" (ازالہ اوہام، خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)

۵۔ "حضرت احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بارہویں صدی کے مجدد و امام الزمان گزرے ہیں۔" (عسل مصفی ج ۱ ص ۱۶۵)

اب ہم قادیانیوں کے نزدیک رئیس المحدثین، کامل ولی، صاحب خوارق و کرامات بزرگ اور قادیانیوں کے پیارے ولی اللہ محدث دہلوی کے اقوال دربارہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پیش کرتے ہیں۔

۱۔ "ونیز از ضلالت ایشان آنست کہ جزم مے کنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است، وفی الواقع در حق عیسیٰ علیہ السلام اشتباہ بے واقع شد، بلکہ رفع بر آسمان را قتل گمان کردند۔" (فوز الکبیر ص ۱۰ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب) "ان کی گمراہی ایک یہ بھی کہ انہوں نے یقین کر لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام قتل کیے گئے ہیں۔ حالانکہ فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں انہیں اشتباہ واقع ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کو انہوں نے قتل خیال کر لیا۔"

نوٹ: دیکھئے یہاں شاہ صاحب قتل کے مقابلہ پر رفع آسمانی کا استعمال کر کے اعلان کر رہے ہیں کہ جیسا قتل کا فعل یہود اور نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری پر ہوا تھا۔ فی الواقع اسی جسم عنصری پر رفع کا فعل وارد ہوا۔ ورنہ دونوں میں ضد کیسے ہو سکتی ہے؟ (ابو عبیدہ)

۲۔ تیس ہزار سے زائد صحابہ کا اجماع حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ہم ایک صحیح حدیث سے بیان

شاہ رفیع الدین صاحب مجدد صدی سیزدہم اپنے ترجمہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

۱..... "انی متوفیک ورافعک الآیہ" "اے عیسیٰ (علیہ) تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں۔ تجھ کو اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے جو کافر ہوئے۔" (دیکھو ترجمہ شاہ صاحب زیر آیت کریمہ)

۲..... "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" "نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے۔"
(دیکھو ترجمہ شاہ صاحب زیر آیت کریمہ)

۳..... "وانہ لعلم للساعۃ" "اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہے۔"
(ترجمہ شاہ صاحب زیر آیت کریمہ)

ناظرین! غور کیجئے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ کن صاف الفاظ میں حیات عیسیٰ (علیہ) کا عقیدہ ظاہر کر رہے ہیں۔

۳۲۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ کا عقیدہ

عظمت شان قادیانیوں نے حضرت شاہ صاحب کو بھی مجدد صدی دوازدہم مان لیا ہے۔ (دیکھو عسل مصفیٰ ج اول ص ۱۶۵)

قارئین مضمون ذیل میں ہم حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

۱..... "انی متوفیک ورافعک الیّ الآیہ" "اے عیسیٰ (علیہ) میں تجھ کو بھر لوں گا (اپنے قبضہ میں لے لوں گا) اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے۔" (زیر آیت کریمہ)

۲..... "وماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم الآیہ" "اور نہ (یہود نے) اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ہے ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور اس کو مارا نہیں بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف۔" (ف) یہود کہتے ہیں ہم نے مارا عیسیٰ (علیہ) کو اور مسیح اور رسول خدا نہیں کہتے ہیں اللہ نے ان کی خطا ذکر فرمائی اور فرمایا کہ اس کو ہرگز نہیں مارا۔ حق تعالیٰ نے ایک صورت ان کو بنا دی اس کو (یہودیوں نے) سولی چڑھایا۔"
(زیر آیت کریمہ)

ہو جائیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔" (انجیل متی باب ۲۴)

ہم اس مضمون کو باب اوّل میں بیان کر آئے ہیں۔ ابھی مرزا قادیانی کے پیروکار صوفیوں کی فہرست باقی ہو تو وہ مسلسل صفحہ ج ۲ ص ۲۱۲ تا ص ۲۱۸ پر ملاحظہ کریں۔ ایسے صوفیوں کے نام یہ ہیں۔

1. "صوفی" مسعود احمد (ملتان)
2. "صوفی" ایک حبشی (جزیرہ جینیا)
3. "صوفی" ایک فرنگی (ملک روس)
4. "صوفی" محبوب صدیقی داہم
5. "صوفی" ابراہیم جاوا
6. "صوفی" شیخ محمد خراسانی
7. "صوفی" محمد بن عمر مرث
8. "صوفی" صوفی چٹھ (لندن)
9. "صوفی" عبدالرحمن صاحب بھوپال مرزائی
10. "صوفی" ذوقی صاحب (امریکہ)
11. "صوفی" جیالف محمد پوری مرزائی علاقہ دکن۔
12. "صوفی" ابو یوسف صاحب حاکم روس۔
13. "صوفی" محمود احمد ... جیریا۔

تو ظاہر ہوا کہ جیسا مرزا قادیانی کے اکابر صوفیہ حضرات نے اپنی مسیحیت کے ثبوت کے لئے بروز کا جامہ پہننا ضروری سمجھا۔ غالباً انہیں کے متعلق شیخ محمد اکرم صاحب نے اقتباس الانوار ص ۵۲ پر "وبعضے برانند کہ روح عیسیٰ علیہ السلام در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است الخ" لکھ کر آگے خود ہی ان مرزائی صوفیاء کا بھانڈا یوں پھوڑا ہے فرماتے ہیں۔ "و ایں مقدمہ بغایت ضعیف است۔" (اقتباس الانوار ص ۵۲) یعنی یہ دعویٰ بے حد ضعیف ہے۔"

پھر اسی اقتباس الانوار کے ص ۵۲ پر فرماتے ہیں "یک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزمان عیسیٰ ابن مریم است و ایں روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیحہ و متواترہ از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسیٰ علیہ السلام با او اقتداء کردہ نماز خواہد گزارد و جمیع عارفان صاحب تمکین برایں متفق اند۔" یعنی ایک فرقہ ایسے ہی گمراہ صوفیوں کا اس طرف گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی مہدی بن جاویں گے۔ مگر یہ روایت بھی بے حد ضعیف ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ کی اکثر متواتر صحیح حدیثیں اس بارہ میں موجود ہیں کہ مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تمام عارفان صاحب تمکین اس پر متفق ہیں۔"

ناظرین! دیکھئے کن صاف الفاظ میں شیخ محمد اکرم صابری جو خود بھی مرزا قادیانی کے نزدیک اکابر صوفیاء میں سے ہیں۔ سچے اور خدا رسیدہ صوفیائے عظام کا عقیدہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ عقیدہ ہی نہیں رکھتے بلکہ اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی ہیں کہ بھوکے کی طرح دو اور دو چار روٹیاں ہی کا نعرہ لگائے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا طرز استدلال عجیب نرالا ہے۔ جیسا کوئی منکر نماز قرآن کریم سے نماز پڑھنے کے خلاف بطور دلیل یہ آیت پڑھ دے۔ لا تقربوا الصلوٰۃ یعنی نماز کے قریب بھی مت جاؤ اور اس سے اگلی عبارت (وانتم سکریٰ یعنی نشے کی حالت میں) اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دے۔

حضرات! دنیائے اسلام میں بے شمار محدثین، مجددین، آئمہ مفسرین و آئمہ مجتہدین گزرے ہیں۔ بلا استثنا تمام کے تمام حیات مسیح علیہ السلام اور قرب قیامت میں ان کے نزول کا عقیدہ رکھنا جزو ایمان قرار دیتے چلے گئے ہیں۔ سب کے اقوال بیان کرنے سے میں بوجوہ ذیل معذور ہوں

۱ چونکہ پچھلے زمانہ میں تمام مسلمان اس عقیدہ پر ایمان رکھتے تھے۔ جیسا کہ خدا اور اس کے رسول کی صراحت ہے اس واسطے بعض علماء اسلام نے اس پر گفتگو کرنا غیر ضروری سمجھا۔ حتیٰ کہ پھر ایک آدمی پیدا ہوا یعنی مرزا غلام احمد قادیان کا رہنے والا تھا۔ اب اس پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ بعض علماء سلف نے اس پر مزید بحث کرنا ضروری ہی نہیں سمجھا۔ ”آفتاب آمد دلیل آفتاب“ کا مصداق سمجھ کر دیگر ضروریات دین کے حل کرنے میں لگ رہے۔

۲ آئمہ نے اس پر خوب بحث کی ہے۔ مگر چونکہ میرا اصول اس کتاب میں یہ رہا ہے کہ صرف انہی بزرگوں کے اقوال نقل کیے ہیں جو قادیانیوں کے نزدیک مسلم رہ چکے ہیں اور ان کے متعلق مجھے قادیانی تصدیقات مل گئی ہیں۔ لہذا ان بزرگوں کے اقوال نقل نہیں کیے۔

۳ بہت سے ایسے ہیں کہ قادیانیوں کے نزدیک ان کی عظمت مقبول ہے۔ مگر بخوف طوالت ان کے اقوال کو چھوڑ دیا ہے۔

۴ بہت سے مشہور آئمہ دین و مفسرین کرام ایسے ہیں۔ جن کی عظمت کا دنیائے اسلام کا بچہ بچہ قائل ہے اور خود قادیانیوں کے نزدیک وہ اپنے اپنے وقت کے امام مفسر اور مجدد تھے۔ میں نے صرف ایسے ہی بزرگان دین کے اقوال نقل کیے ہیں۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

از اقوال مرزا غلام احمد قادیانی

حضرات! ہم نے گذشتہ پانچ ابواب میں انجیل، کلام اللہ، احادیث نبوی، اقوال صحابہ اور اقوال مجددین سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ مزید بحث کی ضرورت نہ تھی مگر جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ اب ذیل میں ہم خود مرزا قادیانی اور اس کی امت کے اقوال سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت دیتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا بات ہے۔ وفات مسیح علیہ السلام کے مدعی کے اقوال سے یہ کیسے ممکن ہے؟ لیکن مشاہدہ کی تکذیب کرنا محال ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم ایسے اقوال پیش کریں ہم یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ یہ اقوال بھی ایسے ہی ہوں گے کہ ان کا رد قادیانیوں سے ممکن نہ ہوگا۔ دلائل ذیل ذہن نشین کر لیں۔

۱ ہم مرزا قادیانی کے اقوال اس زمانہ کے بیان کریں گے جبکہ مرزا قادیانی اپنے زعم میں مجدد ومحدث و مامور من اللہ ہو چکے تھے۔

۲ ان کتابوں سے اقوال نقل کریں گے جن کے الہامی ہونے کا مرزا قادیانی کو خود دعویٰ تھا۔

۳۔ مرزا قادیانی چونکہ اپنے آپ کو تحصیل علم میں ظاہری اساتذہ سے مستغنی کہتے تھے اور ماشاء اللہ ”امی نبی“ ہونے کے قائل تھے۔ لہٰذا ان کی ہر بات الہامی متصور ہوگی۔

۴۔ مجدد کی شان ہے کہ وہ خود اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ الہام اور وحی کی بنا پر کہتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا ہر فعل اور ہر قول الہامی متصور ہوگا۔

۵۔۔۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ان پر یہ وحی نازل ہوئی تھی۔ ”وما ینطق عن الهوىٰ ان هو الا وحى يوحىٰ“ (تذکرہ ص ۳۷۸،۳۹۴) یعنی مرزا قادیانی اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتے تھے بلکہ بذریعہ وحی جلی و خفی بات کرتے تھے۔ پس مرزا قادیانی کے

اقوال کی اطاعت تو قادیانی جماعت پر واجب بلکہ فرض ہے۔ اقوال مرزا قادیانی کی انفرادی توثیق ہم ساتھ ساتھ کراتے جائیں گے۔ (انشاء اللہ)

اقوال و دلائل مرزا قادیانی در اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام

۱ ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لیے خداوند کریم نے مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴ حاشیہ)

۲ (الہام مرزا) ''عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم و ان عدتم عدنا و جعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لیے بطور ارہاص کے واقع

ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔"
(براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)
۲..... "حضرت مسیح ﷺ تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔"
(کتاب بالا ص ۳۶۱ خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)

ان کے اقوال کی عظمت

۱..... یہ اقوال اس کتاب (براہین احمدیہ) سے لیے گئے ہیں۔ جس کی شان مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہ ہے۔

ا..... "کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف (مرزا جی) نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔"
(قول مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت ج اول ص ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳ و اشتہار مشمولہ سرمہ چشم آریہ ص ۲)

ب..... "ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔"
(تبلیغ رسالت ج اول ص ۴۹ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۸)

ج..... "اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کیے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجت کے لیے کافی ہیں۔"
(تبلیغ رسالت ج اول ص ۶۸ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۵۶)

د..... براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو بقول مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے دربار میں رجسٹری ہو چکی ہے۔ آپ نے اس کا نام قطبی رکھا۔ یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل و مستحکم ہے۔ جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔"
(براہین احمدیہ ص ۲۴۸ خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

ہ..... "اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے بیان کرنے میں ناقص البیان نہیں بلکہ وہ تمام صداقتیں جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس کے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہو جائے گا اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے پیچ میں نہیں آئیں گے بلکہ دوسروں کو وعظ اور نصیحت اور ہدایت کرنے

کے لیے ایک کامل استاد اور ایک عیار رہبر بن جائیں گے۔" (براہین احمدیہ ص ۱۳۶ خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

د۔۔۔ "پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے ۔۔۔ تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں۔ وہ سب آیات بینات قرآن شریف ہی سے لی گئی ہیں۔" ۔۔۔ "یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لیے ایک عالی بیان تفسیر ہے۔"
(کتاب براہین احمدیہ ص ۱۳۶ خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

ہ۔۔۔ "اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵ خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵)

اس قسم کے فقرے مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں بہت جگہ لکھے ہیں۔ مسلمان کہا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ ہے۔ اسی طرح اللہ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے گویا براہین احمدیہ کلام اللہ ہے۔

۳۔ تالیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی شان

ا۔۔۔ "مؤلف (براہین احمدیہ) کو علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔"
(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

ب۔۔۔ "مؤلف نے براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

ج۔۔۔ "کشف کی حالت میں جناب پیغمبر خدا ﷺ و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین تشریف لائے اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے ۔۔۔ ایک کتاب مجھ کو دی کہ جس کی نسبت یہ بتایا گیا یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر مجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"
(براہین احمدیہ ص ۵۰۳ خزائن ج ۱ ص ۵۹۹)

نوٹ از ابوعبیدہ۔ گویا اس زمانہ میں مرزا قادیانی پورے مفسر بنا دیے گئے تھے۔

د۔۔۔ "اللہ تعالیٰ دوسری جگہ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ الرحمٰن علم القرآن ۔۔۔ یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵ خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵)

نوٹ از ابوعبیدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کو خدا نے براہین

احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں مفسر قرآن بنا دیا تھا۔

۳۔ مجدد اور ملہم من اللہ کی شان مرزا قادیانی کے الفاظ میں

ا..... ''جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرتے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۸ خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

ب۔ ''مجدد کا علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔'' (ازالہ ص ۱۵۳ خزائن ج ۳ ص ۱۷۸)

ناظرین باتمکین! کیا میں آپ کی انصاف پسند طبعوں کو اپیل کرتے ہوئے دریافت کر سکتا ہوں کہ براہین احمدیہ واقعی اگر ایسی باعظمت کتاب تھی۔ جیسی کہ مرزا قادیانی نے ظاہر کی ہے اور مرزا قادیانی اگر واقعی اپنے دعویٰ مجددیت اور الہام میں صادق تھے اور مجدد و ملہم من اللہ کی وہی شان ہوتی ہے۔ جو انہوں نے لکھی ہے تو اندریں حالات جو مضمون انہوں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ہے۔ کیا مرزا قادیانی اس کی تاویل۔ ان الفاظ میں کر سکتے ہیں اور کسی معقول طریقہ سے کسی صاحب انصاف کو اپنا ہمنوا بنا سکتے ہیں؟

<u>عذر مرزا</u> ''پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین احمدیہ میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔'' (اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

<u>قول مرزا</u> ''میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا۔ محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے۔'' (کشتی نوح ص ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

ناظرین کیا مرزا قادیانی کی یہ تاویل ان حقائق کے سامنے جو اوپر مذکور ہوئے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھہر سکتی ہے؟ خود غرض کا ستیاناس ہو۔ کس سادگی سے کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ لکھ دیا تھا۔ ابی پھر آپ نے جو کچھ براہین احمدیہ کی عظمت کے متعلق لکھا ہے۔ کیا وہ (معاف فرمائیں) بکواس محض نہ تھا۔ کیا مجدد کی یہی

شان ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے رسمی عقیدوں پر قائم رہتا ہے اور پھر ایسے عقائد والی کتاب کو الہامی قرار دیتا ہے اور اس پر ہزار روپیہ انعام کا بھی اعلان کرتا ہے۔ ذرا مامور من اللہ اور ملہم کی شان دوبارہ اپنے ہی الفاظ میں سن کر پھر تو ایسی تاویل کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے شرمائے آخر ساری دنیا آپ کی اندھی تقلید تو کرنے کو تیار نہیں ہے۔ دیکھئے ملہم من اللہ کی شان آپ کے نزدیک یہ ہے۔

''جو خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرتے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۸ خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

اب فرمایئے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ لکھنے میں بغیر خدا کے بلائے آپ کیوں بول پڑے اور بغیر سمجھائے کیوں آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھ لیا۔ اور بغیر حکم الٰہی کیوں آپ نے ان کی آمد ثانی کا اعلان کر دیا اور اپنی طرف سے کیوں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور آمد ثانی کا عقیدہ رکھنے کی دلیری کر لی۔ کیا ایسا بیباک انسان کسی قسم کے عہدہ پر مامور کیے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

''حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے الہامی ہونے پر مضمون حیات عیسیٰ علیہ السلام کی اندرونی شہادت

۱... قول مرزا نمبر ۱ میں ہم نے مرزا قادیانی کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

''ہمیں ہم پر ظاہر کیا گیا ہے۔''

اب فرمایئے اس فقرہ میں ظاہر کرنے والا کون ہے یا تو اللہ تعالیٰ ہو سکتا ہے یا شیطان؟ تیسرا تو ممکن ہی نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہیں تو پھر الہام رحمانی ہے۔ اگر شیطان نے مرزا قادیانی پر ظاہر کیا تھا تو یہ الہام شیطانی ہے۔ بہرحال ہے ضرور الہام عن ہے۔ رسمی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔

۲... مرزا قادیانی نے اپنے اقوال نمبر ۱ و نمبر ۲ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی آمد ثانی کو اپنی تصدیق میں پیش کیا ہے۔ کیا کسی رسمی عقیدہ کو اپنی تائید میں پیش کرنا جائز ہے؟

پس ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا۔ وہ شرح صدر سے لکھا اور الہام سے سمجھ کر لکھا تھا۔ اب عذر کرنا عذر لنگ کا حکم رکھتا ہے۔ سیدھا کیوں نہیں کہہ دیتے۔ بس بھائی اس وقت ابھی ابتدائی زمانہ تھا۔ اتنی جرأت پیدا نہ ہوئی تھی کہ میں اس

عقیدہ کا اظہار کرتا۔ آہستہ آہستہ زمین تیار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۸۹۲ء میں میرے جاں نثاروں کی تعداد کافی ہو گئی اور میں نے وفات مسیح علیہ السلام کا اعلان کر دیا۔

ایک عجیب انکشاف

مرزا قادیانی اس عقیدہ کو براہین احمدیہ میں لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہیں " یہ میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہو۔ " (کشتی نوح ص ۷۴ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

دیکھا ناظرین! صاف معلوم ہوتا ہے کہ براہین احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں ہی مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس دعویٰ کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ پہلے ترک کیا جاتا لیکن ایسا کرنے سے دنیائے اسلام میں تہلکہ مچ جاتا۔ پس اس وقت لکھ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تاکہ بعد میں اپنی سادگی کا اظہار کیا جائے۔ کس قدر زبردست دجل اور فریب ہے۔ جب زمین تیار کر لی۔ مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی فوراً کہہ دیا۔ میں نے سادگی سے ایسا لکھ دیا تھا۔ لطف یہ کہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنا عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا براہین میں ظاہر ہی اس واسطے کیا تھا کہ آئندہ اپنی سادگی کے ثبوت میں پیش کر کے جان چھڑا لوں گا۔

اسی واسطے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

" سیکون فی امتی ثلاثون دجالون کذابون یعنی میری امت میں تیس بڑے بڑے فریبی اور زبردست جھوٹ بولنے والے ہوں گے۔ کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ ان میں سے ہر ایک خیال کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ "

قول مرزا... ۳۸ " واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب، حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے۔ "

(شہادۃ القرآن ص ۲ خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

نوٹ از ابو عبیدہ۔ احادیث میں مسیح موعود کا نام عیسیٰ ابن مریم۔ مسیح ابن مریم مذکور ہے اور تمام امت نے عیسیٰ ابن مریم سے مراد وہی عیسیٰ ابن مریم رسول الی بنی اسرائیل ہی لیا ہے۔ پس وہی نازل ہوں گے اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود و مطلوب

ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

قول مرزا ..... ۵ ”مسیح موعود (عیسیٰ ابن مریم) کے بارہ میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے۔ وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو وبس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آئی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے۔ اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ اگر نعوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور کس مجبوری نے انہیں اس افتراء پر آمادہ کر لیا۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

نوٹ از ابوعبیدہ: ناظرین کس قدر صفائی سے مرزا قادیانی اعلان کر رہے ہیں کہ تمام مسلمان اس پیشگوئی کو بطور عقیدہ تیرہ سو سال سے یاد کرتے آرہے ہیں۔ پیشگوئی کیا ہے؟ پیشگوئی وہی ہے۔ جسے ہم پچھلے پانچ بابوں میں بیان کر چکے ہیں۔ مرزا قادیانی اور تیرہ صد سال کے کروڑہا مسلمانوں کے عقیدہ میں فرق یہ ہے کہ مسلمان بلا استثناء عیسیٰ ابن مریم رسولا الیٰ بنی اسرائیل کی آمد کے قائل ہیں اور مرزا قادیانی کہتے ہیں اور تمام جہان کے مسلمانوں کی آنکھوں میں مٹی جھونک کر کہتے ہیں کہ ”وہ میں ہوں۔“

قول مرزا ..... ۶ ”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان کے دلوں میں قال اللہ (قرآن شریف) و قال الرسول (حدیث) کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لیے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لیے ایک آلہ ہے۔ مگر ہر قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو قانون قدرت معطلہ حکماء کے ذریعہ جو جو صداقتیں معلوم ہوتی ہیں وہ ادنیٰ درجہ کی صداقتیں ہیں۔ لیکن

اس قسم کا قانون قدرت سے ذرہ اوپر چڑھ کر ایک اور قانون قدرت بھی ہے جو نہایت دقیق اور بامعنی اور بباعث دقت دقیق موٹی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔ جو عارفوں پر کھلتا ہے اور فانیوں پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس دنیا کی عقل اور اس دنیا کے قوانین شناس اس کو شناخت نہیں کر سکتے اور اس سے منکر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو امور اس کے ذریعہ سے ثابت ہو چکے ہیں اور جو سچائیاں اس کی طفیل سے بپایۂ ثبوت پہنچ گئی ہیں۔ وہ ان سفلی فلاسفروں کی نظر میں اباطیل میں داخل ہیں مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ (مرزائی ریچھڑ الوی) بھی اسلام میں پیدا ہو گیا۔ جس کا قدم الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۳ ص ۲۰۰، ۲۰۱)

ناظرین! خدا را غور فرمایئے کہ مرزا قادیانی حیات مسیح کے بارہ میں کس قدر صاف صاف مضمون بیان فرما رہے ہیں۔ مسیح ابن مریم کے آنے کو دنیوی فلاسفروں نے قبول نہ کیا تو مرزا قادیانی انہیں لتاڑ رہے ہیں۔ اگر کسی شخص نے آنا تھا تو یہ کون سی ایسی مشکل ہے جو سفلی فلاسفروں کی سمجھ سے بالاتر ہے؟ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر چڑھ جانا ان کی "سفلی نظروں" میں "محالات و ممتنعات" سے ہے۔ آسمان پر بغیر کھانے پینے کے رہنا ان کی دہریہ نظروں میں ناممکن ہے۔ بغیر ہوا کے زندگی ان کی ناقص عقول کی سمجھ میں نہیں آتی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ کے اثر سے بچا رہنا ان کے نزدیک محالات عقلی سے ہے۔ دوبارہ ان کا نزول وہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان کی آمد ثانی باوجود اپنی تمام خصوصیات اور ضرورتوں کے جن کا مفصل بیان انجیل، قرآن اور احادیث اور دیگر کتب دین میں مذکور ہے۔ ان کی محدود عقول سمجھنے سے یکسر عاری ہیں۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین ... لتؤمنن به ولتنصرنه کے مطابق کسی رسول کا رسول کریم ﷺ سے پہلے مبعوث ہو کر آپ کے بعد بھی کچھ مدت تک زندہ رہنا ان کی ناقص نگاہوں میں عقل کے خلاف ہے اور بالخصوص ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ ختم نبوت کی حقیقت وہ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وغیرہ ذالک من الخرافات۔ ناظرین کیا مرزا قادیانی یہاں ایسے ہی لوگوں کو نہیں لتاڑ رہے ہیں۔ لطف یہ کہ خود ہی ایسے لوگوں کے امام بھی ہیں۔ کیونکہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے خلاف جس قدر "عقلی محالات اور شبہات" مرزا قادیانی نے اور ان کی جماعت نے پیدا کئے ہیں۔ کسی اور ملحد نے آج تک ایسے اشکالات پیش نہیں کیے۔

قول مرزا ... ۵ "تعلمون ان النزول فرع للصعود"

(بیان تحفہ ... ۹۹، خزائن ج ... ص ... ایضاً)

''تم جانتے ہو کہ نازل ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا ان کے آسمان پر چڑھنے کی فرع ہے۔''
پس اگر نزول ثابت ہو جائے تو آسمان پر جانا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

قول مرزا......۸ ''اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا اس کے جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۶۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۱)

قول مرزا......۹ ''والنزول ایضا حق نظرا علی تواتر الآثار وقد ثبت من طرق فی الاخبار۔'' (انجام آتھم ص ۱۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) ''اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے اور یہ امر احادیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا ہے۔''

قول مرزا......۱۰ ''وانی انا المسیح النازل من السماء''
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۱ خزائن ج ۱۷ ص ۸۲)

''اور آسمان سے نازل ہونے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں۔''

نوٹ از ابوعبیدہ۔ ناظرین مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ آسمان سے نازل ہونا آسمان پر چڑھنے کی فرع ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کا آسمان پر جانا ثابت ہو جائے تو اس کا آنا بھی ممکن ہے اور اگر کسی شخص کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہو جائے تو اس کا آسمان پر جانا بالیقین ثابت ہو جائے گا کیونکہ اگر وہ آسمان پر گیا نہیں تو آ کیسے سکتا ہے چونکہ ہم بیسیوں دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ پھر بیسیوں دلائل سے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں خود اقوال مرزا سے عیسیٰ ابن مریم کا دوبارہ آنا ثابت ہو چکا ہے۔'' مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں۔

''کہ آسمان سے نازل ہونے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں۔''

پس ثابت ہوا کہ یا تو غلام احمد ابن چراغ بی بی حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی کا دوسرا نام ہے۔ یا مرزا قادیانی کو مراق ہے۔ ''۱۸۴۰ء میں پہلے مرزا قادیانی کی بہن جنت ماں کے پیٹ سے نکلی تھی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی باہر نکلے تھے۔''
(تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹ حاشیہ)

باوجود اس کے دعویٰ کرتے ہیں کہ آسمان سے نازل ہونے والا مسیح ابن مریم میں ہوں۔ (معاف فرمائیے) کیا مرزا قادیانی کی ماں کا پیٹ آسمان تھا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آسمان سے نازل ہونے والے عیسیٰ ابن مریم مرزا قادیانی کیسے ہو گئے؟

ہاں آریہ سماج کے عقیدہ تناسخ کے مطابق کوئی صورت ہوگی ہو تو آریہ جانیں یا مرزائی۔ اہل اسلام تو تناسخ کے قائل نہیں۔

قول مرزا......۱۱ ''خدا نے ان کے منصوبوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔''
(چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

ناظرین! اب معرفت یہ معلوم کرنا ہے کہ منصوبوں سے بچانے کا مطلب کیا ہے۔ یہودیوں کے منصوبے خود مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں بسط کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ آپ اسی کتاب کے گزشتہ صفحات پر مرزا قادیانی کے اقوال ملاحظہ کریں۔ ''ان کا منصوبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی جائے۔'' اس کے متعلق مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔

''خدا نے مسیح سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔''

قول مرزا......۱۲ ''خدا نے مسیح کو وفات دے کر مردوں میں نہیں رکھا بلکہ زندہ کر کے اور نبیوں کے پاس آسمان پر بلا لیا۔'' (آئینہ کمالات ص ۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

قول مرزا......۱۳ ''معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو اصل عیسیٰ ہے دیکھا اور اس کا سرخ رنگ پایا۔'' (ازالہ ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲)

قول مرزا......۱۴ ''انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جورو کرنے کی فکر میں تھے۔ مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے۔ ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔'' (آئینہ کمالات ص ۲۸۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً حاشیہ)

ناظرین! غور کیجئے قول نمبر ۱۲ میں مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی بعد الممات کے قائل ہیں۔ قول نمبر ۱۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ جانا تسلیم کر رہے ہیں کیونکہ ''سرخ رنگ'' اور ''اصل عیسیٰ علیہ السلام'' کے الفاظ جسم عنصری کا ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں۔ قول نمبر ۱۴ میں مرزا قادیانی اپنا یقین ظاہر کر رہے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے نہ جاتے تو اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔

پس مرزا قادیانی کے قول کے مطابق اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے نہ جاتے تو حضرت داؤد کی طرح بیسیوں بیویاں کرتے۔ مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ۱۵۳ سال کی عمر پائی اور یہ محض جھوٹ ہے کیونکہ مرزا قادیانی کا ''یقین'' باطل ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود ۱۵۳ سال کی عمر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شادی نہ کرنا مرزا

قادیانی کو جھٹلا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کے یقین کو درست ثابت کرنے کے لیے ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ ورنہ ضرور شادی کرتے۔

قول مرزا.....۱۵ "سلف خلف کے لیے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔" (ازالہ ص ۳۸۹ خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

ہم نے رسول کریم ﷺ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، مجتہدینؒ، مجددینؒ، مفسرینؒ اور صوفیائے کرام کے اقوال سے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی آمد ثانی صاف صاف الفاظ میں ثابت کر دی ہے۔ مرزا قادیانی اگر زندہ ہوتے تو امید تھی کہ ہمارے دلائل سے متاثر ہو کر وفات مسیح کے عقیدہ سے تائب ہو جاتے۔

قول مرزا.....۱۶ "آپ نے معنی اپنی طرف سے کرنا یہ بھی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے۔" (ازالہ ص ۷۴۵ خزائن ج ۳ ص ۵۰۱)

حضرات! مرزا قادیانی نے کلام اللہ کے معنی کرتے وقت خود کلام اللہ، رسول کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور مجددین امت و صوفیاء و مفسرین سب کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ پس یا تو اس عقیدہ سے رجوع کیا جاوے یا اپنے ہی قول سے ملحد اور محرف کلام اللہ ثابت ہوں گے۔

قول مرزا.....۱۷ "صحابہ کا اجماع وہ چیز ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔" (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۰۴ خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۶ حاشیہ، تحفۃ العرفان ص ۳۰۹)

قول مرزا.....۱۸ "شرعی حجت صرف اجماع صحابہ ہے۔" (تحفۃ العرفان ص ۲۵۵، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۳۳ خزائن ج ۲۱ ص [illegible])

قول مرزا.....۱۹ "اجماع کے خلاف عقیدہ رکھنے والے پر خدا کی لعنت اس کے فرشتوں کی لعنت۔" (انجام آتھم ص ۱۴۴ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

قول مرزا.....۲۰ "صحابہ کا اجماع حجت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔" (تریاق القلوب ص ۱۳۷ خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۱)

ہم نے قادیانی مسلمات کی رو سے ثابت کر دیا ہے کہ حیات جسمانی و نزول جسمانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ابتداء اسلام سے مسلمانوں کے قلوب میں قائم ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ اجماع بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ اب تو امید ہے

کہ قادیانی جماعت اپنے متنبی کی لعنت سے بچنے کے لیے اجماع صحابہ اور اجماع امت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے۔

قول مرزا... ۲۱ "اگر کوئی شخص آسمان سے آنے والا ہوتا تو اس موقعہ پر رجوع کا لفظ ہوتا نہ نزول کا لفظ۔" (چشمہ معرفت ص ۲۲۹ خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۹)

قول مرزا... ۲۲ "اگر اس جگہ (حدیث میں) نزول کے لفظ سے مقصود تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے آئیں گے، تو بجائے نزول کے رجوع کہنا چاہیے تھا۔ کیونکہ جو شخص واپس آتا ہے اس کو زبان عرب میں "راجع" کہا جاتا ہے نہ کہ نازل۔"
(ایام الصلح ص ۱۴۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲)

ناظرین! مرزا قادیانی بچارے علم حدیث سے قطعاً بے بہرہ تھے، اگر احادیث کی کتابوں پر عبور ہوتا تو ضرور انہیں اپنے ہی معیار کے مطابق حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا ضروریات دین سے معلوم ہو جاتا۔ ہم نے ایسی حدیث جس میں رجوع کا لفظ ہے۔ درج کر کے مفصل بحث کی ہے۔ اسے دوبارہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

قول مرزا... ۲۳ "اب اگر مسیح کو سچا نبی مانتا ہے تو اس کے فیصلہ کو بھی مان لینا چاہیے۔ زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ ساری کتابیں توریت انجیل محرف و مبدل ہیں۔ بلکہ ان مقامات سے تحریف کا کوئی علاقہ نہیں اور دونوں فریق یہود و نصاریٰ ان عبارتوں کی صحت کے قائل ہیں۔ پھر امام المحدثین حضرت اسمٰعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔" (ازالہ ص ۲۴۶ خزائن ج ۳ ص ۲۲۸)

قول مرزا... ۲۴ "فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون. یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔"
(ازالہ اوہام ص ۶۱۶ خزائن ج ۳ ص ۴۳۳)

ناظرین! ہم انجیلوں کی شہادت حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں پہلے باب میں درج کر آئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ یہاں مختصر طور سے اس کا ثبوت آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

"تمام فرقے نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں

انجیلوں سے بھی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۴۸ خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

پس حسب الحکم مرزا قادیانی چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم مانتے ہیں۔ حضرت کے فیصلہ کو بھی مانیں۔ یعنی

"خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی موت کا اقرار کر رہے ہیں۔"

کی عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہو گئے تھے کیونکہ مردہ اپنی تین دن کی موت کی شہادت کس طرح دے سکتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی تو تواتر قومی کا ماننا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔" (دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۵۵ خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۱)

پس مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے لیے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اپنے ہی عقیدہ کی رو سے ضروری ہے۔

قول مرزا.....۲۵ "یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے قتل وصلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا رفع کروں گا۔"
(اربعین نمبر ۳ ص ۸ خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴)

قول مرزا.....۲۶ "سوا اس کے یہ بھی تو سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ میں ایسا کرنے کو ہوں (انی متوفیک ورافعک الیّ۔ الآیہ) خود یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں۔"
(تحفہ گولڑویہ ص ۶۰ خزائن ج ۱۷ ص ایضاً)

اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر مرزا قادیانی آپ کیوں واقعہ صلیب سے ۸۷ سال بعد انی متوفیک کے وعدے کو پورا کرتے ہو۔ لیجئے ہم آپ کے حکم کے مطابق ہی اس کے معنی کرتے ہیں۔ خدائی وعدہ میں توقف نہیں ہونے دیتے۔ آپ کو ہم وعدہ کرنے کے بعد ۸۷ سال تک کشمیر میں انتظار کی زحمت سے بھی بچاتے ہیں۔ لیجئے اسلامی معنی سنیے۔ "یعیسیٰ انی متوفیک اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں۔ ورافعک الیّ اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ ومطہرک من الذین کفروا اور تجھے ان کافروں کی صحبت سے علیحدہ کرنے والا ہوں۔"

مرزا قادیانی! یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی یورش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا اور اسی وقت پورا کر دیا۔ یعنی انہیں آسمان پر اٹھا لیا اب آپ کو اس پر کون سا

محال ہے۔ شاید انی متوفیک کے معنی "میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں" آپ کے نازک دل کو چبھ رہے ہوں گے۔ ہم نے یہ معنی اپنے پاس سے نہیں کیے بلکہ (چشمہ معرفت ص ۲۳۳ خزائن ج ۲۳ ص ۲۴۲) پر آپ نے خود توفی کے معنی "قبضہ میں لینا" کیے ہیں۔ فرمائیے اب آپ کو ہمارے اسلامی معنی اور تفسیر ماننے سے کونسا امر مانع ہے۔ کیا بجز مسیحیت کے سوا کوئی معقول مانع ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

<u>قول مرزا ....۲۷</u> "تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔" (ازالہ ص ۱۸۵ خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

ابوعبیدہ: ناظرین مسیح موعود کے آنے پر امت محمدی کے اجماع کو مرزا قادیانی تسلیم کر کے بطور حجت مخالفین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میری عرض ہے کہ جن مجددین امت، مفسرین اسلام اور بزرگان دین سے یہ اجماع منقول ہے اگر مرزا قادیانی یا ان کی جماعت ان میں سے کسی ایک ہی کا یہ قول پیش کر سکیں کہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ وہ اس کا مثیل ہوگا تو ہم انعام پیش کرنے کو تیار ہیں۔ سب کے سب بزرگان دین کا اجماع اسی بات پر ہے کہ مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں اور وہ ہی آئیں گے۔ ان کے اس اجماع کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کیا اسی کو "میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو" نہیں کہتے۔

<u>قول مرزا......۲۸</u> "یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق الآیہ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۶۷۵ خزائن ج ۳ ص ۴۶۴)

ابوعبیدہ: دیکھئے حضرات! کیسے صاف صاف الفاظ میں مسیح ابن مریم کا آنا از روئے کلام اللہ تسلیم کر رہے ہیں۔ مگر خود غرضی کا ستیاناس کہ پھر مسیح ابن مریم خود بن بیٹھے ہیں۔ مسیح ابن مریم کے معنی ہیں۔ وہ مسیح جو بیٹا ہے مریم کا۔ مرزا قادیانی اس کے معنی یہ منوانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں کہ اس کے معنی غلام احمد ابن چراغ بی بی ہیں۔ اب کون عقل کا اندھا ان معنوں کو قبول کرے۔

<u>قول مرزا......۲۹</u> "اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔"
(ایام الصلح ص ۱۳۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱)

<u>قول مرزا......۳۰</u> (الف) "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت

مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

(ب) "آنحضرت نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔"

(قادیانی رسالہ تشحیذ الاذہان ص ۵ جون ۱۹۰۶ء، واخبار بدر جون ۱۹۰۶ء، ازالہ ص ۳۴ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

حضرات غور فرمایئے! مرزا قادیانی کیسے صریح الفاظ میں مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا تسلیم کر رہے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی صحیح حدیث کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں۔ باوجود اس کے پھر کہتے ہیں کہ وہ مسیح میں ہوں۔ فرمایئے! اس قدر تحکم اور بے انصافی کی وجہ سوائے مراق کے کوئی اور بھی ہو سکتی ہے۔ مرزا قادیانی کو ہم آسمان سے اترنے والا مسیح کیسے مان لیں۔ وہ تو ماں کے پیٹ سے نازل ہوئے تھے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیانی کے اقوال

۱ "پچھلی صدیوں میں قریباً تمام مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے ہیں۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۲)

ابو عبیدہ: حضرات جس عقیدہ (حیات مسیح علیہ السلام) پر امت محمدی کے سارے تیرہ صد سالہ کے بزرگان دین اور مجددین امت ایمان لانا ضروری سمجھتے تھے۔ کیا ہم مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لیے اس عقیدہ کو خیرباد کہہ دیں گے؟ ہرگز نہیں۔

۲ دوسرا قول مرزا بشیر الدین محمود کا جو پہلے صفحات میں گزر چکا ملاحظہ کریں اور اس پر ہماری تنقید کا لطف اٹھائیں۔

مولوی نور الدین خلیفہ قادیانی کا قول

مولوی نورالدین قادیانی نے اپنی کتاب فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۲ نوٹ میں بشارت پر آیت وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ "اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔"

یہ اس شخص کا ترجمہ ہے جو بحیثیت مرزا کا سب سے بڑا حامی بلکہ بانی تھا۔

مولوی سید سرور شاہ قادیانی کا قول

سید سرور شاہ قادیانی انه لعلم للساعة کی تفسیر میں لکھتا ہے اور مجدد ہو

کر لکھتا ہے۔ ''ہمارے نزدیک تو اس کے آسمان معنی یہ ہیں کہ وہ مثیل مسیح ساعت (قیامت) کا علم ہے۔'' (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ اپریل ۱۹۰۱ء)

ابوعبیدہ: قارئین عظام خود غرضی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے۔ لہ میں ضمیر ذ کو مثیل مسیح کی طرف پھیرتا ہے جو۔ ان کیا سارے کلام اللہ میں مذکور نہیں۔ صرف مرزا قادیانی کی مسیحیت کی خاطر سیدنا ابن مریم سے مسیح اور پھر ان کے مثیل کی چڑ یہی طرف سے لگا دی ہے۔ العیاذ باللہ۔

مولوی سید محمد احسن امروہی کی شہادت

مولوی سید محمد احسن امروہی کو مرزا قادیانی ان دو فرشتوں میں سے ایک سمجھا کرتے تھے۔ جن کے کندھوں پر حضرت مسیح علیہ السلام کے نازل ہونے کا ذکر احادیث نبوی میں موجود ہے۔ وہ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ''دوسرا یہ آیت سورۂ زخرف میں ہے اور بالاتفاق تمام مفسرین کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے واسطے ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔'' (اخبار الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۹ء) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ''آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر انہ کی طرف قرآن شریف یا آنحضرت ﷺ کے راجع نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہے۔'' (اعلام الناس حصہ دوم ص ۵۰)

ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہے کہ سید محمد احسن امروہی بھی دل میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے تھے۔ صرف مسیحیت قادیانی کے گرویدہ اور تابع ہونے کے سبب مرزا قادیانی کو عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم سمجھ لیا ناظرین! کہاں تک لکھتا جاؤں۔ انصاف پسند طبائع کے لیے اسی قدر دلائل حیات مسیح علیہ السلام کافی ہیں اور اندھا دھند تقلید کرنے والے کے لیے ہزار دفتر بھی ناکافی ہے۔

انشاء اللہ العزیز زندگی نے ساتھ دیا اور حالات نے موافقت کی تو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا حصہ بھی شائع ہو رہے گا۔ اس حصہ میں قادیانی دلائل وفات مسیح علیہ السلام کا تجزیہ اور تردید کرنے کے علاوہ حیات مسیح علیہ السلام اور آپ کے رفع جسمانی میں خالق کون و مکان انحکم الحاکمین نے جو جو حکمتیں مضمر رکھی ہوئی ہیں ان میں سے بہت سی پبلک کے سامنے پیش کی جائیں گی۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اظہار تشکر و امتنان

ناظرین! میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس کتاب کے تالیف کرنے میں جن

حضرات کی تصنیفات سے میں نے مدد حاصل کی ہے۔ ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں۔
۱۔ اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت سے ان محدثین اور مجددین امت کو پورا پورا حصہ دے جو مرزا قادیانی کی ولادت سے بھی صدیوں پہلے اس مسئلہ پر فیصلہ کن روشنی ڈال چکے ہیں اور کلام اللہ کے سمجھنے میں ہمارے سچے راہنما ہیں۔
۲۔ میں نے مندرجہ ذیل حضرات کی تصنیفات سے بھی بہت سا استفادہ کیا ہے۔
۱۔ شیخ الاسلام رئیس المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ۔ ۲۔ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب مدظلہم۔ ۳۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ ۴۔ مولانا پیر بخش صاحب لاہور مرحوم۔ ۵۔ مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری۔ ۶۔ مولانا محمد عالم صاحب مولوی فاضل امرتسری مصنف کاویہ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کی کتاب ''عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام'' ایسی کتاب ہے کہ اس سے پہلے اس کی مثل یقیناً نہیں لکھی گئی۔ مگر چونکہ کتاب عربی میں ہے۔ اس واسطے اردو دان طبقہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتا۔
۳۔ تیسرے درجہ پر میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی ذریت کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی تصنیفات مجھے مداری کی پٹاری کا کام دیتی رہی ہیں۔ میں جو کچھ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ اس کی تائید میں ہر ایک قسم کا مواد ان کی کتابوں میں موجود پایا۔

معذرت میں ایک بہت ہی قلیل الفرصت انسان ہوں۔ زمانہ تالیف میں کبھی بھی پورے اطمینان کے ساتھ تعلیمی فرائض سے فرصت نہ مل سکی۔ لہٰذا صرف ممکن ہی نہیں بلکہ فی الواقع کتاب میں لفظی و معنوی فروگذاشتیں ہوں گی۔ جو صاحب مجھے ان سے مطلع فرمائیں گے۔ اگرچہ وہ قادیانی ہی کیوں نہ ہوں۔ شکریہ کے ساتھ قبول کر کے طبع ثانی میں درست کر دی جائیں گی۔ ممکن ہے صفحات کے حوالوں میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ نفس مضمون کے صحیح ہونے کا میں ذمہ دار ہوں۔ بعض جگہ کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ سو اپنی قلت فرصت کا عذر پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ قارئین عظام قبول کر کے ممنون فرمائیں گے اور دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اعمال صالحہ بالخصوص استیصال فتنہ ارتداد کی زیادہ سے زیادہ توفیق ارزانی فرمائے۔

اہل اسلام کی دعاؤں کا محتاج، خاکپائے علماء اسلام ابوعبیدہ نظام الدین۔ بی۔ اے۔
سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ۔ ۲۵ مارچ ۱۹۳۶ء

[مرزا قادیانی اور اس کی کذب بیانی]

کذبات مرزا

مبلغ اسلام ابو عبیدہ نظام الدینؒ .. بی. اے

تعارف

ہمارے محترم بزرگ جناب ابو عبیدہ نظام الدین بی۔ اے، مبلغ اسلام نے مرزا قادیانی کے جھوٹوں کو جمع کرنے کا کام شروع کیا اس رسالہ میں آپ نے چوّن جھوٹ جمع کیے۔ دوسری کتاب برق آسمانی میں دو سو دو جھوٹ جمع کیے۔ یہ کل دو چھپن جھوٹ ہوئے۔ مصنف مرحوم مرزا ملعون کے چھ صد جھوٹ جمع کر چکے تھے۔ باقی نہ مل سکے۔ (مرتب)

کذبات مرزا: تمہید

حضرات میں نے کئی ماہ ہوئے ایک ٹریکٹ میں اعلان کیا تھا کہ عنقریب مرزا غلام احمد قادیانی کی صریح کذب بیانیوں (سفید جھوٹوں) کی ایک طویل فہرست شائع کروں گا۔ مگر کثرت مشاغل کے باعث آج تک اس کی اشاعت سے قاصر رہا۔ اب بھی ایک سکول ماسٹر کے لیے فرصت کہاں ہو سکتی ہے کیونکہ سالانہ امتحان قریب ہے مگر احباب کے تقاضائے اور بے شمار متلاشیان حق کے پیہم اصرار کی وجہ سے عدیم الفرصتی کے باوجود اکاذیب مرزا قادیانی بہت جلدی شائع کرنے پڑے۔ میرا روئے سخن اس ٹریکٹ میں احمدی حضرات (لاہوری + قادیانی) سے زیادہ ہوگا کیونکہ تجربہ کی بنا پر معلوم ہوا ہے کہ ان میں کی اکثر سعید روحیں صحیح استدلال کو دیکھ کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے میں عار نہیں سمجھتیں۔ چنانچہ اخباری دنیا سے واقفیت رکھنے والے حضرات پر خوب عیاں ہے۔ نیز مولانا لال حسین اختر مصنف "ترک مرزائیت" اس پر ایک زبردست دلیل ہیں۔ بہرحال اس مضمون کی اشاعت سے امید قوی ہے کہ اگر کوئی صاحب خالی الذہن ہو کر خلوص نیت سے مطالعہ کرے گا تو ضرور مرزا قادیانی سے قطع تعلق کر کے دوبارہ سرکار مدینہ ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ لے گا۔ مرزا قادیانی کے دعاوی بہت سے ہیں ان میں سے مشہور ترین نبی، مسیح موعود، مجدد، مہدی ہونے کے ہیں۔ میرا اور تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے وہ نبی وغیرہ تو کیا ہوتے وہ ایک سیدھے سادھے مسلمان بلکہ سچ کہوں تو ایک

سچے انسان بھی نہ تھے۔ آخر عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں اور ہندوؤں وغیرہ میں بھی باوجود ان کے کفر کے بہت سے ایسے انسان آپ کو ملیں گے جنہوں نے عمر بھر بھی جھوٹ نہیں بولا ہوگا۔ خاص کر وہ جھوٹ جو دوسرے انسانوں کو دھوکہ دینے والا ہو۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ قطع نظر شرعی مذمت کے جھوٹ بولنا ایک اخلاقی گناہ ہے۔ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین (جھوٹوں پر خدا کی لعنت) فیصلہ خدائی ہے۔ لیکن اتمام حجت کے طور پر جھوٹ اور جھوٹے کے متعلق خود مرزا قادیانی کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔ شاید کبھی جھوٹ کی مذمت سمجھ میں آ سکے۔

قول مرزا نمبر۱۔ "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر کوئی اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص۲۲۲ خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) قول مرزا نمبر۲ "ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا تو انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص۳۱ خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)
قول مرزا نمبر۳۔ "جیسا کہ بت پوجنا شرک ہے جھوٹ بولنا بھی شرک ہے۔ ان دونوں باتوں میں کچھ فرق نہیں۔" (ملخص الحکم ۱۷ صفر ۱۳۲۳ھ ج۹ نمبر۱۳ ص۵، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء)
قول مرزا نمبر۴۔ "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۲۶ خزائن ج۲۲ ص۴۵۹)

قول مرزا نمبر۵۔ "غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔" (آریہ دھرم ص۱۱ خزائن ج۱۰ ص۱۳) ذیل میں مرزا قادیانی کے صریح جھوٹوں کی ایک طویل فہرست درج کرتا ہوں تاکہ مرزا قادیانی کو ان کے اسلام اور مہدویت و نبوت کی بحث سے پہلے انسانیت اور اخلاق کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا جائے کہ آیا وہ اس قابل انسان تھے کہ ان کی بات یا دعویٰ کو سنا بھی جائے۔

جھوٹ ۔۔۔۔۱ "میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر اتر آیا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔"
(حقیقۃ الوحی ص۱۵۴ خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

ابو عبیدہ: یہ محض خدا پر افترا ہے۔ بہتان ہے۔ قرآن شریف میں یہ کوئی آیت نہیں ہے بلکہ خود مرزائی الہامات میں کہیں موجود نہیں۔

جھوٹ.....۲ "اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ خدا بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان ھذان لساحران انسانی نحو کی رو سے ان ھذین چاہیے۔"

(حقیقت الوحی ص۳۰۳ کا حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۷)

ابوعبیدہ: جناب عالی صریح جھوٹ ہے۔ قرآن شریف میں کوئی ایسی غلطی نہیں۔ آپ کو نحو آتی نہیں ورنہ یہ بہتان نہ باندھتے۔

جھوٹ.....۳ "قرآن شریف خدا کی کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(حقیقت الوحی ص۸۴ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

ابوعبیدہ: جھوٹ ظاہر ہے خدا کی کلام مرزا قادیانی کے منہ کی باتیں کیسے ہو سکتی ہیں؟ ہاں جو قادیانی مرزا قادیانی کے الہام یا کشف ورأیتنی فی المنام عین اللہ یعنی میں (مرزا) نے خواب میں اپنے کو خدا دیکھا۔ وتیقنت اننی ھو اور میں نے یقین کیا میں وہی ہوں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً) کو صحیح مانتے ہوں ان کے نزدیک یہ جھوٹ نہ ہو تو ممکن ہے۔

جھوٹ.....۴ "قرآن شریف میں اول سے آخر تک جس جس جگہ توفی کا لفظ آیا ہے۔ ان تمام مقامات میں توفی کے معنی موت ہی لیے گئے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص۳۳۲ خزائن ج ۳ ص ۲۲۳ حاشیہ)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! یہ آپ کا صریح جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ کیا آپ نے قرآن شریف میں وھو الذی یتوفکم باللیل نہیں پڑھا۔ اس کے معنی موت کے کون عقلمند کر سکتا ہے؟ اسی قسم کی اور کئی آیات ہیں جہاں موت کے معنی کرنے ناممکن ہیں۔

جھوٹ.....۵ "اس علیم وحکیم کا قرآن شریف میں بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھا لیا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے۔"

(ازالہ اوہام ص۷۲۸ خزائن ج ۳ ص ۴۹۰ حاشیہ)

ابوعبیدہ: اے قادیانی دوستو! مرزا قادیانی تو فوت ہو چکے۔ آپ میں سے کوئی صاحب ان کی نمائندگی کر کے اس مضمون کی آیت قرآن شریف سے نکال کر مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے ورنہ توبہ کرو ایسے شخص کی بیعت سے جو خدا پر افتراء باندھنا شیر مادر سے بھی زیادہ حلال سمجھتا ہے۔

جھوٹ۔۔۔۔٦ "ایک اور حدیث ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے ۱۰۰ برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آ جائے گی۔" (ازالہ ص ۱۵۴ خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

ابوعبیدہ: یہ صریح بہتان ہے۔ تحریف ہے۔ کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں جس کے معنی ان الفاظ سے عربی کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی کر سکے۔

جھوٹ۔۔۔۔۷ "وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

ابوعبیدہ: قادیانی حضرات سے میری مودبانہ درخواست ہے کہ اس مضمون کو غور سے پڑھو اور خیال فرماؤ کہ کس قدر زور دار الفاظ میں پبلک کو بخاری کا واسطہ دے کر اس حدیث کی صحت کا یقین دلا رہے ہیں۔ اگر یہ جھوٹ اور دھوکہ نہیں تو پھر بتاؤ دھوکہ اور کس جانور کا نام ہے؟ کیونکہ یہ حدیث دنیا کی کسی بخاری شریف میں نہیں۔

جھوٹ۔۔۔۔۸ "اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

ابوعبیدہ: اعلیٰ سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔ اگر ثبوت ہو تو پیش کرو۔ چلو ایک ہی نبی کی خواہش کا ثبوت قرآن اور حدیث سے پیش کرو۔

جھوٹ۔۔۔۔۹ "پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔"

(ضرورۃ الامام ص ۵ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۵)

ابوعبیدہ: کوئی قادیانی یہ حدیث دکھا دے تو علاوہ عام انعام مقررہ کے مبلغ دس روپے نقد انعام کا مستحق سمجھا جائے گا اور اگر نہ دکھا سکے تو اس سے صرف دوبارہ اسلام قبول کر لینا ہی مطلوب ہے۔

جھوٹ ... ۱۰ "بات یہ ہے کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

الجواب: مرزائی دوستو! مکتوبات کو میں نے خود پڑھا۔ وہاں محدث لکھا ہے۔ یقیناً اپنی نبوت کے ثبوت میں مجدد صاحب کی پناہ لینے کے لیے افتراء محض سے کام لیا ہے کیونکہ جب محدث ہونے کا دعویٰ تھا اس وقت یہ حوالہ نقل کرتے وقت محدث لکھا کرتے تھے۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۹۱۵ خزائن ج ۳ ص ۶۰۱۔ تحفہ بغداد ص ۲۱، ۲۰ خزائن ج ۷ ص ۲۸ حاشیہ) کیا اب بھی مرزا قادیانی کی کذب بیانی کا یقین نہیں آئے گا؟

جھوٹ ... ۱۱ "تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص تھا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۳۲ خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰)

الجواب: جھوٹ بلکہ ڈبل جھوٹ ہے چونکہ حضرت ابوہریرہؓ جلیل القدر صحابی رسول کریم ﷺ نے بہت سی ایسی احادیث بیان فرمائی ہیں جو مرزائی قصر نبوت و مسیحیت میں زلزلہ ڈال دیتی ہیں۔ اس واسطے پبلک کو دھوکہ دینے کے لیے تفسیر ثنائی پر جھوٹ باندھ دیا۔ یا اللہ! قادیانی جماعت کے لوگوں کو دماغ دے اور دماغ میں سمجھ دے کہ وہ ایسی صریح اور سفید جھوٹ بولنے والے انسان کو تیرے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضرت فخر موجودات ﷺ کا بروز کہنا ترک کر دیں۔

جھوٹ ... ۱۲ "اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۷ کا حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶)

الجواب: صریح مخالفت کلام اللہ ہے۔ فیکون طیراً باذن اللہ کے معنی کسی پہلی جماعت کے عربی متعلم ہی سے پوچھ لیے ہوتے تو یہ بہتان خدا پر باندھنے کی نوبت نہ آتی۔ خود مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ "حضرت مسیح علیہ السلام کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔" (آئینہ کمالات ص ۶۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً) اے قادیانی جماعت کے تعلیم یافتہ حضرات کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اس تناقض اور تضاد کا بھی کوئی

جواب ہے۔ اگر صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر قول مرزا نمبر۲ مندرجہ تمہید ترتیب نمبر کے مطابق مرزا قادیانی تو وہی مجھ جیسی کی رو ہدایت کر رہے ہیں۔

<u>جھوٹ۔۔۔ ۱۴۳</u> ''واذ قال اللہ یٰعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ کہ زمانہ استقبال کا (یعنی یہ باتیں خدا اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان رسول پاک ﷺ سے پہلے ہو چکی تھیں) کیونکہ اذ خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۰۲ خزائن ج ۳ ص ۴۲۵)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ اور اس کا جھوٹ ہونا خود اس طرح بیان فرماتے ہیں:
''اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے یہ باتیں قیامت کے دن کریں گے۔''
(مختصراً براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰ خزائن ج ۲۱ ص ۵۰)

اور لکھا ہے ''جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوئی ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آجاتی ہے۔'' (ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص ۶ خزائن ج ۲۱ ص ۱۵۹) اب دونوں کا تناقض دور کرنا کسی قادیانی عالم ہی کا کام ہے۔ عقل عامہ تو اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔

<u>جھوٹ۔۔۔ ۱۴۴</u> ''مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کوئی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳ حاشیہ)

ابوعبیدہ: حضرات غور کیجئے عیسیٰ علیہ السلام کیا وہی شخصیت نہیں جسے عیسائی یسوع کہتے ہیں۔ کیا نام بدل دینے سے شخصیت بھی بدل جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔ یہ عقیدہ بھی جھوٹ محض کا اظہار ہے اور اس کا جھوٹ ہونا بھی خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی امت نہ کرے۔ (چشمہ معرفت ص ۲۱۸ خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۸) پر ہے۔ ''اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے یسوع کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم ہی کو پیش کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الی آخرہ۔

<u>جھوٹ۔۔۔ ۱۴۵</u> ''اور ان کی پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شاہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا جس کو قریباً ۱۹۰۰ برس آئے ہوئے گذر گئے ہیں۔''
(تحفہ گولڑویہ ص ۹ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰)

ابوعبیدہ: اے دنیا کے پڑھے لکھے لوگو! خدا کی قسم مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ ہے۔ اگر کشمیر کی کسی کتاب میں ایسا لکھا ہوا کوئی قادیانی دوست دکھا دے تو علاوہ انعام

عام کے میں وعدہ کرتا ہوں کہ مبلغ دس روپے اور انعام دوں گا۔

جھوٹ ۔ ۱۶ "کتاب سوانح یوز آسف جس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۰ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰)

ابوعبیدہ: ریمارک وہی ہے جو جھوٹ نمبر ۱۵ میں ہے۔

جھوٹ ..... ۱۷ "حضرت مریم صدیقہ کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴)

پھر ایک شامی دوست کا خط نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت مریم صدیقہ کی قبر بلدہ قدس کے گرجا میں ہے۔"
(اتمام الحجہ ص ۲۲ حاشیہ خزائن ج ۸ ص ۲۹۹)

ابوعبیدہ: دونوں باتیں مرزا بشیر احمد ایم۔ اے کے نزدیک صریح جھوٹ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ "شہر سری نگر محلہ خانیار میں جو دوسری قبر، قبر یوز آسف کے پاس ہے وہ حضرت مریم علیہا السلام کی ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز ج ۱۶ نمبر ۷ ص ۲۵۹ حاشیہ) دیکھا حضرات یا باپ جھوٹا یا بیٹا۔ ہم تو دونوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں آپ جسے چاہیں سمجھ لیں۔

جھوٹ ..... ۱۸ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔"
(کشتی نوح ص ۶۵ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱ حاشیہ)

ابوعبیدہ: شراب نجس العین ہے۔ کوئی آدمی شراب پینے والا نبی نہیں ہو سکتا۔ قرآن اور حدیث سے ثبوت دو گے تو مبلغ پانچ روپے انعام ملے گا۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ انجیل کی رو سے شراب حلال تھی جو آدمی متعلقہ پر اس نجس العین کا حلال ہونا ثابت کر دے پانچ روپے مزید انعام لے۔

جھوٹ ۔ ۱۹ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"
(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

"نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"
(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

ابوعبیدہ: نبوت کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے مدعی نبوت کے جھوٹ پر اپنے زمانہ اسلام میں مہر تصدیق اس طرح لگا دی تھی۔ ''میں سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔''

(تبلیغ رسالت حصہ دوم ص۲۰،۲۱ مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰)

جھوٹ ..... ۲۰ ''کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)

ابوعبیدہ: حضرات! مرزا قادیانی یا تو صریح اپنی مطلب براری کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں یا وہ عاجز ہو معلوم نہیں کہ لغت کس جانور کا نام ہے۔ چھوٹے چھوٹے طالب علم بھی جانتے ہیں کہ قمر چاند کا ذاتی نام ہے اور ہلال اور بدر اس کے وصفی نام ہیں۔ چنانچہ تاج العروس لغت کی مشہور کتاب میں لکھا ہے۔ الهلال غرة القمر وهي اوّل ليلة (یعنی ہلال قمر کی پہلی رات ہے) قرآن شریف میں بھی ہلال کو قمر لکھا گیا ہے۔ خود مرزا قادیانی کے صاحبزادے اور خلیفہ مرزا محمود قادیانی اخبار الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۲۸ء میں لکھتے ہیں۔ ''قمر ہلال نہیں ہوتا مگر ہلال ضرور قمر ہوتا ہے۔ کیونکہ (قمر) چاند کا عام نام ہے خواہ چاند پہلے دن کا ہو یا دوسرے دن کا یا تیسرے دن کا۔'' دیکھا حضرات! مرزا قادیانی کس شان اور رعب سے جھوٹ بول کر مطلب نکالا کرتے تھے۔

جھوٹ ..... ۲۱ ''اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔''

(ریویو جلد۲ نمبر۱۲، بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء ص۴۲۷)

ابوعبیدہ: صریح بہتان ہے اور افتراء ہے۔ تمام قادیانی علماء مل کر زور لگائیں کہیں کوئی صحیح حدیث اس مضمون کی نہیں دکھا سکیں گے۔

جھوٹ ..... ۲۲ ''تو مجھے تو کر اور شتاب کر، تیری بخششوں نے ہم کو امتحان کر دیا۔''

(براہین احمدیہ ص۵۵۵، خزائن ج۱ ص۶۶۲ حاشیہ در حاشیہ)

ابوعبیدہ: یہ کلام بالکل جھوٹا ہے۔ چنانچہ میں اپنی تائید میں موجودہ خلیفہ کا اس

الہام پر تبصرہ عرض کرتا ہوں۔ دیکھو الفضل ۲۰۔۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء فرماتے ہیں۔ ”نادان ہے وہ شخص جس نے کہا ”کرم ہائے تو کرد مارا گستاخ“ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے۔“ (ن ۴ ص ۱۲ نمبر ۵۸۔۵۷)
ایہاالناظرین! اب جبکہ آپ کے خلیفہ بھی مرزا قادیانی کو نادان کہہ رہے ہیں، تم کیوں نہیں ایسا سمجھنے سے عار کرتے ہو۔

<u>جھوٹ… ۲۳</u> ”خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا۔“
(کرامات الصادقین ص ۱۳ خزائن ج ۷ ص ۲۴)
پھر دوسری جگہ ملاحظہ کریں۔ ”خدا اپنے خاص بندوں کے لیے اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۹۶ خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۳)
ابوعبیدہ: حضرات! اس پر حاشیہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جھوٹ اظہر من الشمس ہے۔

<u>جھوٹ… ۲۴ و ۲۵</u> ”بائبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے چار سو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی تھی اور وہ غلط نکلی۔ مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔“
(اشتہار حقانی تقریر بر وفات بشیر تبلیغ رسالت حصہ اوّل ص ۱۲۷ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۹)
ابوعبیدہ: بائبل کا حوالہ دیکھیں وہاں اگر لکھا ہو کہ وہ چار سو نبی انبیاء بنی اسرائیل تھے تو مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ غلط اور اگر وہاں لکھا ہو کہ وہ کسی بت کے پجاری تھے جنہیں لوگ (بت پرست) نبی کہتے تھے اور ان بت پرستوں کی پیشگوئی غلط نکلی اور خدا کے رسول سچا یا کی پیشگوئی کے مطابق بادشاہ کو شکست ہوئی تو پھر صرف اتنا تو کرو کہ اس قدر جھوٹوں کا طومار باندھنے والے سے برأت کا اظہار کر دو اور یہ بھی دیکھنا حضرات اپنی پیشگوئی غلط نکلنے پر اپنا جھوٹ ہونا تسلیم نہیں کرتے بلکہ تورات پر افتراء کیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہام غلطی نہیں۔ مرزا قادیانی خدا کا خوف کرو اور بتاؤ کہ مندرجہ ذیل پیشگوئیاں جو الہامی تھیں پوری ہوئیں۔ ۱… کیا مولوی محمد حسین بٹالوی نے مطابق پیشگوئی آپ کی بیعت کی؟ ہرگز نہیں۔ ۲… کیا ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مطابق پیشگوئی کیا آپ کے سامنے ہلاک ہوا؟ ۳… کیا محمدی بیگم منکوحہ آسمانی آپ کے نکاح میں آئی؟ ہرگز نہیں۔ ۴… کیا اسی طرح کی تمام پیشگوئیاں غلط نہیں؟

جھوٹ ۲۶... "اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔"
(کشتی نوح ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵)

ابوعبیدہ: اے قادیانی دوستو! اگر قرآن شریف میں یہ لکھا ہوا دکھا دو تو میں تردید مرزائیت چھوڑ دوں گا اور اگر صریح جھوٹ ہو یا کسی لفظ کے معنی (مثلاً گندم بمعنی گُڑ) خواہ مخواہ تاویل کر لو۔ تو پھر سچا توبہ کرو کہ اس جھوٹ کے عوض صرف دین مرزائی مسلمان ہو جاؤ۔

جھوٹ ۲۷... "اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔"
(تحفۃ الندوہ ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)

ابوعبیدہ: آیئے حضرات! مرزا قادیانی کا نام قرآن شریف میں ابن مریم دکھاؤ ورنہ ایسے صریح جھوٹ کے بولنے والے کو نبی کہنا تو چھوڑ دو۔ جھوٹا آدمی تو پکا مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔

جھوٹ ۲۸..... "عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے۔ مگر ان پڑھے لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہ دے گا۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۳ خزائن ج ۳ ص ۱۱۸)

ابوعبیدہ: اے قادیانی دوستو اس کی اور اس عنقریب کی تاویل کیا کرو گے۔ کیا اب ہندوستان میں کوئی کافر نہیں۔ ہندو مسلمان کیا ہوتے بلکہ کئی مسلمان اچھے بھلے خدا اور اس کے رسول کے ماننے والے مرزا قادیانی کی نبوت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جھوٹ ۲۹... "آنحضرت ﷺ کو معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف (جناب مرزا قادیانی) بھی صاحب تجربہ ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۴۷ کا حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ خلاف قرآن حدیث اور خلاف اجماع امت اور اس کا جھوٹ ہونا خود اس طرح تسلیم کرتے ہیں۔ ازالہ "آنحضرت کے رفع جسمی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے ساتھ شب معراج آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا۔" (ازالہ اوہام ص ۲۸۹ خزائن ج ۳ ص ۲۴۷) کیوں

احمدی دوستو تمام مسیح کو جھوٹا کہو گے یا ایک مرزا قادیانی کو؟

جھوٹ ... ۳۰ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس کے گرجا میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔‘‘ (اتمام الحجہ ص ۲۱ خزائن ج ۸ ص ۲۹۹)

ابوعبیدہ: اے قادیانی کہلانے والے سمجھدار طبقہ کے لوگو! اس کے جھوٹا ہونے میں تمہیں شک ہو تو جس کی خاطر تم اس پر شک کرتے ہو اس سے کم از کم اس بیان کے جھوٹا ہونے پر مہر تصدیق ہی لگوا دیتا ہوں۔ (دیکھو ایام الصلح ص ۱۸۸ خزائن ج ۱۴ ص ۴۲۵) ’’مسیح کی قبر محلہ خانیار شہر سری نگر میں ہے۔‘‘

اب بتلائیے کیا جھوٹا آدمی (نہیں بلکہ جھوٹوں کی کان) بھی انسانیت اور مسلمانی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اب بھی اگر تمہاری عقیدت میں فرق نہ آئے تو شاباش تمہاری مستقل مزاجی کے۔

جھوٹ ... ۳۱ ’’حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب (جس سے ناطہ یا نسبت ہو) یوسف کے ساتھ پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔‘‘
(ایام الصلح ص ۶۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰ حاشیہ)

ابوعبیدہ: دیکھئے حضرات! یہاں کس زور سے منسوب اور ناطہ ہونے کا اقرار ہے۔ پھر خود ہی ریویو آف ریلیجنز جلد اوّل ص ۱۵۷ نمبر۴ بابت اپریل ۱۹۰۲ء پر لکھتے ہیں۔ ’’یہ جو انجیلوں میں لکھا ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہاں میں دستور ہے۔ یوسف نجار سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے۔‘‘

بتلائیے صاحبان! اب بھی تم لوگ مرزا قادیانی کا دامن چھوڑ کر سرکار دو عالم ﷺ سے تعلق نہ جوڑو گے؟ خدا توفیق دے۔

جھوٹ ... ۳۲ ’’میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہرگز نہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص ۱۹۳ خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۴)

ابوعبیدہ یہاں اعلان کرتے ہیں کہ وہ امتی نہیں۔ ازالہ ص ۲۶۵ خزائن ج ۳ ص ۲۳۴ پر فرماتے ہیں۔ ’’یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی امت کے شمار میں آ گئے ہیں۔‘‘ ہے کوئی قادیانی یا لاہوری جو اس معمہ کو حل کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی بھی ہیں اور امتی نہیں بھی ہیں۔

جھوٹ ...۳۳ "کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گزرا جس نے کسی پیشگوئی کے معنی کرنے میں کبھی غلطی نہ کھائی ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۷)

ابوعبیدہ: اے مرزا قادیانی کے جان نثارو! کچھ تو خوف کرو کیا نبی تمہارے خیال میں کچھ تھی سی ہوتے ہیں کہ اپنے الہام کو ہی نہیں سمجھتے۔ انسان دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ نبی خطا سے پاک ہوتا ہے۔ کیا قرآن یا حدیث سے مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کو صحیح ثابت کر سکتے ہو؟

جھوٹ ...۳۴ "بعض پیشگوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصلیت سمجھنے میں غلطی کھائی۔" (ازالہ ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

ابوعبیدہ: اے قادیانی جماعت کے بزرگو! پڑھو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ جس کی شان خود خدا نے یہ بیان فرمائی ہو۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ وہ پیشگوئیوں کو نہ سمجھ سکیں۔ یہ صریح بہتان ہے۔ افتراء ہے۔ نہیں تو اس مضمون کی کوئی حدیث دکھاؤ۔

جھوٹ ...۳۵ "تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لیے خبریں دی ہیں۔" (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۲، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳)

ابوعبیدہ: پہلے حضرت کسی نبی کی کتاب سے مرزا قادیانی کے آنے کی خبر نکالو تو مبلغ دس روپے نقد انعام دوں گا۔

جھوٹ ...۳۶ "عرب میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں۔ جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۵۵، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۳)

ابوعبیدہ: افسوس کوئی صاحب علم قادیانی یا لاہوری نہیں پوچھتا کہ حضرت جی یہ قاعدہ کہاں لکھا ہے؟ مرزا قادیانی کا یہ سفید نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ ہے۔

جھوٹ ...۳۷ "یہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو محکم اور قوی دلائل حقیت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ ۲ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹) "ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی

زیادہ تر روشن دکھایا گیا۔" (براہین احمدیہ ج ۴ ص ب خزائن ج ۱ ص ۲۳)

ابوعبیدہ: حضرات براہین احمدیہ شائع ہو چکی ہے اس میں تین سو کی بجائے صرف ۵ دلیلیں بھی اگر دکھادو تو تین صد روپیہ انعام پاؤ ورنہ توبہ کرو۔ مرزا قادیانی کے پیچھے لگنے سے تمہارا مطلب بجز کوئی دنیوی نہ تھا تو پھر ایسے جھوٹ بولنے والے سے کنارہ پکڑو۔

جھوٹ ... ۳۸ "واعطیت صفة الاحیاء والافناء۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۲۳ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

"یعنی مجھے مردوں کو زندہ کرنے اور زندوں کو مارنے کی صفت دی گئی ہے۔"

ابوعبیدہ: حضرات! کون بیوقوف ہے جو اس دعوٰی کو مراق کا نتیجہ نہ کہے گا۔ مرزا قادیانی نے کس مردے کو زندہ کیا اور کس زندہ کو مردہ کیا؟ ایک سلطان محمد کو فنا کر کے اپنی منکوحہ آسمانی بھی واپس نہ لا سکے؟ فتفهموا ایها الناظرون۔

جھوٹ ... ۳۹ "بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر ان کی نبوت موسٰی کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کی پیروی کا اس میں ذرہ بھی دخل نہ تھا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

ابوعبیدہ: دیکھئے حضرات! کس زور سے ثابت کر رہے ہیں کہ اگلے نبیوں کی نبوت موسٰی علیہ السلام کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ خود الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۵ پر لکھتے ہیں۔ "حضرت موسٰی علیہ السلام کے اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی آئے۔"

جھوٹ ... ۴۰ "صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بالکل ممتنع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ (ازالہ حصہ ۲ ص ۵۶۹ خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی کا جھوٹا مکلف ہونا ان کے اپنے فرزند کی زبان سے سنو۔ "بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ایک نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے وما ارسلنا من رسول الی آخرہ لیکن یہ سب قلت تدبر ہے۔"

(حقیقت النبوت ص ۱۵۵)

جھوٹ ... ۴۱ "خدا نے فرمایا کہ میں اس عورت (محمدی بیگم) کو اس کے نکاح کے

بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔ اب اس پیشگوئی سے ظاہر ہے کہ وہ کیا کیا کرے گا اور کون کون سی قہری قدرت دکھلائے گا اور کس کس شخص کو روک کی طرح سمجھ کر اس دنیا سے اٹھا لے گا۔"

(تبلیغ رسالت حصہ ۳ ص ۱۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

ابوعبیدہ: حضرات! مسلمان تو کہتے ہی ہیں کہ یہ تمام الہامات خدا کی طرف سے نہ تھے بلکہ ایجاد مرزا تھے۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی کے فرزند و خلیفہ میاں محمود کا فیصلہ سنیے۔ "اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی (محمدی بیگم) آپ کے (مرزا قادیانی کے) نکاح میں آئے گی۔ پھر ہرگز یہ نہیں بتایا گیا کہ کوئی روک ڈالے گا تو وہ دور کیا جائے گا۔"

(الفضل ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء ص ۵ ج ۱۱ نمبر ۱۰۱)

احمدی دوستو! اس پر میں کچھ اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ نبی اور نبی زادہ خلیفہ کے الفاظ پڑھو اور اپنا سر پیٹو۔

جھوٹ ...... ۴۲ "سلف صالحین میں سے بہت سے صاحب مکاشفات مسیح کے آنے کا وقت چودھویں صدی کا شروع سال بتلا گئے ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب کی بھی یہی رائے ہے۔"

(ازالہ ص ۱۸۳ خزائن ج ۳ ص ۱۸۸)

ابوعبیدہ: بالکل جھوٹ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے کہیں کسی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ اگر لکھا ہے تو کوئی صاحب دکھا کر انعام مقررہ وصول کرے۔ ورنہ توبہ کرے مرزا قادیانی کی مریدی سے۔

جھوٹ ...... ۴۳ "قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کے لیے حصور کا لفظ نہیں بولا گیا کیونکہ وہ شراب پیا کرتے تھے اور فاحشہ عورتیں اور رنڈیاں ان کے سر پر عطر ملا کرتی تھیں اور اس کے بدن کو چھوا کرتی تھیں۔"

(دافع البلاء ٹائٹل خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

ابوعبیدہ: دیکھا قادیانی دوستو! آپ کے مرزا قادیانی کے نزدیک خدا کا ایک اولوالعزم نبی جتا اور ساتھ ہی شرابی اور فاحشہ عورتوں کے ساتھ خلط ملط کرتا بھی ممکن ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا بھی ہے۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی اسی رنگ میں ان کے مثیل تھے جبکہ قرآن نے مرزا قادیانی کی تفسیر کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا شرابی ہونا بتلا دیا ہے تو مرزا قادیانی مثیل مسیح کا شرابی اور رنڈی باز ہونا تو

فخر کی بات ہوگی۔

جھوٹ……۳۴ ''طاعون زدہ علاقہ سے باہر نکلنا ممنوع ہے۔''

(اشتہار لنگر خانہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۷)

''طاعون زدہ علاقہ میں رہنا ممنوع ہے۔'' (دیکھو ریویو ج ۶ نمبر ۹ ص ۳۶۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء)

ابوعبیدہ: اے قادیانیت کے علمبردارو کیا کذب اور اختلاف بیانی کوئی اور چیز ہے۔

جھوٹ…… ۳۵ ''قادیان طاعون سے اس لیے محفوظ رکھی گئی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہوگیا۔'' (دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶)

ابوعبیدہ: بتلائیے حضرات! اس عبارت سے صاف ظاہر نہیں کہ قادیان میں نہ طاعون آئی اور نہ آنے کی لیکن ہوا کیا سنئے اور بالفاظ مرزا قادیانی سنیے۔ ''ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی تھی۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۲۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۴)

''طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۸۴ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷) بتلائیے جھوٹ میں کسی تاویل کی گنجائش ہے؟

جھوٹ……۳۶ ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ ص ۵۹۱)

ابوعبیدہ: دیکھئے حضرات! مریدوں کی تسلیاں کس طرح کرتے رہے؟ اور مرے کہاں؟ لاہور میں اور دفن ہوئے قادیان میں۔

جھوٹ……۳۷ ''عیسائیوں نے بہت سے معجزات یسوع علیہ السلام کے لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

''اور حق صرف اس قدر ہے کہ یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) نے بھی معجزات دکھائے جیسا کہ نبی دکھاتے ہیں۔'' (ریویو ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۳۳۲ ج ۱ نمبر ۹)

ابوعبیدہ: نوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جھوٹ ظاہر ہے۔

جھوٹ……۳۸ ''طاعون دنیا میں اس لیے آئی کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔'' (ریویو جلد ۵ ص ۲۵۸ نمبر ۲ بابت جون ۱۹۰۲ء)

ابوعبیدہ: سچ فرمائیے قادیانی حضرات! کیا طاعون صرف مرزا قادیانی کے انکار پر آئی ہے کیا مرزا قادیانی سے پہلے طاعون دنیا میں نہ تھی؟

مرزا قادیانی سے انکار کرنے والے اشد ترین دشمن مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا ابراہیم صاحب، جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب، جناب پیر مہر علی شاہ صاحب وغیرہم تو اسی طرح زندہ رہے ہیں۔

جھوٹ......۴۹ " طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں گے۔"
(ریویو جلد ۱ نمبر ۲ بابت جون ۱۹۰۲ء ص ۲۵۸)

ابوعبیدہ: کہاں ہیں میرے قادیانی دوستو؟ کیا اب مرزا قادیانی کے مخالف سب مر گئے یا طاعون ملک سے چلی گئی؟ یا یہ صرف وقتی وباء سے مرزا قادیانی نے فائدہ اٹھا کر اپنی طرف سے جھوٹ بولا۔

جھوٹ......۵۰ " تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔"
(ریویو جلد ۱ نمبر ۶ بابت جون ۱۹۰۲ء ص ۲۵۹)

ابوعبیدہ: حضرات! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ قادیان میں طاعون اس قدر زور سے پڑی کہ جناب مرزا قادیانی کو بھی اقرار کرنا پڑا جیسا کہ جھوٹ نمبر ۳۵ سے ظاہر ہے۔ صرف مارچ اور اپریل ۱۹۰۴ء کے دو ماہ میں کل ۲۸۰۰ نفوس میں سے ۳۱۳ طاعون کا شکار ہو گئے۔ باقی آبادی گاؤں چھوڑ کر باہر بھاگ گئی۔ مرزا قادیانی نے بمعہ اہل و عیال اپنے باغ میں ڈیرہ لگا لیا۔ قادیانی سکول بند کر دیا گیا۔ کرسمس کے دنوں کا جلسہ بند کر دیا گیا۔ ہے کوئی قادیانی جو ان کی صداقت سے انکار کر سکے۔

نوٹ: مرزا قادیانی کے جھوٹ اس قدر ہیں کہ واللہ ثم تاللہ میں ان کو اچھی طرح نہ تو جمع کر چکا ہوں اور نہ مجھے اس قدر فرصت ہے۔ ورنہ کوئی عالم مرزا قادیانی کی کوئی سی کتاب لے کر بیٹھ جائے۔ کوئی صفحہ جھوٹوں سے خالی نہ پائے گا۔ لگے ہاتھوں مرزا قادیانی کے خدائے قادیان کے جھوٹ بھی مشتے نمونہ از خروارے سنتے جائیے۔

جھوٹ......۵۱ خدائے مرزا "انه اوی القریة" (ریویو ج ۱ ص ۲۵۶ نمبر ۶ بابت جون ۱۹۰۲ء)
خدائے مرزا قادیانی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ قادیان کو طاعون کی تباہی سے بچانے کا وعدہ کر رہے ہیں۔ مگر پورا نہیں کیا۔ خود بھی جھوٹے ٹھہرے اور مرزا قادیانی کو بھی جھوٹا بنایا۔"

جھوٹ......۵۲ خدائے مرزا "ویردھا الیک امر من لدنا انا کنا فاعلین۔ زوجنکھا۔ الحق من ربک فلاتکونن من الممترین۔ لاتبدیل لکلمات اللّٰہ ان ربک فعال لما یرید۔ انا رادوھا الیک" "میں محمدی بیگم کو تیری طرف واپس لاؤں گا۔ یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے اور رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔"

(انجام آتھم ص ۶۰۔۶۱ خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

ابوعبیدہ: حضرات حاشیہ کی ضرورت مطلق نہیں۔ خدائے مرزا کی زبردست بارعب وعدے کے باوجود محمدی بیگم کے ساتھ سلطان محمد آف پٹی نے نکاح کر لیا اور مرزا قادیانی مر گئے مگر سلطان محمد ایسا سخت جان کہ خدائے مرزا بھی اسے نہ مار سکا۔

جھوٹ......۵۳ خدائے مرزا "میں دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی) جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ میں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔"

(اشتہار تبصرہ مجموعہ اشتہارات ص ۵۱۱)

ابوعبیدہ۔ فرمائیے اے قادیانی کے علم بردارو۔ خدائے مرزا نے اپنے وعدے کے مطابق ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کو جھوٹا کیا۔ مرزا قادیانی کو عمر بھی عطا کی؟ ہرگز نہیں بلکہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ لاہور چل بسے اور ڈاکٹر عبدالحکیم ۱۹۲۳ء کو فوت ہوئے۔

جھوٹ......۵۴ خدائے مرزا "خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا پانچ چھ سال کم یا پانچ چھ سال زیادہ۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۷ خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸)

ابوعبیدہ: دیکھا حضرات! خدائے مرزا کی غیب دانی کی کہ عمر مرزا کے متعلق کیسے عجیب تخمینہ سے پیشگوئی کی ہے اور وہ بھی غلط کیونکہ مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۴۰ء اور وفات ۱۹۰۸ء پس عمر مرزا ۱۹۰۸ء ۱۸۴۰ء۔ ۶۸ سال ہوئی۔

"میری عمر اس وقت ۱۹۰۷ء میں قریباً ۶۸ سال ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۰۰ خزائن ج ۲۳ ص ۲۰۹ حاشیہ)

پس عمر مرزا ۱۹۰۸ء میں ۶۹ سال۔

"میری پیدائش ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔"

(کتاب البریہ ص ۱۵۹ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ حاشیہ)

اس حساب سے عمر مرزا ۱۹۰۸ء – ۱۸۴۰ء = ۶۸ سال

قادیانی دوستو! یا مرزا قادیانی جھوٹے یا ان کا خدا جھوٹا یا دونوں جھوٹے؟

اظہار حقیقت

حضرات! قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے هل انبئكم على من تنزل الشياطين (الشعراء ۲۲۱) یعنی اے لوگو ہم تم کو بتائیں کہ شیطان کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں۔ یعنی شیطانی وحی کن لوگوں کو ہوتی ہے۔ تنزل على كل افاك اثيم (الشعراء ۲۲۲) شیطان اترتے ہیں سخت گنہگار جھوٹے پر یعنی جھوٹے گناہگار لوگوں کو شیطانی وحی ہوتی ہے۔ اب میں فیصلہ آپ کی ضمیر پر چھوڑتا ہوں کہ جس شخص کے پچاس جھوٹ آپ نے ملاحظہ فرمائے اور جس کے خدا کے جھوٹ آپ نے پڑھے ایسے شخص پر شیطانی وحی کس قدر لازم ہے۔ جو شخص دنیا میں کسی آدمی کے پچاس اس قدر جھوٹ دکھا دے وہ بھی دس روپے انعام کا مستحق سمجھا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ صاحب بصیرت کے لیے خود خدا نے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا صاف صاف بیان فرما دیا ہے۔ تنزل على كل افاك اثيم کے اعداد بحساب ابجد ٹھیک ۱۳۰۰ بنتے ہیں۔ غلام احمد قادیانی کے اعداد بھی پورے ۱۳۰۰۔

(ازالہ اوہام ص ۱۸۵ خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

اور مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت بھی پورے ۱۳۰۰ میں کیا۔ اب بتائیے اس سے بڑھ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا ثبوت آپ کو کیا چاہیے۔ رسول پاک ﷺ نے ایسے مدعیان نبوت کے حق میں فرمایا تھا۔ سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي الله وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي (مشکوٰۃ ص ۴۶۵ باب الفتن) میری امت میں تیس زبردست دھوکہ دینے والے زبردست جھوٹ بولنے والے ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

"شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہامات ثابت ہیں۔" (ضرورت الامام ص ۱۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳)

اعلان انعام

باوجود اس قدر اتمام حجت کے اگر پھر بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کو سچا سمجھنے پر مصر ہو تو اس پر اپنے نبی کی صداقت کے ثبوت کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ اس طرح نہ صرف وہ اپنے خیال میں دینی کام کرے گا بلکہ میں اعلان کرتا ہوں کہ فی جھوٹ غلط ثابت کرنے پر مبلغ دس روپے انعام دوں گا بشرطیکہ فی جھوٹ فی الواقع جھوٹ ثابت ہونے پر ایک قادیانی توبہ کرتا جائے۔

طریق فیصلہ

کوئی قادیانی یا لاہوری اس کا جواب شائع کرے۔ ایک کاپی مجھے دے دے۔ میں اس کا جواب لکھوں۔ پھر تینوں مضمون کسی مسلمہ منصف کو دیے جائیں مگر میں بانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ کوئی قادیانی مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے سچا ثابت کرنے کا نام بھی نہ لے گا جو شخص کسی قادیانی کو مقابلے پر لانے میں کامیاب ہو جائے اس کو ایک گائے اور لنگی پشاوری انعام پیش کیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

داعی الی الخیر

ابوعبیدہ نظام الدین عفی عنہ
سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ

برق آسمانی بر فرق قادیانی

(کذبات مرزا)

مبلغ اسلام ابوعبیدہ نظام الدینؒ.. بی. اے
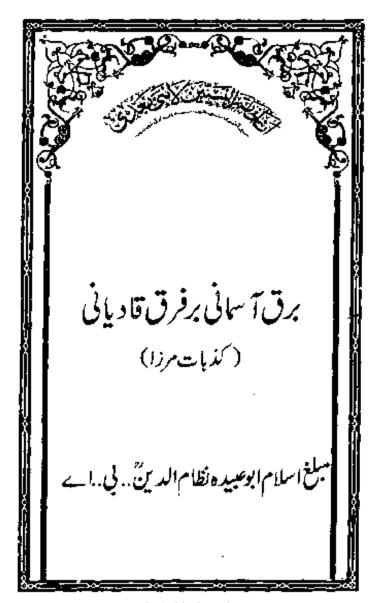
تعارف

برق آسمانی بر فرق قادیانی

ہمارے قابل احترام بزرگ جناب ابوعبیدہ نظام الدین مبلغ اسلام نے یہ کتاب مرتب فرمائی۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی ملعون کی ایک کتاب لی۔ اس میں جتنے جھوٹ تھے ان کو جمع کر دیا۔ پھر دوسری کتاب سے، اسی طرح وہ اس کے تین حصے شائع کرنا چاہتے تھے۔ ایک حصہ جو زیر نظر ہے۔ شائع کر دیا۔ غالباً باقی دو حصے شائع نہ ہو سکے۔ کوشش بسیار کے باوجود باقی دو حصوں کے مسودے بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ سے سہارا لیے بغیر چارہ نہیں۔ اس حصہ میں مرزا ملعون کے دو سو جھوٹ جمع کیے ہیں۔ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً۔ (مرتب)

اعلانِ انعام

مبلغ تین ہزار روپیہ

قادیانی جماعت اگر مجھے جھوٹا ثابت کر دے تو بحساب پانچ روپیہ فی جھوٹ کل تین ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ بشرطیکہ اگر مرزا قادیانی کے جھوٹ واقعی جھوٹ ثابت ہو جائیں تو فی جھوٹ ایک ایک قادیانی مرزائیت کا جوا اپنی گردن سے اتار کر پھینکتا جائے۔

المؤلف والمشتہر خاکسار

مبلغ اسلام ابوعبیدہ نظام الدین بی۔ اے سائنس ماسٹر

اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

پہلے مجھے پڑھیے

حضرات ناظرین! اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ مجھے جناب مرزا غلام احمد رئیس قادیان آنجہانی سے کوئی ذاتی عناد نہیں بلکہ ان کی جماعت کو دھوکہ خوردہ سمجھ کر ان سے مجھے دلی ہمدردی ہے اور دل سے چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ان سادہ لوح لوگوں کو دوبارہ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ میری علمی جدوجہد کا مقصد وحید صرف تبلیغ حق ہے اور بس۔

مرزا قادیانی نے ۸۴-۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں مجددیت کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۲ء میں دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کا بھی اعلان کر دیا۔ ۱۹۰۱ء میں مستقل نبوت کا دعویٰ بھی مشتہر کر دیا اور بہت سے دعاوی آپ کی تصنیفات میں موجود ہیں۔ جن سب کا منشاء قریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ آپ مامور من اللہ سچے ملہم تھے۔ آپ کی وحی کا مرتبہ وہی ہے جو توریت، زبور، انجیل اور قرآن شریف کا ہے۔

اس کے برخلاف ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعاوی میں جھوٹے تھے۔ آپ کی وحی بھی رحمانی نہ تھی بلکہ وہ شیطانی تھی۔ ہر ایک آدمی کا حق ہے کہ وہ حق کی تبلیغ کرے۔ لہٰذا میں نے بھی ضروری سمجھا کہ جناب مرزا قادیانی کی الہامی حیثیت کو جانچا جائے۔ چنانچہ میرا معیار وہ ہے جو اوّل خدا نے تعلیم کیا ہے۔ دوم رسول پاک ﷺ نے مقرر فرمایا ہے۔ تیسرے خود مرزا قادیانی نے اس کا اعلان کیا ہے۔

معیار از قرآن شریف: ھل انبئکم علی من تنزل الشیطین۔ تنزل علی کل افاک اثیم (الشعراء ۲۲۱، ۲۲۲) ”کیا ہم تم کو بتائیں کہ شیطانی وحی کن لوگوں کو ہوتی ہے۔ (سنو اور یاد رکھو) شیطانی وحی ان لوگوں کو ہوتی ہے۔ جو بہت جھوٹ بولنے والے افتراء باندھنے والے گنہگار ہوتے ہیں۔“

معیار از حدیث: سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی.

(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ باب ذکر الفتن ودلائلہا، ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون)

"یعنی میری امت میں سے تیس ایسے آدمی ہوں گے جو بیشمار جھوٹ بولنے والے اور زبردست فریب دینے والے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی سمجھے گا۔ حالانکہ میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔"

ان دونوں معیاروں سے ثابت ہوا کہ جہاں سچے نبی اور ملہم ہوتے رہے ہیں۔ وہاں جھوٹوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے بلکہ جھوٹے ملہمین اور نبیوں کا سلسلہ قائم ہے۔ جھوٹے نبیوں کی پہچان قرآن اور حدیث میں یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ زبردست جھوٹ بولنے والے اور سخت فریب دینے والے ہوں گے۔

خدا اور اس کے رسول ﷺ کے اس زبردست انتباہ کے بعد ہمارا فرض ہے کہ جب کبھی کوئی شخص دعوئی الہام یا وحی کا کرے۔ ان دونوں معیاروں پر اس کو پرکھیں۔ میں نے اسی معیار کے مطابق مرزا قادیانی کی جانچ پڑتال شروع کی اور آج ان کی اپنی تصنیفات سے ان کے جھوٹوں کی پہلی قسط پیش کرتا ہوں۔ جن کی تعداد دو صد (۲۰۰) ہے۔ مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جھوٹے آدمی کے متعلق مرزا قادیانی کا فتویٰ بھی درج کر دیا جائے۔

قول مرزا نمبر ۱ "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر کوئی اعتبار نہیں (چشمہ معرفت ص ۲۲۲ خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱) قول نمبر ۲..... ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا تو انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص ۳۱ خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳) نمبر ۳ (دنیا دار) وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو سمجھتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔

(الحکم ج ۹ نمبر ۱۳ ص ۵ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء)

نمبر ۴... "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

قول مرزا نمبر ۵... "جھوٹے ہیں کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ (انجام آتھم ضمیمہ ص ۲۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹) مرزا قادیانی کے جھوٹ کئی قسم کے ہیں۔ اول... خدا پر افتراء باندھا ہے۔ دوم... رسول کریم ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سوم... بزرگان دین پر جھوٹ باندھا ہے۔ چہارم... واقعات کے بیان کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا۔ پنجم... ایک ہی مضمون کے متعلق سخت تناقض کا ارتکاب کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ میں نے اس دفعہ کتاب وار درج کیے ہیں تاکہ دیکھنے والوں کو ایک ہی وقت میں بہت سی کتابیں منگوانے کی ضرورت نہ پڑے۔ دوسرے ناظرین با تمکین اندازہ لگا سکیں کہ ہر ایک کتاب میں مرزا قادیانی نے کس قدر جھوٹوں کا ارتکاب کیا ہے؟

معذرت ۱..... میں اپنے محدود معلومات کی بنا پر مرزا قادیانی کے سارے کذبات پر احاطہ نہیں کر سکا۔ اگر کوئی عالم اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیتا تو واللہ اعلم ہزارہا جھوٹ ثابت کر دیتا۔

۲..... طبع اول میں بہت جلدی سے کام لیا گیا ہے۔ بہت سی اغلاط لفظی و معنوی کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ جس صاحب کو کوئی غلطی معلوم ہو وہ ازراہ تلطف خاکسار مؤلف کو مطلع کر کے مشکور فرما دیں۔ شکریہ کے ساتھ اصلاح قبول کر لی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

نوٹ..... سب سے پہلے ”ازالہ اوہام“ کے جھوٹ ترتیب وار نقل کرتا ہوں۔

کذبات مرزا ازالہ اوہام

۱..... ”مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۔ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات میں کوئی شکوک اور اعتراض پیدا نہیں ہوتے۔ ہاں شیطان طبع لوگوں کو ایسا معلوم ہوتو ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتهم بالبینٰت فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین (مائدہ:۱۱۰) ”اور یاد کر اے عیسیٰ علیہ السلام جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاک سے) باز رکھا۔ جب تم ان کے پاس نبوت کی دلیلیں (معجزات) لے کر آئے تھے۔ پھر ان میں جو کافر تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ معجزات بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔“

اب خدا کے بیان کے بالمقابل مرزا قادیانی کے بیان کو سوائے مریدان باخلاص کے اور کون تسلیم کر سکتا ہے؟

۲..... ”اس مقام میں زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا۔ مگر پھر بھی عوام ایک انبار معجزات کا

ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔‘‘ (ازالہ ص ۸ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

ابوعبیدہ: قرآن شریف میں خود حضرت مسیح علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں۔ انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللّٰہ و ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللّٰہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لآیۃ ان کنتم مؤمنین۔ (آل عمران ۴۹) ’’فرمایا حضرت مسیح علیہ السلام نے اے لوگو میں تمہارے رب کی طرف سے اپنی سچائی پر نشانیاں لے کر آیا ہوں اور وہ یہ ہیں۔ میں تمہارے واسطے مٹی سے پرندہ کی شکل بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاندار پرندہ بن جاتا ہے۔ ۲ اور مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتا ہوں۔ ۳... اور مردوں کو خدا کے حکم کے ساتھ زندہ کرتا ہوں۔ ۴ اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ کہ تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں۔‘‘ پس مرزا قادیانی کا دعویٰ دروغ محض ثابت ہوا۔

۳ ’’عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے۔ مگر ان پڑھوں لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہ دے گا۔‘‘

(ازالہ ص ۳۲ خزائن ج ۳ ص ۱۱۹)

ابوعبیدہ: اے قادیانی دوستو اس عبارت کی اور اس میں کے ’’عنقریب‘‘ کی کیا تاویل کرو گے۔ کیا اب ہندوستان میں کوئی کافر نہیں؟ ہندو مسلمان نہ ہوئے بلکہ کئی مسلمان اچھے بھلے تھے اور اس کے دعویٰ کے ماننے والے مرزا قادیانی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

۴ (۱) ’’اب جو امر خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔‘‘ (ازالہ ص ۳۹ خزائن ج ۳ ص ۱۲۲) پھر ’’میرے پر خاص اپنے الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔‘‘ (ازالہ ص ۱۱۸ خزائن ج ۳ ص ۴۰۲)

ب... الہام مرزا قادیانی ’’ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر

ظاہر کیا گیا ہے۔ (کس کی طرف سے؟ ابوعبیدہ) کہ یہ خاکسار ..... مسیح علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۹_۴۹۸ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

ابوعبیدہ: دونوں الہاموں میں سے ایک ضرور جھوٹ ہے کیونکہ ایک کہتا ہے مسیح موعود مرزا قادیانی ہیں۔ دوسرا کہتا ہے مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

۵... ''قرآن شریف کے کسی مقام سے ثابت نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۶ خزائن ص ۱۲۵)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ: قرآن شریف میں صریح اعلان ہے کہ خدا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا۔

مثلاً..... اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران ۵۵) ''یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام میں تمہاری عمر پوری کر کے تمہیں طبعی موت دوں گا۔ (اور سردست یہودیوں کے ہاتھ سے بچانے کے لیے) تمہیں آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔''

نوٹ: جب توفی کے بعد رفع کا لفظ آئے تو اس وقت رفع کے معنی یقیناً رفع جسمانی کے آتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی اس کے خلاف کوئی مثال قرآن، حدیث یا اشعار عرب سے دکھائے تو اس کو یک صد روپیہ انعام خاص دیا جائے گا۔

۲... وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (نساء ۱۵۸،۱۵۷) یہاں بھی ان کے رفع جسمانی ہی کا ذکر ہے۔

چیلنج: ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا قادیانی ہمیشہ ذکر کیا کرتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ان تمام مجددین نے جن کو قادیانیوں نے اپنی کتاب ''عسل مصفی'' ص ۱۶۳ میں سچے مجدد تسلیم کیا ہے۔ ان ہر دو جگہوں میں رفع کے معنی جسم سمیت اٹھانا ہی کیے ہیں۔ پس مرزا قادیانی کا جھوٹ ظاہر ہے۔

۶... ''اگر فرض کیا جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ہر وقت اوپر کی سمت میں ہی نہیں رہ سکتے بلکہ کبھی اوپر کی طرف ہوں گے۔ کبھی زمین کے نیچے آجائیں گے پس ایسی مصیبت ان کے لیے روا رکھنا کس درجہ کی بے ادبی میں داخل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷_۴۸ خزائن ص ۱۲۶)

ابوعبیدہ: یہ مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ زمین کے چاروں طرف اوپر ہی اوپر ہے۔ اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ زمین کی اوپر کی سمت ہی میں

ہے

رہیں گے۔ مرزا قادیانی جب جغرافیہ سے آپ کو مس نہیں تو پھر کیوں خواہ مخواہ دخل در معقولات دیتے ہو؟

۷۔ "صحیح حدیثوں میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں) تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے۔" (ازالہ ص ۲۰۰ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ: امام بیہقی جن کو قادیانیوں نے اپنی کتاب عسل مصفی میں ۱۶۲ پر صدی چہارم کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ ایک مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم۔ (کتاب الاسماء والصفات ص ۴۲۴ باب قولہ یعیسیٰ انی متوفیک) دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء۔
(کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث ۳۹۷۲۶ ابن اسحاق وابن عساکر ج ۲۰ ص ۱۴۹ عن ابن عباسؓ)
دونوں حدیثوں میں آسمان کا لفظ بھی موجود ہے۔

۸۔ "دراصل حضرت اسمٰعیل بخاری صاحب کا یہی مذہب تھا کہ وہ ہرگز اس بات کے قائل نہ تھے کہ سچ مچ مسیح ابن مریم آسمان سے اترے گا۔"
(ازالہ ص ۲۹۶ خزائن ج ۳ ص ۱۵۳)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ کوئی قادیانی امام بخاری کا یہ عقیدہ ثابت نہیں کر سکتا۔ قیامت تک چیلنج ہے۔

۹۔۔۔ "یہ عام محاورہ قرآن شریف کا ہے کہ زمین کے لفظ سے انسانوں کے دل اور ان کے باطنی قویٰ مراد ہوتی ہیں۔" (ازالہ ص ۱۴۳، ۱۴۵ خزائن ج ۳ ص ۱۹۸)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ قرآن کریم میں ۴۵۰ سے زیادہ دفعہ ارض کا لفظ آیا ہے۔ جہاں ارض سے مراد زمین ہی ہے۔ یہ مرزا قادیانی کا افتراء محض ہے۔

۱۰۔۔۔ یہ سورۃ (سورہ الزلزال) مسیح موعود کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔
(ازالہ ص ۱۴۳ خزائن ص ۱۶۴ ملخصاً)

ابوعبیدہ: افتراء علی اللہ اور جھوٹ ہے۔ جس کو عربی سے ذرا بھی مس ہوگی۔ وہ مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ بھی تسلیم کرے گا کیونکہ یہ ساری سورت قیامت کے دن کا نقشہ کھینچ رہی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے بھی اس سورت سے وقوعہ قیامت ہی مراد لیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اپنی ہی ہانکے جاتے ہیں۔

۱۱۔ "اوّل تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے

ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔"

(ازالہ ص ۱۴۰ خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

ابوعبیدہ: مسیح کے نزول کا عقیدہ قرآن، حدیث، صحابہ کرامؓ اور جمیع علمائے امت سے ثابت ہے۔ پھر ایسے عقیدہ کو ایمان کی جزو یا دین کا رکن قرار نہ دینا جھوٹ محض اور افتراء نہیں تو اور کیا ہے؟

خود مرزا حقیقۃ الوحی پر مسیح موعود کا ماننا فرض قرار دے رہے ہیں لکھتے ہیں۔

"دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور اس کے رسول نے تاکید کی ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۱۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) حضرات اس عبارت کا نمبر ۱۱ کی عبارت سے مقابلہ کر کے تناقض کا لطف اٹھایئے۔ نیز نمبر ۱۲ کے جواب میں ازالہ اوہام ص ۵۵۵ خزائن ص ۴۰۰ کی عبارت قابل ملاحظہ ہے۔

۱۲..... "(مسیح کے نزول کی پیشگوئی) صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۴۰ خزائن ص ۱۷۱)

ابوعبیدہ: یہ مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے کیونکہ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر اس کے منکر کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ جیسا کہ اسی کتاب میں لکھا ہے "یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۵۵ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

(اسے کہتے ہیں دروغ گو را حافظہ نباشد) نیز دیکھو نمبر ۱۱ بذیل ابوعبیدہ۔

۱۳..... "ہمارے سید و مولیٰ آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور ان کا کسی اور صورت پر ہوا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۳۱-۱۳۲ خزائن ج ۳ ص ۱۶۷)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ: رسول پاک ﷺ پر بہتان ہے۔ کسی حدیث میں آپ نے ایسا اقرار نہیں کیا۔

۱۴..... "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ یعنی میں رسول نہیں ہوں اور نہ میں کتاب لایا ہوں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۸۵ خزائن ج ۳ ص ۱۸۵)

ابوعبیدہ: بالکل کذب ہے۔ تمام قادیانی مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ نیز مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔ (تذکرہ ص ۱۴۲) یعنی اے یحییٰ (مرزا) کتاب کو قوت سے پکڑو۔" پھر مرزا قادیانی کو وحی ہوئی تھی۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵) "یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرح مرزا قادیانی کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول بھی تھے۔ صاحب کتاب بھی تھے۔ پس مرزا قادیانی اس الہام کی رو سے رسول صاحب کتاب ٹھہرتے ہیں۔

۱۵. "تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ اجماع تو ایک طرف کوئی ضعیف حدیث بھی قادیانی ہمارے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں تیرھویں صدی کا ذکر ہو۔

۱۶. "میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

ابوعبیدہ: حضرات! مرزا قادیانی نے غلام احمد اپنے اصلی نام کے ساتھ قادیانی کی دم لگا کر اپنے الہام کو پکا کرنے کی بڑی کوشش کی ہے کیونکہ ان کے خیال میں جتنے غلام احمد بھی ہوں گے چونکہ قادیان کے رہنے والے نہیں ہوں گے۔ اس واسطے ان کا دعویٰ سچا رہے گا۔ مگر مولیٰ کریم نے بھی عہد کر رکھا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی کوئی بات بھی صحیح نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں دو شخص اور بھی غلام احمد قادیانی نام کے موجود تھے۔ واللہ اعلم مرزا قادیانی نے دنیا کی آنکھوں میں مٹی جھونکنے کی اتنی جرأت کیوں کی ہے؟

۱۷. مرزا قادیانی کا الہام ہے "یا احمدی۔" (ازالہ اوہام ص ۱۹۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۵)

ابوعبیدہ: چونکہ عربی زبان کی رو سے یہ ترکیب غلط ہے (کسی عربی خواندہ طالب علم سے پوچھ لو) اور غلط عبارت خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے یہ الہام خدا پر افتراء اور جھوٹ ہے۔

۱۸. (نواس بن سمعانؓ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے جو مرزا کی مسیحیت کو بیخ و بن سے اکھاڑتی ہے۔ اس کے متعلق مرزا کہتا ہے۔) "یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد بن اسمٰعیل بخاری

نے چھوڑ دیا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۲۰ خزائن ج ۳ ص ۲۰۹)

ابوعبیدہ: امام بخاری پر افتراء ہے۔ اگر انھوں نے کہیں ایسا لکھا ہو تو دکھا کر انعام حاصل کرو۔

۱۹..... ''یہ بیان کہ صحابہ کرام کا دجال معہود اور مسیح ابن مریم کے آخری زمانے میں ظہور فرمانے کا ایک اجماعی عقیدہ تھا۔ کس قدر ان بزرگوں پر تہمت ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۲۰ خزائن ج ۳ ص ۲۲۱)

ابوعبیدہ: اس جھوٹ کے ثبوت میں نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ کو مطالعہ کیا جائے۔ جس پیشگوئی کو تواتر کا درجہ حاصل ہو۔ جس کے ماننے کے لیے خدا اور رسول کا حکم ہو اور جس عقیدہ پر تمام مجددین مسلمہ قادیانی فوت ہوئے ہوں وہ تہمت کیسے ہو سکتا ہے؟

۲۰..... ''احادیث صحیحہ مسلم و بخاری باتفاق ظاہر کر رہی ہیں کہ دراصل ابن صیاد ہی دجال معہود تھا۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۲۲ خزائن ج ۳ ص ۲۲۲)

ابوعبیدہ: صریح بہتان اور جھوٹ ہے۔ قادیانی، مرزا قادیانی کا دعویٰ ثابت کر کے انعام لینے کی سعی کریں۔

۲۱..... ''قرآن شریف میں اول سے آخر تک جس جس جگہ توفی کا لفظ آیا ہے۔ ان تمام مقامات میں توفی کے معنی موت ہی لیے گئے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۲۵ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۲۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! یہ آپ کا صریح جھوٹ اور دھوکہ ہے کیا آپ نے قرآن شریف میں وھو الذی یتوفکم باللیل نہیں پڑھا۔ اس کے معنی موت کے کون عقلمند کر سکتا ہے؟ اسی قسم کی کئی آیات ہیں جہاں موت کے معنی کرنے ناممکن ہیں۔

۲۲ ''ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آ جائے گی۔''

(ازالہ ص ۲۵۲ خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

ابوعبیدہ: یہ آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کا افتراء ہے۔ کوئی ایسی حدیث نہیں۔ جس کے یہ معنی ہوں کہ بنی آدم پر ۱۰۰ برس بعد قیامت آ جائے گی۔

۲۳ ''یہ عقیدہ کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر چلا گیا تھا۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ صرف بیہودہ اور بے اصل اور متناقض روایات پر ان کی

بنیاد معلوم ہوتی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۸۹ خزائن ص ۲۳۵)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ۔ قادیانی ہماری پیش کردہ آیات اور احادیث کو (نعوذ باللہ) بے ہودہ، بے اصل اور متناقض ثابت کریں۔ ورنہ مرزا قادیانی کا جھوٹ تسلیم کر لیں (دوسری بات آسان ہے) نیز اگر یہ عقیدہ ایسا ہی تھا تو مرزا قادیانی مجدد ہونے کے ۱۲ سال بعد تک بھی اس عقیدہ پر کیوں قائم رہے؟

۲۴ "گدھوں اور بیلوں کا آسمان سے اترنا قرآن کریم آپ فرما رہا ہے۔" (سورہ زمر پارہ ۲۳) انزل لکم من الانعام (ازالہ اوہام ص ۱۹۹ خزائن ص ۲۳۶)

ابوعبیدہ: آسمان کا لفظ کہاں ہے۔ ہم نے آپ سے آسمان کا لفظ طلب کیا تھا۔ ہم نے حاضر کر دیا۔ دیکھو کذب نمبر ۲۰۔ اب ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کون سی آیات میں لکھا ہے کہ آسمان سے گدھے اور بیل اتارے گئے ہیں۔ اگر نہیں لکھا ہے تو پھر جھوٹ کیوں بولا؟

۲۵ خود آنحضرت ﷺ بھی اس کی تصدیق کر رہے ہیں "کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۲۲ خزائن ص ۲۲۲)

ابوعبیدہ: بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کے قول کی تصدیق نہیں فرمائی بلکہ نہایت لطیف پیرایہ میں حضرت عمرؓ کے خیال کو درست کر دیا۔ خود مرزا قادیانی اس کی تردید اس طرح کرتے ہیں۔ "اگر یہی دجال معہود ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ ابن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔"
(ازالہ اوہام ص ۲۲۵ خزائن ص ۲۱۳)

۲. پھر لکھتے ہیں "کہ ہم پہلے بھی تحریر کر آئے ہیں کہ عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجال معہود ہے۔" (ازالہ ص ۴۹۲ خزائن ص ۳۶۸) حضرات دیکھا۔ کیا مرزا کے جھوٹوں کی بھول بھلیوں کا کوئی پتہ لگ سکتا ہے؟

۲۶ "میں نے کوئی ایسے انوکھی معنی (قرآن کریم کے) نہیں کیے جو مخالف ان معنوں کے ہوں۔ جن پر صحابہ کرامؓ تابعینؓ اور تبع تابعینؓ کا اجماع ہو۔"
(ازالہ اوہام ص ۷۳۰ خزائن ص ۴۹۵)

ابوعبیدہ: بالکل جھوٹ ہے بلکہ جس قدر آیات میں ہیرا پھیری کر کے اپنے دعویٰ کو معتبر کر سکتے تھے۔ ان سب کے معنی ۱۳ صد سال کے مسلمہ اسلامی معانی کے خلاف کیے ہیں۔ معراج شریف، علامات قیامت، معجزات انبیا علیہم السلام، ختم نبوت، حیات

مسیح علیہ السلام، حشر و نشر، قیام قیامت وغیرہ تمام ضروریات دین کے متعلق آیات کے معنی ایسے ایسے کیے ہیں کہ تمام امت محمدی ایک طرف ہے اور آپ کیسے دوسری طرف دو اینٹ کی مسجد جدا بنا رہے ہیں۔

۲۷۔ ''آخر مسیح کا فوت ہو جانا ماننا پڑا۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۲۳ خزائن ص ۴۲۵)

ابوعبیدہ: کم از کم ایک صحابیؓ ہی سے تو کوئی ایسی روایت دکھا دو۔ جس میں وفات مسیح علیہ السلام اس طرح منقول ہو۔ جیسے ہم سینکڑوں بلکہ ہزاروں روایات پیش کرتے ہیں۔ جن میں حیات مسیح علیہ السلام کا ببانگ دہل اعلان ہے۔ ایسے صریح جھوٹ بول کر مطلب براری کر کے قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے؟

۲۸۔ ... ''غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔''
(ازالہ اوہام ص ۳۰۰، ۳۰۲ خزائن ص ۴۵۳)

ابوعبیدہ: اگر اجماع نہیں تو آپ کم از کم ایک ہی صحابیؓ سے کوئی ایسی روایت خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ دکھا دو کہ جس میں انہوں نے اعلان کیا ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر جسد عنصری نہیں اٹھائے گئے اور یہ کہ وہی مسیح ابن مریم نہیں اترے گا بلکہ قادیان سے مسیح بن غلام مرتضیٰ خروج کرے گا۔

۲۹۔ ... ''اور یہ بھی یاد رہے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔''
(ازالہ ص ۷۳ حاشیہ خزائن ص ۲۵۹)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی آیت کریمہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ (آل عمران ۴۹) کے معنی تو ذرا کیجئے۔ نور کر معلوم نہ ہوں تو کسی ادنیٰ طالب علم ہی سے پوچھ لیجئے بلکہ خود یوں لکھا ہے۔ ''حضرت مسیح علیہ السلام کی چڑیاں باوجود یکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔''
(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً) کون سی بات سچی ہے اور کون سی جھوٹ؟

۳۰۔ ''اور شیخ محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں (مسمریزم میں) خاص رغبت کی مشق تھی۔''
(ازالہ اوہام ص ۳۰۸ خزائن ص ۲۵۷)

ابوعبیدہ: یہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ پر مرزا قادیانی کا صریح بہتان ہے۔ وہ ماشاء اللہ صاحب کرامات تھے۔ مرزا قادیانی کے پاس اس بہتان کا کوئی ثبوت نہیں۔ اگر

ہے تو پیش کر کے انعام حاصل کرو۔ لطف یہ کہ ایسے مسمریزم کو پھر ازالہ اوہام ص ۱۵۲ خزائن ص ۱۷۷پر کامل صوفی اور محدث بھی مانتے ہیں۔

۳۱... ''اور اب یہ بات قطعی اور یقینی ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۰۸،۹ خزائن ص ۲۵۷)

ابوعبیدہ: خدا کے دو سچے نبیوں پر بہتان باندھا ہے۔ خداوند کریم قرآن پاک میں تو انہیں آیات بینات کہتا ہے۔ آپ کا کیا منہ ہے کہ انہیں مسمریزم کہیں؟

(دیکھو کذب نمبر ۹۱)

۳۲. ''یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح علیہ السلام جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۱۰ حاشیہ خزائن ص ۲۵۸)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ دیکھئے خود اسی کتاب ازالہ کے ص ۱۲۸،۱۲۷ پر فرماتے ہیں۔ ''ان آیات (متعلقہ معجزات عیسٰی علیہ السلام) کے روحانی طور پر یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنا رفیق بنایا۔ گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی۔ جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔'' اس میں صاف اعلان کر رہے ہیں کہ ان کی ہدایت لوگوں نے کثرت سے قبول کی۔ دروغ گورا حافظہ نباشد کے سوا اور کیا کہیں؟

۳۳ ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ خزائن ص ۲۵۴)

ابوعبیدہ: قرآن اور حدیث بآواز دہل اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے کئی جگہ انہیں بے باپ بھی مانا ہے۔ دیکھو فرماتے ہیں۔ ''میں عجب تر از مسیح بے پدر۔ یعنی میں اس مسیح سے افضل ہوں۔ جو بے باپ تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۷۴ خزائن ص ۴۹۳)

۳۴..... ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ توفی کا لفظ جو قرآن شریف میں استعمال کیا گیا

ہے۔ خواہ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل ہے۔ یعنی موت یا غیر حقیقی معنوں پر یعنی نیند۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۶۲ ح ۳۳۲ خزائن ج ۳ ص ۲۷۲)

ابوعبیدہ: مرزا توفی کی یہ تقسیم آپ نے کس کتاب سے نقل کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ نقل آپ کے بے استاد اور بے پیر ہونے کی وجہ سے آپ کا جھوٹ محض ہے بے استادی اور بے پیر ہونے کا ثبوت دیکھو تردید جھوٹ نمبر ۸۸ میں۔

۳۵..... "مسیح کو زندہ خیال کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ جسم خاکی کے ساتھ دوسرے آسمان میں بغیر حاجت طعام کے یونہی فرشتوں کی طرح زندہ ہے۔ درحقیقت خدا تعالیٰ کے کلام پاک سے روگردانی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۳۸ خزائن ج ۳ ص ۲۷۷)

ابوعبیدہ: اگر یہ سچ ہے تو مرزا قادیانی خود بھی ۵۲ برس تک قرآن سے روگرداں رہے پھر جو شخص قرآن سے روگرداں ہو۔ وہ مجدد کیسے ہوسکتا ہے اور نبی کیسے بن سکتا ہے؟ (دیکھو براہین احمدیہ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) پر صاف اقرار کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہی نازل ہوں گے۔"

۳۶..... "حق یہ ہے کہ اس دن (قیامت کے دن) بھی جنتی بہشت میں ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۵۱ خزائن ج ۳ ص ۲۷۹)

ابوعبیدہ: کس صفائی سے قیام قیامت کا انکار کر رہے ہیں۔ پھر قیامت کس جانور کا نام ہے۔ بعث بعد الموت حساب کتاب۔ میزان۔ شفاعت انبیاء وغیرہ کا کس صفائی کے ساتھ انکار ہے۔ دوسرے الفاظ میں تمام کلام اللہ کو جھٹلا رہے ہیں۔

۳۷..... "توریت بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ مصلوب لعنتی ہے۔"

(ازالہ ص ۳۷۱ خزائن ج ۳ ص ۲۹۱)

ابوعبیدہ: کذب صریح ہے۔ توریت میں صرف وہ مجرم لعنتی لکھا ہے۔ جو موت کی سزا کا مستحق ہو اور پھر وہ صلیب دیا جائے۔

(دیکھو توریت استثناء باب ۲۱ آیات ۲۲،۲۳ نیز دیکھو نمبر ۳۰)

۳۸..... "سنت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہوگئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص ۵۶۸ خزائن ج ۳ ص ۳۳۳)

ابوعبیدہ: اس کا نام ہے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کیا قادیانی اپنے نبی کو سچا ثابت کرنے کے لیے دو چار نام اہل سنت جماعت کے محققین کے پیش کر سکتے ہیں۔ جن کا یہ عقیدہ ہے؟ ہے قیامت تک پیش نہیں کر سکو گے۔

۳۹..... ”ابن عباس سے یہ حدیث نکلی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔“
(ازالہ اوہام ص ۲۹۵ خزائن ص ۳۴۹)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی افتراء کرنے میں کس قدر بیباک واقع ہوئے ہیں؟ حضرت ابن عباسؓ سے کوئی ایسی حدیث مروی نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں بلکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ انی متوفیک کے معنی ہیں۔ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے قیامت سے پہلے آسمان سے اتار کر ماروں گا۔ نیز دیکھو جھوٹ نمبر ۲ میں حدیث ابن عباسؓ۔

۴۰..... ”کتب لغت میں اندھیری رات کا نام بھی کافر ہے۔ مگر تمام قرآن شریف میں کافر کا لفظ صرف کافر دین یا کافر نعمت پر بولا گیا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۹۶ خزائن ص ۳۴۹)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی صاحب الغرض مجنون کا مصداق ہیں۔ ومن یکفر بالطاغوت میں کفر کے معنی کیا ہیں؟ کیا یہاں بھی کافر نعمت یا کافر دین ہی مراد لیں گے۔ افسوس آپ کی قرآن دانی پر۔

۴۱..... ”یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔“
(ازالہ اوہام ص ۴۷۳ خزائن ص ۳۵۳)

ابوعبیدہ: اس کا جھوٹ ہونا اس طرح تسلیم کرتے ہیں۔ ”اور یہ بھی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔“ (کشتی نوح ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۷۶)

قرآن اور حدیث کی رو سے دونوں جھوٹ ہیں۔ جب قرآن اور حدیث ان کی حیات کا اعلان کر رہے ہیں تو مرنے سے پہلے قبر کیسے؟

۴۲..... ”دابۃ الارض اس جگہ لفظ دابۃ الارض سے ایک ایسا طائفہ انسانوں کا مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن زمینی علوم وفنون کے ذریعہ سے منکرین اسلام کو لاجواب کرتے ہیں اور اپنا علم کلام اور طریق مناظرہ وتائید دین کی راہ میں خرچ کر کے بجان ودل خدمت شریعت غرا بجا لاتے ہیں۔ سو وہ چونکہ درحقیقت زمینی ہیں اور آسمانی نہیں اور آسمانی روح کامل طور پر اپنے اندر نہیں رکھتے اس لیے دابۃ الارض کہلاتے ہیں۔“
(ازالہ اوہام ص ۵۰۲ خزائن ص ۳۶۹۔۳۷۰)

ابوعبیدہ۔ سبحان اللہ۔ رسول کریم ﷺ تو فرماتے ہیں۔ ثلث اذا خرجن لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا طلوع الشمس من مغربہا والدجال و دابۃ الارض۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۲ باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال)

"یعنی جب تین چیزیں ظاہر ہو جائیں گی اس کے بعد ایمان لانا بھی نفع نہ دے
گا۔ اول سورج کا مغرب سے نکلنا۔ دوسرے دجال کا نکلنا۔ تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا" تو
کیا اب جس قدر مرزائی ہیں۔ یہ سب کافر ہیں کیونکہ دابۃ الارض کے بعد مرزائی بنے ہیں۔

۴۳۔ "مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مکتوب ۵۵ میں لکھتے ہیں کہ مسیح
موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماء وقت کے مقابل اس کے آمادہ مخالفت کے ہو جائیں
گے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۵۵ خزائن ص ۱۷۹) پھر ص ۲۳۰ پر لکھتے ہیں کہ "مجدد صاحب نے ٹھیک لکھا
ہے کہ جب مسیح آئے گا تو تمام مولوی ان کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے اور خیال کریں
گے کہ اس امام نے اجماع کو ترک کر دیا ہے اور کتاب اللہ کے معنی الٹاتا ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۲۳۰ خزائن ص ۲۱۴)

الجواب: مرزا جہان عظیم جو قادیانی یہ لفظ یا مضمون مجدد صاحب کی کتاب سے
دکھا دیجئے۔ ہم سے انعام حاصل کرے۔ ان کی عبارت میں لکھا ہے۔ "عجب نہیں کہ
علماء ظاہر" ان الفاظ کو مرزا قادیانی ہضم ہی کر گئے ہیں۔ جن کی موجودگی میں معنوں
میں زمین اور آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔

۴۴۔ "صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا
ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے
بکلی ممتنع ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۶۹ خزائن ص ۴۰۷)

الجواب: مرزا قادیانی آپ کو قرآن اور حدیث کا صحیح مفہوم نصیب نہیں ہوا۔ کیا
آپ کو آیت میثاق النبیین یاد نہیں۔ ہر ایک نبی سے اس بات کا عہد لیا گیا ہے کہ اگر محمد ﷺ
کو پاؤ تو اس پر ایمان لے آؤ۔ پھر رسول پاک کی حدیث بھول گئے۔ "لو کان موسیٰ
حیاً ما وسعه الا اتباعی رواه احمد و بیہقی" (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب
والسنۃ) "یعنی فرمایا رسول پاک ﷺ نے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری اطاعت
کے بغیر انہیں چارہ نہ ہوتا۔"

پھر مرزا نے خود ازالہ اوہام ص ۶۵۵ پر لکھا ہے۔ "یہ ظاہر ہے کہ مسیح ابن مریم
اس امت (محمدی) کے شمار میں ہی آ گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۳۳ خزائن ص ۴۳۳) پھر ص
۳۳۳ پر لکھا ہے "کہ مسیح درحقیقت آخری خلیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔"
(ازالہ اوہام ص ۴۹۹ خزائن ص ۲۲۰)

پھر باوجود اس کے کہ حضرت مسیح کامل طور پر رسول اللہ تھے۔ محمد ﷺ سے مدنی ـــ

خلیفہ تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے ریویو آف ریلیجنز جلد اوّل نمبر ۵ ص ۱۹۶ پر اسی آیت مذکورہ بالا کے تحت میں ''حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرت رسول کریم ﷺ کا امتی تسلیم کیا ہے۔''

۲۵... ''لیکن افسوس کہ بعض علماء نے محض الحاد اور تحریف کی رو سے اس جگہ توفی سے مراد رفع جسمی لیا ہے اور اس طرف ذرا خیال نہیں کیا کہ یہ معنی نہ صرف لغت کے مخالف بلکہ سارے قرآن کے مخالف ہیں۔ پس یہی تو الحاد ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۰۰ خزائن ص ۴۲۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی کی سمجھ اور فہم کا قصور ہے۔ چمگادڑ کو دوپہر کے وقت اندھیرا نظر آتا ہے۔ علماء نے الحاد اور تحریف نہیں کی بلکہ آپ نے کی ہے۔ ثبوت سنئے توفی کے معنی رفع جسمی حضرات صحابہ کرام نے کئے۔ تمام مجددین امت نے جن کو فہم قرآن آپ کے نزدیک بھی دیا گیا تھا۔ (دیکھو عسل مصفی جلد نمبر ۱ ص ۱۶۴) یہی معنی کئے ہیں۔ آپ تو عربی میں بے استادے اور علوم عربیہ میں محض کورے ہیں۔ (دیکھو جھوٹ نمبر ۸۲) تمام مفسرین نے جو عربی اور علوم عربیہ میں تبحر رکھتے تھے۔ یہی معنی کئے ہیں۔ پھر آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ توفی کے معنی رفع جسمی کرنا الحاد اور تحریف ہے۔ تف ہے آپ کی نبوت، مجددیت، مہدویت اور مسیحیت پر کہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا حجاب نہیں آتا۔

۲۶... ''توفی کے معنی حقیقت میں وفات دینے کے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۰۱ خزائن ص ۴۲۵)

پھر ص ۶۰۷ ''توفی کے حقیقی معنی وفات دینے اور روح قبض کرنے کے ہیں۔''

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی آپ کو حقیقت اور مجاز کے معنی بھی معلوم ہیں؟ ذرا دونوں کی تعریف کیجئے۔ پھر توفی کے حقیقی معنی وفات دینے کے ثابت کیجئے۔ تو مزہ بھی آئے۔

۲۷... ''اذ قال اللّٰہ یاعیسیٰ أانت قلت للناس... الیٰ آخرہ۔ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اوّل اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا۔ نہ زمانہ استقبال کا۔'' نیز ص ۶۰۳ پر لکھتے ہیں کہ ''یہ سوال و جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عالم برزخ میں کیا گیا تھا۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۰۲ خزائن ص ۴۲۵)

ابوعبیدہ: اس میں دو جھوٹ ہیں۔ نمبر ۲۷ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت یہ سوال و جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خدائے تعالیٰ کے درمیان ہو چکے تھے۔ پھر خود ہی اس کا جھوٹ ہونا ''کشتی نوح'' ص ۹۹ پر یوں طرح تسلیم

کیا ہے۔" جو اقرار اس (مسیح علیہ السلام) نے آیت فلما توفیتنی کی رو سے قیامت کے دن کرنا ہے۔" (کشتی نوح ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۷۶) "جو اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے ہی پوچھا قیامت کے دن کریں گے۔" (ملخصاً براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۳۰ خزائن ج ۲۱ ص ۱۸)

۴۸ .. قرآن میں بیسوں جگہ ماضی کے پہلے اذا آ جانے سے معنی استقبال کے مراد ہوتے ہیں۔ خود مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹ پر لکھتے ہیں۔ "جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آ جاتی ہے۔" پھر یہ آیت بطور مثال پیش کی ہے۔

۴۹ .. تیسویں آیت یہ ہے۔ او ترقی فی السماء قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً. ترجمہ یعنی کفار کہتے ہیں تو (اے محمد ﷺ) آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھا تب ہم ایمان لے آئیں گے ان کو کہہ دے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ وہی دار الابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے اور کوئی نہیں ہوں کہ ایک آدمی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہیں صاف جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جائے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۲۹ خزائن ج ۳ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

الجواب! یہاں مرزا قادیانی نے ایک تو خدا پر افتراء کیا ہے۔ ساری آیت نقل نہیں کی اور جتنی نقل کی ہے وہ بھی غلط۔ درمیان سے آیت کا ضروری حصہ نظر انداز کر گئے ہیں۔ یہاں دعوے دینا مطلوب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے بعد دوسری آیت کی طرح حوالہ نہیں لکھا۔ حوالہ ہم سے لیجئے (سورۃ اسرائیل پارہ ۱۵) جواب خط کشیدہ نہ ملا تھا۔ بلکہ جواب یہ تھا "کہ میں بشر ہوں۔ رسول ہوں۔ میں خود کچھ نہیں کر سکتا۔" اور باقی کا ترجمہ تو بالکل تحریف مجسم ہے۔

۵۰ .. دوسرا جھوٹ اس میں یہ ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے "کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جائے۔" قرآن اور توریت سے حضرت الیاس علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہے۔ انجیل اور قرآن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ساری دنیا کو معلوم ہے۔ معراج کی رات حضرت رسول ﷺ کا رفع جسمانی قرآن اور حدیث سے ایسے طریقہ سے ثابت ہے کہ جس کا انکار ایک شریف آدمی سے ممکن نہیں۔ خود مرزا قادیانی ازالہ ص ۲۸۹ خزائن ج ۳ ص ۲۴۷ پر لکھتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کے رفع جسمانی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے ساتھ شب معراج آسمان کی طرف

اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا۔" حضرت ایلیا کا رفع جسمی ملاحظہ ہو۔ سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۱ اور مسیح کا رفع جسمی لوقا باب ۲۴، آیت ۵۰، اعمال باب ۱۔

۵۱ ... "اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں۔ والظن لا یغنی من الحق شیئاً"
(ازالہ اوہام ص ۴۵۳ خزائن ص ۳۴۳)

ایسا عقیدہ مرزا قادیانی کا صریح کذب و بہتان ہے۔ اگر حدیث کا یہی مرتبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یوں نہ فرماتے۔

۱ ... اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول. (نساء ۵۹) ۲ ... قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ (آل عمران ۳۱) ۳ ... فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت و یسلموا تسلیما. (نساء ۶۵) وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا (احزاب ۳۶) پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ اور صحیح حدیث نبوی کی اطاعت کو ایک جیسا حکم دیا ہے۔ دوسری آیت میں رسول کریم ﷺ کی حدیث کی اطاعت کو اپنا محبوب بننے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ تیسری آیت حدیث رسول ﷺ کی اطاعت کو معیار ایمان قرار دیا ہے۔ چوتھی آیت میں اللہ جس طرح کلام اللہ کے مخالف اور منکر کو گمراہ قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح مخالف حدیث رسول کو بھی مردود ٹھہرا رہے ہیں۔ اس طرح کی آیات سے قرآن پاک بھرا پڑا ہے۔ جس کا جی چاہے۔ مطالعہ کرے یا اگر مزید ایسی آیات کی ضرورت ہو تو مجھ سے حوالے طلب کر سکتا ہے۔

تصدیق از مرزا قادیانی

شہادت القرآن ص ۳ "ہمیں اپنے دین کی تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔ نماز، زکوٰۃ کے احکام کی تفاصیل معلوم کرنے کے لیے ہم بالکل احادیث کے محتاج ہیں۔ اسلامی تاریخ کا مبدا اور منبع یہی احادیث ہیں۔ اگر احادیث کے بیان پر بھروسہ نہ کیا جائے تو پھر ہمیں اس بات کو بھی یقینی طور پر نہیں ماننا چاہیے کہ درحقیقت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے اصحاب تھے۔" ص ۴ "اگر یہ سچ ہے کہ احادیث کچھ چیز نہیں تو پھر مسلمانوں کے لیے ممکن نہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی پاک سوانح میں سے کچھ بھی بیان کر سکیں۔" ص ۵ ملخص

احادیث کی نسبت اتنی ہی رائیں قبول کی جائیں تو سب سے پہلے ترمذی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ قرآن نے تو سنت پڑھنے کا تعداد تجویز نہیں بتلایا۔ صرف یہ نمازیں احادیث بھروسہ پر پڑھی جاتی ہیں۔“ (ضمیمہ خزائن ج ۹ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱)

اب فرمایئے حضرات نمبر ۵۱ کس قدر زبردست جھوٹ ہے۔ جہاں حدیث صحیح کے حکم کو بھی حق کے خلاف قرار دے رہے ہیں۔

۵۲-۵۳ ”قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ برس تک مدت ٹھہرائی ہے۔ بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۸۵ خزائن ص ۴۶۴)

ابوعبیدہ۔ یہاں بھی مرزا قادیانی نے دو جھوٹ بلکہ زبردست افتراء کر کے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے۔

(اول) قرآن شریف پر افتراء۔ قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں ۱۴۰۰ برس کے بعد مسیح کے نکلنے کی اطلاع ہو۔ یہ مرزا قادیانی کا دجل و فریب ہے۔ (دوم) یہی دعویٰ بہت سے اولیاء اللہ کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ اگر اس دعویٰ میں سچے ہو تو کم از کم دو چار سو اولیاء اللہ کا نام تو لو۔ جنہوں نے یہ لکھا ہے یا جن چند ہستیوں نے ایسا لکھا ہے۔ اگر آپ انہیں اولیاء اللہ مانتے ہیں تو چلو ہمارے تمہارے اختلافات کا جو وہ فیصلہ کریں اس کو صحیح مان لو۔ اگر ذرہ بھر بھی ایمانی جرأت ہو تو اعلان کر دو۔

۵۴ ”اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۸۳ خزائن ص ۴۶۹)

ابوعبیدہ: دروغ بے فروغ ہے۔ سنئے اور بالفاظ مرزا سنئے۔ ۱۔ حقیقۃ الوحی ص ۲۰۳ ”شیخ محمد طاہر صاحب مصنف مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افتراء کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۲ ضمیمہ مرزا اربعین نمبر ۳، ۴ پر خود مرزا قادیانی نے ”ایک مدعی مسیحیت کا ذکر کیا ہے۔“ بحوالہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں لکھا ہے۔ ”نیاز اللہ نے ۱۲۹۹ھ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ۱۳۰۹ء تک زندہ رہے۔“ چنانچہ کئی اور مدعیان نے بھی مختلف زمانوں میں دعویٰ

مسیحیت کیا تھا۔ جس کا ذکر یہاں طوالت کا باعث ہے۔ پھر مرزا کس دیدہ دلیری سے انکار بھی کرتے ہیں اور اقرار بھی۔

۵۵۔۵۶ ... "احادیث صحیحہ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں اور کیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۶۸۵ خزائن ص ۴۷۶)

ابوعبیدہ: یہاں بھی مرزا قادیانی کے دو جھوٹ موجود ہیں۔ ایک تو افتراء علی الرسول۔ کسی صحیح حدیث میں خر دجال کا انسانی ساخت ہونا مذکور نہیں ہے۔ باقی اشارہ کے کیا کہنے ہیں جو شخص دمشق سے مراد قادیان اور ابن مریم سے مراد ابن غلام مرتضیٰ لے سکتا ہے۔ اس کے آگے خر دجال کا انسانی ساخت ہونا احادیث سے ثابت کرنا بالکل آسان بات ہے۔ (دوسرا) مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ انگریز پادری ہی صرف دجال ہیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اپنی ازالہ میں ۴۹۳ "عیسائی پادریوں کا گروہ یا شیخ دجال معہود ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۹۳ خزائن ص ۳۶۸) پھر ریل کیا پادریوں کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ تو تمام دنیا جہاں کے ملکوں میں چلتی ہے۔ جاپان کے پاس بھی ہے جو بدھ مذہب ہے۔ روس کے پاس بھی ہے جو دہریہ ہے۔ ترکوں اور عربوں کے پاس بھی ہے جو مسلمان ہیں۔ کیا یہ سب دجال ہیں۔ جاپان، روس، ترکی اور یورپ کے تمام لوگ جو ریل گاڑیاں بناتے ہیں کیا یہ کلیسا پادری ہیں۔ سبحان اللہ کیا کہنے ہیں قادیانی مسیح اور اس کے مریدین کے۔

۵۷۔ (انجیل کی پیشگوئی) "بہتیرے میرے (حضرت مسیح علیہ السلام کے) نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں۔ پر سچا مسیح ان سب کے آخر میں آئے گا اور مسیح نے اپنے حواریوں کو نصیحت کی تھی کہ تم آخر کا منتظر رہنا۔ میرے آنے کا نشان میرے نام پر جو آنے گا اس کا نشان یہ ہے کہ اس وقت سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۸۳ خزائن ص ۲۴۴)

ابوعبیدہ: یہاں مرزا قادیانی نے انجیل پر صریح افتراء کیا ہے۔ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام ہی دوبارہ آئیں گے اور جھوٹے مدعیان مسیحیت کی یہی نشانی ہوگی کہ وہ مسیح علیہ السلام کے نام پر آنے کا دعویٰ کریں گے۔ (متی باب ۲۴ آیت ۳۔۵)

۵۸۔۵۹ "اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی

نے اطلاع دی ہو اور دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی ہو اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۶۹۱ خزائن ص ۳ ج ۳)

الجواب: یہاں مرزا قادیانی نے جھوٹوں کا انبار لگا دیا ہے۔

۱..... رسول پاک ﷺ کے قویٰ کو ایک کمزور تصور کیا ہے کہ جو باتیں مرزا قادیانی نے سمجھ لیں۔ وہ رسول پاک ﷺ نہیں سمجھ سکتے تھے۔

۲..... ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ کسی نمونہ کے موجود نہ ہونے کے سبب نہ سمجھ سکے کیوں مرزا قادیانی! اس وقت عیسائی پادری اور یہودی دجل و فریب کرنے والے موجود نہ تھے۔ جب موجود تھے تو آپ نے کس طرح کہہ دیا۔ "بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے۔" اور پھر مرزے نے تو ازالہ اوہام ص ۲۰۷ خزائن ص ۲۳۷ پر لکھا ہے کہ "توریت میں پیشگوئی تھی کہ مسیح سے پہلے الیاس آئے گا اور مراد اس سے حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے۔" کیا یہ نمونہ رسول پاک ﷺ کو معلوم نہ تھا۔ سخت افسوس ہے آپ کی اس عیسائیانہ دیانت اور تقویٰ پر کہ خدا اس کے رسولوں، اس کی کتابوں اور بزرگان دین پر افتراء کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ جھوٹ تو اس عبارت میں ۱۰ کے قریب تھے۔ مگر رعایت کر کے صرف دو پر ہی اکتفا کیا ہے۔ خود ہی جھوٹ نمبر ۶۱ میں ان دونوں کی تردید کر رہے ہیں۔

۶۱..... "قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ ﷺ نے یہ تو یقینی اور قطعی طور پر سمجھ لیا تھا کہ وہ ابن مریم جو رسول اللہ ﷺ نبی ناصری صاحب انجیل تھے۔ وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا بلکہ اس کا کوئی مثیل آئے گا جو بوجہ مماثلت روحانی اس کے نام کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے پائے گا۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱۲ خزائن ص ۳ ج ۳)

الجواب: سفید جھوٹ۔ تمام قادیانی بمعہ اپنے نبی کے مل کر کوئی ایک ضعیف حدیث بھی نہیں دکھا سکتے۔ جس میں آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہو بلکہ رسول پاک ﷺ کی بیسیوں حدیثیں صاف صاف اعلان کر رہی ہیں کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تشریف لائیں گے۔

۶۲..... "بہت سی حدیثوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخر آدم پہلے آدم کی طرز ظہور پر الف ششم کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے۔

پیدا ہونے والا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۶۹۹ خزائن ص ۴۷۵)

ابوعبیدہ: اس ذرا سی عبارت میں بھی مرزا نے دو افتراء حضرت خیرالبشر ﷺ پر چسپاں کیے ہیں۔

(اول) کسی حدیث صحیح میں بنی آدم کی عمر سات ہزار برس درج نہیں ہے۔

(دوم) کسی حدیث میں آخری آدم کا نام تک بھی نہیں۔ یہ محض ایجاد مرزا ہے۔

۶۴... "بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کسی نبی کی وفات ایسی صراحت سے قرآن کریم میں نہیں لکھی۔ جیسی مسیح ابن مریم کی۔" (ازالہ اوہام ص ۷۰۰ خزائن ص ۴۷۵)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ۔ اگر قرآن کریم میں وفات مسیح کا واقعہ ہوجاتا مذکور ہوتا اور پھر حسب دعویٰ مرزا قادیانی صراحت سے بھی مذکور ہوتا تو خود بدولت ۵۲ برس تک کیوں اس صریح خبر کے خلاف حیات عیسیٰ کے عقیدہ پر قائم رہے پھر لطف یہ کہ جناب مرزا قادیانی کو قرآن کریم کی مدد سے وفات مسیح کا پتہ نہیں لگا بلکہ الہام کے ذریعہ سے جیسا کہ فرماتے ہیں۔ "میرے پر خاص اپنے الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے۔ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۵۶۱ خزائن ص ۴۰۲)

۶۵. "ہم پہلے بھی تحریر کر آئے ہیں کہ عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجال معہود ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۷۰۳ خزائن ص ۴۷۸)

ابوعبیدہ: مطلب براری کے لیے جھوٹ کا ارتکاب کر رہے ہو۔ کیا خود اسی ازالہ کے ص ۲۰۱ پر ابن صیاد کو آپ نے دجال معہود تسلیم نہیں کیا۔ اگر وہ دجال معہود تھا تو پھر یہ جھوٹ ضرور ہے۔ ہمارے نزدیک تو وہ بھی جھوٹ یہ بھی جھوٹ۔ دونوں آپ کو مبارک ہوں۔

۶۶... "اس حکیم وعلیم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے۔"
(ازالہ اوہام ص ۷۲۸ حاشیہ خزائن صفحہ ۴۹۰)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے۔ شاید قادیانی الہامات میں ہو تو ہو مگر جہاں تک میرا مطالعہ ہے۔ قادیانی الہامات میں بھی نہیں۔ جو آیت قادیانی نے پیش کی ہے۔ وہ ہاتھی کا وعدہ کر کے لومڑی دکھانے کا مصداق ہے۔ اگر کسی قادیانی نے وہ آیت پیش کی تو منہ کی کھائے گا۔ پس تمام قادیانی اس تشنیع کا خیال رکھیں۔

۶۷ ۔ ۔ "اس پیشگوئی (کہ رسول پاک ﷺ کے بعد سب سے پہلے میری ہاتھوں والی بیوی فوت ہوگی) کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۴۵ ج ۳ خزائن ص ۴۶۶۔۲۶۵)

الجواب۔ سبحان اللہ! اگر حضرت خیر الرسل ﷺ کو پتہ نہ لگ سکا تو پھر لگ کس کو سکتا ہے۔ یہ افترا محض ہے۔ رسول پاک ﷺ کو تمام پیش گوئیوں کی حقیقت معلوم تھی۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر محض ہے۔

۶۸ ۔ ۔ "خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی شخص فوت شدہ جماعت میں بغیر فوت ہونے کے داخل نہیں ہو سکتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۴۳ ج ۳ خزائن ص ۵۰۰)

الجواب۔ صریح جھوٹ اور دھوکہ ہے کیا بیت المقدس میں رسول پاک ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز نہیں پڑھائی تھی۔ کیا معراج کی رات تمام انبیاء سے آنحضرت ﷺ کی ملاقات نہیں ہوئی تھی حالانکہ آپ وفات یافتہ نہ تھے۔"

"آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات میں فوت شدہ جماعت میں اس کو (عیسیٰ علیہ السلام) پایا۔" (ازالہ ص ۸۵ ج ۷ خزائن ص ۱۵۳) کیا اس وقت آنحضرت ﷺ زندہ نہ تھے۔ اگر زندہ تھے تو آپ کے جھوٹا ہونے پر مہر لگ گئے۔

۶۹ "اور خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ کوئی شخص سوائے مرنے کے میری طرف آ نہیں سکتا۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۴۳ ج ۳ خزائن ص ۵۰۶)

الجواب۔ کہاں فرماتا ہے۔ اگر سچے ہو تو وہ آیت کلام اللہ کی پڑھ کر ہمیں بھی تو سناؤ۔ کیا رسول پاک ﷺ زندہ حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں گئے تھے۔

۷۰ ۔ ۔ "خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود اور حاضر ناظر ہے نہ جسم اور جسمانی نہیں اور کوئی جہت نہیں رکھتا۔ پھر کیوں کر کہا جائے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ ضرور اس کا جسم آسمان میں پہنچ گیا ہوگا۔ یہ بات کس قدر صداقت سے بعید ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۳۷ ج ۳ خزائن ص ۳۷۵)

الجواب۔ مرزا کیوں خود دھوکہ خوردہ ہو کر دوسروں کو دھوکہ دیتے ہو۔ یہ بات صداقت سے بعید نہیں ہے۔ ازالہ اوہام پر آپ نے "یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک میں الی ربک" اپنے رب کی طرف کے معنی آسمان کی طرف کیے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۶۳ ج ۳ خزائن ص ۲۳۳)

پھر لکھتے ہیں۔ "رافعک الی کے یہی معنی ہیں۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ثبوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔" (ازالہ اوہام ص ۲۲۹ خزائن ص ۲۳۳)
پھر مرزا تو خود خدا کو آسمان پر مانتے ہیں۔ دیکھو الہامات مرزا قادیانی۔

۱. "ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔" "تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۴ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

۲. "کان اللّٰہ نزل من السماء۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔"
(حقیقت الوحی ص ۹۵ خزائن ج ۲۲ ص ۹۹)

ایسے ہی اور بہت سے الہامات مرزا ہیں۔ جہاں من السماء سے مراد من اللہ اور الی اللہ سے مراد الی السماء ہے۔ پس یاد رکھیے مرزا قادیانی۔ شیشے کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا آسان کام نہیں ہے۔ آپ کے واسطے تو خدا کے لیے بہت آسمان کی طرف بن جاتی ہے اور ہمارے لیے ناممکن۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ۔

۳. "واذ قتلتم نفسا فادارأتم فیہا واللّٰہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ ایسے قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ ہو گیا تھا اور واقعی طور پر کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبدہ تھا۔" (ازالہ اوہام ص ۷۵۰ ۔ ۷۵۳ خزائن ج ۳ ص ۵۰۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی۔ اس آیت کریمہ سے اگلی آیت اگر آپ نے پڑھی ہوتی تو شاید آپ کو سمجھ آ جاتی۔ سنیے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فقلنا اضربوہ ببعضہا کذلک یحیی اللّٰہ الموتی ویریکم آیاتہ لعلکم تعقلون۔ "پھر ہم نے کہا کہ مارو اس کو (یعنی اس مردہ انسان کو) اس (گائے کے گوشت) کا ٹکڑا (دیکھو) اسی طرح اللہ زندہ کرتا ہے مردوں کو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں تاکہ تم لوگ سمجھو۔" اس آیت کے معنی تمام امت کے علماء مفسرین اور مجددین (مسلمہ قادیانی) نے یہی کیے ہیں کہ وہ مردہ فی الواقع زندہ ہو گیا تھا اور یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا آپ اسے مسمریزم قرار دے رہے ہیں۔ کیا نبوت کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

۴. "اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزائے متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر بلانے سے وہ آ گئے تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۰۶ خزائن ص ۵۰۶)

ابوعبیدہ: شاباش مرزا قادیانی معجزات انبیاء علیہم السلام پر خوب ایمان ہے۔ تمام معجزات کو مسمریزم کا نتیجہ بتاتے ہو حالانکہ خود بدولت اس عمل سے متنفر ہو۔ "اگر یہ

عاجز (مرزا قادیانی) اس عمل (مسمریزم) کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۱۰ خزائن ص ۲۵۸ حاشیہ) مرزا قادیانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال تھا۔ رب ارنی کیف تحیی الموتی۔ یعنی اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اس کے جواب میں اگر آپ کا بیان کردہ طریقہ احیاء موتی بتایا گیا تھا یعنی مسمریزم، تو کیا اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے واقف نہ تھے۔

۳... "صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب سمجھی گئی ہے۔ اس میں فلما توفیتنی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۷۶۹ خزائن ص ۵۱۱)

الجواب: صریح کذب اور بہتان ہے امام بخاریؒ پر۔ بخاری شریف میں یہ معنی کہیں درج نہیں۔ باقی مرزا قادیانی کو آزادی ہے۔ اپنے اجتہاد سے جو معنی بھی ثابت کرنا چاہیں کر لیں۔

۴... "ہمارا بھی اصول ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۷۸۰ خزائن ج ۳ ص ۵۲۳)

الجواب: مرزا قادیانی نے سفید جھوٹ لکھا ہے۔ صریح افتراء علی اللہ کیا ہے۔ کبھی قرآن مجید پڑھا بھی ہے۔ اگر نہیں پڑھا تو ہم سے سنیے۔

۱... نمبر ۱، ۲ کا تکرار ملاحظہ ہو۔

۲... فاماته الله مائة عام ثم بعثه. (البقرة ۲۵۹) یعنی عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سو سال مارے رکھا۔ پھر زندہ کر دیا۔

۳... اللہ تعالیٰ کی طاقت اور عادت بیان کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ یحیی و یمیت یعنی اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مردہ۔

۵... "یاد رہے کہ من قبله الرسل میں لام استغراق کا ہے جو رسولوں کی جمع افراد گذشتہ پر محیط ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۹۸ خزائن ص ۴۲۳)

الجواب: سبحان اللہ۔ مرزا قادیانی تو صرف، نحو، منطق و معانی سبھی کچھ پڑھے ہوئے تھے۔ ایسے عالم سے مذکورہ بالا بیان کا شائع ہونا یقیناً جھوٹ ہی سمجھا جائے گا کیونکہ بچے بھی جانتے ہیں کہ یہاں لام استغراق کا نہیں ہو سکتا۔ قواعد لسان عربیہ ایسا ماننے کی اجازت نہیں دیتے۔

۶... "لغت عرب اور محاورہ اہل عرب میں خلا یا خلت ایسے لوگوں کے گزرنے کو کہتے

ہیں جو پھر آنے والے نہ ہوں .... اور یہ لفظ موت کے لفظ سے اخص ہے۔ کیونکہ اس کے مفہوم میں یہ شرط ہے کہ اس عالم سے گزر کر پھر اس عالم میں نہ آئے۔"

(ازالہ اوہام ص ۴۹۔۵۹۵ خزائن ص ۵۸۸۔۸۹)

ابوعبیدہ: مرزا کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا۔ خود قرآن شریف میں خلا، خلو یا خلت کئی جگہ آیا ہے۔ جہاں اس کے معنی صرف گزرنے کے ہیں۔ مثلاً

۱..... واذا خلا بعضهم الی بعض. (البقرہ ۷۶)

۲۔ واذا خلوا الی شیطینهم. (البقرہ ۱۴)

۳۔... واذا خلوا عضوا علیکم الانامل (آل عمران ۱۱۹) یہاں کوئی دیانتدار خلا کے معنی موت کر سکتا ہے۔

۷ے.... "ہمارے مخالفوں کے لیے ہرگز ممکن نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی اپنے خیالات کی تائید میں کوئی حدیث صحیح بخاری کی پیش کر سکیں۔ سو درحقیقت صحیح بخاری سے وہ منکر ہیں نہ ہم۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۰۵ خزائن ص ۵۹۳)

ابوعبیدہ: تمام صحیح بخاری جناب کی نبوت، مجددیت اور مسیحیت کے پرخچے اڑا رہی ہیں۔ صرف ایک وعدہ ہمیں دے دو کہ گندم کے معنی مصری نہیں کریں گے پھر ہم سینکڑوں احادیث بخاری کی جناب کے رد میں پیش کر کے آپ کی تسلی کر دیں گے۔

۸ے...... "ترتیب طبعی کا التزام تمام قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۲۳ خزائن ج ۳ ص ۲۰۷)

ابوعبیدہ: بالکل افتراء ہے۔ صرف تین مثالیں آپ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے پیش کرتا ہوں۔ ا.. پہلی آیت: واوحینا الی ابراهیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط و عیسٰی و ایوب و یونس وهارون و سلیمان و اتینا داؤد زبورا. (نساء ۱۶۳) مرزا قادیانی! کیا ایوب، یونس، ہارون، سلیمان اور داؤد علیہم السلام عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے تھے؟

دوسری آیت۔ کذبت قبلهم قوم نوح و عادٌ و فرعون ذوالاوتاد وثمود و قوم لوط و اصحٰب الایکه. (ص ۱۲) یہاں فرعون کے بعد ثمود اور قوم لوط وغیرہ ہے۔ حالانکہ قوم لوط فرعون سے پہلے تھی۔ دوسرے یہاں عاد کے بعد ثمود کا ذکر ہے۔ حالانکہ سورۃ حاقہ میں کذبت ثمود و عادٌ بالقارعة میں ثمود پہلے ہے اور عاد بعد میں۔ اسی طرح سورہ توبہ میں "قوم نوح و عاد و ثمود" آیا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی کی

ترتیب طبعی کہاں گئی؟

تیسری آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (ق ۳۸)

چوتھی آیت: خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ۔ ۔ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ (حم السجدۃ ۹۔۱۱)

پانچویں آیت: ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ (بقرہ ۲۹) یہاں بھی زمین پہلے اور آسمان بعد میں۔ مؤلف۔

یہاں پہلی آیت میں آسمان پہلے ہے اور زمین بعد میں۔ حالانکہ طبعی ترتیب چوتھی آیت میں مذکور ہے۔ یعنی پہلے زمین بنائی پھر آسمان۔ کہیں بتایئے مرزا قادیانی کیوں جھوٹ بول کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہو؟

۷۹۔ ''اور چوتھا فقرہ وجاعل الذین اتبعوک جیسا کہ ترتیبا چوتھی جگہ قرآن کریم میں واقع ہوا ہے۔ ایسا ہی طبعی بھی چوتھی جگہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کا غلبہ ان سب امور کے بعد ہوا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۳۲ وخزائن ص ۶۰۷)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان'' میں تسلیم کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر رسول پاک ﷺ نے کی تھی۔ نیز اسی صفحہ پر لکھا ہے ''کہ مطہرک کی پیشگوئی میں اشارہ ہے کہ ایک زمانہ آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان الزاموں سے مسیح کو پاک کرے گا اور وہ یہی زمانہ ہے۔'' (مسیح ہندوستان ص ۵۵ خزائن ج ۱۵ ص ایضاً) اب بتلایئے۔ کیا یہود پر عیسائیوں کو غلبہ رسول پاک ﷺ کے بعد یا آپ کے بعد ہوا ہے۔ یا پہلے ہی سے تھا۔ آپ نے خود ڈریپر صاحب کے حوالہ سے تسلیم کیا ہے کہ عیسائیوں کے غلبہ کا وعدہ مسیح کے بعد ۳۰۰ء میں پورا ہو گیا تھا۔ پھر آپ نے بھی ترتیب طبعی کو چھوڑ دیا اور بقول خود ''محرف کلام اللہ ہو گئے یا اللہ تعالیٰ کے استاد بن گئے۔'' سبحان اللہ۔ اچھی یہودیت ومسیحیت کھل رہی ہے۔ تف ہے ایسی مسیحیت پر۔

۸۰۔ ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ میں تقدیم وتاخیر کے قائل لوگ یہودی خصلت ہیں۔'' اور ''جن کو یہودیوں کی طرح یحرفون الکلم عن مواضعہ کی عادت ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۳۲ خزائن ص ۶۰۷)

ابوعبیدہ: تقدیم وتاخیر کے سب سے پہلے بیان کرنے والے حضرت ابن عباسؓ ہیں۔ آپ کے الہام کے لئے صرف روح ہوائے دیتا ہوں جن کو آپ بار بار متوفیک بمعنی ممیتک کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ جہاں بخاری میں ابن عباسؓ کا قول انی متوفیک ممیتک آپ کی آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ اس کے آگے بھی آنکھیں کھول کر

دیکھئے وہیں تقدیم و تاخیر آپ کو مل جائے گی۔ اسی طرح جہاں کشاف جیسی مبسوط تفسیر کی ورق گردانی کی۔ آپ نے تکلیف اٹھائی۔ وہاں دو چار لفظ مخف الفلک سے آگے بھی دیکھے ہوتے تو تقدیم و تاخیر آپ کو مل جاتی۔ پھر امید تھی کہ آپ ہمارے علماء کو محرف قرار دے کر ایک افتراء عظیم کا ارتکاب نہ کرتے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ و آپ نے امت محمدی کا سب سے بڑا مفسر قرآن قبول کر لیا ہے۔ (دیکھو ہی ازالہ اوہام ص ۲۴۷ خزائن ص ۲۲۵)

پھر ایسے بزرگ کی تفسیر کو تحریف کہنے والا شخص جھوٹا نہیں تو اور کیا ہے؟ فلعنة الله علی الکاذبین۔

۸۱۔۔۔۔ "اگر زمین کمال کے طور پر مسیح ابن مریم قبر میں سے اٹھے تو پھر نزول غلط ٹھہرے گا۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۲۵ حاشیہ ص ۷ خزائن ص ۲۲۳)

الجواب: مرزا قادیانی پر تو نزول کا لفظ بھی ٹھہرتا ہے تا۔ معلوم ہوا جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہو جیسے کہ آپ "اس پر تو نزول کا لفظ آپ کے نزدیک جائز ہے اور جو زمین کے پیٹ سے نکلے اس پر نہیں۔ واہ رے "حکم عادل" بننے کے شوقین۔ تیری انصاف پروری کی بھی حد ہو گئی۔

۸۲۔۔۔ "وہ حدیثیں جو نزول مسیح کے بارہ میں آئی ہیں۔ اگر ان کے یہی معنی کیے جائیں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہے اور درحقیقت وہی آسمان سے آئے گا تو اس صورت میں ان حدیثوں کا قرآن کریم اور ان دوسری حدیثوں سے تعارض واقع ہوگا جن کی رو سے مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۲۵ حاشیہ در حاشیہ خزائن ص ۲۲۵)

الجواب: اپنے دماغ کا علاج کیجئے مراق کو دور کیجئے (جس کا اقرار آپ نے خود اخبار "بدر قادیان" ۷ جون ۱۹۰۶ء میں کیا ہے۔) پھر غور کی آنکھوں سے اگر دیکھیں گے تو کوئی تعارض نظر نہ آئے گا۔ اس تعارض کی حقیقت احور (بھینگے) کی رویت سے زیادہ نہیں جو ایک چیز کو دو شکلوں میں دیکھتا ہے۔

۸۳۔۔۔ "میری اس کتاب کے مطالب حصوں کو غور سے پڑھو۔ ان میں نور اور ہدایت ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۲ خزائن ج ۳ ص ۱۰۲)

الجواب: مرزا قادیانی سو جھوٹوں کا ایک جھوٹ ہے۔ ان میں سوائے خدا پر۔ اس کے رسولوں پر۔ صحابہ کرام پر۔ علماء امت پر افتراء اور جھوٹ کے اور کچھ بھی نہیں۔ جیسا کہ میں نے آپ کے سو نے سو نے جھوٹ گن کر ثابت کر دیئے ہے۔ یہ بھی ہے۔ اس

قدر جھوٹوں کے ارتکاب کا سبب کیا۔ لیجئے! آپ کو سناتے ہیں اور آپ کے حلفیہ دعویٰ کی رد سے دکھاتے ہیں۔

"مولوی صاحب (غالباً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) نے اس فقرہ اور نیز ایک عربی کے فقرہ سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ یہ شخص نالائق اور علمی اور عملی لیاقتوں سے بکلی بے بہرہ ہے اور کچھ بھی چیز نہیں اگر دیکھو تو اس سے (مرزا قادیانی سے) نفرت کرو۔ مگر بخدا یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ درحقیقت مجھ میں کوئی علمی اور عملی خوبی یا ذہانت اور دانشمندی کی لیاقت نہیں اور میں کچھ بھی نہیں۔" (ازالہ اوہام ص آخری خزائن ص ۵۴۹) اور پھر ایام الصلح میں فرماتے ہیں۔ "میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۷ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴) پس مرزا کا یہ حال ہے تو پھر آپ سے خدا اور اسکے رسول اور اسلام کے خلاف جو کچھ بھی سرزد ہو۔ تھوڑا ہے۔ اس واسطے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

"علموں باجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو"

۴۸۔۔۔۔ "آنحضرت ﷺ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف (جناب مرزا قادیانی) بھی صاحب تجربہ ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۴۷ حاشیہ خزائن ص ۱۲۶)

ابو عبیدہ۔ مرزا قادیانی خدا کے لیے شرم کیجئے۔ جناب خود تسلیم کرتے ہیں۔
"آنحضرت ﷺ کے رفع جسمی کے بارہ میں۔ یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے ساتھ شب معراج آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا۔"
(ازالہ اوہام ص ۲۸۹ خزائن ص ۲۴۷)

اب کون سچا ہوا۔ آپ یا تمام صحابہ۔ یقیناً آپ جھوٹے ہیں۔ صحابہ رسول جو رسول کریم ﷺ کے علوم کے وارث تھے۔ وہی سچے تھے۔

یہاں تک جس قدر جھوٹ درج ہیں۔ سب ازالہ اوہام طبع پنجم سے منقول ہیں۔ آگے ایام الصلح طبع دوم کے جھوٹ درج کرتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ

ایام الصلح طبع دوم

۸۵۔ ”ہمارے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مہدی کے ہاشمی یا سید ہونے کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں۔ سب مجروح ہیں۔“ (ایام الصلح ص ۲۹ حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۲۵۸)

ابوعبیدہ۔ مرزا قادیانی یا مرزا قادیانی کے مریدو اگر سچے ہو تو ہمارے علماء کا اتفاق مذکورہ بالا ثابت کرو۔ ورنہ مرزا قادیانی کا افتراء تسلیم کرو۔

۸۶۔ ...”پہلی کتابوں میں (لکھا ہے) کہ اس (مسیح ابن مریم) سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ آئے گا اور جب تک ایلیا نبی دوبارہ نہ آئے۔ وہ نہیں آئے گا۔“
(ایام الصلح ص ۳۲ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۲)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں بھی آپ استبازی کرنے سے نہیں ملے۔ اگر آپ پہلی کتابوں سے یہ حوالہ نکال کر دکھا جاتے تو آج مجھے آپ کا یہ بیان جھوٹوں کی فہرست میں درج نہ کرنا پڑتا۔ جہاں تک میں نے پہلی کتب کا مطالعہ کیا ہے وہ تو صرف اتنا ہی ہے کہ ہولناک دن سے پہلے ایلیا (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) مبعوث ہوں گے۔ کوئی ایسی آیت مجھے نظر نہیں پڑی۔ جہاں لکھا ہو کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ وہی آسمان سے نازل ہوگا۔ یا دوبارہ آئے گا اور اس سے پہلے مسیح علیہ السلام مبعوث ہوں گے۔ اگر قادیانی ہمت کر کے ایسی کوئی آیت دکھا دیں تو میں شکریہ کے ساتھ مرزا قادیانی کے سینکڑوں سفید جھوٹوں کی فہرست سے یہ جھوٹ خارج کر دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔

۸۷۔ ”کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کر سکتا اور نہیں دکھلا سکتا کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا ۲۵ برس تک یا ۱۸ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا اور جھوٹے طور پر خدا کا مقرب اور خدا کا مامور اور خدا کا فرستادہ اپنا نام رکھا اور اس کی تائید میں سالہائے دراز تک اپنی طرف سے الہامات تراش کر مشہور کرتا رہا اور پھر باوجود ان مجرمانہ حرکات کے پکڑا نہ گیا۔ کیا کوئی ہمارا مخالف اس کا جواب دے سکتا ہے؟“
(ایام الصلح ص ۳۷ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۸)

ابوعبیدہ۔ ہاں بندہ حاضر ہے۔ دور کیوں جاتے ہو خود جناب کے مریدین مدعیان نبوت موجود ہیں جن کو اس سے بھی زیادہ مہلت مل گئی ہے اور ابھی تک ہلاک نہیں ہوئے۔ آپ کی جماعت اور آپ کے خلیفہ انہیں پاگل یا دیوانہ قرار دے رہے

ہیں۔ مثلاً عبداللہ چکڑالوی، محمد فضل چنگا بنگیال، قاضی یار محمد، قمر الانبیاء وغیرہم، سابقہ کذابین کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ تو سینکڑوں کی تعداد میں گزرے ہیں۔ جس کو شک ہو۔ تاریخ کا مطالعہ کرے۔

۸۸..... ''آیت فلما توفیتنی نے صاف اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسائی عقیدہ میں جس قدر بگاڑ اور فساد ہوا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوا۔''
(ایام الصلح ص ۳۸ خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی کی ضرورت ہے کہ آپ نے کلام اللہ، حدیث نبوی، اقوال آئمہ کے خلاف ''فلما توفیتنی'' کے معنی موت کر لیے۔ ورنہ جب ابن عباسؓ جیسے آپ کے مسلمہ مفسر اس کے معنی رفعتنی (یعنی جب تو نے مجھے آسمان پر زندہ اٹھا لیا) کرتے ہیں تو آپ کس منہ سے اس سے موت مراد لیتے ہیں۔ پس یہ آپ کا افتراء علی اللہ ہے۔ اگر سچے ہو تو اپنے تسلیم کیے ہوئے مجددین امت میں سے کسی ایک مجدد ہی سے اپنی تصدیق کرا دو۔ ورنہ جھوٹ بولنے سے توبہ کرو۔

۸۹ ..... ''توفی نیند کو ہرگز نہیں کہتے اور کبھی یہ لفظ نیند پر اطلاق نہیں کیا گیا اور نہ قرآن میں نہ کسی لغت کی کتاب میں۔ نہ حدیث کی کتابوں میں نیند کے معنی لیے گئے۔''
(ایام الصلح ص ۴۰ خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۱)

ابوعبیدہ: واہ مرزا قادیانی خود ہی تو آپ نے اس کے خلاف لکھا ہے۔ ''نیند کے محل پر توفی کا لفظ صرف دو جگہ قرآن شریف میں آیا ہے ..... توفی کا لفظ جو قرآن شریف میں استعمال کیا گیا ہے۔ خواہ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل ہے۔ یعنی موت پر یا غیر حقیقی معنوں پر یعنی نیند پر۔'' (ازالہ اوہام ص ۸۔۳۳۷ خزائن ص ۲۷۲)

پھر (ایام الصلح ص ۴۰ خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۱) پر مذکورہ بالا عبارت سے ذرا آگے توفی بمعنی نیند بھی آپ نے تسلیم کیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے کس قدر جرأت سے تمام دنیا کو اندھا بنا رکھا ہے کیا سب لوگ اندھے بن جائیں گے؟ ایں خیال است و محال است و جنون۔

۹۰..... ''اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ بارہ برس پہلے ایک دعویٰ سے الہامی عبارت لکھ کر اس دعویٰ کی تمہید قائم کرے اور پھر سالہا سال کے بعد ایسا دعویٰ کرے۔ جس کی بنیاد ایک مدت دراز پہلے قائم کی گئی ہے۔ ایسا باریک مکر نہ انسان کر سکتا ہے۔ نہ خدا اس کو ایسے افتراؤں میں اس قدر مہلت دے سکتا ہے۔''
(ایام الصلح ص ۴۴ خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۶)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی اس جگہ جناب نے دو جھوٹوں کا ارتکاب علی رؤس الاشہاد کیا ہے۔ (اوّل)...... آپ جیسے سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ایسے شخص مدعی مہدویت و مسیحیت ونبوت پیدا ہوئے جو آپ کی طرح کئی تدبیریں کر کے چند روز کے لیے آپ سے بڑھ کر کامیاب ہوئے مگر آخر زمانے نے خود انہیں مٹا دیا۔

(دوم)...... خدا پر بھی ساتھ ہی افتراء باندھا کہ وہ جھوٹوں کو مہلت نہیں دیتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ انما نملی لهم لیزدادوا اثما ولهم عذاب مهین (آل عمران ۱۷۸) ''ہم تو فرصت دیتے ہیں۔ ان کو تا بڑھتے جائیں گناہ میں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔'' دوسری جگہ میں فرماتے ہیں۔ والذین کذبوا بآیتنا سنستدرجهم من حیث لا یعلمون۰ واملی لهم ان کیدی متین۰ (اعراف ۱۸۲،۱۸۳) ''جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں ان کو ہم آہستہ آہستہ پکڑیں گے۔ جہاں سے وہ نہ جانیں گے اور ان کو فرصت دوں گا۔ بے شک میرا داؤ پکا ہے۔'' (نیز دیکھو جھوٹ نمبر ۸۷)

۹۲...... ''ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! کیوں دنیا جہان کے لوگوں کی آنکھوں میں مٹی جھونک کر مطلب براری کرتے ہو۔ کیا آپ نے ساری دنیا کو اپنے مریدین کی طرح ہی سادہ لوح سمجھ رکھا کہ کوئی تحقیق سے کام نہ لے گا اور کہہ دے گا کہ سرتسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ نہیں بلکہ دنیا میں بال کی کھال اتارنے والے بھی موجود ہیں۔ اگر آپ یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب سے دکھا دیں تو ہم آپ کی تردید کرنی چھوڑ دیں گے۔ صحیح حدیث میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور کسی کا بھی نہیں۔

۹۳...... ''نہ اب تک کسی زمانہ میں یہ عادۃ اللہ ثابت ہوئی کہ کوئی شخص دنیا سے جا کر پھر واپس آیا ہو اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی۔ آج تک ایک بھی نظیر اس قسم کی واپسی کی پائی نہیں گئی۔'' (ایام الصلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۷۸)

ابوعبیدہ: ازالہ ص ۱۲۱ پر خود آپ نے تسلیم کیا ہے ''کہ رسول کریم ﷺ کے معراج کے متعلق قریباً تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کا رفع مع الاسماء جسمانی تھا۔'' تو کیا رسول کریم ﷺ واپس نہیں آئے تھے؟

۹۴...... ''ایسا ہی حدیثوں میں بھی مندرج تھا کہ ان دنوں میں (مسیح موعود کے زمانہ میں) طاعون بھی پھوٹے گی۔'' (ایام الصلح ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۰)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! آپ ایک ہی ایسی حدیث بتائیں تو انعام لیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مخدوم معنی گھڑ نہ کریں۔ مسیح علیہ السلام کے متعلق جس قدر احادیث ہیں۔ کسی ایک میں بھی طاعون پھوٹنے کا ذکر نہیں ہے۔

۹۵..... ’’بباعث ریلیں اکثر اونٹ بیکار ہو گئے ہیں۔‘‘ (ایام الصلح ص ۸۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۳)

ابوعبیدہ: تمام دنیا جانتی ہے کہ ابھی تک اونٹ بیکار نہیں ہوئے بلکہ ایک معمولی اونٹ ایک صد روپیہ سے زیادہ قیمت میں ملتا ہے۔ کیا بیکار چیز کی بھی قیمت ہوا کرتی ہے۔ کیا مرزا قادیانی آپ کو معلوم نہیں کہ خود آپ کے بیان کردہ دجالی گروہ کے پاس باقاعدہ اونٹوں کے گلے ہیں۔ جو ’’کیمل کور‘‘ کے نام سے مشہور ہیں۔ پھر اونٹ بیکار کیسے ہو گئے ہیں؟

۹۶..... ’’دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکالی گئیں۔ یہ قرآن شریف میں تھا کہ آخری زمانہ میں کئی نہریں نکالی جائیں گی۔‘‘ (ایام الصلح ص ۸۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! کوئی آیت تو پڑھ کر سنائی ہوتی۔ مگر یاد رکھیے ہم تمہارے اپنے ایجاد کردہ معنی تسلیم نہیں کریں گے بلکہ معنی وہ ہوں گے جو خود رسول پاک ﷺ سے یا آپ کے صحابہ سے مروی ہوں یا کسی مجدد نے بیان کیے ہوں۔ آپ کے معنی خود غرضی پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب آپ عالم ہی نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو ازالہ ص ۳۹۶، ایام الصلح ص ۱۳۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴) پھر آپ کے معنوں کا کیا اعتبار رہا؟

۹۷..... ’’مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ضرور مسیح موعود کا بعض مسائل میں علماء وقت سے اختلاف ہوگا اور سخت نزاع واقع ہوگی اور قریب ہوگا کہ علماء ان پر حملہ کریں۔‘‘
(ایام الصلح ص ۸۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۱)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ مجدد صاحب نے ایسا مضمون کہیں نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی نے ان کے مضمون میں بہت بڑی تحریف کی ہے۔ وہاں امکان ظاہر کیا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی نے ضرور بڑھا دیا ہے۔ وہاں علماء ظاہر لکھا ہے۔ مرزا قادیانی نے عام علماء وقت جڑ دیے ہیں۔ سخت نزاع اور حملہ تک کی نوبت تو ایجاد مرزا ہے۔ غرضیکہ تمام کی تمام عبارت حضرت مجدد صاحبؒ پر افتراء ہے۔

۹۸..... ’’یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے (حیات و وفات مسیح) اور کوئی مخالفت نہیں۔‘‘ (ایام الصلح ص ۸۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی: ا۔۔۔ معراج نبوی کو آپ روحانی مانتے ہیں اور علماء امت جسمانی۔ ۲۔ علماء امت رسول پاک ﷺ پر نبوت کو ختم سمجھیں اور آپ اور آپ کی جماعت نبوت کا اجرا بیان کریں۔ ۳۔۔ جمہور مسلمان حشر ونشر جسمانی کے قائل ہیں اور آپ منکر۔ ۴۔۔۔ پھر قرآن کی تفسیر آپ کی ۱۳۵۰ سال کی اسلامی تفسیر کے خلاف ہے۔ باوجود اس کے کس منہ سے کہتے ہو کہ اور کوئی مخالفت نہیں؟ کیا محض دھوکہ دینے کی غرض سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ سبحان اللہ؟

۹۹۔۔ ’’یہ لوگ (مسلمان) نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں۔‘‘ (ایام الصلح ص ۷۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی خود اور اس کی جماعت صدی کے سرے پر مجدد کی بعثت ضروری قرار دیا کرتے ہیں۔ گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست عسل مصفی حصہ اول ص ۱۶۵۔۱۹۳ پر آپ کے حواری نے درج کی ہے۔ وہ سب کے سب حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔ پھر حضرت ابن عباسؓ جن کو آپ اوّل درجہ کا مفسر مانتے ہیں۔ وہ بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔ (تفسیر درمنثور، ابن کثیر، ابن جریر)

۱۰۰۔۱۰۱۔۱۰۲۔۔۔ ’’ہم (مرزا قادیانی) بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ متذکرہ بالا کے اور اجماع آئمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔‘‘ (ایام الصلح ص ۷۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۳)

ابوعبیدہ: یہاں مرزا قادیانی نے تین جھوٹوں کا ارتکاب کیا ہے اور ذرا نہیں شرمائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر نہ کوئی آیت، نہ حدیث اور نہ کوئی قول کسی مجدد امت کا پیش کر سکتے ہیں۔ کسی نے مرزا قادیانی سے نہ پوچھا کہ اجی حضرت اگر آپ کا یہ بیان صحیح ہے تو ۵۲ سال تک آپ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ واجماع آئمہ اہل بصارت کے خلاف کیوں حیات مسیح اور نزول جسمانی کے قائل رہے؟ معلوم ہوا سب کچھ صاحب الغرض مجنون کا نتیجہ ہے۔

۱۰۳۔ ’’فلما توفیتنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر نص صریح ہے۔‘‘ (ایام الصلح ص ۸۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۳۳)

ابوعبیدہ: کذب صریح ہے۔ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲ کا جواب ملاحظہ ہو۔ نیز مرزا قادیانی اگر یہ آیت وفات مسیح پر نص صریح ہے تو ہمیں بتاؤ کہ نص صریح کے منکر کے حق میں جناب کا کیا فتویٰ ہے؟ آپ ۵۲ سال تک نص صریح کے منکر رہے۔ پھر لطف یہ کہ منکر

قرآن ہو کر ۱۲ سال تک یہود بھی بنے رہے۔ مستزاد یہ کہ اگر یہ نص صریح ہے تو پھر جناب کو نص صریح پر کیوں یقین نہ آیا کیونکہ آپ نے اپنا عقیدہ حیات مسیح کا الہام کی بنا پر تبدیل کیا تھا۔ (دیکھو نزول المسیح ص ۱۲۶ خزائن ص ۴۰۲ نیز نمبر ۳۲)

۱۰۴ ... "وہ (یہود) بھی اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ یہ نسخہ (مرہم عیسیٰ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لیے بنایا گیا تھا۔" (ایام الصلح ص ۱۰۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۴۸)

ابوعبیدہ: جھوٹ۔ اگر سچے ہو تو کسی معتبر یہودی کی شہادت پیش کرو۔

۱۰۴۔۱۰۵ ..... "نصرانی طبیبوں کی کتابوں اور مجوسیوں اور مسلمان طبیبوں اور دوسرے تمام طبیبوں نے جو مختلف قوموں میں گزرے ہیں۔ اس بات کو بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بنایا گیا تھا۔" (ایام الصلح ص ۱۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۳۴۸)

ابوعبیدہ: جس قدر طبیب دنیا میں گزرے ہیں۔ اتنے ہی جھوٹوں کا ارتکاب مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ میں نے صرف ۵ کے بیان پر ہی اکتفا کیا ہے۔ کسی مستند کتاب سے مرزا کے اس بیان کی تصدیق ممکن نہیں۔ سب افتراء ہے۔ مرزا کو مطلب براری سے کام تھا جو کچھ دل میں آیا۔ لکھ دیا۔ اس خیال سے کہ کون تحقیق کرنے کا مگر یہ توقع مرزا اپنے مریدین یا اخلاص ہی سے رکھ سکتے ہیں۔

۱۱۰ ... "چنانچہ ان مختلف فرقوں کی کتابوں میں سے ہزار کتاب ایسی پائی گئی ہے۔ جن میں یہ نسخہ معہ وجہ تسمیہ درج ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۱۱ خزائن ج ۱۴ ص ۳۴۸)

ابوعبیدہ: ہزار نہیں۔ صرف دس کتابیں ہی ایسی دکھاؤ۔ جن میں اس کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہو کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اگر اتنا بھی نہ کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکو گے تو کیوں نہیں ڈرتے جھوٹ بولنے سے۔

۱۱۱۔ "اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر وہ کتابیں ہمارے کتب خانہ میں ہیں۔"
(ایام الصلح ص ۱۱۱ خزائن ج ۱۴ ص ۳۴۸)

ابوعبیدہ: یہ بھی جھوٹ ہے۔ اگر واقعی آپ کے کتب خانہ میں اکثر وہ کتابیں موجود ہیں تو ہمارا مطالبہ مندرجہ بالا نمبر ۱۱۰ پورا کر دو جو صرف ۱۰ کتابوں پر مبنی ہے۔ حالانکہ (۱۰۰۰) ہزار کا "اکثر" تو سینکڑوں تک جاتا ہے۔

۱۱۲۔ "اللہ تعالیٰ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا (النساء: ۱۵۷) یعنی یہود قتل مسیح کے بارہ میں ظن میں رہے اور یقینی طور سے انہوں نے نہیں سمجھا کہ درحقیقت ہم نے قتل کر دیا۔" (ایام الصلح ص ۱۱۳ خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۲)

الجواب: اللہ تعالیٰ تو قتل مسیح کے اعتقاد کی وجہ سے یہود کو ملعون قرار دے رہے ہیں۔ (یہ دوسری ایت) اور آپ اس کا رد کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔

۱۳ "حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع کا خصوصیت کے ساتھ اس لیے ذکر کیا گیا کہ یہودی لوگ آپ کے رفع روحانی سے سخت منکر تھے۔" (ایام الصلح ص ۱۶۷ خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۴)

الجواب: کیسے صاحب لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اس کی وجہ قرآن کریم میں تو یہ لکھی ہے۔ وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم یعنی ان کے (یہود کے) اس کہنے کے سبب (وہ مورد لعنت ہوئے) کہ بالتحقیق ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ قتل ایسا نہیں بلکہ ہم نے ان کو اپنی (آسمان کی) طرف اٹھا لیا تھا۔ یہاں قتل اور رفع آپس میں مقابلہ پر مذکور ہیں۔ اگر روحانی مراد ہوتا تو کلام فضول ٹھہرتا ہے کیونکہ قتل اور رفع روحانی میں کوئی منافات نہیں۔

۱۴ "توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص صلیب دیا جائے اس کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔"
(ایام الصلح ص ۱۶۸ خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۴)

الجواب: جھوٹ ہے۔ نہ تو توریت کا یہ منشاء ہے جو آپ نے لکھا ہے۔ نہ عقل اس کو مانتی ہے۔ کیا اگر کسی آدمی کو بےگناہ صلیب دیا جائے تو وہ شہید نہیں بلکہ قتل کرنے والا ملعون ہوگا نہ کہ مقتول۔ مرزا قادیانی! آپ نے بھی خدا شناسی کمال کر دی ہے۔ پھر لطف یہ کہ آپ کے خیال میں خدا بھی یہودیوں کے اس اصول کو مانتا ہے کہ جو آدمی بھی اگرچہ نبی معصوم ہو صلیب دیا جائے گا وہ ملعون ہی ہوگا۔ جناب! یہ آپ کا محض افتراء ہے۔ توریت کی رو سے وہ مصلوب لعنتی ہوتا ہے جس نے ارتکاب قتل کیا ہو۔ جناب عالی خود آپ نے اپنی کتاب "کتاب البریہ" میں لکھا ہے۔ "کہ اسرائیلیوں میں قدیم سے یہ رسم تھی کہ جرائم پیشہ اور قتل کے مجرموں کو بذریعہ صلیب ہی ہلاک کیا کرتے تھے۔"
(کتاب البریہ ص ۲۱۳ خزائن ج ۱۳ ص ۲۳۴)

۱۵ "اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یہودیوں کے اس اعتراض (مصلوب لعنتی ہوتا ہے) کو دور کرے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع روحانی پر گواہی دے۔"
(ایام الصلح ص ۱۶۹ خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۴)

الجواب: مرزا قادیانی میں تو جھوٹ کا لفظ لکھ لکھ کر تھک گیا ہوں۔ مگر حیران ہوں کہ آپ اتنی لمبی لمبی عبارتیں جھوٹی بنا بنا کر نہیں تھکتے۔ کیا آپ مجددیت و نبوت میں سے کسی ایک کی بھی تصدیق پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

۱۱۶۔ ''سو اس گواہی کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا۔''
(ایام الصلح ص ۹۹ خزائن ص ۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! آپ کو خدا کی وکالت کا حق کیسے حاصل ہوا جبکہ وہ خود فرماتے ہیں۔ ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ الخ یعنی یہود نے بھی تدبیر کی تھی (قتل مسیح کی) اور اللہ تعالیٰ نے تدبیر کی (ان کے بچاؤ کی) اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ تدبیر کرنے والا ہے۔ (اور یہ تدبیر اس وقت کی) (جبکہ بطور تسلی وتشفی) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''اے عیسیٰ (گھبراؤ نہیں) میں تمہاری طبعی عمر پوری کر کے تمہیں طبعی وفات دوں گا اور سر دست تمہیں آسمان پر اٹھانے والا ہوں اور کافروں کی صحبت سے پاک (علیحدہ) کرنے والا ہوں۔'' اب بتلایئے مرزا قادیانی! یہ خدا کی گواہی آپ نے کیسے بنائی۔ اس میں مخاطب تو اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور کافروں کے مکر سے بچانے کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ آپ اس کو گواہی کیسے بنا رہے ہیں۔ کہیں اس وقت مراق کا دورہ تو نہیں تھا؟

۱۱۷۔ ''اس جگہ (نمبر ۱۱۵ کے مضمون میں) رفع جسمانی کی کوئی بحث نہ تھی۔''
(ایام الصلح ص ۱۱۲ خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۰)

ابوعبیدہ: سبحان اللہ مرزا قادیانی! اس سے بڑھ کر اور کیا گل ہوگا۔ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کو کفر اور باعث لعنت قرار دے کر اس کی تردید کر رہے ہیں۔ کیا رفع روحانی بیان کر دینے سے یہود کے بیان (یعنی انہوں نے مسیح کو قتل کر دیا تھا) کی تردید ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ رفع روحانی قتل کے منافی نہیں۔

۱۱۸۔ ''اور یہودیوں کے عقیدہ میں یہ ہرگز داخل نہیں کہ جس کا رفع جسمانی نہ ہو۔ وہ نبی یا مومن نہیں ہوتا۔ پس اس بیہودہ فیصلے کے جھگڑنے کی کیا ضرورت تھی۔''
(ایام الصلح ص ۱۱۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۴)

ابوعبیدہ: حضرات! مرزا قادیانی حیات مسیح کے بیان کو بیہودہ قرار دے رہے ہیں۔ ایک مسلمہ اسلامی عقیدہ کو بیہودہ قرار دینا مرزا قادیانی ہی کی شان ہے۔ مگر میں مرزا قادیانی اور ان کی جماعت سے پوچھتا ہوں کہ جب یہود کے نزدیک جس کا رفع روحانی ہو جائے۔ وہ ضرور مومن ہوتا ہے۔ پھر یہ رفع جسمانی وروحانی دونوں ہو جائیں۔ کیا اس کو مومن نہیں مانیں گے۔ کیوں نہیں۔ بلکہ وہ تو ضرور بضرور اور بدرجہ اولیٰ مومن ہوگا۔

اب مسیح کا رفع جسمانی ماننے سے مرزا قادیانی کا بیان کردہ یہودیوں کا اعتراض اور اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ افتراء یہود (انا قتلنا المسیح) بھی دور ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مرزا قادیانی! اب سمجھ آئی کہ یہ فیصلہ یہود نہیں تھا اور اس کے جھگڑنے کی کیا حاجت تھی۔

۱۱۹۔ ..."دنیا کے قریب تمام طبیب مرہم عیسیٰ کا نسخہ اپنی کتابوں میں لکھتے آئے ہیں اور یہ بھی تحریر کرتے آئے ہیں کہ یہ مرہم جو چوٹوں اور زخموں کے لیے نہایت درجہ فائدہ مند ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بنائی گئی تھی۔" (ازالہ اوہام ص ۱۱۸ خزائن ص ۳۵۶)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ ایک بھی معتمد طبیب نے ایسا نہیں لکھا ہے۔ مفصل دیکھو جھوٹ نمبر ۱۰۵۔

۱۲۰۔ ..."شہر سری نگر محلہ خانیار میں ان کا (عیسیٰ علیہ السلام کا) مزار ہے۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۱۸ خزائن ج ۳ ص ۳۵۴)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی بیان تو آپ کا سچ نکلا مگر افسوس کہ ایک بیان بھی ایسا نظر نہ آیا۔ ہر ایک میں جھوٹ اور دھوکہ سے کام لیا گیا ہے۔ دیکھئے "انجام آتھم" ص ۲۰ خزائن ج ۸ ص ۲۹۹ حاشیہ" پر آپ یوں لکھتے ہو۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس کے گرجا میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے۔ اس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔"

۱۲۱۔ "اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ انیس سو برس اس نبی کے فوت ہونے پر گزر رہے ہیں۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۱۸ خزائن ج ۳ ص ۳۵۶)

ابوعبیدہ: جھوٹ محض ہے۔ مرزا قادیانی کے مرید ہیں یا شک خود کہتے ہوں گے۔ کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔ مرزا قادیانی آپ تو احادیث صحیحہ کو بھی ان بعض الظن اثم کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ یہاں کسی شاطر مرید کے کہنے پر یقین کر رہے ہو۔ واہ رے آپ کی مسیحیت، یہی حکم عادل کی شان ہوا کرتی ہے؟ خدا پناہ میں رکھے۔ ایسے مسیح و مہدی سے۔

۱۲۲۔ ..."(الہام مرزا قادیانی) انہ اوی القریۃ اب تک اس کے معنی میرے پر نہیں کھلے۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۲۱ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۳۶۱)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! اس کے معنی پھر یہ ہیں کہ یہ الہام شیطانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نعوذ باللہ ایسے بے وقوف نہیں ہو سکتے کہ اپنے ملہم کو ایسا الہام کرے جس کو وہ سمجھ

ہی نہ سکے کیونکہ خود بدولت اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں۔ ''اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۰۹ خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸) مرزا قادیانی! آپ کا الہام عام انسانی سمجھ تو ایک طرف آپ جیسے زبردست ملہم کی سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔ بتلایئے اب افتراء علی اللہ ثابت ہوا کہ نہ؟

۱۲۳... ''یقیناً اس وقت عیسائیوں نے مسیح کی الوہیت کے لیے یہ حجت بھی پیش کی ہوگی کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے۔ لہٰذا اس کے رد میں خدا تعالیٰ کو خود مسیح کے اقرار کے حوالہ سے یہ کہنا پڑا۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ۔''
(ایام الصلح ص ۱۳۸ حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۴)

ابوعبیدہ: دو جھوٹ ارشاد ہوئے ہیں۔ مگر میں تنگی نہیں کرتا۔ چلیے دونوں کو ایک ہی شمار کر لیتا ہوں۔ قرآن موجود ہے۔ احادیث موجود ہیں۔ کتب تواریخ موجود ہیں۔ آپ کے یقین کو بے بنیاد ثابت کرنے کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ کسی طریقہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ عیسائیوں نے مسیح کی الوہیت پر یہی دلیل پیش کی ہو۔ عیسائیوں کا دماغ آپ کی طرح مراق کا شکار نہیں کہ ایسی بودی دلیل کو محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرتے۔ پھر میں جناب قادیانی سے پوچھتا ہوں کہ کیا کہیں مسیح کا اقرار فلما توفیتنی کتب تواریخ یا کتب مقدسہ انجیل وغیرہ میں موجود ہے کہ اس کو بطور حجت خدا پیش کر رہا ہے۔ جب عیسائی سرے سے رسول کریم ﷺ کو ملہم من اللہ ہی نہیں مانتے تھے تو اس دلیل کو آپ ﷺ کس طرح بطور وفات پیش کر سکتے تھے۔ مستزاد براں کہ تمام مفسرین اسلام رسول پاک ﷺ سے لے کر آج تک اس کے معنی یہی کرتے آئے ہیں۔ ''جب تو نے مجھے اپنی طرف اٹھا لیا۔''
تو وفات کا اقرار کہاں ہوا۔ یہ تو حیات کا اقرار ہے۔ لطف یہ کہ بقول مرزا قادیانی یہ:

۱۲۴... ''پھر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے موت مسیح کی قطعیۃً ثابت ہوئی۔'' (ایام الصلح ص ۱۳۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! ۱۸۹۲ء سے پہلے ۵۰ سال تک کبھی یہ آیت کبھی آپ نے پڑھی تھی؟ اگر پڑھی تھی اور ضرور پڑھی تھی تو پھر اس وقت اس کے خلاف کیوں

حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے رہے۔ افسوس آپ کی جہالت پر۔

آپ جیسے دھوکہ بازوں کا سدباب کرنے کے لیے خدا نے اس آیت میں ماتت (مر گئے) کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ صرف خلت کا لفظ بیان فرمایا ہے تاکہ تمام ان لوگوں پر حاوی ہو سکے جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں۔ خواہ بذریعہ موت یا بذریعہ رفع جسمانی۔ یقیناً یہاں خلت کا لفظ بجائے ماتت کے اس واسطے استعمال کیا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام موت سے اس وقت تک ہمکنار نہیں ہوئے ہیں۔

۱۲۵... ”ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی موت ثابت ہوئی۔“ (ایام الصلح ص ۱۳۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۴)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! عقل و فہم آپ کا کہاں ہے کہ اب بے تکی ہانکنے پر اتر آئے ہیں۔ اس آیت سے تو عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول آیت (بزمانہ رسول کریم ﷺ) زندہ ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ کے نزول کے وقت رسول پاک ﷺ زندہ تھے۔ صرف نام کا فرق ہے۔ باقی الفاظ وہی ہیں۔ عجیب انصاف ہے آپ کا۔ ایک میں موت اور دوسری میں حیات ثابت کر رہے ہیں۔

۱۲۶... ”پھر قرآن شریف کی آیت فیہا تحیون سے موت ثابت ہوئی۔“
(ایام الصلح ص ۱۳۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵)

ابوعبیدہ: کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا تھا دو دونے؟ اس نے کہا تھا۔ چار روٹیاں۔ سو مرزا قادیانی کو اپنی مسیحیت ثابت کرنے کے لیے ہر ایک آیت میں وفات مسیح ہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ اس آیت کا وفات مسیح سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

۱۲۷... ”پھر قرآن شریف کی آیت ولکم فی الارض مستقر سے موت ثابت ہوئی۔“
(ایام الصلح ص ۱۳۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵)

ابوعبیدہ: جواب جھوٹ نمبر ۱۲۶ ملاحظہ ہو۔

۱۲۸... ”پھر آیت رَفَعَ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے موت ثابت ہوئی۔“
(ایام الصلح ص ۱۳۹ خزائن ص ۳۸۵)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! آپ کی جماعت تو میدان میں آپ کے جھوٹوں کا جواب نہیں دیتی مگر انشاء اللہ روز محشر دربار رب العالمین کے سامنے ان جھوٹوں کی صحت کا آپ سے مطالبہ کروں گا۔ اس آیت سے تمام صحابہ، تمام آئمہ مجتہدین، علماء مفسرین اور مجددین مسلمہ قادیانی تو حیات مسیح کا عقیدہ رکھیں۔ آپ ہیں کہ ناحق مرا تی کی جو

سے حیات و موت کے معنوں میں لے رہے ہیں۔

۱۲۹..... "تم ایک بھی ایسی آیت نہ پیش کر سکو گے۔ جس میں کسی انسانی گروہ کو خلت کا مصداق قرآن نے ٹھہرایا ہو اور پھر اس آیت کے معنی موت نہ ہوں بلکہ کچھ اور ہوں۔"
(ایام الصلح ص ۱۳۹ حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۴)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! دو آیتیں تو مجھے بھی یاد ہیں۔

۱..... واذا خلا بعضھم الی بعض۔ (سورہ بقرہ ۷۶)

۲..... واذا خلوا الی شیطٰنھم۔ (بقرہ ۱۴)

مزہ جب ہے کہ یہاں مرزا قادیانی! یا اس کی جماعت خلا کے معنی موت کر کے دکھا دے۔ حالانکہ خلا یہاں مرزا قادیانی کی شرط کے ماتحت انسانی گروہ کے واسطے آیا ہے۔

۱۳۰..... "پھر کانا یاکلان الطعام سے موت ثابت ہوئی۔"
(ایام الصلح ص ۱۴۰ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! کب معلوم ہوئی ہے۔ ۱۸۹۲ء کے بعد نا۔ پہلے کیوں معلوم نہ ہوئی۔ شاید پہلے آپ کو ان کی موت کی ضرورت نہ تھی۔ ہائے خود غرضی تیرا ستیاناس

۱۳۱..... "پھر آیت وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا سے موت ثابت ہوئی۔"
(ایام الصلح ص ۱۴۰ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی اور کچھ نہیں تو علم ہی کا شرم کیجئے۔ مراق کا غلبہ ہے۔ ورنہ اس آیت کا وفات مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ کے اپنے ایجاد کردہ معنی قابل قبول نہیں۔ کسی مجدد و مفسر کے معنی اپنی تصدیق میں پیش کیجئے۔

۱۳۲..... "اور ایسا ہی آیت وَمِنْکُمْ مَنْ یُّتَوَفّٰی وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۰ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵)

ابوعبیدہ: جھوٹ محض ہے۔ اس آیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں سکھا شاہی اچھی نہیں۔ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر حضرت خضر علیہ السلام سے زیادہ تو نہیں۔ حالانکہ خضر علیہ السلام کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زندگی تک آپ بھی زندہ مانتے ہیں۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۵ خزائن ج ۳ ص ۴۲۹) پر آپ نے اپنے خلیفہ اول کا مضمون نقل کیا ہے۔ اس میں حضرت خضر علیہ السلام زندہ تسلیم کیے گئے ہیں۔ جو دو ہزار سال سے بھی اوپر بنتے ہیں۔

۱۳۳ "انی ثنی من نعمرہ ننکسہ فی الخلق" سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ بموجب تصریح اس آیت کے ایک شخص جو نوے یا سو برس تک پہنچ گیا ہو۔ اس کی پیدائش اس قدر الٹ دی جاتی ہے کہ تمام حواس ظاہریہ و باطنیہ قریب الفقدان یا مفقود ہو جاتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۲۰ خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)

ابوعبیدہ: اوپر والے بحث کا جواب مکرر پڑھ لیا جائے۔ باوجود اس کے کہ حضرت خضر علیہ السلام دو ہزار سال سے بھی زیادہ عمر کے ہو چکے ہیں۔ ان کو مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ صاحب کیوں زندہ تسلیم کرتے ہیں؟

۱۳۴ ... "اگر یہی گواہی دی جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات پانا تمام نبیوں کی وفات سے زیادہ تر ثابت ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۲۲ خزائن ج ۳ ص ۳۶۵)

ابوعبیدہ: پھر آپ اس قدر تصریح کے بعد کیوں ۵۲ سال تک بزمانہ مجددیت انہیں زندہ آسمان پر مانتے رہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۵۰۵ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۲)

۱۳۵ "بعض نبیوں کی وفات کا خدا تعالیٰ نے ذکر بھی نہیں کیا۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۲۰ خزائن ج ۳ ص ۳۶۵)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی آپ کی زبان ہے یا کیا؟ (ازالہ اوہام ص ۳۳۲ خزائن ج ۳ ص ۲۶۹)
یہ تو آپ لکھتے ہیں: "اس بات کو تو پہلے قرآن شریف ہی تصریح ذکر کر چکا ہے جبکہ اس نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ کوئی نبی نہیں آیا جو فوت نہ ہوا ہو۔" اب بتلائیے کون سا بیان سچا ہے۔

۱۳۶ "اس آیت میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی طرف ہی اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ظاہر ہے کہ قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ تمام معبود غیر اللہ اموات غیر احیاء ہیں۔ اس کا اول مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ زمین پر سب انسانوں سے زیادہ وہی پوجے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۳۰، ۱۳۱ خزائن ج ۳ ص ۳۶۸)

ابوعبیدہ: حضرات! اس آیت کو حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات سے کوئی تعلق نہیں۔ ذرا نمبر ۱۲۳ کا جواب پھر پڑھ لیں۔ دوسرے اگر اس آیت کا مصداق سب معبود ہیں تو کیا فرشتے بھی مردہ ہیں کیونکہ دنیا ان کی بھی پوجتی ہے۔
نیز جب فرعون کی پرستش کی جاتی تھی تو آیا وہ مردہ تھا۔ آج کل ماؤں کی پرستش ہندوستان میں ہو رہی ہے۔ کیا وہ سب مردہ ہیں۔ پھر دیکھئے (سورہ انبیاء ۲۹) میں خدا تعالیٰ فرماتے

ہیں۔ مشرکین کو مخاطب کر کے "انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم الخ"
"تم اور وہ معبودان غیر اللہ جن کی تم پوجا کرتے تھے دوزخ کا ایندھن ہو۔ تم اس میں داخل ہو گے اور اگر یہ معبود تمہارے واقعی خدا ہوتے تو نہ پہنچتے اس میں اور وہ سب دوزخ میں ہی رہیں گے۔"

بولیے مرزا قادیانی! ذرا یہاں بھی وہی قانون چلایئے۔ آپ کے اصول کے مطابق تو نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوزخ میں جائیں گے۔ جس دلیل سے آپ انہیں دوزخ سے الگ رکھیں گے۔ اسی دلیل سے وہ اموات سے باہر ہیں۔ فتدبر یا مرزا

۱۳۷..... "پھر ایک جگہ قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو داخل بہشت ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔" ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون. یعنی جو لوگ ہمارے وعدے کے موافق بہشت کے لائق ٹھہر چکے ہیں۔ وہ دوزخ سے دور کیے گئے ہیں اور وہ بہشت کی دائمی لذات میں ہیں۔ تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۲، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۸)

ابوعبیدہ۔ مرزا قادیانی! آیت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ تمام وہ لوگ جو مومن ہیں بہشت میں داخل کیے جائیں گے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کہاں ہے؟

دوسرے آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ مبعدون، یسمعون اور خالدون استقبال کا فائدہ دیتے ہیں۔ آپ نے ماضی کے معنی کس اصول پر کیے ہیں۔ تیسرے آپ نے تمام مفسرین پر افتراء کیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ آپ کسی ایک مفسر کا بالخصوص مجدد مفسر کا قول اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتے۔ یہ آیت عام ہے۔ اس کا حکم عام ہے۔ اس آیت کی رو سے تو کروڑہا وہ انسان بھی بہشتی ہیں۔ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔ مگر خدا کے علم میں وہ بہشت کے لائق ٹھہر چکے ہیں۔ مگر آپ کے معنوں کی رو سے وہ بہشت میں پہنچ بھی گئے ہیں۔ گویا پیدا ہونے سے پہلے بھی بعض آدمی بہشت میں ہوتے ہیں اور بعض دوزخ میں۔ اس کا بیہودہ ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ کسی کو پیدا ہونے سے پہلے بہشت یا دوزخ میں ڈالنا فضول ہے۔ پس آپ کے معنی بھی فضول ٹھہرے۔

۱۳۸..... "مردوں کے پاس وہی رہتا ہے جو مردہ ہوتا ہے۔"
(ایام الصلح ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۸)

کوئی جو مردوں کے عالم میں جاوے
۱۱ خود ہو مردہ تب وہ راہ پاوے

الجواب: مرزا قادیانی! آپ کا سفید جھوٹ ہے۔ اس عبارت سے صرف ایک سطر اوپر آپ نے لکھا ہے۔ ''بخاری کی معراج کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (آنحضرت ﷺ نے) معراج کی رات بزمرۂ اموات دیکھا اور دوسرے عالم میں پایا۔'' کیا آنحضرت ﷺ بھی اس وقت نعوذ باللہ مردہ ہو گئے تھے۔ حالانکہ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ ''قریباً تمام صحابہ آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی کے قائل تھے۔''
(ازالہ اوہام ص ۲۸۹ خزائن ص ۲۴۷)

پس یہ بھی ہو۔ رسول کریم ﷺ اس وقت زندہ تھے۔ پھر جب زندہ تھے تو آپ کا اصول جھوٹ محض ہے۔

۱۳۹ ..... ''اللہ تعالیٰ ہمیں صاف فرماتا ہے۔ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون. یعنی ہر ایک نئی بات جو تمہیں بتلائی جائے۔ تم اہل کتاب سے پوچھ لو وہ تمہیں اس کی نظیر بتلائیں گے۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۲ خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۹)

الجواب: مرزا قادیانی! کچھ تو حجاب چاہیے۔ ساری آیت یوں ہے۔ وما ارسلنا قبلک الا رجالاً نوحی الیهم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون. (انبیاء ۷) جس کے معنی یہ ہیں۔ اے محمد ﷺ ہم تم سے پہلے بھی بنی آدم ہی کو رسول بنا کر بھیجتے رہے ہیں۔ (اے لوگو اگر تمہیں اس بارہ میں شک ہو) تو اہل کتاب سے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہو کہ آیا گذشتہ رسول بنی آدم تھے یا نہ۔ آپ خواہ مخواہ جھوٹ اور غلط معنوں سے مطلب برآری کر رہے ہیں۔ تمام مسائل اہل کتاب سے پوچھنے کی ممانعت حدیث میں موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ توریت اور انجیل پڑھنے کی اجازت چاہی تھی تو دربار نبوت سے یہ جواب ملا تھا۔ ''لو کان موسیٰ حیّاً لما وسعه الا اتباعی'' (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) ''یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے۔''

پس مرزا قادیانی! آپ خواہ مخواہ اس آیت کا مطلب غلط بیان کر رہے ہیں۔

۱۴۰ ..... ''لیکن اگر اس جگہ (حدیثوں میں) نزول کے لفظ سے یہ مقصود تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دوبارہ آئیں گے تو بجائے نزول کے رجوع کہنا چاہیے تھا کیونکہ جو شخص واپس آتا ہے اس کو زبان عرب میں راجع کہا جاتا ہے۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲)

ابوعبیدہ یہاں مرزا قادیانی کا مطلب صاف ہے کہ رجوع کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آیا۔ اگر آیا ہو تو پھر مرزا قادیانی ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ جسمانی نزول مان لیں گے اور اپنا جھوٹ بھی تسلیم کر لیں گے۔ لیجئے صاحب سنیئے! (تفسیر ابن کثیر جز ۲ ص ۱۵۱) میں امام حسن بصریؒ سے ایک مرفوع حدیث روایت کی گئی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ ''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہود سے کہ تحقیق ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے واپس آئیں گے۔'' دیکھ لیا مرزا قادیانی! آپ نے اپنے جھوٹ کا ثبوت۔ ابن کثیر کو آپ کی جماعت مجدد صدی ششم مانتی ہے۔ عسل مصفی حصہ اول ص ۱۶۴،۱۶۳ اور امام حسن بصریؒ دوسوں مجددین کے پیر تھے۔ لہٰذا اس حدیث کو آپ ضعیف بھی نہیں کہہ سکتے۔

۱۴۶ ۔ ''ہمارے نبی ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔''
(ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲)

ابوعبیدہ مرزا! آپ نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳) پر لکھا ہے ''کہ میں اپنے ماں باپ کے لیے خاتم الولد ہوں۔'' تو کیا اس سے آپ کا یہ مطلب تھا کہ جناب کی پیدائش سے آپ کے بہن بھائی سب مر گئے۔ یا یہ کہ آپ کے بعد کوئی اور لڑکا یا لڑکی آپ کے والدین کے ہاں پیدا نہ ہوا۔ یقیناً پچھلے معنی مراد ہیں۔ جیسا کہ خود آپ نے اس کے بعد اس کے معنی بھی لکھے ہیں تو پھر اسی طرح خاتم الانبیاء کے تشریف لانے سے ''پچھلے نبیوں'' میں سے اگر کوئی موجود ہو تو اس کا مرنا لازم نہیں آتا۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ سابقہ نبیوں میں سے ایک نہیں اگر سب کے سب بھی زندہ ہوں تو بھی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا کیونکہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ ہاں کسی اور آدمی کا رسول پاک ﷺ کے بعد ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر نبی بننا یہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ جیسا کہ آپ کے بعد آپ کی (مرزا قادیانی کی) والدہ کے پیٹ سے کسی اور بچہ کا پیدا ہونا آپ کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی ہے۔ تریاق القلوب میں آپ نے یوں لکھا ہے۔ ''میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

اب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے خاتم الاولاد ہونے سے ان کے سابقہ بہن بھائیوں کی موت لازم نہیں آتی بلکہ ان کی ماں کے پیٹ سے اولاد پیدا ہونے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اسی طرح خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نئے نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ بند ہو گیا نہ کہ پہلے زندہ نبیوں کی موت کا باعث ہو گیا۔ آیت میثاق النبیین تو تمام نبیوں کی موجودگی میں حضرت رسول کریم ﷺ کی بعثت کو بھی ختم نبوت کے منافی نہیں بتلاتی بلکہ ان میں سے بعض کی زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر ”موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو یقیناً میری اطاعت کرتے۔“ یہ نہیں فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میرے آنے سے مر جاتے۔
فتدبر یا مرزا!

۱۴۲ ”میں وہی وقت اس شان (مرزا قادیانی کا آدھا حصہ عیسوی شان کا ہے اور آدھا حصہ محمدی شان کا) کو کسی فخر کے لیے پیش نہیں کرتا کیونکہ فخر کرنا میرا کام نہیں ہے۔“
(ایام الصلح ص ۱۲۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۸)

ابجیدہ: مرزا قادیانی آپ فخر کی تعریف تو کریں۔ پھر میں ثابت کرتا ہوں کہ فخر کیا۔ آپ تو فخار ہیں۔ کیا مندرجہ ذیل دعویٰ آپ نے نہیں کیے؟

۱... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“
(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۲ ”آج تم میں ایک ہے جو اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ص ۲۳۳)

۳... ”وہ پیالہ جو ہر ایک نبی کو خدا نے دیا ہے۔ وہ سب کا سب مجھ اکیلے کو دے دیا اگرچہ دنیا میں نبی بہت گزرے ہیں مگر میں بھی معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں جو کوئی مجھے انبیاء سابقین کے ساتھ برابری کے دعویٰ میں جھوٹا کہے وہ لعنتی ہے۔“
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۴ ”اس کے (رسول پاک ﷺ) لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔

ان کے معجزات میں سے معجزات کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا۔ جو سب پر غالب ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

۵ ”مجھ میں اور تمہارے حسین (مرزا قادیانی کے نکتہ چیں کہتے) میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین پس تم دشت کربلا کو

یاد کر لو۔ اب تک رو تے ہو۔ پس تم سوچ لو۔" (اعجاز احمدی ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

۶ ... "اور انھوں نے (لوگوں نے) کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن و حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں (مرزا قادیانی) کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔" (اعجاز احمدی ص ۵۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۳)

۷ ... "اینک منم کہ حسب بشارات آمدم۔ عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم۔" (ازالہ اوہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

کیسے مرزا قادیانی۔ فخر کے سر کیا سینگ ہوتے ہیں؟
امام حسن و حسینؓ سے افضل ہونے کا دعویٰ۔
تمام انبیاء علیہم السلام سے برابری کی رٹ۔
رسول پاک ﷺ کے ساتھ مساوات کا جنون سوار ہے اور پھر کہتے ہیں۔ فخر کرنا میرا کام نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

۱۴۳ ..... "دنیا داروں اور دنیا کے کتوں کی نظر میں تو کوئی نبی بھی اپنے زمانہ میں وجیہہ نہیں ہوا۔" (ایام الصلح ص ۱۴۳ خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۳)

ابوعبیدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام جو تمام روئے زمین کے بادشاہ تھے۔
مرزا قادیانی! خود ہی تو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی لکھتے ہو "بلکہ انجیل سے ثابت ہے کہ اکثر کفار کے دلوں میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجاہت تھی۔"
(ایام الصلح ص ۱۴۹ خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۳)

۱۴۴..... "آپ لوگوں کے عقیدہ کے موافق (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اپنی حالت اور مرتبہ سے متنزل ہو کر آئیں گے۔ امتی بن کے امام مہدی کی بیعت کریں گے۔ مقتدی بن کر ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیہ معکوسہ اور نبی اولوالعزم (عیسیٰ علیہ السلام) کی ایک ہتک ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۶۵ خزائن ص ۴۱۲)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! کیوں جھوٹ فرماتے ہو؟ آپ امتی ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بن گئے۔ (دیکھو نمبر ۱۴۲) تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی ہتک نہ ہو لیکن اگر رسول پاک ﷺ کی غلامی انھیں نصیب ہو اور وہ بھی ان کی اپنی درخواست پر تو آپ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک ظاہر کریں۔ پھر خود آپ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۵ ص ۱۹۹ پر لکھتے ہیں۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس آیت (آیت میثاق) کی رو سے ان مومنین میں داخل ہیں جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے۔"

نیز پھر آیت میثاق تو تمام نبیوں کو حضرت رسول پاک ﷺ کا امتی ہونا قرار دے رہی ہے۔ اس واسطے رسول پاک ﷺ تو پہلے ہی سے نبی الانبیاء ہیں۔ خاص کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے تو کیا یہ ان کی ہتک ہوتی؟ مرزا قادیانی تھا آپ کے دھوکہ سے بچائے۔ پھر آپ (مرزا قادیانی) اپنے خیال میں نبی ہو کر اپنے امتی کے پیچھے پڑھتے رہے یا نہ۔

کیا پھر اس میں بھی آپ نے اپنی ہتک کی؟ افسوس۔ نیز کیا خود رسول پاک ﷺ نے حضرات صحابہؓ کے پیچھے نماز نہ پڑھی تھی۔ پھر کیا اس سے رسول پاک ﷺ کی ہتک ہوئی تھی۔ خدا آپ کے دھوکہ سے بچائے۔

۱۴۵..... ''اس پیش گوئی (آتھم ۱۵ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ بشرطیکہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے) کی نسبت تو رسول اللہ ﷺ نے بھی خبر دی تھی اور مکذبین پر نفرین کی تھی۔''

(ایام الصلح ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۸)

ابوعبیدہ: ھذا بھتان عظیم۔ کوئی حدیث دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں کہ آتھم مرزا قادیانی کے ساتھ مناظرہ کرے گا اور پھر مشروط طور ۱۵ ماہ میں ہلاک ہو جائے گا۔ اگر کوئی قادیانی ایسی حدیث دکھائے تو ہم ایک ماہ کے لیے تردید مرزائیت ترک کر دیں گے۔

۱۴۶..... ''وہ وقت آتا ہے بلکہ آ چکا کہ جو لوگ آسمانی نشانوں سے جو خدا تعالیٰ

۱۴۷..... اپنے بندے کی معرفت ظاہر کر رہا ہے منکر ہیں۔ بہت شرمندہ ہوں گے اور تمام

۱۴۸..... تاویلیں ان کی ختم ہو جائیں گی۔ ان کو کوئی گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تب وہ جو سعادت سے کوئی حصہ رکھتے ہیں۔ وہ حصہ جوش میں آئے گا۔ وہ سوچیں گے کہ یہ کیا سبب

۱۴۹۔۱۵۰..... ہے۔ کہ ہر ایک بات میں ہم مغلوب ہیں۔ نصوص کے ساتھ ہم مقابلہ نہیں کر سکے۔ عقل

۱۵۱۔۱۵۲..... ہماری کچھ مدد نہیں کرتی۔ آسمانی تائید ہمارے شامل حال نہیں۔ تب وہ پوشیدہ طور پر دعا کریں گے اور خدا تعالیٰ کی رحمت ان کو ضائع ہونے سے بچائے گی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دے دی ہے کہ بہت سے اس جماعت میں سے ہیں۔ جو ابھی اس جماعت

۱۵۳..... سے باہر اور خدا کے علم میں اس جماعت میں داخل ہیں۔''

(ایام الصلح ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۴ ص ۴۲۴،۴۲۵)

ابوعبیدہ' مرزا قادیانی کے یہاں ایک نہیں دو نہیں اکٹھے آٹھ تو جھوٹ ارشاد فرماتے ہیں۔ جن میں سے ہم صرف ساٹھ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

۱۳۶ ... مرزا قادیانی کی ''معرفت'' ایک بھی آسمانی نشان خدا تعالیٰ نے ان کی تائید میں ظاہر نہ فرمایا۔ اگر ہمت ہو تو کوئی قادیانی انعام لینے کی سعی کرے۔

۱۳۷ ''منکر بہت شرمندہ ہوں گے'' الحمد للہ مرزا قادیانی کے منکروں کو خدا تعالیٰ نے شرمندہ نہ کیا اور نہ کرے گا۔ دیکھئے ا ..... حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی جماعت علمائے دیوبند کے نام سے تمام روئے زمین پر کام کر رہی ہے۔ ۲ مولانا محمد علی مونگیریؒ ابھی کل فوت ہوئے ہیں اور آخر دم تک مرزا قادیانی کی تردید کرتے رہے۔ مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب تو فاتح قادیاں کا لقب خود قادیانیوں کے مسلمہ ہالک سے لے چکے ہیں۔ مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ابھی تک تردید مرزائیت میں منہمک ہیں۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف تاحال زندہ ہیں اور ہر لحاظ سے کامیاب ہیں۔ مولانا مولوی کرم دین رئیس بھیں ضلع جہلم اور قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی برابر پورے زور سے تردید مرزائیت کر رہے ہیں۔ اسی طرح مولانا مولوی محمد اسماعیل علی گڑھی مولانا عبدالرحمن صاحب لکھوکی۔ مولانا پیر بخش صاحب لاہوری منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری۔ جعفر زٹلی اور مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، برابر مرزا قادیانی کی اس الہامی پیش گوئی کے خلاف دعاوی مرزا کا باطل ہونا ثابت کرتے رہے اور یہ عجیب بات ہے کہ اگر یہ حضرات اس چودھویں صدی کے احمد من الشیاطین کے دعاوی کی حقیقت عالم میں آشکارا نہ کرتے تو ایک عالم کا عالم قادیانی دجل وفریب کا شکار ہو گیا ہوتا۔ انھیں کا اثر تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان آف پٹیالہ، مولوی کرم الدین بھیں، منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہم جیسوں بڑے بڑے آدمی جو مرزا قادیانی کے دجل وفریب کا شکار ہو گئے تھے۔ پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ عوام کالانعام اور آج کل کے سطحی عقل والے انگریزی خوانوں کے قبول مرزائیت کا اس جھوٹ کی صداقت سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۳۸ ... نہ ہمارے علماء نے تاویلیں کی اور نہ ختم ہوئی۔ اسی کو کہتے ہیں برعکس نہند نام زنگی کافور۔ مرزا قادیانی کی کسی کتاب کا کوئی صفحہ ایسا نہیں۔ جس میں تاویلات رکیک کا بحر بیکراں جوش نہ مار رہا ہو۔ اس پر لطف یہ کہ الٹا ہمارے علماء کو مئول بتلاتے ہیں۔

۱۳۹ ... ہمارے خادم مبلغین میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے اپنی

مغلوبیت کا کہیں اقرار کیا ہو بلکہ جہاں مناظرہ یا مباہلہ ہوا۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت ہی کو فرار نصیب ہوا۔

۱۵۰ قصہ میں قرآنیہ ہمیشہ ہماری ہی مؤید رہی ہیں۔ کسی ربانی عالم مخالف مرزا نے آج تک مرزا قادیانی کی پیشگوئی کا اقرار نہیں کیا۔

۱۵۱..... عقل بلکہ نقل دونوں ہمارے ساتھ ہیں۔ کسی نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ زبان حال اور واقعات یومیہ کہہ رہے ہیں کہ مرزائیت دجل و فریب کا ایک اڈہ ہے بلکہ عقل و خرد اور مرزائیت کا آپس میں تضاد اور مقابلہ ہے۔

۱۵۲... مرزا قادیانی کے سخت مخالف علماء اسلام کا ذکر نمبر ۱۴۷ میں ہو چکا ہے۔ ان میں سے کون کون سے حضرات نے مرزا قادیانی کی بیعت کی ہے۔

۱۵۳... اور اپنی توبہ کا اعلان کیا ہے۔ کہاں کہاں انھوں نے اپنے جرم (تردید مرزائیت) سے توبہ کی ہے۔

دیکھا ناظرین! جھوٹ افتراء اور فریب کی بھی کوئی حد ہے۔ اسے کہتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مرزا قادیانی باوجود خود شکست خوردہ ذلیل و خوار ہونے کے علماء اسلام کو ایسا ثابت کر رہے ہیں۔

کتاب ''شہادۃ القرآن'' کے جھوٹ

۱۵۴... ''اگر فرض کے طور پر حدیثوں کے اسنادی سلسلہ کا وجود بھی نہ ہوتا تاہم اس سلسلہ تعامل سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت تھا کہ نماز کے بارے میں اسلام کی مسلسل تعلیم وقتاً بعد وقت اور قرناً بعد قرن یہی چلی آئی ہے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۹ خزائن ج ۶ ص ۳۰۲)

ابوعبیدہ: یہاں مرزا قادیانی نماز اور حدیث کی باہمی بے تعلقی کا جو اعلان کر رہے ہیں وہ مخفی نہیں۔ اب ذرا تکلیف گوارا کر کے نمبر ۱۵ کے جواب کو پھر پڑھ جائیے۔ حقیقت الم نشرح ہو جائے گی۔ وہاں اعلان کر رہے ہیں کہ ہم نماز کے احکام کے ثبوت کے لیے احادیث کے محتاج ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

۱۵۵... ''ونفخ فی الصور صور پھونکنے سے اس جگہ یہ اشارہ ہے کہ اس وقت عادۃ اللہ کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی تائیدوں کے ساتھ کوئی مصلح پیدا ہوگا۔''

(شہادۃ القرآن ص ۱۵ خزائن ج ۶ ص ۳۱۱)

ابوعبیدہ: بالکل صریح کذب اور افتراء علی اللہ ہے۔ لفظ صور کے یہ معنی اور مطلب نہ شارع ﷺ نے بیان کیا۔ نہ کسی صحابی نے نہ کسی امام نے اور نہ ہی کسی مجدد امت نے۔ یہ تفسیر محض اعجاز مرزا ہے اور بس۔

۱۵۶۔ ''سورۃ القدر کی تفسیر: اب دیکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ مبارکہ میں صاف اور صریح لفظوں میں فرمایا کہ جب کوئی مصلح خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے تو ضرور دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ تب ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموج دلوں میں نیکی اور راہ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص ۱۸ خزائن ج ۶ ص ۳۱۴)

ابوعبیدہ: حضرات! یہ مرزا قادیانی کا جھوٹ اور تحریف کلام اللہ ہے۔ اس کا جواب بھی وہی ہے جو نمبر ۱۵۵ میں مذکور ہے۔

۱۵۷۔ ''سورۃ زلزال کی تفسیر (اس سے مراد) نفس اور دنیا پرستی کی طرف لوگ جھک جائیں گے۔ ... زمینی علوم اور زمینی مکر اور زمینی چالاکیاں۔ سب کی سب ظہور میں آ جائیں گے۔ زمین میں کانیں نمودار ہوں گی۔ کاشتکاری کی کثرت ہوگی۔ غرض زمین زرخیز ہو جائے گی۔ انواع و اقسام کی کلیں ایجاد ہوں گی۔''

(شہادۃ القرآن ص ۱۹،۱۸ خزائن ج ۶ ص ۳۱۵،۳۱۴)

ابوعبیدہ: اس تفسیر کا ایک ایک لفظ جھوٹ و مکر اور دجل و فریب کا مجسمہ ہے کیونکہ رسول پاک ﷺ سے لے کر اس وقت تک مجددین امت کے بیان کردہ معنی اور تفسیر ان معانی کے بالکل خلاف ہیں۔ یہ سورۃ نقشہ قیامت کھینچ رہی ہے۔ نہ کہ سائنس کے اکتشافات کو بیان کر رہی ہے۔ اس سورۃ کو مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق کرنا ''دو دونے چار مرزائیاں'' والی بات ہے۔

۱۵۸۔ ''اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوۃ کا دعویٰ کرے گا اور نیز خدائی کا دعویٰ بھی اس سے ظہور میں آئے گا۔ وہ دونوں باتیں اس قوم (نصاریٰ) سے ظہور میں آ گئیں۔''

(شہادۃ القرآن ص ۲۰ خزائن ج ۶ ص ۳۱۶)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ ساری دنیا اس جھوٹ کی گواہ ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا تو مرزا قادیانی اور ان کی امت ہی کے لیے مقدر ہے یا ان کے ہم جنسوں کے لیے۔ اسی طرح خدائی کا دعویٰ بھی مرزا قادیانی ہی نے کیا۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔ ''انی رایت فی المقام عین اللہ و تیقنت اننی هو'' یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا

ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔ آگے لکھا ہے۔ "پھر ہم نے زمین و آسمان کو بنایا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۱۵۹۔۔۔ "وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۔ اس میں ریل نکلنے کی طرف اشارہ ہے۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۰ ...."وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ یعنی اشاعت کتب کے وسائل پیدا ہو جائیں گے۔ یہ چھاپہ خانوں اور ڈاک خانوں کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانوں میں ان کی کثرت ہو جائے گی۔" (شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۱۔۔۔"وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ یہ تعلقات اقوام اور بلاد کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ آخری زمانہ میں بباعث راستوں کے کھلنے اور انتظام ڈاک اور تار برقی کے تعلقات بنی آدم کے بڑھ جائیں گے۔ تجارت بڑھ جائے گی۔ دوستانہ تعلقات بڑھ جائیں گے۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۲۔ "وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ۔ مطلب یہ کہ وحشی قومیں تہذیب کی طرف رجوع کریں گی اور ان میں انسانیت اور تمیز آئے گی۔" (شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۳۔۔۔"وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ یعنی زمین پر نہریں پھیل جائیں گی اور کاشتکاری کثرت سے ہوگی۔" (شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۴۔ "وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ یعنی جس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور ان میں سڑکیں پیادوں اور سواروں کے چلنے کی یا ریل کے چلنے کے لیے بنائی جائیں گی۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۵۔۔ "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ یعنی سخت ظلمت جہالت اور معصیت کی دنیا پر طاری ہو جائے گی۔" (شہادۃ القرآن ص ۲۲ خزائن ج ۶ ص ۱۷-۳۱۸)

۱۶۶۔ "وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ یعنی علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۳ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۷ "وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنی ربانی علماء فوت ہو جائیں گے۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۳ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

۱۶۸۔ "إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۔
(شہادۃ القرآن ص ۲۳ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

ان آیات سے یہ مراد نہیں ہے کہ درحقیقت اس وقت آسمان پھٹ جائے

گا۔۔۔ بلکہ مدعا یہ ہے۔۔۔ کہ آسمان سے فیوض نازل نہیں ہوں گے اور دنیا ظلمت اور تاریکی سے بھر جائے گی۔"

۱۶۹ "وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۳ خزائن ج ۶ ص ۳۱۹)

ابوعبیدہ: نمبر ۱۵۴ سے ۱۶۸ تک کا جواب۔

رسول کریم ﷺ کی تفسیر اصحابؓ کی تفسیر، آئمہ اربعہ کی تفسیر، مجددین امت جن کو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت بھی مجدد مانتے ہیں بلکہ ان کے مخالف کو فاسق اور کافر کہتے ہیں ان کی تفسیر تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ قیامت کے دن ہوگا۔ اگر مرزا قادیانی اپنی تفسیر میں سچے ہیں تو کوئی ایک ہی حدیث اس تفسیر کی تصدیق میں پیش تو کریں۔ وہ تو چل بسے۔ ان کی جماعت ہی کا کوئی آدمی ان آیات کی یہ تفسیر حدیث سے دکھا دے تو مرزا قادیانی سچے اور ہم جھوٹے۔ یہ تمام آیات یوم قیامت سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا کہ علم عربی سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی ان آیات کو قرآن کریم سے پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔

۱۷۰۔۔۔"اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں "رسل" کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے۔"
(شہادۃ القرآن ص ۲۳ خزائن ج ۶ ص ۳۱۸)

ابوعبیدہ۔ مرزا قادیانی کلام اللہ پر جھوٹ باندھ کر کہاں بھاگ سکتے ہو؟ اگر سچے ہوتے تو دو چار مثالیں اس کی پیش کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہوتا۔ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے۔ رسل کا لفظ کم وبیش ۹۵ دفعہ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے۔ ہر جگہ جمع پر اطلاق پاتا ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ جھوٹ سے کام نکالنے کی سعی کی ہے۔

۱۷۱۔۔۔"دابۃ الارض کا ظہور میں آنا۔ یعنی ایسے واعظوں کا بکثرت ہو جانا جن میں آسمانی نور ایک ذرہ بھی نہیں اور صرف وہ زمین کے کیڑے ہیں۔ اعمال ان کے دجال کے ساتھ ہیں اور زبانیں ان کی اسلام کے ساتھ۔" (شہادۃ القرآن ص ۲۵ خزائن ج ۶ ص ۳۲۱)

(مرزا قادیانی یہ تو آپ نے اپنی اور اپنی جماعت کی واقعی تعریف کی ہے۔)

ابوعبیدہ: اس کا ثبوت بھی وہی ہے جو نمبر ۱۶۸ کے بعد درج ہے۔

۱۷۲۔۔۔"انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولا۔ اب ظاہر ہے کہ کما کے لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ مثیل موسیٰ علیہ السلام ہیں۔۔ ظاہر ہے کہ مماثلت سے مراد مماثلت تامہ ہے نہ کہ مماثلت ناقصہ۔"

(شہادۃ القرآن ص ۲۶ خزائن ج ۶ ص ۳۲۲)

الہام ۴: مرزا قادیانی! ہر کسے را بہرے کارے ساختند۔ دینی امور میں دخل دینا آپ کے بس کا کام نہ تھا۔ اگر کما سے مماثلت اور مماثلت بھی تامہ مراد ہوتی ہے تو پھر آپ بھی مثلی خدا ٹھہریں گے۔ جیسا کہ آپ کا الہام ہے الارض والسماء معک کما ھو معی (ازالہ اوہام ص ۱۹۷ خزائن ج ۳ ص ۱۹۶) یعنی زمین و آسمان سے اے مرزا قادیانی! آپ کے ساتھ بھی ایسے ہیں۔ جیسے کہ میرے ساتھ۔" دوسرے اللہ تعالیٰ کلام اللہ میں فرماتے ہیں۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے محمدی خلفاء کے لیے کما کا لفظ استعمال کیا ہے اور خلفائے موسیٰ علیہم السلام سے مماثلت ظاہر کی ہے۔ پھر آپ کے عقیدہ کے مطابق یہاں بھی مماثلت تامہ مراد ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہے۔ تو خلفائے سلسلہ محمدیہ ﷺ بھی سب کے سب نبی ہونے چاہئیں کیونکہ خلفائے سلسلہ موسویہ کلہم نبی تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تیسرے رسول پاک ﷺ نبی الانبیاء تھے۔ جیسا کہ خود آپ بھی (ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۵ ص ۱۹۴) پر تسلیم کرتے ہیں۔ پھر آپ خاتم النبیین تھے۔ علاوہ ازیں آپ تمام دنیا کی طرف مبعوث تھے۔ پھر تمام زمین آپ کے لیے مسجد قرار دی گئی۔ پھر آپ کی شان لولاک لما خلقت الافلاک تھی۔ پھر معراج محمدی تمام نبیوں پر حضور ﷺ کی ایک فضیلت تھی غرضیکہ آپ خیرالرسل بلکہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا مصداق تھے۔ اب بتائیے کہ حضور کو کسی دوسرے نبی کا مثیل اور مثیل تامہ کہنا یہ رسول کریم ﷺ کی ہتک نہیں تو اور کیا ہے؟

کما کی حقیقت تو اسی قدر ہے جو آپ کے الفاظ ہی میں یوں بیان کی جا سکتی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۷۱ خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ حاشیہ) "ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔"

فرمائیے اب بھی اپنا جھوٹ جھوٹا تسلیم کرو گے۔ یا ابھی چوں و چرا کی گنجائش ہے؟

۱۷۳۔ "صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کے نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی نے اس حدیث کو بخاری میں درج شدہ ظاہر کر کے کس قدر زور سے اس کی صحت کا یقین دلایا ہے۔ مگر یہ بھی مرزا قادیانی کے دجل و فریب کا ایک نمونہ ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث اگر موجود ہو تو ہم مرزا قادیانی کی بیعت کے قائل ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ اے قادیانیت کے علمبردارو! آؤ رسول عربی ﷺ کے جھنڈے کو مضبوطی سے پکڑ لو اور کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی نبوت کو قبول نہ کرو۔

۱۷۴ ... "چنانچہ توریت کی تائید کے لیے یک یک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۵۳ خزائن ج ۶ ص ۳۴۱)

ابوعبیدہ: جھوٹ محض ہے۔ مرزا قادیانی کی ذہانت کے کیا کہنے ہیں۔ بائبل میں ایک جگہ ۴۰۰ جھوٹے نبیوں کا ذکر ہے۔ جن کے مقابلہ پر خدا کے سچے نبی میکایاہ کو فتح نصیب ہوئی تھی۔ یہ ۴۰۰ نبی بعل بت کے پجاری تھے۔ مشرک لوگ ان پجاریوں کو خداوند کے نبیوں کے مقابلہ پر نبی کہا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے "توریت" سے ان مشرکوں کو نبی سمجھ بیٹھے ہیں۔

۱۷۵ ... "اوّل نہایت تصریح اور توضیح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی خبر دی جیسا کہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے ظاہر ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۵۵ خزائن ج ۶ ص ۳۵۰)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی کا جھوٹ محض اور صریح دھوکہ ہے۔ اگر نہایت تصریح و توضیح سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی خبر قرآن مجید میں موجود ہے تو پھر آپ نے براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۵۰۵ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۲ حاشیہ پر کیوں لکھا تھا کہ "جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو باطل کو خس و خاشاک کی طرح مٹا دیں گے۔" آپ پیدا ہوئے تھے ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں (دیکھو کتاب البریہ ص ۱۵۹ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ حاشیہ) مجدد بنے ۱۸۸۰ء میں اور آپ وفات مسیح کے قائل ہوئے ۱۸۹۲ء میں۔ یعنی ۵۲ سال کی عمر میں یا مجدد کے ہونے کے ۱۲ سال بعد اور وہ بھی قرآنی دلیل سے نہیں بلکہ الہام کے زور سے عقیدہ میں تبدیلی کی گئی۔

کیا اس سے پہلے ۵۲ سال کی عمر میں اپنی مجددیت و محدثیت کے زمانہ میں آپ نے کبھی یہ آیت نہیں پڑھی تھی؟ اگر پڑھی تھی اور یقیناً پڑھی تھی تو کیوں آپ نے اپنے "شرکی عقیدہ" کو خدا کے حکم کے سامنے ترک نہ کیا؟ افسوس آپ کی سمجھ پر۔

۱۷۶ ''آپ ہی پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ وہ نہیں آئے گا۔ جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آئے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۱۰ خزائن ج ۶ ص ۳۱۶)

ابوعبیدہ: جھوٹ ہے۔ کسی کتاب میں ایسا لکھا ہوا نہیں ہے۔ کوئی قادیانی یہ لکھا ہوا دکھا کر انعام لے اور مسلمان ہو جائے۔

۱۷۷ ''ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ عادۃً انسان میں اتنی پیش بینیوں کی طاقت نہیں کہ جو کام یا دعویٰ بیس بارہ برس کے بعد ظہور میں آتا ہے پہلے ہی سے اس کی بنیاد قائم کی جائے۔''
(شہادۃ القرآن ص ۵۵ خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

ابوعبیدہ: آپ کے پہلے بھائی (جھوٹے مدعیان نبوت) ہمیشہ ایسا کرتے رہے ہیں۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ کرنے والے اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

۱۷۸ ''پھر تعجب پر تعجب یہ کہ خدا تعالیٰ نے ایسے ظالم مفتری کو اتنی لمبی مہلت بھی دے دی۔ جو آج تک بارہ برس گزر چکے ہوں۔''
(شہادۃ القرآن ص ۵۵ خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

ابوعبیدہ: کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اللہ نے سب سے بڑے اور سب سے پہلے مفتری (شیطان) کو ہزارہا برس سے مہلت دے رکھی ہے۔ فرعون، نمرود، شداد جیسے مفتریوں کو وہ مہلت دی کہ مرزا قادیانی کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔ خود مرزا قادیانی کے مریدوں میں سے کئی اس وقت مدعیان نبوت موجود ہیں۔ جن کو قادیانی جماعت مفتری سمجھتی ہے۔ مگر انہیں ۲۵ سال سے بھی زیادہ مہلت مل ہوئی ہے۔ مثلاً عبداللہ تماپوری، نور الانبیاء، محمد فضل چنگا بنگیال وغیرہم۔

۱۷۹ ''(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ خلق طیر سے متعلق) اس طرح مٹی کے کھلونے انسانی کلوں سے چلتے پھرتے ہیں۔ وہ ایک نبی کی روح کی سرایت سے پرواز کرتے تھے۔''
(شہادۃ القرآن ص ۵۷ حاشیہ خزائن ج ۶ ص ۳۵۳)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! تو معجزہ خلق طیر کو روح عیسوی کی سرایت سے مٹی کے کھلونوں کا پرواز کرنا سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وآتینا عیسی ابن مریم البینٰت۔ (بقرہ ۸۷) ''اور دیے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو صاف صاف معجزات۔'' پھر فرماتے ہیں۔ فیکون طیراً باذن اللہ۔ (آل عمران ۴۹) ''کہ وہ مٹی سے بنائی ہوئی عیسوی شکلیں خدا کے حکم کے ساتھ زندہ پرندے بن جاتے تھے۔'' اب کس کو سچا سمجھیں۔ آپ کو یا خدا کو۔'' یقیناً آپ ہی جھوٹے ہیں اور خدا تو

جھوٹ سے منزہ ہے۔

۱۸۰ "بے جان کا باوجود بے جان ہونے کے پرواز یہ بڑا معجزہ ہے"
(شہادۃ القرآن ص ۸۰ حاشیہ خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

ابوعبیدہ: پھر تو موجودہ سائنس کے تمام کرشمے معجزات انبیاء سے بڑھ گئے کیونکہ نہ صرف بے جان چیزیں (ہوائی جہاز، ریلوے انجن) خود پرواز اور حرکت کرتی ہیں بلکہ جانداروں کو بھی اڑا کے پھرتی ہیں۔ مرزا قادیانی اپنی ہوش کی فکر کرو۔ بے جان کا جان دار بنانا یہ معجزہ ہے۔ جس سے انسان قاصر ہیں۔ ہاں نبی کے ہاتھ پر ان کی نبوت کی تصدیق میں یہ خدائی فعل سرزد ہوتے ہیں۔ مگر فاعل ان افعال کا خدا ہی ہوتا ہے۔ فتدبر یا مرزا۔

۱۸۱ ..."اور یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے آپ ان کو خالق ہونے کا اذن دے رکھا تھا۔ یہ خدا تعالیٰ پر افتراء ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۸۰ حاشیہ خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

ابوعبیدہ: خدا تعالیٰ پر افتراء نہیں بلکہ مرزا کی عقل کا رونا ہے۔ جب خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ باذن اللّٰہ، باذن اللّٰہ یعنی اللہ کے اذن سے وہ ایسا کرتے تھے تو آپ کو کیا حق ہے کہ اس کو افتراء کہیں؟ ذرا مراق کا علاج کرائیے اور پھر بات کیجئے۔

۱۸۲ ..."کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

ابوعبیدہ: جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے۔ دیکھئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کو آپ مشرکانہ عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ (دافع البلاء ص ۱۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵۔ الاستفتاء ص ۳۹ خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰) لیکن براہین احمدیہ ص ۴۹۸۔۴۹۹ اور ص ۵۰۵ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳۔۶۰۲) پر آپ نے نہایت شد و مد سے اپنا الہامی عقیدہ یہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دوبارہ نازل ہو کر کفار کو فنا کریں گے۔ اگر آپ کا موجودہ عقیدہ (وفات مسیح) درست ہے تو براہین والا عقیدہ شیطانی ہوا۔ پھر اس کو آپ خدا کی طرف سے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین کیسے کہہ سکتے ہیں؟

۱۸۳ .. (براہین احمدیہ اپنی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں) "اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

ابوعبیدہ کوئی قادیانی مضبوط اور قوی دلائل تین صد کی تعداد میں اگر براہین احمدیہ میں دکھا دے تو دس روپے مقررہ انعام کے علاوہ ایک روپیہ اور انعام خاص دیا جائے گا۔ تین صد تو ایک طرف، قادیانی تین دلائل بھی نہیں دکھا سکتے۔

۱۸۴ "اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ (مرزا قادیانی) مجدد وقت ہے۔"
(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)

ابوعبیدہ مرزا قادیانی! مجدد کے فیصلے سے جو انکار کرتا ہے وہ آپ کے عقیدہ قرآن کی رو سے فاسق بلکہ کافر ہوتا ہے۔ دیکھو اپنی کتاب شہادۃ القرآن ص ۴۸ خزائن ج ۶ ص ۳۴۴۔ نیز مجدد لوگ دین میں کمی بیشی نہیں کرتے۔ (دیکھو حوالہ سابقہ) "مجددوں کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔" (ایام الصلح ص ۵۵ خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸) مجددیت کا دعویٰ آپ نے ۱۸۸۰ء میں کیا۔ ۱۸۹۲ء تک آپ مسیح علیہ السلام کو زندہ بجسم عنصری آسمان پر مانتے رہے۔ بعد میں ۱۸۹۲ء میں آپ نے اعلان کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو شرک قرار دیا۔ پھر ۱۹۰۱ء تک آپ ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ بعد میں آپ نے عقیدہ بدل کر خود دعویٰ نبوت کا کر دیا۔
(دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰، ۱۴۹)

کیا جو شخص شرک اور نبوت جیسے اہم مسائل کو بھی نہ سمجھ سکے۔ وہ بھی مجدد ہو سکتا ہے۔ محض فریب ہے۔

۱۸۵ "یہ سب ثبوت (مرزا قادیانی کے مجدد ہونے کے) کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو مجلد ۳۰۰ جزو کے قریب ہے ۳۷ جزو چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔"
(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)

ابوعبیدہ مرزا قادیانی! تین سو جزو تو محض چھپے ہوئے کو لکھ رہے ورنہ بتاؤ وہ تین صد جزو کہاں ہیں؟ یہ اعلان غالباً ۱۸۸۴ء میں آپ نے کیا تھا۔ اس کے بعد کتابیں اور رسالے کثرت سے آپ نے شائع کئے تھے۔ ۳۰۰-۳۷=۲۶۳ جزو براہین احمدیہ کے کہاں گئے۔ کیوں شائع نہ کئے؟ اگر شائع نہ کر سکے تو پروا نہیں۔ قادیانی حضرات ہمیں ۲۶۳ جزو ہی دکھا دیں۔ ہم دس روپے دے دیں گے۔

"ضرورۃ الامام" طبع دسمبر ۱۹۴۴ء

۱۸۶ "پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ

سچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا۔" (ضرورت الامام ص ۵ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۵)

ابوعبیدہ: یہاں مرزا قادیانی نے بہت سے جھوٹ بولے ہیں۔ ''کتابوں'' تو ایک طرف کسی ایک ہی کتاب میں ایسا لکھا ہوا دکھا دیں تو ہم انعام دے دیں گے۔

۱۸۷۔ ''اویس قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا۔ اس نے ایسی مسکینی اختیار کی کہ آفتاب نبوت و امامت کے سامنے آنا بھی سوء ادب خیال کیا۔'' (ضرورت الامام ص ۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۴)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! کیوں سب کی ہانکے جاتے ہو۔ کہاں لکھا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے ادب کے واسطے حاضر خدمت نہ ہوتے تھے۔ کیا رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا بے ادبی ہے؟۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ پھر تو سب صحابہ نعوذ باللہ بے ادب تھے۔ جو ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کی کوشش کرتے تھے۔

۱۸۸۔ ''چونکہ ہمارے نبی ﷺ نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لیے قائم کی ہے اور صاف فرمایا ہے کہ جو شخص کہ اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا۔ وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مرے گا۔'' (ضرورت الامام ص ۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۳)

ابوعبیدہ: حضرات! یہ حدیث ضرورۃ الامام کے ص ۳ پر لکھی ہے۔ دیکھو تو اس میں کہیں کوئی ایسا لفظ ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ''وہ اندھا آئے گا'' ہرگز نہیں۔ یہ مرزا قادیانی کی تحریف ہے۔ جھوٹ ہے۔ افتراء ہے۔ دراصل حدیث عربی ہے کہ آپ کا دماغ رسول پاک ﷺ کے مضامین سمجھنے سے قاصر ہے کیونکہ مراق دماغ مقیم ہے۔ مرزا قادیانی اپنا مراقی ہونا خود تسلیم کرتے ہیں۔ (دیکھو قادیانی اخبار ''بدر'' ۷ جون ۱۹۰۶ء)

۱۸۹۔ ''جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت ہزارہا راہب تھے اور اہل کشف تھے اور نبی آخر الزمان کے قریب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے قبول نہ کیا۔ تو خدا کے غضب کی صاعقہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے تعلقات خدا تعالیٰ سے بکلی ٹوٹ گئے اور جو کچھ ان کے بارہ میں قرآن شریف میں لکھا گیا۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے حق میں قرآن شریف میں فرمایا گیا۔

۱۹۰ وکانوا یستفتحون من قبل اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ

سے نصرت دین کے لیے مدد مانگا کرتے تھے اور ان کو الہام اور کشف ہوتا تھا۔"
(ضرورت الامام ص ۵ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۵ ملخصاً)

ابوعبیدہ: اس عبارت میں مرزا قادیانی نے دو جگہ کذب بیانی بلکہ تحریف قرآن کا ارتکاب کیا ہے۔ وکانوا لیستفتحون من قبل کو بزرگوں راہبوں کے متعلق لکھا ہے۔ حالانکہ چھوٹے چھوٹے طالب علم بھی جانتے ہیں کہ راہب عیسائی تھے اور لیستفتحون کے فاعل یہود تھے۔ حضرات! یہ ہے مرزا قادیانی کی تفسیر دانی، علم و زہد و تقویٰ کہ آیت یہود کے متعلق ہے۔ مگر چسپاں اس کو کر رہے ہیں۔ عیسائی راہبوں پر۔ پھر اس آیت کے معنی کرنے میں جھوٹ بولا ہے۔ آیت کے کسی لفظ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو الہام اور کشف بھی ہوتا تھا حالانکہ مرزا قادیانی نے اس دعویٰ کو بطور ترجمہ آیت درج کیا ہے۔

نوٹ: پھر مرزا قادیانی نے آیت بھی غلط لکھی ہے۔ بمطابق یحرفون الکلم عن مواضعہ بعض الفاظ کو اپنی جگہ سے ادھر اُدھر کر دیتے ہیں۔ اصل الفاظ قرآن شریف کے یوں ہیں۔ وکانوا من قبل یستفتحون اور مرزا قادیانی کی ایک ہی جنبش قلم سے یستفتحون من قبل ہو گیا۔

خدا کی کلام میں اصلاح کرنا مرزا قادیانی ہی کا کام ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

۱۹۱۔ "اگرچہ وہ یہودی جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔ خدا تعالیٰ کی نظر سے گر گئے تھے لیکن جب عیسائی مذہب بوجہ مخلوق پرستی کے مر گیا اور اس میں حقیقت و نورانیت نہ رہی تو اس وقت کے یہود اس گناہ سے بری ہو گئے کہ وہ عیسائی کیوں نہیں ہوتے۔ تب ان میں دوبارہ نورانیت پیدا ہوئی اور اکثر ان میں سے صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے اور ان کے راہبوں میں اچھے اچھے لوگ تھے۔"
(ضرورت الامام ص ۶ خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۶)

ابوعبیدہ: تمام قرآن کریم بے شمار احادیث نبوی اور کتب تواریخ اس بات کی گواہ ہیں اور اس وقت کے موجودہ یہودی زندہ شاہد ہیں۔ اس بات پر کہ یہودیوں کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ برابر چلا آ رہا ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش حرام طریقے سے ہوئی اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک کذاب تھے اور یہ کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ یہود پر دائمی لعنت کی وجہ قرآن میں یہی مذکور ہے۔ پھر ایسے لوگ ملہم من اللہ اور صاحب کشف رحمانی کیسے ہو سکتے ہیں؟ ھذا بہتان عظیم

اللہ تعالیٰ تو یہود کو حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان باندھنے کی وجہ سے ملعون قرار دے رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنے کے سبب لعنت کر رہے ہیں۔ نیز اس وجہ سے کہ یہود کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قتل کیے گئے تھے۔ ان کو خدا ملعون فرما رہے ہیں۔ (سورہ نساء) مگر آپ ہیں اسے مرزا قادیانی کہ انہیں علیہم من اللہ قرار دے رہے ہیں۔ شاباش یہود ایسے ہی ہونے چاہئیں۔

۱۴۲ "تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے۔ جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ درحقیقت یہ رات نہیں ہے۔ یہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔" (فتح اسلام ص ۳۵ خزائن ج ۳ ص ۳۲)

الجواب: مرزا قادیانی کی بڑی بیہودہ دلیری ہے۔ "دروغ گویم بر روئے تو" کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو "لیلۃ القدر کیا چیز ہے" کے جواب میں فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بھی افضل ہے اور رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان "یعنی تلاش کرو لیلۃ القدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں" اور اس رات میں پڑھنے کے لیے ایک خاص دعا بھی امت کو تعلیم کریں اور مرزا قادیانی حضرت شارع علیہ السلام کی تعلیم کو بے وقعت دیں کہ "درحقیقت یہ رات نہیں، یہ ظلمانی زمانہ ہے۔" پھر کہتے ہیں اور شرماتے نہیں۔ "مصطفیٰ را امر چہ پروا"

۱۴۳ "بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعے سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیشین گوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی۔ اور ایک پیغمبر جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے الہام ملا تھا۔ اس نے بھی خبر دی تھی کہ بادشاہ مارا جائے گا اور کتے اس کا گوشت کھائیں گے اور بڑی شکست ہوگی۔ سو یہ خبر سچی نکلی۔ مگر اس چار سو نبی کی پیشگوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔" (ضرورت الامام ص ۲۷ خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۸)

الجواب: مرزا قادیانی کیوں دھوکہ دے کر مطلب نکالتے ہو۔ وہ چار سو نبی آپ ہی جیسے نبی تھے۔ یعنی بعل بت کے پجاری تھے اور آپ سومنات کے بت کے پجاری ہیں۔ جیسا کہ آپ خود (براہین احمدیہ ص ۵۵۶ خزائن ج ۱ ص ۶۶۳ حاشیہ) پر لکھتے ہیں۔ "ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔" اور سعدیؒ مرحوم آج سے کئی سو سال پہلے ہی آپ کے خدا کے بارہ میں فرما گئے ہیں۔ "بت دیدم از عاج در سومنات۔" کوئی قادیانی ان

چار سو نبیوں کو توریت سے سچا ثابت کر دے تو انعام حاصل کرنے کا مستحق ہو جائے گا۔

۱۹۴ . . اشتہار ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء "سبحان الذی اسریٰ میں مسجد اقصیٰ سے۔ مسجد اقصیٰ، قادیان مراد ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۹ حاشیہ)

ابوعبیدہ: ناظرین! اس جھوٹ کے متعلق میں کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ اس کا فیصلہ آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔ صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ بعض آدمی تو صرف جھوٹے ہی ہوتے ہیں اور بعض جھوٹوں کے باپ۔ مگر مرزا قادیانی جھوٹ مجسم ہیں۔

۱۹۵ . . "ان لوگوں کے منصوبوں کے خلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔ تا لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نکال سکیں۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴)

ابوعبیدہ: یہ "خدائی وعدہ" مرزا قادیانی نے مندرجہ ذیل کتابوں میں درج فرمایا ہے۔
۱ . . ازالہ خورد ص ۶۳۵۔ ۲ . . سراج منیر ص ۹۹۔ ۳ . . تریاق القلوب ص ۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۳ حاشیہ۔ ۴ . . حقیقۃ الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰۔ ۵ . . اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۲۔ ۶ . . ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۔ ۷ . . . تحفہ ندوہ ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۹۴۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کل عمر کتنی ہوئی؟ اس کے لئے بھی ہم مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ پیش کرتے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو جائے اور مرزائی دوسرے لوگوں کے قول پیش کر کے اپنے نبی کو جھوٹا نہ کریں۔ تاریخ پیدائش۔

کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ حاشیہ: اخبار الحکم قادیان ۸ اگست ۱۹۰۳ء۔ "میری پیدائش ۳۹۔۱۸۳۹ء میں سکھوں کے آخر وقت میں ہوئی ہے۔"

تاریخ وفات: ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء ہے۔ پس عمر مرزا۔ ۱۹۰۸۔ ۱۸۴۰۔ ۶۸ سال۔ پس مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔

۱۹۶ . . "اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا۔ جیسا کہ اندھا ہونا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴)

ابوعبیدہ: یہاں مرزا قادیانی نے دو صریح جھوٹ ارشاد فرمائے ہیں۔ اوّل . . . تمام خبیث مرضوں سے بچانے کا خدائی وعدہ۔ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ "میں مراق (مالیخولیا) اور ذیابیطس کی بیماریوں میں مبتلا ہوں۔" دیکھو اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء۔ ان سے بڑھ کر اور کون سی خبیث امراض ہوتی ہیں؟ مراق جس سے دماغ کو جاذ

اختلال سے تنگ کر دیا تھا اور ذیابیطس جس کے باعث جناب مرزا قادیانی کو دو دو صد بار روزانہ پیشاب آتا تھا۔ کیا ایسے آدمی سے دینی امور میں پاکیزگی کا تصور بھی ہو سکتا ہے جو شخص ہر آدھ منٹ بعد پیشاب کی حاجت محسوس کرے؟ کیا اس کے کپڑے، بدن، خیالات اور دماغی توازن قائم رہ سکتا ہے؟ پھر مرض بھی ذیابیطس کی ہو۔ سبحان اللہ خدا نے اچھا وعدہ پورا کیا دوسرا جھوٹ یہ کہ اچھا ہونے کو خبیث مرض قرار دیا۔

۱۹۷ ''اور یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۹)

ابوعبیدہ: صریح جھوٹ ہے۔ اگر سچے ہو تو کم از کم ایک ہی حدیث دکھا دو ہم انعام دے دیں گے۔ کیوں رسول پاک ﷺ پر افتراء کر رہے ہو؟

۱۹۸ ''خدا تعالیٰ نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا اور اسی کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی۔ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اس کاذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے مہلت نہیں دیتا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲)

ابوعبیدہ: روز روشن میں جھوٹ بولتے ہو اور شرم نہیں آتی۔ تمہارے اپنے عقیدہ کے مطابق ۲۳ سال سے کم تک تو جھوٹے نبی کو مہلت مل سکتی ہے۔ دیکھو اگلا جھوٹ۔

۱۹۹... ''اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی و رسول یا مامور من اللہ ہوں اور اس دعویٰ پر تئیس یا پچیس برس گزر جائیں۔ اور وہ شخص فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے۔ ایسے شخص کو سچا نبی اور مامور نہ ماننا کفر ہے کیونکہ اس سے خدا کے کلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کی رسالت کے ثابت کرنے کے لیے اسی استدلال کو پکڑا ہے۔ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱،۵۲)

ابوعبیدہ: سبحان اللہ! کیا ہی وہ تفسیر دانی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی ناز کیا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کلام اللہ میں تحریف کر رہے ہیں۔ آیت ولو تقول علینا الخ کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا جھوٹے مدعیان الہام کو تئیس ۲۳ یا پچیس برس تک مہلت نہیں دیتا۔ آیت کا ترجمہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ اس میں تقول و بہتان کا ذکر ہے۔ ۲۳ یا ۲۵ برس کی قید کہیں نہیں لگائی گئی بلکہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اس وقت رسول پاک ﷺ کی بعثت کو بارہ تیرہ برس سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ پھر یہ ۲۳ یا ۲۵ برس کی میعاد مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۰۰۔ ""الہام مرزا: ترجمہ از مرزا القادیانی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۵۹)

ابوعبیدہ: کلام اللہ میں جب یہ درجہ رسول کریم ﷺ کے واسطے بھی مذکور نہیں۔ جن کی شان میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک، پھر غلام احمد کے لیے یہ کیسے تجویز ہو سکتا ہے۔ کیا! غلام آقا سے بھی بڑھ گیا؟ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ پس یہ الہام نہیں۔ یہ خدا پر صریح افتراء ہے۔

۲۰۱۔ الہام مرزا: "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (ضمیمہ گولڑویہ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۵۹) "اے مرزا ہم نے تجھے تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۵۹)

ابوعبیدہ: یہ بھی خدا تعالیٰ پر افتراء ہے۔ یہ آیت صرف رسول پاک ﷺ کی شان میں ہی وارد ہو سکتی ہے۔ غلام احمد ہو کر احمد کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟

۲۰۲۔ الہام مرزا "یحمدک اللہ من عرشہ" وہ عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۶۰)

ابوعبیدہ: ناظرین غور تو کریں۔ تمام دنیا وما فیہا تو حمد کرے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ حمد کریں مرزا قادیانی کی۔ اس سے بڑھ کر تو جھوٹ ممکن ہی نہیں۔ پس یہ بھی افتراء علی اللہ ہے۔

نوٹ: جناب کاتب صاحب نے دو جھوٹ زائد از اعلان درج کر دیئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے ہاں جھوٹوں کی کوئی کمی ہے۔

اشتہار انعامی (۳۰۰۰) تین ہزار

برق آسمانی بر فرق قادیانی الموسوم بہ کذبات مرزا

حضرات! میں نے سالہائے سال کی تحقیق وتدقیق کے بعد مرزا قادیانی کی کتابوں سے سینکڑوں ایسے جھوٹ جمع کیے ہیں جن سے مرزائیت کی عمارت کے لیے اینٹوں کا کام۔ میں نے مرزا قادیانی کی ۶۰۰ صریح کذب بیانیاں پبلک کے سامنے پیش کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ سردست برق آسمانی کا پہلا حصہ ناظرین کے استفادہ کے لیے تیار ہے۔ اس حصہ میں ۲۰۰ صریح جھوٹ مرزا قادیانی کے مندرج ہیں۔ ۲۰۰ جھوٹ

دوسرے حصہ میں درج ہوں گے اور ۲۰۰ ہی تیسرے حصہ میں انشاء العزیز۔

اعلان انعام: قادیانی جماعت اگر مجھے جھوٹا ثابت کر دے تو بحساب (۵) پانچ روپے فی جھوٹ کل تین ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ بشرطیکہ در مرزا قادیانی کے جھوٹ واقعی جھوٹ ثابت ہو جائیں۔ تو فی جھوٹ ایک ایک قادیانی مرزائیت کا جوا اپنی گردن سے اتار کر پھینکتا جائے۔

خاکسار مؤلف برق آسمانی بر فرق قادیانی
مبلغ اسلام ابو عبیدہ نظام الدین بی۔ اے۔ سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول گجرات

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆ ... ☆ ... اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟۔

☆ ... ☆ ... امت مسلمہ پر یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے سینہ سپر ہو اور جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کر ڈالے۔ اس فریضہ کا نام تحفظ ختم نبوت ہے اور تاریخ شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں اس فرض سے کوتاہی نہیں کی۔

☆ ... ☆ ... ☆

ہفت روزہ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی سے شائع ہونے والا

ہفت روزہ ختم نبوت

گذشتہ بیس سالوں سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ جو شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ و پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی اور مولانا مفتی محمد جمیل خان کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔

زر سالانہ صرف =/350 روپے

رابطہ کیلئے:

منیجر ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3
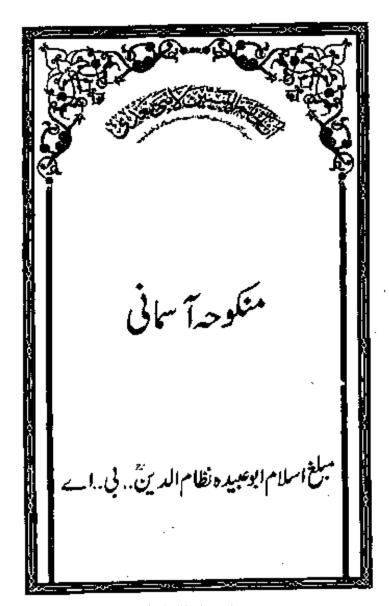
فون: 7780337 فیکس: 7780340

منکوحہ آسمانی

مبلغ اسلام ابوعبیدہ نظام الدینؒ.. بی..اے

تعارف و تمہید

ناظرین! اس سے پہلے بندہ نے تردید مرزائیت میں علاوہ اشتہارات کے دو کتابیں تالیف کی ہیں۔

۱۔ ایک کا نام "برق آسمانی بر فرق قادیانی" ہے اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی چھ صد کذب بیانیوں میں سے ۲۰۰ کی پہلی قسط شائع کی گئی ہے۔ فی جھوٹ سچ ثابت کرنے پر پانچ روپے نقد انعام کا اعلان بھی کیا گیا تھا۔

۲۔ دوسری کتاب کا نام "توضیح الکلام فی اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام" ہے۔ اس کتاب میں عجیب طرز سے حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت دیا گیا ہے۔ کتاب کا حجم ۳۵۸ صفحات کا ہے۔ اس کے جواب پر بھی ایک ہزار روپیہ کا انعام مقرر ہے۔ مگر قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کی طرف سے صدائے برنخاست کا سا معاملہ ہے۔ اب احباب کے اصرار پر مرزا قادیانی کے اپنے مقرر کردہ معیار یعنی "پیشگوئی محمدی بیگم" پر مکالمہ کی صورت میں یہ رسالہ تالیف کیا ہے۔ امید ہے کہ آپ نے اس سے پہلے اس طرز سے قادیانی پیشگوئی کا تجزیہ ہوتے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ماشاءاللہ اس پیش گوئی کا کوئی پہلو بھی بحث کے بغیر نہیں چھوڑا گیا۔

ابوعبیدہ۔ بی۔ اے

نوٹ: اس کتاب کو آسمانی دلہا کے نام سے دوبارہ کراچی سے فرزند توحید نے شائع کیا تھا۔ دراصل آسمانی منکوحہ اور آسمانی دلہا ایک ہی کتاب ہے۔ جو چکی ہے۔
(مرتب)

قادیانی پیشگوئی متعلقہ منکوحہ آسمانی

بصورت مکالمہ

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی میں نے سنا ہے کہ آپ نے مجدد مسیح موعود اور نبی وغیرہ ہونے کے دعویٰ کیے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی: ہاں صاحب! میں چند ایک دعاوی مشتے نمونہ از خروارے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ ان پر غور فرمائیے!

قول مرزا... ۱ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"

(اخبار بدر قادیان بابت ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

قول مرزا... ۲ "میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

قول مرزا... ۳ "یہ کلام جو میں سناتا ہوں۔ یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے۔ جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔" (تحفۃ الندوہ ص ۳ خزائن ج ۱۹ ص ۹۵)

قول مرزا... ۴ "منم مسیح زمان و منم کلیم خدا۔ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔"

(تریاق القلوب ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

ابوعبیدہ: جناب کیا آپ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کچھ دلائل بھی پیش کر سکتے ہیں؟

قول مرزا... ۵ "خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

ابوعبیدہ: جناب عالی۔ خدا اپنے مامور من اللہ کی صداقت ثابت کرنے کے لیے کس قسم کی دلیل دیا کرتا ہے؟ قرآن اور توریت سے دلیل بیان فرمائیے۔

قول مرزا... ۶ "قرآن کریم اور توریت نے سچے نبی کی شناخت کے لیے یہ...

علامت قرار دی ہے کہ اس کی پیشگوئیاں وقوع میں آ جائیں۔ یہ اس کی تصدیق کے لیے پیشگوئی ہو۔"
(نشان آسمانی ص ۳۳ خزائن ج ۴ ص ۳۹۳)

دلیل قرآنی: فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ (سورہ ابراہیم ۴۷) یعنی ایسا ہرگز گمان نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔

دلیل توریت: دیکھو کتاب استثناء باب ۱۸۔

ابوعبیدہ: جناب کی سچائی ہم کس طریق سے معلوم کریں؟ ممکن ہے کہ ایک مدعی اپنے دعاوی میں جھوٹا اور شیطانی ملہم ہو۔

<u>قول مرزا......۷</u> "بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہو سکتا۔"
(تبلیغ رسالت ص ۱۱۸ ج اول مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۹)

ابوعبیدہ: اگر جناب کی پیشگوئیاں پوری نہ ہوئی ہوں تو پھر جناب کے متعلق ہم کیا رائے قائم کریں؟

<u>قول مرزا......۸</u> "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔"
(تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۶۳)

ابوعبیدہ: جناب کی کون سی پیشگوئی ایسی ہے۔ جس پر جناب کو بہت فخر ہے اور جس کو جناب نے ڈنکے کی چوٹ اپنی صداقت ثابت کرنے کا معیار قرار دیا ہو۔

<u>قول مرزا......۹</u> "میں اس خبر (محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح والی پیشگوئی۔ ناقل) کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے۔ یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔"
(انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

<u>قول مرزا......۱۰</u> "میں بار بار دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی بیگم۔ ناقل) کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں۔ جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔"
(تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۸۶، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۵، ۱۱۶)

ابوعبیدہ: جناب عالی! کیا میں آپ سے دریافت کر سکتا ہوں کہ محمدی بیگم کون تھی؟

مرزا قادیانی! تمام دنیا جانتی ہے کہ محمدی بیگم میرے ماموں گاماں بیگ ہوشیار پوری کی پوتی یعنی مرزا احمد بیگ میرے ماموں زاد بھائی کی بیٹی تھی۔ میں اس کا غیر حقیقی ماموں اور چچا لگتا ہوں۔ (دیکھو قول نمبر ۳۵)

ابوعبیدہ: محمدی بیگم کے متعلق جناب نے کیا پیشگوئی کی تھی۔ ذرا الہامی زبان میں مفصل جواب سے سرفراز فرمایئے۔

قول مرزا......۱۱ ''خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی۔ ناقل) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے (مرزا قادیانی کے) نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے۔ اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ (کنواری) ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

ابوعبیدہ: جناب کیا یہ بالکل صحیح ہے کہ محمدی بیگم کا آپ کے نکاح میں آنا ضروری تھا۔

قول مرزا......۱۲ ماسٹر صاحب! ''ان دنوں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لیے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز (غلام احمد) کے نکاح میں لائے گا۔''

(تبلیغ رسالت قادیانی ج اوّل ص ۱۱۱۔۱۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! اگر کسی اور شخص نے محمدی بیگم سے نکاح کر لیا تو پھر آپ کی پیشگوئی کا حشر کیا ہوگا؟

قول مرزا......۱۳ ''اگر (احمد بیگ نے) نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔''

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۲۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! میں نے جناب سے یہ دریافت کیا ہے کہ اگر محمدی بیگم

کا نکاح احمد بیگ کسی اور جگہ کر دے تو آپ کے حق میں اس کا کیا اثر پڑے گا۔ کسی ذلت یا خواری کا ڈر تو نہیں؟

قول مرزا......۱۴ ملخصاً۔ محمدی بیگم کا بغیر میرے کسی دوسرے کے نکاح میں آنا دوسرے الفاظ میں مجھ پر "عیسائیوں کو ہنسانا ہے۔" "مجھے ذلیل و خوار کرنا ہے۔" "مجھے روسیاہ" کرنا ہے۔ "اپنی طرف سے مجھ پر تلوار چلانا" ہے۔ محمدی بیگم کا کسی دوسرے کے نکاح میں چلا جانا گویا "مجھے آگ میں ڈالنا ہے۔ میری "پیشگوئی کو جھوٹا کرنا" ہے۔ "عیسائیوں کا پلہ بھاری کرنا" ہے۔"

(خط مرزا غلام احمد از لدھیانہ بنام علی شیر بیگ مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۱ کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۵)

نوٹ مرزا علی شیر بیگ محمدی بیگم کا پھوپھا تھا۔ اس کی لڑکی عزت بی بی مرزا قادیانی کے بیٹے فضل احمد صاحب کے نکاح میں تھی۔ (ابوعبیدہ)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی آپ کی الہامی عمر ثمانین۔

(ازالہ اوہام ص ۶۳۵ خزائن ج ۳ ص ۴۴۳)

حولا او قریبا من ذالک یعنی کم و بیش ۸۰-۸۵ سال ہوگی۔ وفات جناب کی ہوئی تھی ۱۹۰۸ء میں۔ اس لحاظ سے جناب کی عمر اس پیشگوئی کے وقت یعنی قریباً ۱۸۹۰ء میں غالباً ۶۰ یا ۷۰ کے درمیان ہوگی۔ میں جناب سے دریافت کرتا ہوں کہ جب آپ کی عمر ۶۰ سے اوپر تھی تو محمدی بیگم کی عمر اس وقت کتنی تھی؟

قول مرزا......۱۵ "یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۱۸ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۰)

ابوعبیدہ: میرا سوال اب جناب سے یہ ہے کہ کیا واقع میں یہ پیشگوئی پوری ہونے کا آپ کو یقین تھا۔ اب جناب یا آپ کے بعد آپ کے مرید اس میں کوئی تاویل تو نہ کرسکیں گے؟

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب! میں اپنے قول نمبر ۹ و نمبر ۱۰ میں اس پیشگوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دے چکا ہوں۔ ایسی پیشگوئیوں کے بارہ میں میرا عقیدہ سنیے!

قول مرزا......۱۶ "جن پیشگوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ ایک خاص قسم کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت سے خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۴۴۰ خزائن ج ۳ ص ۳۰۹)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! محض اپنی تسلی کی خاطر پوچھتا ہوں کہ اس میں آپ کو کوئی غلطی کا امکان تو نہیں تھا؟

مرزا قادیانی! اس پیشگوئی کو میں اپنی نبوت و مسیحیت کے ثبوت میں پیش کر چکا ہوں اس کی پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی کا امکان نہیں کیونکہ

قول مرزا......۱۷ ”غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۹۱ خزائن ج ۳ ص ۲۴۳)

ابوعبیدہ۔ مرزا قادیانی! کون سی پیشگوئیوں میں تخلف ہو سکتا ہے یعنی کون سی ایسی پیشگوئیاں ہیں جو بظاہر پوری نہیں ہوتیں۔

قول مرزا......۱۸ ماسٹر صاحب! ”ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ تخویف اور انذار کی پیشگوئیاں جس قدر ہوتی ہیں جن کے ذریعہ سے ایک بیباک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں اور اگر وہ لوگ نزول عذاب سے پہلے توبہ و استغفار اور رجوع سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور چالاکیوں اور تکبروں کی اصلاح کر لیں تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کر لیں۔ یہی سنت اللہ ہے۔“
(تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۲ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۰)

ابوعبیدہ: جناب یہ پیشگوئی کہ محمدی بیگم آپ کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ عذاب کی پیشگوئی تو معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ایک نبی کے نکاح میں آ کر وہ ام المومنین بن جاتی۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا یہ پیش گوئی انذاری ہو سکتی ہے؟

مرزا قادیانی۔ ماسٹر صاحب! یہ تو رحمت کا ایک نشان ہے جیسا کہ میرے ذیل کے قول سے ظاہر ہے۔

قول مرزا......۱۹ ”یہ نکاح تمہارے (محمدی بیگم کے خاندان کے) لیے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور تم ان برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے۔“ (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

قول مرزا......۲۰ ”میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ (احمد بیگ والد محمدی بیگم) کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی

لڑکی کے لیے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔"

(خط مرزا قادیانی بنام احمد بیگ والد محمدی بیگم محررہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء کلمۂ فضل رحمانی ص ۱۲۳)

ابوعبیدہ: محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کے لیے یہ خدائی الہام آپ کو کب ہوا؟ اور کیوں ہوا یعنی اس نکاح کے ہو جانے پر کون سا شرعی فائدہ مرتب ہوتا تھا؟

مرزا قادیانی: اس نکاح کی اصلی غرض جو خدا کو اس کے مقدر کرنے میں مدنظر تھی وہ مندرجہ ذیل ہے۔

قول مرزا..... ۴۱ "یہ رشتہ محض بطور نشان کے ہے۔ تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو عجوبہ قدرت دکھلائے اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے۔"

(تبلیغ رسالت ج اوّل ص ۱۳۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۳)

قول مرزا..... ۴۲ "وہ (محمدی بیگم کے رشتہ دار) اپنی لڑکی کا اس کے کسی غیر حقیقی ماموں سے نکاح کرنا حرام قطعی سمجھتے ہیں سو خدا تعالیٰ نے نشان بھی جس میں ایسا دیا۔ جس سے ان کے دین کے ساتھ بھی اصلاح ہو اور بدعت اور خلاف شرع رسم کی بیخ کنی ہو جائے تا آئندہ اس قوم کے لیے ایسے رشتوں کے بارہ میں کچھ تنگی اور حرج نہ ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل ص ۱۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۹ حاشیہ)

قول مرزا..... ۴۳ "مدت سے یہ لوگ (محمدی بیگم کے رشتہ دار) مجھ سے (میرے سچا ہونے کے ثبوت میں) کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لیے دعا بھی کی گئی۔ سو وہ دعا قبول ہوئی۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

قول مرزا..... ۴۴ "ایک مدت سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں۔ کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے انہیں کی بھلائی کے لیے انہیں کے تقاضے سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج اوّل ص ۱۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۱)

ابوعبیدہ: جناب عالی! کیا آپ مہربانی کر کے فرمائیں گے کہ آپ کے طلب رشتہ کے جواب میں محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے آپ کو کیا کہا۔

مرزا قادیانی: کیا پوچھتے ہو۔ قصہ بڑا لمبا ہے۔ خیر سنیے! نکاح کی درخواست پر

مرزا احمد بیگ۔

قول مرزا...... ۲۵ "تیوری چڑھا کر چلا گیا" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ابوعبیدہ: جناب عالی! اس واقعہ کی تفصیل سے مطلع فرمائیے تاکہ میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکوں۔

قول مرزا...... ۲۶ "ہم بردہ (مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم) کی ایک ہمشیرہ ہمارے چچا زاد بھائی غلام حسین نامی سے بیاہی گئی۔ غلام حسین عرصہ ۲۵ سال سے مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے۔ مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کروائی گئی تھی۔ اب مرزا احمد بیگ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے کی ہے۔ اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ وہ ہبہ نامہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے لکھا گیا چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر میری رضا مندی کے بے کار تھا۔ اس لیے مکتوب علیہ نے بہ تمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تاکہ ہم راضی ہو کر ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔"

(تبلیغ رسالت ج اول ص ۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۷)

ابوعبیدہ: جناب تو ایک روشن آدمی ہیں۔ جناب نے بلاتامل دستخط کر دیے ہوں گے۔

قول مرزا...... ۲۷ "قریب تھا کہ ہم دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیے...... استخارہ کیا گیا...... اس قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لیے سلسلہ جنبانی کرو اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا" (یعنی اپنی بیٹی محمدی بیگم جس کی عمر ۹ سال ہے میرے نکاح میں دو گے تو میں ہبہ نامہ پر دستخط کروں گا۔ ناقل) (تبلیغ رسالت ج اول ص ۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

ابوعبیدہ: توبہ! جناب نے بڑا غضب کیا۔ مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ آپ کے پاس سے وہ تیوری چڑھا کر کیوں چلا گیا؟ آخر وہ بھی تو مغل تھا۔ مثل کو کونیں میں تصحیح کرنے کا مصداق کیوں بنتا۔ واقعی کوئی غیرت مند انسان اپنی گوشہ جگر کو کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

اچھا تو فرمائیے مرزا احمد بیگ اور ان کے خاندان کی دینداری کے متعلق

جناب کی کیا رائے ہے؟

مرزا قادیانی! ماسٹر صاحب! آپ جانتے ہیں ہم روزانہ نماز میں خدا سے عہد کرتے ہیں۔ ونخلع و نترک من یفجرک۔ ہم بے دینوں سے دوستی اور مودت کا مظاہرہ کیسے کر سکتے ہیں۔ مرزا احمد بیگ اور ان کے خاندان کے ساتھ ہمارے تعلقات اور عقیدت میرے مندرجہ ذیل مکتوبات سے ظاہر و باہر ہے۔

قول مرزا.....۲۸ (۱) ''مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص ہمدردی جو آپ کی نسبت میرے دل میں ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے ۔۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ (محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح کر دینے) سے انحراف نہ فرمائیں۔۔۔ آپ کے سب غم دور ہوں ۔۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام۔

(خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۳۔۱۲۵)

۲۔۔ خط مرزا قادیانی بنام مرزا علی شیر بیگ جو محمدی بیگم کے پھوپھا تھے۔

''مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح کا فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔''

(راقم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۵)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! محمدی بیگم کے بزرگ تو بہت ہی پکے مسلمان نظر آتے ہیں۔ ضروری تھا کہ وہ آپ جیسے بزرگ بلکہ نبی کو محمدی بیگم کا رشتہ بڑی خوشی سے دے دیتے کیونکہ آپ سے بڑھ کر انہیں اور کون خدمت گزار مل سکتا تھا۔ پھر آپ نے اور بھی لالچ وغیرہ دیا۔ صرف ۴۔۵ ہزار روپے کی زمین ہی دے کر محمدی بیگم کا رشتہ لیتے تھے؟

قول مرزا.....۲۹ بصورت الہام۔''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی۔۔۔ کہ احمد بیگ کو کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے ... (تو ان کو) کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہشمند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے اگر تم

مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۲ خزائن ج ۵ ص ایضاً ۵۷۲)

قول مرزا......۳۰ "اے عزیز (احمد بیگ) سنیے! آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات کو لغو سمجھتے ہیں اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا آپ انشاء اللہ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ عہد استوار کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ اگر آپ نے میرے خاندان کے خلاف مرضی میری بات کو مان لیا۔ (یعنی محمدی بیگم مجھے دے دی) تو میں اپنی زمین اور باغ میں آپ کو حصہ دوں گا۔ اگر آپ نے میرا قول اور میرا بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی اور احسان اور میرے ساتھ نیکی ہوگی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔۔۔ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی (محمدی بیگم) کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں جو کچھ مانگیں گے آپ کو دوں گا۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھیے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی طرف سے ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳-۵۷۴ خزائن ج ۵ ص ۵۷۳-۵۷۴ مصنف مرزا قادیانی)

ابو عبیدہ: جناب یہ سلوک تو صرف آپ کی طرف سے محمدی بیگم کے باپ کے ساتھ تھا جسے آپ کا خسر بننا تھا یا محمدی بیگم کے ساتھ تھا۔ جو آپ کی بیوی بننی تھی رشتہ لینے کے لیے تو دیگر متعلقین کی بھی چاپلوسی اور خدمت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً محمدی بیگم کے پھوپھا یا اس کی پھوپھی زاد ہمشیرہ عزت بی بی کے ساتھ کسی اچھے سلوک کا وعدہ کیا ہوتا۔ شاید اس طرح سے یہ لوگ مرزا احمد بیگ کو سمجھا لیتے۔

مرزا قادیانی! ماسٹر صاحب! کیا پوچھتے ہو۔ میرا قول ۳۱ دیکھو۔ محمدی بیگم کی خاطر اس کے پھوپھا کی کتنی چاپلوسی کی ہے۔ پھر میں نے اس شخص کو مندرجہ ذیل عہد استوار بھی لکھا۔

قول مرزا......۳۱ "اگر آپ میرے لیے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے (یعنی محمدی بیگم کا نکاح صوبیدار میجر سلطان محمد آف پٹی سے رکوا کر میرے ساتھ کرا دو گے۔ ناقل) تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد (جو مکتوب الیہ کا داماد تھا۔ ناقل) کو جو اب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی (عزت بی بی جو محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن تھی) کی آبادی کے لیے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔"

(خط مرزا قادیانی بنام مرزا علی شیر بیگ از لدھیانہ اقبال گنج مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء از کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۶)

ابوعبیدہ: ایسے موقعہ پر آپ کو مناسب تھا کہ محمدی بیگم کی پھوپھی کو خود بھی ایک عاجزانہ خط لکھتے اور عزت بی بی سے بھی خط لکھواتے۔ اس سے اور بھی اچھا اثر پڑتا۔ کچھ قدرے دھمکی بھی دی ہوتی۔ مثلاً کسی کی موت کی پیشگوئی فرما دیتے۔ عزت بی بی کو طلاق اور جدائی کا ڈراوا دیتے۔ یہ باتیں ضعیف الاعتقاد لوگوں کو جلد قابو میں لے آتی ہیں۔

مرزا قادیانی! ماسٹر صاحب! یہ سب کچھ کیا۔ جیسا کہ میرے مندرجہ ذیل مکتوبات سے ظاہر ہے۔ مگر وہ بہت ہی پکے عقیدہ کے آدمی نکلے اور مجھے میرے الہامی دعویٰ میں ہمیشہ جھوٹا ہی سمجھتے رہے۔ سنئے میری دھمکیاں۔

قول مرزا.....۳۲ ''محمدی بیگم کو دھمکی'' اگر (احمد بیگ نے) اس نکاح (محمدی بیگم کو مرزا قادیانی کے ساتھ بیاہ دینے) سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔''

۲.....محمدی بیگم کے والد کو دھمکی ''والد اس دختر کا تین سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔''

۳.....محمدی بیگم کے خاوند بننے والے کو دھمکی۔ ''جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا۔'' (تبلیغ رسالت جلد اوّل ص ۱۱۸، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸ و آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ابوعبیدہ: جناب! اتنا کافی نہ تھا۔ مناسب تھا کہ جناب اشتہارات اور پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ محمدی بیگم کے ہونے والے خاوند صوبیدار میجر سلطان محمد آف پٹی کو خط لکھ کر ڈراتے اور دوسرے لوگوں سے بھی لکھواتے۔

مرزا قادیانی! صاحب کیا پوچھتے ہو۔ اس کو بھی اشتہار بھیجے تھے۔ خط پر خط بھی لکھے تھے مگر

قول مرزا.....۳۳ ''اس نے تخویف (دھمکی۔ ناقل) کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی۔۔۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزا میں شریک ہوئے۔''

(تبلیغ رسالت ج سوم ص ۱۹۶ حاشیہ دوم، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵ حاشیہ)

ابوعبیدہ: حضرت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے طمع اور لالچ دینے کی انہوں نے اس واسطے پرواہ نہ کی کہ آپ نے ساری مروت کو محمدی بیگم کے بیاہ سے مشروط قرار دیا اور وہ لوگ بیں جس قسمی ہونے والے نبی بننے سے نفرت کرتے تھے۔ آپ نے غلطی کی۔ آپ ان سے غیر مشروط نیکی کرتے تو آخر وہ آپ کے عزیز تھے۔ ضرور بعد میں

محمدی بیگم آپ کو دے دیتے۔ آخرا سے کہیں نہ کہیں تو دینا ہی تھا۔ آپ کو دینے میں کون سی قباحت تھی۔ باقی رہا دھمکی اور تخویف والی بات کہ اس سے بھی وہ متاثر نہ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام پر بڑے پکے قائم تھے۔ تقدیر پر ان کا ایمان تھا۔ موت کا اپنے وقت پر آنا ان کے نزدیک ناگزیر تھا۔ وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ خیر فرمائیے کہ خدائی الہام کی رو سے تو آپ کے ساتھ رشتہ ہونا ضروری تھا۔ مگر وہ باوجود آپ کے بلند بانگ دعوی کے سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ اب پیشگوئی کیسے پوری ہوگی؟ آپ نے فرمایا تھا کہ آخرکار خدا ہر ایک روک کو دور کر کے محمدی بیگم کو میری طرف واپس لائے گا۔

مرزا قادیانی! ماسٹر صاحب! ذرا وسعت نظر سے کام لیجئے۔ میرا صاف صاف اعلان ہے کہ

قول مرزا..... ۳۴ ''وہ جو (محمدی سے) نکاح کرے گا۔ روز نکاح سے ۲/۱ ۲ سال کے عرصہ میں فوت ہو جائے گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔''

(تبلیغ رسالت ج اوّل ص ۹۱ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۳ حاشیہ)

صاحب! اس صورت میں تو جن لوگوں نے اس کے نکاح اوّل کی سعی کی۔ مثلاً احمد بیگ اور اس کے اقارب آپ کی بیوی۔ آپ کے بیٹے (سلطان احمد، فضل احمد) مستحق سزا تھے۔ آپ نے ان کو عذاب کا مستحق قرار دیا۔ بیوی کو طلاق دے دی۔ (ابوعبیدہ)

قول مرزا.... ۳۵ ''وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ (محمدی بیگم) بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے گی۔ سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا۔ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں .. یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا اس کو پھر تیری طرف لائے گا۔ جاننا چاہیے کہ رد کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جائے اور پھر واپس لائی جائے۔ پس چونکہ محمدی بیگم ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی۔ یعنی میری چچازاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی۔ یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں رد کے معنی اس پر مطابق آ گئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔''

(الحکم قادیانی اخبار ۳۰ جون ۱۹۰۵ء)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! یہ باتیں میری سمجھ میں تو آتی نہیں۔ کیا واقعی اس کا بیوہ ہونا پھر آپ کے نکاح میں آنا مقدر تھا؟

مرزا قادیانی صاحب: آپ پہلے بھی میرے بہت سے اقوال اس کے متعلق ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اگر مزید اطمینان چاہیے تو اور لیجئے!

قول مرزا......۳۶ ''خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی) کو ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا۔''
(تبلیغ رسالت ج اول ص ۱۲۶، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

قول مرزا......۳۷ ''خدا تعالیٰ ان سب تدارک کے لیے جو اس کام (محمدی کے نکاح با مرزا) کو روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔''
(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

قول مرزا بصورت الہام......۳۸ (اے مرزا تو ان پوچھنے والوں کو) ''کہہ دے کہ مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ (محمدی کے ساتھ میرے نکاح ہونے کی پیشگوئی) سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔'' (تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۸۵)

قول مرزا بصورت الہام......۳۹ اے مرزا ''ہم نے خود اس (محمدی بیگم) سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔''
(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۸۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۰۱)

ابوعبیدہ: جناب من! میرا تو خیال ہے کہ یہ پیشگوئی انذاری پیشگوئیوں کی طرح غالباً تقدیر معلق ہوگی۔

مرزا قادیانی: نہیں صاحب! مذکورہ بالا الہامات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ انذاری پیشگوئی نہیں ہے۔ الہام کی رو سے تو میرا دعویٰ ہے کہ

قول مرزا...... ۴۰ ''کہ نفس پیشگوئی یعنی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لیے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہ ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔ ۔ ۔ خدا نے فرمایا ہے کہ میں اس عورت

قول مرزا..... ۴۲ "اس عاجز کو ایک دفعہ سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت میں قریب الموت مجھے الہام ہوا یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے تو کیوں شک کرتا ہے... تو ضمیمہ مت ہو۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸ خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

ابوعبیدہ: پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ محمدی بیگم نے ضرور آپ کے نکاح میں آنا تھا مگر ادھر جب تک سلطان محمد اس کا خاوند اس کو طلاق نہ دے یا خود فوت نہ ہو جائے محمدی بیگم آپ کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اب کیا سوچ رہے ہیں؟

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب مجھے الہام ہوا تھا کہ خدا نے فرمایا۔

قول مرزا بصورت الہام..... ۴۳ "زوجنٰکہا یعنی ہم نے خود (خدا نے) خود اس (محمدی) سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۰۱)

ابوعبیدہ: اچھا صاحب! نکاح کے بارہ میں پھر بحث کریں گے۔ آیئے دیکھیں اس نکاح کی پیشگوئی کی لپیٹ میں کون کون معصوم آدمی مارے گئے۔ کہتے ہیں کہ مطابق مثل "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" یا مطابق مثل "کرے ڈاڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا" اور بہت سے بیگناہ اس سلسلہ میں تباہ و برباد ہو گئے۔ مثلاً سنا ہے کہ آپ نے اسی پیشگوئی کے سلسلہ میں اپنی ایک باوفا بیوی کو طلاق دے دی اور دو لائق و شریف لڑکوں کو عاق کر دیا اور عزت بی بی (محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن) کو طلاق دلوا دی۔ کیا یہ سب باتیں سچ ہیں؟

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب سنئے! اس سلسلہ میں جو کچھ میں نے کیا وہ مندرجہ ذیل ہے۔ باقی سب غلط۔

قول مرزا..... ۴۴ "میرا بیٹا سلطان احمد نام جو لاہور میں نائب تحصیلدار ہے... وہ بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی (محمدی بیگم) کا کسی سے نکاح کر دیا

جائے۔ ..." چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جاؤ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا ... لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے ... اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے۔ اس کو رد نہ کر دیا (اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خود پیشگوئی کے پورا ہونے کی مخالفت کر رہے تھے۔ پیشگوئی میں تو محمدی کا بیوہ ہونا ضروری تھا اور بیوہ ہو کر آپ کے نکاح میں آنے کے واسطے نکاح اول ضروری تھا۔ (دیکھو قول مرزا نمبر ۳۶) مجھے اس معمہ کی سمجھ نہیں آئی۔ ابوعبیدہ) بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد (میرا بیٹا) عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو (محمدی بیگم کے) نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں ہوگا ۔ اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام ... اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔" (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۹، ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹ تا ۲۲۱)

ابوعبیدہ: جناب والا محمدی بیگم کے نکاح سے پہلے آپ کے نکاح میں کتنی بیویاں تھیں؟

قول مرزا... ۳۵ "میری کل تین بیویاں پیدا ہوئی تھیں۔ جن کے متعلق میرے الہامات ذیل شاہد عدل ہیں۔ "یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے ہیں۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ (اس بیوی کو باوجود مبشرہ بالجنۃ ہونے کے مرزا قادیانی نے بعد میں محمدی بیگم کے نکاح کی زد میں لا کر طلاق دے دی تھی۔ ناقل) پھر دوسری زوجہ کے وقت میں (خدا نے میرا نام) مریم رکھا۔ ... اور تیسری زوجہ (محمدی بیگم ہے۔ ناقل) جس کا انتظار ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی آپ کے اس الہام کی رو سے تو پہلی بیوی قطعاً دین دار

اور بجی معلوم ہوتی ہے۔ مگر آپ نے اس الہام الٰہی کے خلاف اس کو دشمن دین سمجھ کر طلاق دے دی۔ میں اس معمہ کو حل نہیں کر سکا۔ جمع بین النقیضین معلوم ہوتی ہے۔

قدم بر سر مطلب۔ میرا خیال ہے کہ شاید آپ کو محمدی بیگم کی پیشگوئی میں غلطی لگ رہی ہے۔ جب خدا نے اس کا نکاح سلطان محمد کے ساتھ کر دیا تو اب آپ کیا امید رکھتے ہیں؟

مرزا قادیانی: صاحب! مجھے بھی الہام ہوا الہام کے ذریعہ خدا نے بتایا ہے کہ وہ بیوہ ہو کر میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ دیکھو میرا الہام ذیل اور اس کی بحث۔

قول مرزا... ۳۶ ''(الہام) بکرٌ وثیبٌ یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر (کنواری) سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں'' (اس بیوہ سے مراد محمدی بیگم کے سوا اور کون ہو سکتی ہے۔ ناقل) (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۳ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۸)

ابوعبیدہ: جناب! کہتے ہیں کہ ایسے مشکل کاموں میں متعلقین کو انعام و اکرام دینے سے بہت دفعہ کام نکل جاتا ہے۔ آپ نے اگر محمدی بیگم کے ماموں مرزا امام الدین صاحب کو کچھ انعام دیا ہوتا تو وہ ضرور آپ کا کام کرا دیتے کیونکہ وہ بہت بااثر آدمی تھا۔ (مرزا امام دین۔ مرزا قادیانی کا چچا زاد بھائی تھا)

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب! اس کا جواب میرے مرید میاں عبداللہ سنوری اور میرے صاحب زادے مرزا بشیر احمد کی زبانی سنیے!

قول میاں عبداللہ سنوری ''ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ابھی زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں۔ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا خواہاں بھی تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لیے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۹۲-۱۹۳ روایت نمبر ۱۸۰)

قول مرزا بشیر احمد ولد مرزا قادیانی ''یہ شخص (مرزا امام الدین ماموں محمدی بیگم) اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے صرف کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے

کا موجب ہوئے۔ (صاحب! اس طرح تو وہ پیشگوئی کو پورا کر رہا تھا۔ یعنی اس کی بیوی کا سامان مہیا کر رہا تھا۔ محمدی کا پہلے کہیں نکاح ہوتا تو وہ بیوہ ہو کر آپ کے والد کے نکاح میں آتی نا۔ یہی وہ تو اچھا کر رہا تھا۔ نہ کہ بدنیت کہلانے کا مستحق تھا۔ ابوعبیدہ) مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں (باوجود کوشش کے ہمیں وہ احتیاطیں معلوم نہیں ہو سکیں۔ افسوس۔ ابوعبیدہ) ملحوظ رکھی ہوئی تھیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۹۳-۱۹۲ روایت نمبر ۱۷۹)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! آپ نے غلطی کی۔ ایسے موقعہ پر جب کہ عزت اور بےعزتی بلکہ صداقت اور بطالت کا سوال درپیش ہو۔ آپ نے بے جا کنجوسی کی۔ روپے کو ایسے موقع پر پانی کی طرح بہا دینا چاہیے تھا۔ غالباً آپ کی بے جا کفایت شعاری نے کام خراب کر دیا تھا۔ چونکہ آپ نے ابھی تک دامن امید کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا کیا آپ نے ۱۹۰۱ء میں اس عورت کے متعلق عدالت میں کوئی حلفی بیان دیا تھا؟

مرزا قادیانی: ہاں صاحب! مندرجہ ذیل بیان میں نے عدالت میں حلفی دیا تھا اور ہمارے اخبار الحکم قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء میں شائع بھی ہو گیا تھا۔

قول مرزا......۳۷ "یہ سچ ہے کہ محمدی بیگم میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے اور وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔ (پھر آپ نے پیشگوئی کے اس جزو کی مخالفت کیوں کی یعنی سلطان محمد کے ساتھ نکاح کرانے والوں کو عذاب کا مستحق قرار دیا۔ بیوی کو چھوڑ دیا۔ بیٹا عاق کر دیا۔ ابوعبیدہ) ..... عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔" (یہ تو ٹل گئیں۔ آپ کے نکاح کو خدا نے فسخ کر دیا۔ دیکھو قول نمبر ۵۵ ابوعبیدہ) (منظور الٰہی ص ۲۴۵)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی اس پیشگوئی کی عظمت تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہ تقدیر مبرم ہے تاہم اس کے متعلق آپ نے کوئی دعا کی ہو تو وہ بھی فرما دیجئے!

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب! یہ دعا ضرور کرتا رہا ہوں۔

قول مرزا......۳۸ "میں دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر...... احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا تیری طرف سے ہے تو اس کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے

اور اگر اے خداوند ایسی پیشگوئی تیری طرف سے نہیں ہے تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں۔ جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۸۶، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۶)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! آپ تو بڑے معصوم ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا سلطان محمد آف پٹی نے آپ کی موجودگی میں ضرور ہلاک ہو جانا تھا اور اس طرح آپ کے نکاح کے لیے محمدی بیگم کو بیوہ کر دینا تھا مگر میرا خیال ہے کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ ابھی تک دندناتا پھرتا ہے۔ اس کا آپ سے پہلے مرنا طبعاً قرین قیاس نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے اور اگر وہ آپ سے پہلے نہ مرا تو پھر تو کوئی جواب اور تاویل نہ چل سکے گی۔

مرزا قادیانی! واقعی ٹھیک ہے۔ سنیے:

قول مرزا...... ۴۹ "میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی (موت کی) تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی۔ (یعنی سلطان محمد میری زندگی میں فوت نہیں ہوگا اور محمدی بیگم میرے نکاح میں نہیں آئے گی۔ ناقل) اور میری موت آ جائے گی۔" (انجام آتھم ص ۳۱ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱ حاشیہ)

قول مرزا...... ۵۰ "یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی (یعنی مرزا سلطان محمد آف پٹی نہ مرا اور میرے لیے محمدی کو بیوہ نہ کر گیا۔ ناقل) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

ابوعبیدہ: جناب عالی! آپ کی پیشگوئی کے مطابق احمد بیگ کے داماد صوبیدار میجر سلطان محمد آف پٹی نے ۱۸۹۵ء میں فوت ہو جانا تھا مگر وقت مقررہ پر کیوں نہیں مرا؟

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب! مرزا سلطان محمد آف پٹی کی پیشگوئی تو اتنا ڈر گیا۔

قول مرزا...... ۵۱ "وہ اپنے خسر کی موت کے بعد بہت ڈر گیا کہ قریب تھا کہ وہ اس حادثہ کے معلوم ہونے پر مر جاتا اور اس کو اپنی جان کا فکر لگ گیا اور محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہو جانے کو وہ ایک آسمانی آفت (اس آفت کے دور کرنے کا آسان علاج تھا۔ محمدی بیگم کو طلاق دے کر آپ کے حوالے کر دیتا اور عیش کرتا رہتا۔ ٹھیک ہے نا

صاحب! ابوعبیدہ) بھجنے لگ گیا۔" (انجام آتھم ص ۲۲۱-۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اس واسطے اس کی موت میں تاخیر واقع ہو گئی۔

ابوعبیدہ: جناب کی پیشگوئی بابت موت سلطان محمد خاوند محمدی بیگم وقتی انذاری تھی۔ جس کا مختص یہ ہے کہ جو شخص محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کرے گا۔ وہ اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا۔ ٹھیک ہے نا مرزا قادیانی! کیونکہ آپ نے اپنے قول نمبر ۳۲ میں بھی فرمایا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا خاوند پیشگوئی کی زد میں صرف محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کر لینے کی وجہ سے آیا تھا ورنہ نکاح پہلے تو آپ کو سلطان محمد آف پٹی سے غالباً کوئی جان پہچان بھی نہ تھی۔ سلطان محمد کا جرم صرف یہی تھا کہ اس نے ایک ایسی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ جس کے ساتھ خدا نے آپ کا نکاح آسمان پر باندھا ہوا تھا اور آپ کے قول کے مطابق چونکہ محمدی بیگم کا آپ کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم تھا۔ اس واسطے اس کے خاوند کا مرنا بھی تقدیر مبرم ہونا چاہیے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

مرزا قادیانی! ہاں صاحب بالکل ٹھیک ہے۔ میرے مذکورہ بالا اقوال اس پر شاہد عادل کا حکم رکھتے ہیں۔

ابوعبیدہ: صاحب! میری عرض یہ ہے کہ سلطان محمد کی موت میں تاخیر از روئے پیشگوئی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اس کا جرم تھا۔ آپ کی آسمانی بیوی کے ساتھ نکاح کر لینا۔ اس کی سزا موت کی صورت میں مقدر ہو چکی تھی۔ سلیس اردو میں یوں سمجھیں کہ اگر سلطان محمد سے محمدی کے ساتھ نکاح کرنے کا جرم سرزد ہوا۔ تو وہ ۲ سے ۲ سال کے اندر اندر مر جائے گا۔ اس نے موت کی پرواہ نہ کی اور نکاح کر لیا۔ اب پیشگوئی کے مطابق اسے ضرور ۲ سے ۲ سال کے اندر مرنا چاہیے تھا۔

مرزا قادیانی! (خاموش ہو گئے)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی مدت کے سوال کو جانے دیجئے اور سلطان محمد کا اپنی موت سے بے پرواہ ہو کر محمدی کے ساتھ نکاح کر لینا بھی تسلیم نہ کیجئے۔ ہم آپ کا یہ عذر بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ سلطان محمد بعد میں موت سے ڈر گیا۔ لہٰذا نہ مرا۔ اب اگر وہ ساری عمر موت سے ڈرتا رہا۔ تو پھر تو آپ کے اصول سے ہمیشہ موت کا شکار ہونے سے بچا رہے گا اور اس طرح انذاری پیشگوئی کی اس خاصیت سے وہ فائدہ اٹھاتا رہا۔ تا آنکہ جناب اس دنیا سے تشریف لے جائیں۔ اس صورت میں محمدی بیگم کا نکاح جناب سے کیسے ہو سکے گا؟ میرے خیال میں آپ میری اس دلیل کو اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب! میرا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ اب سلطان محمد آپ کی میری زندگی میں نہیں مرے گا۔ ذرا میرے الہامات سابقہ کا پھر مطالعہ کیجئے۔ بالخصوص فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ۔ اگر سلطان محمد میری زندگی میں نہ مرے تو ان الہام میں یردھا کے الفاظ بالکل بے معنی ٹھہرتے ہیں۔ باقی رہا سلطان محمد کا ہمیشہ ڈر کر اپنی جان بچاتے رہنا۔ سو یہ ممکن ہے۔ سنئے!

قول مرزا: ۵۲ "متعلق میرے رشتہ دار بالخصوص سلطان محمد وغیرہ۔ دوبارہ فساد کریں گے اور خبیث ارادہ میں ترقی کریں گے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ اس مقدر امر کو نازل کرے گا۔ کوئی آدمی اس کی قضا کو رد نہیں کر سکتا ... اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ پھر بیہودگیوں کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے دل سخت ہو گئے ہیں... اور خوف کے دنوں کو پھر بھلا دیا ہے اور ظلم اور تکذیب کی طرف پھر عود کر رہے ہیں۔ پس عنقریب خدا کا امر ان پر نازل ہو کر رہے گا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۲۔۳۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

قول مرزا: ۵۳ "میں نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ یہ امر کہ جلد سلطان محمد مر جائے گا۔ (یعنی سلطان محمد کے ڈرنے اور پھر موت سے بچ جانے پر یہ معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔ ناقل) اور یہ ایک نتیجہ تھا جو کلاہر ہوئے اور محمدی بیگم اور اس کے خاوند کی پیشگوئی جس پر ختم ہو گئی تھا۔ اصل پیشگوئی اپنے حال پر قائم ہے وہ کوئی آدمی کسی حیلہ سے اسے رد کر نہیں سکتا اور یہ پیشگوئی خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم ہے اور عنقریب وہ وقت آئے گا۔ مجھے قسم ہے خدا کی کہ محمدی بیگم کے خاوند کے مرنے اور اس کے بعد محمدی بیگم کے میرے نکاح میں آنے کی پیشگوئی سچا ہے۔ عنقریب تم دیکھو لو گے۔ میں اس پیشگوئی کو اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور میں نے جو کچھ کہا الہام اور وحی سے معلوم کر کے کہا ہے۔"

(انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

ابوعبیدہ: مرزا قادیانی! ماشاء اللہ آپ کو تو اپنے الہام اور وحی پر پورا پورا اعتماد بلکہ ایمان ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ واقعات کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیا اچھا ہوتا۔ اگر محمدی بیگم کی پیشگوئی اس بیوگی کو بیوہ کر کے آپ کے نکاح میں لانے کی بجائے کنواری حالت میں ہی آپ کے ساتھ نکاح ہو جانے تک محدود رہتی۔ نہ سلطان محمد درمیان میں آتا نہ اس کی موت کا سوال پیدا ہوتا۔

مرزا قادیانی: ماسٹر صاحب! میرا خدا بڑا قادر مطلق اور حکیم ہے۔ سنیے اصل حقیقت۔

قول مرزا.....۵۴ "خدا تعالیٰ نے لفظ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ میں احمد بیگ کی بیٹی کو تمام رکاوٹیں دور کر کے واپس لاؤں گا اصل مقصود اس پیشگوئی کا محمدی بیگم کے خاوند کو ہلاک کرنا ہے اور باقی رہا محمدی بیگم کا اس قدر زبردست رکاوٹ کو دور کر کے میرے نکاح میں لانا۔ یہ پیشگوئی کی عظمت کو بڑھانے کے واسطے ہے۔"
(انجام آتھم ص ۲۱۷ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

ابوعبیدہ: جناب والا۔ اب ۱۹۰۷ء میں تو جناب کی عمر حسب الہام ثمانین حولا او قریبا من ذالک کم و بیش ۸۰۔۸۵ سال ہونے والی ہوگی۔ سنا ہے کہ وہ لڑکی (محمدی بیگم) اس وقت تک ایک درجن تک اولاد نرینہ بھی پیدا کر چکی ہے۔ اس کے خاوند کا یہ حال ہے کہ اس کی صحت ابھی تک بہت ہی عمدہ ہے۔ بظاہر تو مرتا نظر نہیں آتا۔ ابھی پورے زور پر ہے اور ادھر آپ کا یہ حال ہے کہ عمر ۸۰۔۸۵ کے لگ بھگ ہونے کو جاتی ہے۔ ذیابیطس، دوران سر، بدہضمی اور مراق وغیرہ امراض نے جسم کو ویسے بے حد کمزور کر دیا ہے۔ اب یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوگی۔ آپ کی پیشگوئی کی رو سے تو وہ عظیم الشان لڑکا جس کی شان آپ نے ازالہ اوہام میں یہ لکھی ہے۔ "کان اللّٰہ نزل من السماء" یعنی گویا کہ خود خدا ہی آسمان سے نازل ہو گیا۔ خیر جو آپ کی مسیحیت کی نشانی بننے والا تھا۔ آپ کے قول کے مطابق محمدی کے بطن سے پیدا ہونا تھا پیشگوئی کے اس حصہ کا کیا جواب ہوگا؟ اب تو حالت یاس تک پہنچ چکی ہے۔ قصہ ختم کرنا چاہیے۔ شاید آسمان پر محمدی کے ساتھ آپ کا نکاح پڑھا جانا قوت متخیلہ کا نتیجہ ہو۔ آپ نے اجتہاد سے تخیل کا نام الہام رکھ لیا ہو۔ اس میں آپ معذور بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ اجتہادی غلطی تو آپ سے ہو سکتی ہے۔

قول مرزا... ۵۵ "یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لیے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

ابوعبیدہ: خوب! آپ کے ان چند فقرات نے تو آپ کے دعویٰ کی حقیقت کو

سوال......۳ اگر مان لیا جائے کہ انھوں نے توبہ کی اور عذاب میں تاخیر ہوگئی مگر خود آپ قول نمبر ۲۵ میں اعلان کر رہے ہیں کہ وہ پھر توبہ توڑ چکے ہیں اور عنقریب عذاب کا شکار ہوں گے۔ پس جب وہ توبہ توڑ چکے ہیں تو پیش گوئی کا پورا ہونا ضروری تھا۔ اب تو یہ عذر بھی نہ رہا کہ وہ توبہ کر رہے ہیں۔

سوال......۴ ان کا گناہ تو محمدی بیگم کا آپ سے چھین لینا تھا۔ جب انھوں نے محمدی بیگم کو آپ کے نکاح میں نہ دیا تو توبہ کہاں ہوئی۔ پس جب توبہ ہی ثابت نہیں تو عذاب کیوں نہ آیا؟

سوال......۵ شرط توبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرتے تو پھر محمدی بیگم ضرور آپ کے نکاح میں آجاتی۔ چونکہ انھوں نے توبہ کر لی۔ اس واسطے ان کی توبہ کی وجہ سے محمدی بیگم آپ کے نکاح میں آنے سے بچ گئی۔ پس صاف ثابت ہوا کہ توبہ نہ کرنے کی صورت میں ان پر بلا نازل ہو جاتی۔ گویا محمدی بیگم کا آپ کے نکاح میں آنا محمدی بیگم کے لیے ایک ذلت والا عذاب تھا جو ان کی توبہ سے ٹل گیا۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک "نبی" کے نکاح میں آنا تو رحمت ہوتا ہے۔ عذاب کیوں کر ہو گیا۔ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ ان کی توبہ اس طرح تھی کہ وہ محمدی آپ کو دے دیتے۔ پھر وہ عذاب سے بچ جاتے۔ مگر آپ اس کے خلاف نادانستہ طور پر خود اپنی توہین کر رہے ہیں کہ ان کی توبہ سے محمدی آپ سے بچ گئی۔ اگر یہ صحیح ہے تو واقعی پھر محمدی اور اس کے اقرب قابل تحریک ہیں کہ وہ آپ کے نکاح میں آنے کے عذاب سے بچ گئی۔

سوال......۶ آپ اپنے قول نمبر ۲۰ میں فرما رہے ہیں کہ یہ نکاح محمدی بیگم اور اس کے اقارب کے لیے ایک رحمت کا نشان ہوگا مگر قول نمبر ۵۵ میں محمدی بیگم کا آپ سے بچ نکلنا باعث رحمت قرار دیا جا رہا ہے جس کی وجہ ان کی توبہ تھی۔ پس آپ کا کون سا قول سچا سمجھا جائے۔

سوال......۷ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ خود خدا نے آپ کا نکاح آسمان پر محمدی بیگم کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ یہ بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ پھر سلطان محمد نے اس کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا سلطان محمد کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ جائز تھا یا ناجائز؟ ہمارے خیال میں آسمانی نکاح تو زمینی نکاح سے زیادہ مضبوط اور پکا ہونا چاہیے۔

پس سوال یہ ہے کہ باوجود محمدی بیگم کے سلطان محمد کے ساتھ آباد ہونے کے وہ آپ کی منکوحہ بھی تھی یا نہ۔ اگر منکوحہ تھی تو آپ نے اس کا بازو پکڑنے کی کوئی قانونی چارہ جوئی کیوں نہ کی؟

سوال ۸..... نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ "فسخ ہونا اور تاخیر میں پڑ جانا دو متضاد چیزیں ایک واقعہ پر کس طرح منطبق ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ نکاح فسخ اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب پہلے نکاح ہو بھی چکا ہو جبکہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح ہو چکا تھا۔ تاخیر میں پڑ گیا سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح ابھی ہونا تھا ملتوی ہو گیا یعنی نکاح ابھی ہوا ہی نہیں تھا۔ پس یہ تو بتائیے کہ کون سا پہلو سچا ہے؟

سوال ۹..... جب آپ کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ ہو چکا تھا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے جبراً نکاح پہ نکاح پڑھا لیا۔ باوجود اپنی منکوحہ ہونے کے آپ محمدی بیگم کی بیوگی کا انتظار کیوں کرتے رہے؟ وہ تو آپ کی بیوی بن چکی تھی۔ دیکھئے۔ رسول کریم ﷺ کا نکاح بھی حضرت زینبؓ کے ساتھ خدا نے انہیں الفاظ سے پڑھا تھا۔ جن الفاظ کو آپ خدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ یعنی زوجنا کھا وہ تو فوراً زمین پر وقوع پذیر ہو گیا۔ مگر محمدی کے ساتھ اس قسم کا نکاح آپ کے ساتھ تیس سال تک رہا اور آپ اس سے استفادہ نہ کر سکے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

سوال ۱۰..... اگر فرض کر لیا جائے کہ نکاح فسخ ہو گیا تو اس کی وجہ جو آپ نے بیان فرمائی ہے وہ تو جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بالکل عقل و نقل کے خلاف ہے۔ ہاں فسخ نکاح کی اور بھی کئی صورتیں ہیں۔ غور کیجئے! شاید ان میں سے کوئی وجہ واقع ہو گئی ہو اور جناب کو اس کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی لگ گئی ہو۔

وجہ اول۔ نان و نفقہ نہ دینے سے نکاح فسخ کرایا جا سکتا ہے۔

وجہ دوم۔ مرد کو کوئی متعدی خبیث بیماری لگی ہو تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔

وجہ سوم۔ اگر خاوند نامرد ہو جائے تو عورت غالباً نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔

وجہ چہارم۔ مرد اگر مرتد ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ کیا آپ مہربانی کر کے فرمائیں گے کہ ان وجوہات میں سے تو کوئی وجہ نہیں ہے؟ تلک عشرۃ کاملۃ۔

ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہونے والا ماہنامہ لولاک، رد قادیانیت کے خلاف گرانقدر جدید معلومات پر مشتمل دستاویزی ثبوت ہر ماہ مہیا کرتا ہے۔ صفحات 64 کمپیوٹر کتابت عمدہ کاغذ وطباعت اور رنگین ٹائٹل ان تمام تر خوبیوں کے باوجود زر سالانہ فقط ایک صد روپے منی آرڈر بھیج کر گھر بیٹھے مطالعہ فرمائیے۔

رابطہ کے لئے

ناظم لولاک حضوری باغ روڈ ملتان

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان